





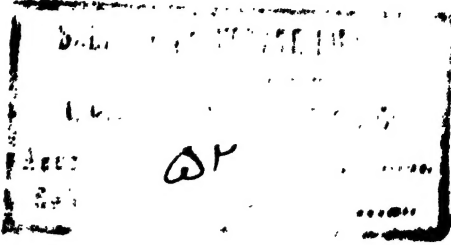


4

5







۵۲۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

یہ سورت مکرّم خریف بن اتری ہے قرطب نے کہا یہ سورت اتفاق علماء و علماء کتب کی ہے بصریوں کے نزدیک اس میں  
ایک سو اسی آیتیں ہیں اور کوفیوں کے نزدیک اکیسواٹھ اور بصریوں اور کوفیوں کے اس اختلاف  
کا سبب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قول ثُمَّ ارْسَلْنَا مَوْسٰی وَ هٰرُونَ بِآيَاتِنَا سُلْطٰنٍ مُّبٰینٍ  
مختلف ہیں آیا یہ اللہ سبحانہ کا قول پوری آیت ہی یا آیت کا بعض عبد اللہ بن مسائب نے کہا حضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی تو سورہ مؤمنین شروع کی جب موسیٰ اور ہرون کے ذکر تک پہنچ  
یا کہا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر تک تو آپ کو کہا نہی اسے لگی راہیے اپنے قوت کو چھوڑ کر رکوع کیا رواہ  
احمد و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ و غیرہ اس رفع کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ  
نے بہشت کو بنایا تو اسکو فرمایا بول رکلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ رواہ ابویوسف و اس سورت  
کے ابتدائی دس آیتوں کی فضیلت میں جو احادیث وہی ہیں ہم انکو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان کریں گے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰتِهِمْ خٰشِعُونَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ  
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلْذِكْرِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُجِهِمْ حٰفِظُونَ ۝ اِذَا عَلٰى اَرْوَاحِهِمْ  
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَلَا تَجِدُ لَهُمْ اَعْدٰی ۝ تَسْمِعُ اَبْعٰی وَاَزْدًا ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدِلُونَ  
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِآمِنَتِهِمْ دَاعُونَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

وَلَیْسَ لَهُمْ أَعْدَاءٌ ۚ الَّذِینَ یَرْتَوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خَالِدُونَ ۝ کَامِ نَکَالِ کَیِّمَانَ  
 والے جو اپنی نماز میں نوے میں اور جو کسی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو رکوع دیکھتے ہیں اور جو اپنی شہوت  
 کی جگہ تھمتے ہیں مگر اپنی عمدتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سوا نہیں اولاً ہمارے جو کوئی ڈبوٹا ہے اسکو  
 سوا ہی سودی میں صد سے بڑھنے والا اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنی قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے  
 خبردار ہیں یہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پادینکے یاغ ہٹنے سے جاؤ ذکر وہ اسی ہیں رہے عبدالرحمن  
 بن عبدالقاری کہتے ہیں میں نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ کو سنا فرماتے تھے جب حضرت رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم بروچی نازل ہوئی تو آپؐ کے مبارک چہرے کے پاس شہد کی کمین کے آواز کی طرح کچھ سنائی دیا  
 ایک بار جواب بروچی نازل ہوئی تو ہم ایک ساعت ٹھہرے آپؐ قبلہ کی طرف اپنا منہ مبارک کیا اور دونوں ہاتھ  
 اٹھائے اور فرمایا اللّٰهُمَّ زِدْنَا لَا تَقْصُصْنَا وَاکْرِمْ مَنَا وَلَا تَجْعَلْنَا وَلَا تَعْطِیْنَا وَلَا تَحْشِنَا وَآثِرْنَا وَلَا تَقْشِرْ عَلَیْنَا  
 وَادْخُلْنَا وَادْخُلْنَا بِفَضْلِکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَقْصُصْنَا وَاکْرِمْ مَنَا وَلَا تَجْعَلْنَا وَلَا تَعْطِیْنَا وَلَا تَحْشِنَا وَآثِرْنَا وَلَا تَقْشِرْ عَلَیْنَا  
 اور بت مالتی چھوڑ کر اور ترجیح دی کہ اور لوگوں کو اور بت کسب و کار اور لوگوں کو اور خوش ہو جائے اور خوش ہو جائے کہ  
 دس آئینہ آفریں میں جو شخص انکو قائم کرے (عمل کرے) انہیں وہ بہشت میں جاویگا پہرے پر یا قدس المؤمنون -  
 یہاں تک کہ دس آئینہ ختم کریں رَوَاهُ الْاِسْنَادُ بِاِسْنَادٍ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِي تَقْسِیْرِہٖ وَالنَّسَائِیُّ  
 فِي الْمَشْلُوقِ مِنْ حَدِّثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِہٖ کَمَا اَمَامُ تَرْمِذِیُّ نے یہ حدیث منکر ہے ہم کسی کو نہیں بچاتے جس نے  
 اسکو روہت کیا ہو یونس بن سلیم کے سوا اور یونس مہول ہے یزید بن یونس کہتے ہیں میں نے کہا ام المؤمنین علیہ  
 صدیقہ کے لیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کس طرح تھا تو انہوں نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا ہر انہوں  
 نے بڑا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ یہاں تک کہ پونچھو آیت والذین ہم علی صلواتہم کما فظنون تک (اور فرمایا) ایسا ہی  
 خلق جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم کا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ فِي تَقْسِیْرِہٖ بِاِسْنَادٍ اور کعب احبار اور مجاہد  
 اور ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہے کہ جب اے کمالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور سکو گاڑا اپنے مبارک ہاتھ کے  
 ساتھ تو اسکی طرف دیکھا اور سکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ کعب احبار کہتے ہیں جنت نے  
 مؤمنوں کی فلاح کے لیے بیان کی کہ اللہ نے جنت میں انکے عزت کی چیزیں طیار کر رکھیں ہیں ابو العالیہ نے  
 کہا اللہ نے اسکا تذکرہ اپنی کتاب میں آرا ابو سعید خدری سے مروی عامری ہے کہ اللہ نے بنا یا بہشت کو اور  
 کی عمارت کی ایک سوئی کی اینٹ ہو اور ایک جانب دی کی اور سکو گاڑا اور سکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ



نیچے رکبتے (اجنبی اور بیگانہ عورتوں کی طرف نظر کر کے) اور اپنے بازو دھکاتے دریا بآب کے لگے اور اس کے  
 آگے جسے آگے ہلکا جھکا نماز ادا رہے) محمد بن سیرین کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نماز میں  
 اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے حبیب آیت اتری قد اطلع المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون رتو  
 پہر انہوں نے کبھی اپنی آنکھوں کو اوجھانڈ کیا (بلکہ سجدہ گاہوں کی طرف دیکھنے لگو محمد بن سیرین کہتے ہیں  
 صحابہ رضوان اللہ علیہم جمعین فرماتے نمازی کی نظر اس کے سجدہ گاہ سے تجاوز نہ کرے اگر نمازی سمجھو  
 میری نظر نہ رکے گی اور سجدہ گاہ سے تجاوز کرے گی تو آنکھ کو بند کر لیں گے رَدَّاهُ بَنُ جَبْرِ رَدَّاهُ بَنُ آفِ حَاقِ  
 عطار کو سلام دی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سجدہ گاہ کے سوا اور طرف دیکھ لیتے تو ہرگز نہ  
 کہ یہ آیت نازل ہوئی حافظ بن کثیر کہتے ہیں نماز میں درنا اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جس نے اپنی دل کو  
 صرف مانا کو واسطے خالی کر دیا ہو ادا اور چیزوں سے خیال کو ہٹا کر نماز ہی کی طرف ہمہ تن مصروف کیا ہو  
 اور اس نے ترجیح دی ہو نماز کو غیر نماز پر ایسے نمازی کی نماز اس کے واسطے راحت کا سبب ہے اور اس کی آنکھوں  
 کی ٹہنڈک جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احمدیث میں جبکہ روایت کیا امام احمد انسانی نے  
 انہی سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا (تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے) مجھ کو خوشی  
 اور عورتیں پسند ہیں اس کی گئی ہے میری آنکھوں کی ٹہنڈک نماز میں محمد بن حنفیہ کہتے ہیں میں اپنے  
 باپ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ایک ایسے انصار کے مرد پر داخل ہو گیا جس کی ہماری ساتھ دامادی کی  
 قرابت تھی تو رات ایک نماز کا وقت آیا وہ بولا امیڑ کے لامیرے پاس وضو کے لیے پانی تو کہ میں نماز  
 پڑھ کر راحت حاصل کروں بہر اس نے ہم کو دیکھا کہ ہم نے اور پوچھا اس امر کو اُس پر تو وہ بولا میں نے سنا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے اے بلال (اور تکبیر کہ کر) ہم کو نماز کے ساتھ آرام دی ادا اس  
 سبحانہ و تعالیٰ کے قول وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعَصِّمُونَ اَعْلَاضُ سے اَعْرَاضُ عَنِ الْبَاطِلِ مراد ہے  
 اور باطل شامل ہے شکر کو جیسے یہ بعض مفسرین کا قول ہے اور شکر کے سوا اور سب معاصی کو جیسے یہ  
 دوسرے مفسرین کا قول ہے اور لغو کہتے ہیں ان اقوال اور افعال کو جن میں کچھ فائدہ نہیں ہے جیسے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا قُرِئَ بِاللَّغْوِ قُرْءَاکُمْ لَیْسَ بِکُمْ عَلَیْہِ عِلٌّ شَیْءٌ وَّ کُنْتُمْ بِمَا کُنْتُمْ یٰۤاٰوْ  
 بزرگی رکھ کر قنادہ کہتے ہیں آمی ہے مومنوں کے پاس اللہ کی قسم اللہ کے حکم سے وہ چیز جس نے ان کو  
 روک دیا ہے اس سے اور جو فرمایا وَالَّذِينَ هُمْ لِلْزُكُوٰۃِ فَاٰحِلُوْنَ تو بہت مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ

زکوٰۃ سے اس آیت میں اسوال کی زکوٰۃ ہی مراد ہے باوجود اسکے کہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ منورہ میں ہجرت  
 کے دو سر سال فرض ہوئی حافظ ابن کثیر نے کہا غرض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں زکوٰۃ کے نصاب  
 اور خاص مقادیر مقرر ہو چکی ہیں ورنہ اصل زکوٰۃ کو مکہ معظمہ میں ہی وجب تھی دیکھتے نہیں ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ  
 سورۃ انعام میں فرماتا ہے **عَالَا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَوَئَهُمْ وَلَأُنْزِلَنَّ لَهُمْ فِيهِمْ حَصَادًا مِّمَّنْ يَفْتَنُونَ** اور زکوٰۃ سے  
 کی جسدن میوہ کٹے اور یہی ممکن ہے کہ زکوٰۃ سے اس سورت میں نفوس کا شرک اور گناہوں کی چرک اور  
 آلودگی سے پاک صاف کرنا مراد ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ شمس میں فرمایا **فَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ الَّذِي فَطَرَكُمْ فَتُكْفِرُونَ** اور زکوٰۃ سے  
 منہ دھو لینے اور راد کو پہنچا جس نے نفس کو سوار اور نامرد و موہا جس نے اسکو خاک میں ملایا اور جیسے  
 فرمایا **وَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ الَّذِي فَطَرَكُمْ فَتُكْفِرُونَ** یعنی اور خرابی ہے ان مشرکوں کی جو اپنے آپ کو  
 شرک سے پاک نہیں کرتے اور یہی احتمال ہے کہ دونوں باتیں مراد ہوں نفوس کی زکوٰۃ ہی اور اسوال کی  
 زکوٰۃ ہی کیونکہ اسوال کی زکوٰۃ بھی منجملہ نفوس کی زکوٰۃ ہی کے ہے اور کامل پڑھنے سے جو اپنے نفس  
 کو شرک سے اور کفر و معاصی کے چرک و آلودگی سے ہی پاک و صاف کرے اور اسوال کی زکوٰۃ بھی نکلے واللہ  
**اعْلَمُوْا** اور یہ جو فرمایا **وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ** اے اعلیٰ از و اچھڑا دے مامکت آیتاں  
**فَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ** قسمن ابتغوا ذلک فاولئک ہم العادون تو اس سے یہ غرض ہے  
 کہ جن لوگوں نے اپنی شہوت کی جگہوں کو تمام رکھا ہے حرام سے وہ زنا اور لواطت میں نہیں بڑھتے  
 جن سے ان کو اللہ تعالیٰ روک دیا اور منع کر دیا اور اپنے ازواج اور لونڈیوں کے سوا کسی کے پاس  
 ہی نہیں پہنکتے جسکو اللہ نے ان کے لیے حلال کر دیا تو اب ازواج اور سرساری کے قرب میں ان پر  
 کوئی لعن و طعن اور کوئی سب و شتم اور کوئی ملامت والا ہونا نہیں چاہیے لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے  
 فرمایا **فَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ** یعنی مومنوں کو اپنی عورتیں پر اور اپنے ہاتھ کے مالوں پر کوئی الٹا  
 نہیں ہے اور جو لوگ اپنی بی بیان اور لونڈیاں چھوڑ کر اور جگہوں میں اپنی شہوتوں کو نکالیں اور غیر  
 محل میں اپنا پانی گرا دیں تو وہ لوگ وہی ہیں جس سے بڑھنے والے قنادہ کہتے ہیں ایک عورت نے اپنے  
 غلام کو منہ پر کر لیا اپنی شہوت رانی کے لیے اور بولی میں قرآن کی اس آیت پر عمل کر لی ہوں اے  
**مَمْلُکَتِ** آیتاں **فَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ** تو اس سورت کو امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر سے





امانتین امانت والون کو اور جب قرار کرتے ہیں یا معاملہ کرتے ہیں تو اسکو برقرار کرتے ہیں نہ منافقوں کی طرح کہ وہ امانت میں خیانت کرتے ہیں اور اقرار کو برہان نہیں کرتے حدیث میں آیا ہے اَيُّهُمَا تَزِيغُ تِلْكَ اَكْثَرُ اِذَا احْدَاكَ كَذَبٌ وَاِذَا وَحَدَّ اَخْلَفَ كُوَاذًا وَاَوْثَقَ حَانَ يَبْنِي مَنَافِقُ كِي تَمِيَنُ نِشَانِيَانِ مِّنْ حَسْبِ مَنَافِقٍ بَاثِكِرَ تَوْجُوْثِ بُولِے اور جب قرار کرتے تو خلاف کرے (پورا نہ کرے) اور جب اسکو پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يَحْضُوْنَ تَوَاسَكَ يَمْنٰى مِّنْ اِيْنِ كُوَاذِ مَنَادُوْنَ مِّنْ اَدَاكَرَتِ مِّنْ اَبْنِ سَعُوْدٍ كَهْتِے مِّنْ مِّنِيْے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا کام اللہ کو بہت پیارا ہے فرمایا نماز اپنے وقت پہ پہنچنے عرض کیا بھر کون فرمایا مان باج کے ساتھ سلوک کرنا نیکی کرنا جلدائی کرنا تینے عرض کیا بھر فرمایا جہاد (لڑنا) اللہ کی راہ میں اَخْرَجَاهُ نَبِيَّ الصَّيْحَانِيْنَ اور عالم کے مستدرک میں یہ لفظ مین نماز کو ادا کرنا اسکو اول وقت میں آہن سٹو اور سترنے اس آیت کی تفسیر یہی بیان کی ہے کہ اس آیت میں نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا مراد ہے اور یہی قول ہے ابوالضحیٰ اور علقمہ بن قیس اور سعید بن جبیر اور عکرمہ شکا اور قتادہ کہتے ہیں کہ اس میں صرف موثقت کی محافظت ہی مراد نہیں ہے بلکہ موثقت اور رکوع اور سجود سب کی محافظت مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان اوصاف کو جنکے ساتھ مومن بہت عفت ہو کر حبت میں داخل ہو کر کیا مستحق ہوتا ہے نماز ہی کے ساتھ شروع کیا ہے اور پھر اسی صفت پر ختم کیا ہے یہ عظیم و شرف دلیل ہے نماز کو افضل ہونے پر اور اعمال سے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِسْتَقِيْمُوْا وَاكْبَحُوْا رَاْعِلْمَا اِنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يَخَافُ عَلَ الْوُضُوْءِ اَلَا مُمْسِيْنٌ اپنے سید جلد اور تم پر راند کر سکا اور جانو کہ تمہاری کاموں میں جو عمدہ کام نماز ہے اور زمین محافظت کرنا وضو پر بگر مومن اور جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومنین کی صف میں فرمایا کہ وہ ان صفات حمیدہ اور افعال شفیہہ کو ساتھ قائم رہتے ہیں تو فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرْتَوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ صحیحین میں ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ فَاَسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهَا اَعْلٰى الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَمِنْهُ نَجْرُ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ وَفَوْقُهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ مِّنْ حَسْبِ تَمَامِے بہشت مانگو تو فروروس مانگو اسلیے کہ وہ بہشت کا عمدہ مقام ہے اور بہشت کا (دل) ہے اور اسی جو حبت کی ندریان پہنچتی ہیں اور اسی کے اور پر حمن کا تخت ہے اور ہر وہ کہتے ہیں جن جن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں ہے مگر اسکو علیہ دو مقام میں ایک مقام بہشت میں اور ایک دوزخ میں اگر مر گیا اور دوزخ میں گیا تو بہشت والرا ایک مقام کے

دارت ہو جائی ہیں اور یہی تفسیر ہے اس عرذیل کے قول اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ کی مجاہد کہتے ہیں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسکے لیے دونوں میں نہیں ہیں ایک بہشت میں اور ایک دوزخ میں رہا مومن تو اسکا وہ گھر بنایا جاتا ہے جو بہشت میں ہے اور اسکا وہ گھر بنایا جاتا ہے جو دوزخ میں ہے اور رہا کافر تو اسکا وہ گھر بنایا جاتا ہے جو بہشت میں ہے اور وہ گھر بنایا جاتا ہے جو دوزخ میں ہے اور سعید بن جبیر سے بھی ایسی مثل مروی ہے حاصل ہے کہ مومن بنارزل کفار کو دارت ہو جاتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی عبارت کے واسطے بنایا تو جب مؤمنوں کو اس عبادت کے ساتھ قیام کیا جو ان پر واجب ہے اور کفار نے اسکو چھوڑ دیا جسکے ساتھ وہی ماسور تھے اور جسکو لیے پیدا کیے گئے تھے تو لے لیا مومنوں نے کفار کا چھوڑا لکن وہ اپنے رب عرذیل کی اطاعت کرتے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ مسلمانوں میں سے پہاڑوں کی طرح گناہ لیکر آویں گے تو انکو اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا اور ان گناہوں کو بیود اور نصاریٰ پر کہہ دیگا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللَّهُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ يَهْوِيًّا اَوْ نَصْرًا رَّيًّا كَيْفَالَ هَذَا اِنْكَارَكَ مِنَ النَّارِ يَنْبِیْ حَب قِيَامَتِ كَادُنْ هُوَ كَانُو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک بیودی یا ایک نصرانی دیگا اور فرما دیگا یہ نیز بدلا ہے دوزخ سے عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل نے ابو بردہ سے کہتے ہیں کہ میں نے بارہم کرامی اللہ کی کہ تیرے باپ نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یقیناً بیان کیا ہے راوی کہتا ہے تو ابو بردہ نے عمر بن عبد العزیز کو واسطے حلف اٹھائی حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور یہ آیت ہی ویسی ہی ہے جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُفِیْ لَهَا رَحْمَتُنَا مِنَ الْجَنَّةِ الَّتِي نَمَسَّوْهَا بِمَا كَانْتُمْ تَعْمَلُونَ اور یہ وہ بہشت ہے جسکے وارث ہوئے تم بدلا اپنے کاموں کا مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حبش رومی زبان میں فردوس کو کہتے ہیں بعض سلف کا یہ قول ہے کہ حبشستان میں انکو نہ ہوں اور فردوس نہیں کہتے فالسہ اعلم انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیر فتح البیان کا بیان ناخبر یہ ہے کہ حرف قدایت قدائم میں مومنین کی فلاح کی تائید کے لیے ہے اور اس چیز کے ثبوت کے لیے جسکو ثبوت کی پہلے سراسید ہر قالہ الفکر یا زمانہ ماضی کو زمانہ حال کے قریب کر نیکیے لیے تو نہیں دیکھتا کہ باسچون نمازوں کے قائم ہونے سے پہلے کہا کرتے ہیں قد قامت الصلوٰۃ اور حاصل یہ ہے کہ فلاح ان لوگوں کے لیے حاصل ہے جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہیں اور یہ لوگ احوال ہی اسی فلاح پر ہیں اور فلاح سے مراد کے ساتھ تعجیب ہونا اور مقصود کو حاصل کرنا اور

کر وہ درجات پا کر اور بعض نے کما فیہ من ثوابی رہنا مراد ہے اور خشوع کو بعض نے افعال قلوب سے قرار دیا ہے خوف اور  
 بہت کی طرح اور بعض نے افعال جوارح سے سکون اور ترک التفات اور عبت کی طرح اور خشوع لغت میں سکون اور  
 تواضع اور خوف اور تدلل کو کہتے ہیں اب لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا خشوع نماز کے فرائض میں ہو یا  
 اسکے فضائل میں ہو وہ قولوں پر بعض نے کہا صحیح پہلا قول ہے اور بعض نے کہا دوسرا قول صحیح ہے اور عبد الوہاب  
 بن زبید نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے ہر کہ بندہ کو کے لیے کچھ نہیں ہے اسکی نماز میں ہو مگر وہی جو سمجھے اسکو نیکی  
 نے اپنی تفسیر میں حکایت کیا کہ اس قول کے صحیح ہونے پر اللہ تعالیٰ کا قول دلیل ہے اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ  
 الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى كُلِّ لُبٍّ اَفَلَا يَتَفَكَّرُونَ کیا دیکھا ہے کہ قرآن میں یادوں پر لگ رہے ہیں انکے  
 قفل اور تذبذب و تردید و توقف علی المعنی تصور نہیں ہے اور یہ طرح فرمایا اَفِيضِ الصَّلٰةَ لِيْذَكَّرُوْا اور غفلت نہ کر  
 کے مخالف ہے اور اسلیلی فرمایا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور اسقفل کے صحیح ہونے پر اللہ کا یہ قول ہی دلیل ہے  
 حَتّٰى تَقَعُ لَكُمُ الْمَآثِقُ فَاُولٰٓئِكَ اس میں متوالی (شراب و مست کو) نماز کے قرب سے منع کیا ہے جب تک اپنی بات  
 کو نہ سمجھنے لگے تو جو شخص دنیا کے ہوم غموم میں مستغرق ہو اور ڈوبا ہوا وہ بھی متوالی کے جا بجا اور قائم مقام اور  
 نائب مناسب ہے محمد بن سیرین **مسئلہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ**  
**سلم جب نماز پڑھتے تو اپنی انگلیں آسمان کی طرف اٹھاتے پھر اتری یہ آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ** الذین ہم نے  
 صلواتم غاشعون اور عبدالرزاق نے زیادہ کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ (و حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خشوع کرنا کہ  
 پھر انکی نظر اپنے سجدہ گاہ سے نہ ہٹتے اب ہر یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو اپنی  
 نظر آسمان کی طرف اٹھالیتے پھر آیت باب اتری تو اپنے اپنے سر کو جھکا لیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَخَّرَ  
 الْیَمَامَیْنِ فِی سُنْبُلِہِ عَلٰی کہتے ہیں خشوع سے دل میں ڈرنا مراد ہے اور یہ کہ توابنا باز درود مسلمان کے لیے جھکا دی  
 اور نرم کرے اور یہ کہ توابنا نماز میں اور ہر دو ہر دو دیکھے بعض نے کہا خشوع سے دل میں ڈرنا اور جوارح کو تھیرانا  
 مراد ہے پھر وہ نہیں کہتے دانتے اور نہ بائیں اور امام غزالی نے اسکو نماز کے فرائض میں شمار کیا ہے اور بعض  
 کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہیں ہوا سب سے کہ خضوع اور خشوع کی شرط اجماع فقہائے مخالف ہے تو اسکی طرف تعلق  
 نہیں چاہیے اور نماز میں خشوع کے مشرور ہونے اور ادھر ادھر دیکھنے کو منع ہونے میں اور آسمان کی طرف  
 نظر کے اٹھانے کو منع ہونے میں حدیثیں دارہ میں جو حدیث کی کتابوں میں معروف ہیں بزجاج نے کہا لغو  
 وہ ہر باطل اور اٹھا اور نہ ل اور مصیبت ہے اور وہ قول اور فعل جو عمدہ نہیں ہے اور اسکی تفسیر سورہ بقرہ میں

گندہ کی ضمانت کے کما لغو یہاں آیت سورہ مؤمنون میں شکر کہ مراد ہر حسن کے کما جمیع معاصی مراد ہیں بعض  
کما لغو سبب ختم کے ساتھ کفار کا معارضہ مراد ہی ابن عباسؓ نے کما لغو باطل ہے بعض نے کما لغو سورہ جہنم  
مراد ہی جو حرام ہو یا مکروہ یا وہ مباح جسکی طرف کوئی ضرورت اور حاجت داعی نہ ہو اور سمجھنے میں کہ وہ ایسی  
چیز میں کو شان اور سعی میں جسکو انکو ٹٹا کرنے سے روک لیا ہے اور پہل انہ نے انکی وصف کی شوع کے  
ساتھ ہم لغو سے اعراض کے ساتھ اس میں اسنے انکی لیے فعل اور ترک کو اکٹھا کر دیا جو وہ دونوں نفوس  
ناگوار ہیں اور یہی دونوں تکلیف کی بنا کی اساس بنیاد اور قاعدہ ہیں اور اعراض عن اللغو سے ان کا  
اس سے بچنا مراد ہے اور انکا اسکی طرف توجہ نہ کرنا اور آیت کا ظاہر تو یہ ہے کہ ہر وقت لغو سے اعراض کے  
ساتھ متصف ہیں تو اس میں نماز کا وقت بطریق ادلی و خل ہوگا اور حبلہ اسمیہ ہی اسی امر کا مفید ہے  
اور وَالَّذِينَ هُمْ لِلرَّكْعَةِ فَعِلُونَ مین فعل نہ کوۃ سے اور نہ کوۃ مراد ہے تو ادا کرنے سے فعل کے  
ساتھ تعبیر کی اسلیے کہ ادا کرنے پر فعل صادق آتا ہے یا نہ کوۃ سے مراد مصدری سمجھنے میں اور وہ ایسے چیز  
ہے کہ فاعل سے صادر ہوتی ہے اور بعض نے کہا نہیں نہ کوۃ سے عین نہ کوۃ مراد ہے پر ضاف مخذوف ہی  
اور تقدیر عبارت یوں ہے وَالَّذِينَ هُمْ كَتَابًا يَتَوَاتَرُونَ فَعِلُونَ فرج بولاجاتا ہے مراد عورت دونوں  
کی شرمگاہوں پر تو فرج وہ اسم ہے مرد اور عورت کی شرمگاہ کا اور اسکی حفاظت شرم مراد ہے کہ وہ اسکو ان  
جگہوں میں استعمال کرنے سے روکتی ہیں جہاں اسکا استعمال کرنا حلال نہیں ہے بعض نے کہا آیت میں خاں  
مرد مراد ہیں عورتوں کے سوا اور سب دلیل اسکا یہی قیل ہے اَلَا عَلَىٰ آذَانٍ جَعِلَ الْاٰتِیَہ اور دوسرا اس امر پر  
اجماع ہو چکا ہے کہ کسی عورت کو یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے غلام ملک سودگی کر او سے علامہ ابو لطیف محمد بن  
حسن خان صاحب بہادر کہتے ہیں کہ یہ آیت خاص مردوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اسلیے کہ کسی عورت کو  
یہ امر جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ملک کے فرج کے ساتھ غلامہ اٹھاوے قاسم بن محمد سے پوچھا گیا متعہ کو جواز  
عدم جواز کی بابت تو انہوں نے جواب دیا کہ متعہ کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے ہر اہل حق نے  
اسی آیت باب کو پڑھا علامہ ابو لطیف نے کہا یہ آیت نکاح متعہ کے حرام ہونکی دلیل ہے اور اس آیت سے بعض  
علم والوں نے مشیت زنی کی حرمت پر دلیل لی ہے اسلیے کہ وہ بھی ان دونوں کیفیتوں کے سوا ہر جن کو  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیان کیا ہے تو وہ جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام شوکانی نے اس مسئلہ میں  
ایک رسالہ لکھا ہے جسکو نامزد کیا ہے بلوغ الحسنی فی حکم الاستنساخ کے ساتھ اور اس میں منہ اور جواز کے

ولائل بیان کیے ہیں ادا ان میں سے راجح کو ترجیح دی ہے مترجم عفا اللعنہ کتابہ سلمان جبل نے لکھا ہے  
 کہ مشقت زنی جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام احمد بن حنبل اس کو جائز خیال کرتے تھے اور سپر دلیل یہ ہے  
 کہ یہ فضلہ ہے بدن کا جبکہ اخراج جائز ہے فسد اور محابست رجحانی لگانے کی طرح لیکن تین شرطوں کو ساتھ  
 اول تو یہ کہ زنا سے ڈرنا ہو دوسرا یہ کہ اس کو حرمہ طریبا لٹوئی نہ خرید سکتا ہو جیسے اس شرط کو انہوں نے کتاب  
 الفتی میں بیان کیا ہے تیسرا یہ کہ اپنے ہاتھ سے نکلے اور اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنی بی بی یا لونڈی کو  
 ہاتھ سے منی نکلوائے تو جائز ہے اور اگر بیگانی عورت کے ہاتھ سے نکلوائے تو حرام ہے مخصا من الرازی -  
 مترجم عفا اللعنہ کتابہ امام احمد بن حنبل اگرچہ پیشوای اہل حدیث و قرآن ہیں لیکن ان کا یہ قول صریح  
 اس آیت کو مخالف ہے اور ہمیر کچھ اسکا ماننا محبت نہیں ہو قرآن نے منی کے اخراج کی دو ہی صورتیں بیان  
 کی ہیں تیسری چوتھی پانچویں دماغی ہا کو عدوان قرار دیا ہے عفا اللعنہ عنہم وعن سائر المسلمین آفات  
 وہ ہے جبیر لوگوں کو امین جانا جاوے اور عہد وہ ہے جبکہ اللہ کی طرف سے لکے ساتھ معاہدہ ہو یا بندہ کی  
 طرف سے اور عہد اور امانت اور دین اور دنیا کی ہر اس امر کو جمع کر لیا ہے جسکو ساتھ انسان تکلف ہو بہر باعتراف  
 وار نہ ہو گا کہ جو لوگ ان سات و صفوں کو ساتھ موصوف میں انہر کیونکر فلاح کا حکم لگایا گیا باوجود اس کے  
 کہ اللہ نے ان عبادات کا تو ذکر ہی نہیں کیا جو نماز کے علاوہ انسان پر واجب ہیں جیسے روزہ اور حج اور  
 امانت عہد و عام ہے تو ہر عہد امانت ہو اور رعایت و حفاظت مراد ہے اور راعی وہ شخص ہے جو کسی چیز  
 کی حفاظت اور اصلاح پر مقرر ہو جیسے بکریوں کا چرانے والا اور نماز کی حفاظت سے اسکا قائم کرنا مراد ہے  
 اسکے وقتوں میں اور پورا کرنا اسکے رکوع اور سجود اور قنوت کا اور ان اذکار کا جبکہ شائع علیہ السلام نے  
 مقرر فرمایا ہے ابن مسعود سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز کا قرآن میں بہت ذکر فرمایا ہے پس فرمایا  
 اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَواتِہِمْ دَائِمُونَ اور فرمایا اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَواتِہِمْ یُحْفَظُونَ بولانا مع و نو  
 آیتوں میں نماز کے اپنے وقت میں ادا کر نیکی تاکید ہے لوگوں کو کہا ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ان آیتوں میں  
 نماز کے چوڑنے سے بچنا مراد ہے وہ بولنا نماز کا چوڑ دینا تو کفر ہے پہلی آیت میں اللہ نے مؤمنین کی نماز  
 میں خشوع کرنے کے ساتھ وصف بیان کی ہے اور پھیلی آیت میں نماز پر محافظت کی وصف مذکور فرمایا  
 ہے تو آیت میں تکرار نہیں ہے اور طہارات نماز پر محافظت کرنے میں داخل ہیں اس لیے کہ طہارات نماز کی  
 شرطوں میں سے ہیں اور ان کے بجا لانے کے سوا نماز پر محافظت ممکن نہیں ہے ہر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں









جیسے فرمایا اَلَّذِينَ خَلَقَكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّعِينٍ فَجَعَلَكُمْ فِيهِ رُفُقًا رَافِقِينَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ فَهَذَا رَأْيُنَا فَمَنْ اَفْلَحُ  
یعنی کیا ہم نے نہیں بنایا تمکو برقیقہ پانی سے ہر کما اسکو ایک جیسے شیر او میں بنے جسم میں ایک عدد مقرر تک ہر ہم  
کر سکے سو کیا خوب بکت والو میں دلندا ایمان فرمایا تم خلقنا النطفه علقه اور نطفه و دھوا پانی ہے جو نکلتا ہے موی  
پیشہ اور صورت کی چھاتی سے پہلے وہ ایک سنج سی ہٹکی ہو جاتی ہے لہٰذا ہی عکسہ نے کہا علقہ خون کو کہتے ہیں جسے  
وہ نطفہ پہر خون ہو جاتا ہے ہر گوشت کی بوٹی جسکی کوی شکل نہیں ہوتی اور اس میں کوی خط یا دھاری بھی نہیں  
ہوتی پھر اس گوشت کی بوٹی کا سر بنتا ہے اور دو ہاتھ اور دو پاؤں پڑیوں اور پھون کر سمیت اور عروق کر سمیت  
ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ جَسَدٍ اِنْ اَدْرَجَ بِلَا عَجَبٍ اَلَّذِي مِنْهُ يَرْجُو  
یعنی ابن آدم کا سارا وجود گھل جاتا ہے (مرنے اور دفون ہونیکے بعد) مگر عجب الذنب کی ہڈی کہ اسی سے آدمی بنا کر  
اور اسی سے پھر (دوبارہ بنانے کیوقت) ترکیب یا جاو دیکا اور اس بوٹی کے اعضا بننے کے بعد ہر اس پر گوشت پنا یا  
جاتا ہے پھر اس میں روح کو پہنکا جاتا ہے پھر حرکت کرتا ہے اور آجاتا ہے ایک نئی صورت میں جس میں کان  
ایں اور آنکھیں اور اوراک اور حرکت اور ضبط اب سو بڑی برکت اسکی جو سب سے بہتر ہے بنا ہوا لا ابر الہی  
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں جنطیغ پر چار عینے گدربانے ہیں تو اسکی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا  
ہے جو اس میں روح پہنکتا ہے تین اندھیر دن میں ہی معنے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول لَقَدْ اَنشَاْنَا مَخْلَقًا اَخْرَجَ  
اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور ابن ابی العالیہ اور ضحاک اور یحییٰ بن انس اور سندی اور ابن ابی  
کاکا ظن آخر سے روح کا پہنکنا مراد ہے اور اسکیو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور عوفی نے ابن عباس سے نقل  
اَنشَاْنَا مَخْلَقًا اَخْرَجَ کی تفسیر میں دہت کیا کہ اسکو ایک سال سے دوسرے مال کی طرف نقل کیا جاتا ہے یہاں تک  
کہ طفل ہر ک خارج ہوتا ہے پھر پردہ میں پاتا ہے لگین میں پھر بالغ ہوتا ہے پھر جوان پھر اوٹیر پھر شیخ پھر بوڑھا  
اور قدامہ اور ضحاک سے بھی ایسے ہی مروی ہے اور ان اقوال کے درمیان کوی مناسقات نہیں ہے ایسے کہ  
جبکہ اس میں روح پہنکی جاتی ہے اس میں یہ انتقال شروع ہو جاتی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب صادق ہیں اور صدق ہیں کہ ایک تمہارا  
انبیان کی پیدائش (دبیا ہی نطفہ) نکال رہتا ہے پھر وہ خون ہو کر چالیس دن خون ہی رہتا ہے پھر وہ بوٹی  
ہو کر چالیس دن تک بوٹی رہتا ہے پھر اسکی طرف اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پہنکتا ہے اور  
اسکو حکم دیتا ہے چار دنوں کا اسکی روزی اور اسکی عمر اور اسکے عمل (کہنے) کا اور آیا وہ شقی (بد بخت) ہو یا سعید

رنگ بخت (بہر افسوس) کی قسم جسے سوا کوئی پوچھنے کو لائق نہیں ہے ایک تمہارا ضرور عمل کہ تمہارا ہوتا ہے بہشت بلوں  
 کے بہانہ تک اسکے اور بہشت کو درمیان اتنا ہی فاصلہ رہتا ہے جس قدر ایک ہاتھ تمہارا ہے بہر افسوس تقدیر غالب  
 آجاتی ہے اور تمہارا انجام دوزخیوں کو کام پر ہوتا ہے پہرہ دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور ایک آدمی دوزخیوں کو کام  
 گزارتا ہے بہانہ تک دوزخ میں اور اس میں اور کوئی فاصلہ نہیں ہوتا سوا ایک ہاتھ کے تو اس پر تقدیر غالب آتی  
 ہے اور تمہارا انجام بہشتیوں کے کام پر ہوتا ہے اور وہ بہشت میں داخل ہوتا ہے اَلْحَدَّ جَاہُ مِنْ حَدِّ ثِيَابِ كَيْفَا  
 بِنِصْفَانِ اَلَا غَمَّشَ عَنِ الْمَدِينِ سَعُوْ كَهْتَمِيْنَ مِنْ لُطْفِ حَبِ حَمِّ مِّنْ ثُجَابَاہُ تُوْدَ (عورت کے) ہر بال اور ناخن  
 کی طرف اڑتا ہے پہرہ چالیس دن لطف ہی رہتا ہے بہر رحم کی طرف لوٹ کر پہلی (رخون) ہو جاتی ہے رَدَّ اُ  
 اَبْنِ اِلْحَا تَبِ عَبْدِ الْمَدِينِ سَعُو كَهْتَمِيْنَ مِّنْ اِيْكَ يَهُودِيْ حَضْرَتِ صَلٰى اَللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو گذرا اور آپ باتین کے  
 تھے اپنے صحابہ کو قریش کے لوگ بولے اے یہودی شخص (محمدؐ) کہتا ہے کہ میں نبیؐ پیغمبرؐ ہوں وہ بولا اے  
 اس شخص سے ایک بات پوچھتا ہوں جس کو نبیؐ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا عبد اللہؑ کہتے ہیں پہرہ یہودی حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا یہاں تک کہ بیٹہ گیا اور بولا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انسان کی پیدائش کس  
 چیز سے ہے تو آپؐ فرمایا اے یہودی انسان ہر ایک (مرد اور عورت) کو لطف سے پیدا ہوتا ہے مگر لطف  
 سے ہی اور عورت کے لطف سے ہی بہر مرد کا لطف تو وہ گارہا ہوتا ہے اس سے بچے کی ڈھانچا اور پیڑ طیار ہو  
 میں اور عورت کا لطف تو وہ چلا ہوتا ہے اس سے گوشت اور خون بنتا ہے تو وہ یہودی بولا اے طرح کہتے تھے  
 وہ نبیؐ جو بچے پہلے تھے رَدَّ اُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ خَلِیْفَةُ بِنِ سَعْدِ غَفَارِیْ کہتے ہیں کہ میں نے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے داخل ہوتا ہے فرشتہ لطف پر جب رحم میں قرار گیر جاتا ہے  
 چالیس رات کے بعد اور کہتا ہے اے میرے رب یہ بخت ہے یا نیک بخت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دونوں لکھا ہو  
 گے اور لکھتا ہے وہ فرشتہ اس کا عمل اور اس کی عمر اور اس کی مصیبت اور اس کی رزق بہر لپٹا جاتا ہے وہ صحیفہ بہر  
 نہ اس پر زیادہ کیا جاتا ہے اور اس میں کمی مقصود ہو سکتی ہے رَدَّ اُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَوَّاهُ مُسْلِمٌ  
 فِیْ مِصْبَحِہٖ مِنْ حَدِّ بَنِّ سَفِیَّانَ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ عَمْرِو وَهُوَ اَبْنُ دِنَارٍ رَّحْمَہُ مِنْ طَرِیْقِ الْخَرَعِ  
 اَبِی الطَّعْنَلِیِّ عَامِرِ بْنِ دَاوُدَ عَنْ حَدِّ یَقْفَہُ اَبْنِ اُسَیْدٍ اَبْنِ سُرَّجَةَ الْغِفَارِیِّ یَخْبِرُہُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَمْرًا  
 رَفَعَا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کے ساتھ ایک فرشتہ کو کل کیا ہے جو کتنا اے میرے رب یہ لطف ہے اے میرے  
 رب یہ لطف (پہلی) ہے اے میرے رب بولی ہے جب اس کے بنانے کا اللہ ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ عمر

کرتا ہے اور میرے سب سے زیادہ کج بخت یا نیک بخت اس کی روزی کس قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب باتیں اس وقت کہی جاتی ہیں جب یہ سپٹ مین ہوتا ہے اَخْرَجَاهُ فِي الْفَيْحِ خَالِيًا مِنْ حَكَايَةِ الْحَمَادِ بْنِ زَيْدٍ یہ اور جب اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اپنی قدرت کا اور اپنی باریک بینی کا اس لفظ کی پیدائش میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف یہاں تک کہ وہ انسان برابر کامل الخلق ہو کر باہر نکلا فرمایا تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ عمر بن خطاب کثیر ہیں مینے موفقت کی اپنی مالک کی اور اس نے موفقت کی سیر و جاربہ تون میں اتاری پاتیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ آخر آیت تک تو میں نے کہا فتبارک اسمہ حسن الخالقین تو یہ آیت اتاری تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَالٍ زید بن ثابت کثیر ہیں پڑھی مجھ پر آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ سے خلقا آخر تک تو معاذ ہوا فتبارک اسمہ حسن الخالقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے معاذ تو عرض کی یا رسول اللہ آپ کیوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں لفظون پر یہ آیت ختم ہوئی ہے رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَالٍ خاتم الیقینا حافظ ابن کثیر نے کہا احديث کہ سند میں جابرجہی ہے جو بحث ضعیف ہو اور اس کی احديث میں بحث نکارت ہو اور وہ اس لیے کہ یہ سورت کو میں اتاری اور زید بن ثابت تو مدینہ میں کاتب وحی تھے اور ایسا ہی معاذ بھی مدینہ منورہ ہی میں مشرف باسلام ہوئے و اللہ اعلم اور جو فرمایا تَعْلَمُوا أَنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَلِكُوتُ الْآيَةِ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تم عدم سے موجود ہونے کے بعد مر جاؤ گے پھر قیامت کر دن دوسری بار اٹھا مر جاؤ گے جیسے فرمایا لَكُمْ اللَّهُ يَلْقَاكُمْ فِي الثَّنَاءِ الْآخِرَةِ یعنی پھر اللہ دوسری بار اٹھاؤ گیگا قیامت کے دن اور ارواح کو اجا کی طرف لوٹاؤ گیگا اور مخلوق کا حساب ہو گا اور ہر عامل کو اسکے عمل کے مطابق اور ہر فاعل کو اسکے فعل کے موافق جزا سزا ملے گی اگر اجا کلام کیا ہے تو عمدہ جزا ملے گی اور اگر باغی کی ہے تو عذاب ابدی میں گرفتار ہو گا وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ فتح کا بیان یہ ہو کہ انسان جو جس انسان مر جائے کہو کہ انسان انجو باپ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ضمن میں ہی پیدا ہوئے ہیں اور بعض نے کہا بیان انسان سے آدم مراد ہے اور سلام کہتے ہیں خلاصہ کو بعض نے کہا اس میں کا نام ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اس کا نام سلاما اس لیے کہ وہ ساری شئی جن لی گئی تھیں مین سُلَالَتِ الشَّجَرَةِ مِنَ الْعَجِينِ وَ اسْتَيْفَ مِنَ الْقَمَرِ فَاَسْتَلَّ بَيْنَهُ بَيْنَهُ بَالِ كَرَاتِي سے کہنیچہ لیا اور تھوڑا کر کو میان سے پہر وہ نکل آئی تو لفظ

انسان کا خلاصہ ہوتا ہے اور بچہ سلیل علامہ ابو لطیف نے کہا اور تابعین کے سلالہ کی تفسیر میں اقبال میں خلیجی طرف سے ہے اور ثلث جملہ میں ضمیر میں انسان کی طرف ہے باعتبار انسان کو افراد کے کہ وہ آدم کی اولاد میں یا کہ وہ کہ مصنف مخدوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ثلث جملہ میں یعنی یہ کیا ہے اسکی نسل کو جب انسان سے آدم مراد لیا جاویں اور نطفہ کی تفسیر سورہ حج میں گندری اور سیطرح علقہ اور رضغہ کی تفسیر یہی اور قرار کیگز سے رحم مراد ہے اور یہ نطفہ کو علقہ بنا کر سے یہ مراد ہے کہ یہ سب جانہ و تعالیٰ نے نطفہ مبصا کو علقہ حمراء بنا دیا پھر اس کو گوشت کی بوٹی بنا دی پھر اس ساری بوٹی یا بعض بوٹی کی ہڈیاں بنا دیں تو کہ بدن کے لیے ستونوں کے قائم مقام ہوں خاص شکلوں پر یہ ہڈی کو اس قدر گوشت پہنا یا جو اسکے لائق ہے اور اسکے حال کے مناسب ہے پھر ہم نے ایک اور پیدائش کی جو پہلی پیدائش کے مخالف ہے وہ یہ کہ اس میں روح پہنکی ہے پچھ کہ وہ جادوتا قالہ ابن عباس اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور حسن اور ابو العالیہ اور یحییٰ بن النضر اور سدی اور شحاک اور ابن دیکہ اور سبکیہ ابن زید نے پسند کیا اور بعض نے شجرۃ آفشاۃ کہ خلقاً اخذ کی تفسیر میں کہا کہ ہم نے اسکو دنیا کی طرف نکالا اور بعض نے کہا خلق آخر سے بالوں کا اگانا مراد ہے اور بعض نے کہا دانتوں کا نکلتا خلق آخر ہے قالہ ابن عباس ایضا اور بعض نے کہا خلق آخر سے ان قوے کا کامل کرنا مراد ہے جو اس میں پیدا ہوئے بعض نے کہا خلق آخر سے کمال شباب مراد ہے بعض نے کہا خلق آخر سے اسکے احوال کا پھر نام مراد ہے ولادت کو بعد استئصال سے رضاع کی طرف اور رضاع سے قعود کی طرف اور قعود سے قیام کی طرف اور قیام سے شئی کی طرف اور شئی سے فطام (دودھ چھوڑنے) کی طرف اور فطام سے کماؤ پینے کی طرف اور پیر بلع ہونے کی طرف اور پیر شہون کی طرف اگر جانے کی طرف الی ما لانا یتا کہ اور صحیح امر یہ ہے کہ خلق آخر شامل ہے ان سب کو اور انکے سوائے ادر اور اک اور حسن مجاہدیت اور تحصیل معقولات کو کیا تاکہ کہ مراد کر خنی کہتے ہیں ہم نے نطفہ کو اسکے صفات سے تخیل کر کے ایسی صفت میں نقل کیا جسکو وصف کرنے والوں کی وصف احاطہ نہیں کر سکتے تو اسہی تنظیم اور ثما کا استحقاق رکھتا ہے اور وہ بہت اچھا ہے بنا کر والوں کا اور خالقین سے مصورین مراد ہیں اور اصل میں خلق کہتے ہیں اندازہ کرنے کو صالح ابو الخلیل کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو آپ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جسکو ماہ میں میری جان ہے یہ آیت اسی جملہ پر ختم ہوئی جسکے ساتھ تو نے کلمہ کیا ہے اور عمر اس کہتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا میں نے موفقت کی اپنے مالک (عز وجل) سے چار باتوں میں پہلے عرض کی یا رسول اللہ کاش ہم نماز پڑھیں مقام

ابراہیم کے پیچھے تو اللہ تعالیٰ نے ہماری آیات دیکھ کر اُن سے متعلق اُن کو اہدیت مصلیٰ اور سینے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی بی بیوں پر حجاب بفرما کرین کیونکہ آپ کے پاس نیک بدمرستم کے لوگ آتے ہیں تو ہماری آیت نے یہ آیت دیا سَأَلْتُهُمْ مَتَاعًا فَنَالُوهُم مِّنْ دُونِ مَا حِجَابٌ اور میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج سے تم ضرور باز رہو (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے) ورنہ بدامین دیگا اللہ ہی کو مبیالز بہتر سے تو ہماری اللہ نے یہ آیت عَنِ رَبِّكَ إِنَّا ظَلَمْنَاكَ فِي الْأَمْرِ هَذَا تَمَكُّدٌ لِّكَ آخِرَاتِ تَمَكُّدٌ لِّكَ آخِرَاتِ (سورہ مؤمنون کی) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ لَّا تَدْرِي هُوَ أُنْثَىٰ أَمْ نَذْرًا إِنَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ لَشَدِيدٌ (سورہ المؤمنون کی) ہر ہماری اللہ نے یہ آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) اخراجہ الطیالیسی ابن ابی حاتم و ابن مردودہ و ابن عساکر ہر علامہ نے زمین ثابت کچھ حدیث کو بیان کیا جس میں جابجہ ضعیف ہے، وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَ مَا كُنَّا عَنْ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝ اور ہم نے بنائے ہیں تمہاری اوپر سات راہیں اور ہم نہیں غفلت سے بخبر حب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کو بیان فرمایا تو اس پر سبع سموات کی خلق و پیدائش کا عطف ڈالا اور ایسا بہت ہے کہ اللہ سبحانہ نے سموات اور ارض کی آفرینش کو انسان کی پیدائش کے ساتھ بیان کیا ہے کہ قَالَ تَاللَّهِ لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کا بنانا لوگوں کے بنانے سے بڑا ہے اور ایسا ہی اللہ سبحانہ کی ابتدا میں جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجہ کے دن کی صبح میں پڑھتے تھے سموات اور ارض کی پیدائش کو مذکور فرمایا ہے پھر انسان کی پیدائش سلاطین سے بیان کی ہے اور معاد اور جزا وغیرہ ان کے مقصودوں کو اس میں کہولا ہے مجاہد نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے تَبَارَكَ الَّذِي مَخْلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِي بَيْنَهُنَّ يَتَنَبَّأُ بِغُيُوبِهِمْ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنا کر اللہ نے سات آسمان تہ پتہ اور اس آیت کی طرح اللہ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمَنْ فِي بَيْنَهُنَّ مِثْلَهُنَّ تَتَذَكَّرُ الْآفَرُ يَتَنَبَّأُ لِنَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین ہی اتنی بات ہے حکم ان کے یہ تو تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں ہر چیز کمالی اور ایسا ہی اس آیت میں بیان فرمایا کہ مجھے تمہاری اوپر سات راہیں بتایا اور یہ جو فرمایا کہ ہم نہیں میں خلق سے بے خبر تو اس کے یہ سمجھنے میں کہ وہ جانتا ہے جو چاہتا ہے زمین میں اور

اور جو اس سے نکلتا ہے اور جرات ہے آسمان پر اور جو اس میں چڑھتا ہے گمافاں کمال تعالیٰ بیکمہ مایلیٰ فی  
 الْأَرْضِ وَمَا يُخْرِجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا  
 تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُجْعَلُ الْأُمُورُ يُوجِزُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَيُوجِزُ  
 النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنی وہ جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے  
 نکلتا ہے اور جرات ہے آسمان پر اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہاری ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور  
 جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے سہیگا ہر راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اندر ہی تک پہنچتو میں سب کام دیکھ  
 کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور ہر کو خبر ہے حیوں کی بات کی اور ایک آسمان  
 دوسرے آسمان کے لگے اس سب جانہ و تعالیٰ کے لیے حجاب و پردہ نہیں ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کے اگر  
 اور در پردہ نہیں ہیں اس سب جانہ سے ٹیل اور نہ ریگستان اور نہ دریا اور نہ جنگل اور نہ وحشت اسی کو پاس  
 ہیں کنجیان غیب کی انکو کوئی نہیں جانتا اُسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جانتا  
 کوئی بات رتبہ باجودہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہر دن میں اور نہ ہر آنسو کما جو نہیں کہلی کتاب  
 میں مستح میں کہا ہے کہ لام و لقاہ خلقنا میں قسم محذوف کا جواب ہے اور اس جملہ میں ان چیزوں کی آفرینش  
 کا تذکرہ ہے جنکی مخلوق کو اپنے پیدا ہونے کے بعد ضرورت و حاجت ہو اور فوق سے مراد علو کی جانب  
 جہت ہر فوقیت کو اعتبار و لحاظ کے سوا اس لیے کہ فوقیت کی نسبت تو لوگوں کو انکی مخلوق ہونے کو  
 بعد عارض ہوئی ہے اور سموت کی آفرینش کے وقت تو مخلوق مخلوق ہی نہ تھی اور نہ سموت ہمارے فوق  
 تھے بلکہ ہم تو انکے بعد مخلوق ہوئے فَالَهُ الْخَفَاءُ وَهُوَ اَوْ طَرَأَتْ سَمَوَاتٍ مَرَادٍ مِّنْ خَلِيلٍ اَوْ فَرَادٍ اَوْ  
 زَجَاجٍ کہتے ہیں سموات طرأت کے ساتھ اس لیے موسوم ہوئے کہ وہ بعض بعض پر پر تہ میں جیسے نعل کو نعل  
 پر رکھا جاتا ہے ابو عبیدہ نو کہما جب ایک چیز کو اوپر نیچے رکھیں تو کہتے ہیں كَاذَبَتْ السَّمَاءُ بِسَمْتِ  
 اُسکے بعض کو بعض پر رکھا اور عرب کے لوگ اسچیز کو جو کسی چیز کے اوپر ہو اسکا طریق کہتے ہیں بعض نے کہا  
 طرأت کے ساتھ سموت اس لیے نامزد ہوئے کہ وہ فرشتوں کا اترنے اور چڑھنے اور اڑنے کے لیے رہتے ہیں  
 فَالَهُ الرَّازِيٌّ بعض نے کہا سموات کو اکبے طریقے میں اور انکے الٹ پٹ ہونے کے مقام اور خلق سے  
 مراد واکان عن الخلق میں مخلوق ہے اور مٹنے یہ ہیں کہ ہم ان سبع طرائق اور انکی حفاظت سے کہ وہ گرنے  
 پڑیں بے خبر نہیں ہیں اور اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ خلق سے کل مخلوقات مراد ہے اور مٹنے یہ ہیں کہ ہر

سموات کو تمام کما ہر گڑھے سر اور زمین والوں کو محفوظ رکھا ہے اس کو کہ انہما تان گرے اور ان کو نابود کر دیکے  
 با زمین انکو دھندا دیو یا کسی اور سبب کے ساتھ انکی بیچ کنی ہو جاوے اور ممکن ہے کہ یہ مردہ ہم انکی مصلحتوں  
 اور عیالیش کے ساتھ قیام سے غافل اور انکی حفاظت اور اعمال اور اقوال کو بخیر نہیں مین و انزلنا من السماء  
 ماءً یقدر فاسکناہ فیہ الا نرضیہ انا علی ذہاب یہ اقلد روت ۵ فاکفانا لکذیہ جنت قرین  
 یحیل و اکھای لکم فیہا فواکبہ کثیرہ و منہا تا کلون ۵ و فجبرۃ تخرج منہا سبائہ تنبت  
 بالذہن و صبیح لیلہ ۵ و ان لکم فی الانعام لعیبرۃ لئن لکم فیہا  
 منافع کثیرہ و منہا تا کلون ۵ و علیہا و علی الفلک یحکمون ۵ اور امارا بنے آسمان سے  
 پانی با کر نکھر شیر ایا زمین مین اور ہم اسکو لیاوین تو سکتے مین ہر اگلے تمہاری لیے ہمنے باغ اس کے کچھ اور  
 انگور کے تم کو ان کو سمیو مین اور انمین میں سے کمالی ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا بہاڑے لاو اگتا ہے تل  
 اور روٹی و دونا کمانے والوں کو اور تم کو جو پائون مین دہیان کرنا ہے پلائی مین ہم تمکو انکے پٹ کی چیز سے اور  
 تم کو ان مین بہت فائدہ مین اور بعضوں کو کمانے ہو اور ان پر اور کشتی پر لدی بہرے ہو انتھے مافی الموضع ہر  
 نقال اپنی ان نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے جنکو اس نے اپنے بند و پرا مارا اور وہ نعمتیں اسقدر مین کہ عدد مین نہیں  
 اسکتین فرماتا ہے کہ ہم حاجت ضرورت کو مطابق و موافق بادل سے پانی گرانے مین بہت کہ زمینوں اور  
 عمارتوں کو نقصان پہونچاوے اور نہ تھوڑا کہ کمیت اور پہلون کو بھی کافی نہ ہو بلکہ اسقدر جسکی پیے پلانے  
 اور اس سے فائدہ اٹھانیکے طرف لوگ محتاج ہون یہاں تک کہ جن زمینوں کو بہت پانی کی ضرورت و حاجت  
 ہوتی ہے رزق کے لیے اور وہ سبب اپنی بخر مہنے کے اس قابل نہیں ہونین کہ انہر بارش ہو تو ان کی  
 طرف دوسرے شہروں سے پانی ہانک لانا ہی جیسے مصر کی زمین کہ اسکی طرف اللہ تعالیٰ نیل کا پانی ہانک  
 دیتے مین اور اس مین سرخزاگ کی مٹی ملی ہوتی ہے جسکو نیل بارش کے زمانے مین مہن کے ملک کے کو  
 کہو دکر بہا لانا ہے وہ مٹی مصر کی زمین اگر شیر جانی ہے تو کہ مصر والے اس مین رزق کرین کہو کہ انکی  
 زمین ایسی ہے جسپر بہت غالب ہے فسبحان اللطیف الخبیر الرحمن الغفور اور یہ جو فرمایا ہر شیر ایا  
 اسکو زمین مین تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب پانی کو ہم بادل سے گرانے مین تو وہ زمین مین دس جاتا ہے اور زمین  
 مین ہم نے ایسی قابلیت رکھی ہے کہ وہ اسکو پل لیتی ہے اور وہ دانی اور گھنسیان اور پہل پہل جاس مین گڑ  
 ہوتے مین ان اسباب کو اندر ہی اندر سے نواور نری پونچتی ہے اور یہ جو فرمایا اور ہم اسکو لیاوین تو سکتے



ہم تو اسکے چمنی ہیں کہ ہم اگر چاہیں کہ بارش نہ ہو کر سکتے ہیں اور اگر ہم تمہارا تکلیف میں ڈالیں پس نہ کریں اور  
 پانی کو جنگلون اور ایسی جگہوں میں گرا دیں جہاں اسکی ضرورت نہیں ہے تو کر سکتے ہیں اور اگر اسکو کڑوا بنا دیں ایسا  
 کہ وہ فائدہ اٹھانے کے قابل نہ رہے پلنے کے لائق نہ ہو تو کر سکتے ہیں اور اگر ہم اسکو زمین پر نہ اتاریں اور  
 اسکو اپنی جگہ میں ہی کسا پادیں تو کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اسکو اتار کر ایسے جگہوں میں داخل کر سکتے ہیں  
 جہاں ہم پہنچ نہ سکو کہ فائدہ اٹھاؤ لیکن اسکی نوازش ہے اور لطفت پر دسی اور مہربانی کہ وہ تمہارا تار ہے پانی  
 بادل سے سمیٹا چٹا چٹا پیر اسکو تھیرا ہے زمین میں اور اسکو چلا تا ہے زمین کے چشموں میں بہر لوگ نکلتے ہیں  
 ان چشموں سے ندیاں اور نال اور پلائے ہیں شروع اور نثار کو اور خود دیتے ہیں اور پلائے ہیں اپنے جبار باؤں کو  
 اور پاک صاف ہونے میں اسکے ساتھ فلاح والحمد والممنۃ اور یہ جو فرمایا ہے اگاتے ہیں ہم تمہارے واسطے اس باپکے  
 ساتھ کھجور اور انگور کے باغ تو اسکے یعنی ہیں کہ ہم اس پانی کے ساتھ جبکو ہم بادل سے اتارتے ہیں پہل ہول  
 نکالتے ہیں اور باغ بارونق کھجور اور انگور کے اور ان دونوں چیزوں کا ذکر ایسے فرمایا کہ حجاز کے ملک میں غالباً  
 یہ دو ہی چیزیں موجود ہیں اور ایک چیز اور اسکی نظیر میں کچھ فرق نہیں ہے جیسے اہل حجاز کے حق میں کھجور اور  
 انگور نعمت ہو جس کے شکر کے ساتھ قیام ہو وہ عاجز ہیں ایسی ہر اقلیم و ولایت والوں کے پاس اس کے وہ نعمت  
 و احسان موجود ہیں جنکے شکر کے قیام سے وہ ہاری میں اور تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا کہ  
 تمہارا اور کچھ ان دو ہی چیزوں کا انعام نہیں بلکہ تمہارے لیے زمین میں بہت سیوی ہیں لکن فیہا کف ایہ  
 کثرت لکن فیہا کف ایہ اس پانی کے ساتھ جمیع انعام کے فواکد و مہوجات نکلتے ہیں کَمَا قَالَ نَحْنُ  
 یُنِیْتُ لَکُمۡ بِہِ الزَّکَّیۡ وَ النَّارِیۡ وَ النَّخِیۡلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِیۡنَ کُلِّ الثَّمَرَاتِ یعنی اگاتے ہیں تمہارے  
 واسطے پانی سے کسیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اور وہ درخت جو طور سینا سے نکلتے ہو  
 اس سے زیتون مراد ہے اور طور وہ پہاڑ ہے جس میں درخت ہوں اور جو پہاڑ خشک ہے گیاہ ہو اسکو جیل کہتے ہیں  
 اسکو طور نہیں کہتے اور طور سینا کی طور سینین مراد ہے اور وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ  
 بات چیت کی اور طور سینین میں اور ان پہاڑوں میں جو طور سینین کے آس پاس ہیں زیتون کا درخت بہت ہوتا  
 ہے اور صنوبر سائن مراد ہے مالک بن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُلُّی الزَّیۡتَ وَ اَدۡھُنَا  
 بِہِ مَا تَوَدُّ مِنْ ثَمَرٍ مَّا رَزَقَہُ یعنی زیتون کا نل کھاؤ اور اسکو سر میں لگاؤ ایسے کہ برکت والا درخت ہے  
 سَرَّ اَوَّلَ اِسْمِ اَحْمَدَ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اِنۡسِیۡدُ مِنَ الْاَزۡبَیۡتِ وَ اَدۡھُنَا بِہِ مَا تَوَدُّ فَیَا نَحۡرُجُ مِنْ



نَجْرًا مَّبارَكًا فِي بَنِي نِمْرٍ مِّن رُّمْلٍ دُونَ كَمَا وَادِ زَيْتُونٍ كَانِلٍ سَمِينٍ لَّكَوَا سَلِيبٍ كَزَيْتُونٍ كَاتِلٍ  
 بِرَكْتٍ اَوْرَحَتْ سُرُكَلَهَا هَـ رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي مُسْنَدِهِ اَوْرَاهُ الزَّيْمِيُّ اَبْنُ مَاجَةَ مَرْثُ  
 غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ الزَّيْمِيُّ لَا بُعْدَ اِلَّا مِّنْ حَدِيثِهِ وَكَانَ يَصْطَرِبُ فِي  
 كَرْبَمَا ذَكَوْ فِيهِ عُمَرُ وَرُبَّمَا لَحِقَ كُفَيْدُ بِنْتِ اَوْسٍ كُوْزَنْدِي اَوْرَابِنْ اَجَلِي كُيْ سَدُونِ كِي  
 سَاثِمَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ سَوَّلَا لَزَنْدِي نَعْنَا اَوْرِيهِ حَدِيثٌ مَّعْرُوفٌ نَعْنِي هُوَ مَكْرَمُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ كِي رُوِيَتْ سَوْرَةُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ  
 اِسْحَدِيْتِ مِّنْ تَمْرٍ وَتَمَّا كَبِي اِسْمِيْنِ عُمَرُ وَدَقَّ كَا مَامُ لَيْتَا اَدْرَكِي اِسْمِيْنِ عُمَرُ كَا مَكْرَمُ كَا مَشْرِيْكَ بِنِ مَسْلِيْهِ كَيْتِي  
 اَمِيْنِ كِي مِّنْ عُمَرُ خُطَابِ كِي مَعَانِ هُوَا عَاشُورَا كِي رَاَتِ تَوَاوَنُوْنَ اَوْنَتِ كَا سُرُورُ كِي كَلَمَا يَا اَوْرَزَيْتُونِ كَلَمَا يَا  
 اَوْرَفْرَمَا يَا وَهْ بِرَكْتٍ اَلْاَزِيْتِ هُوَ جَا ذَكَرَا اَدْرَا نَعْنَا صِلَا اَدْرَا عَلِيْهِ اَلْاَلِ وَسَلَمُ كِي لِيْ كِي هُوَا اَوْرِيْ جُوْ فَرَمَا يَا  
 اِنَّ لَّكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً اَلَا يَرٰ اَنَّ اَسْمَا مِّنْ اَلْاَسْمَاءِ مَعَانِدُ تَعَالٰى لِرَا نِ سَنَافِعِ اَوْرَفُوْا كُوْ بَايَا فَرَمَا يَا هُوَ  
 اِسْمِيْنِ جُوْ بَايَا مِّنْ اِبْنِيْ مَخْلُوْقٍ كِي لِيْ رَكَبِيْ مِيْنِ اَوْرَعِيْ كِي بِتِيْ مِيْنِ جُوْ بَايَا كِي دُوْهْ جُوْ بَايَا اَوْرُوْ هُوَ  
 كِي بِجِيْ مِيْنِ لَّكُمُ مِّنْ سَتَرٍ اَرَجَبَا اَوْرَكَمَا تِيْ مِيْنِ اَلْمِيْنِ سَوْبَعِيْ كِي كُوْشَتِ اَوْرِيْ تِيْ مِيْنِ اَنَكِيْ اَوْنِ اَوْر  
 اَنَكِيْ سِيْرَايَا اَوْرَا نَكِيْ بَالِ اَوْرُوْا سَوْرَتُوْ مِيْنِ اَنَكِيْ مِيْثِيْوْنَ بِرَا اَوْرَا لَاتِيْ مِيْنِ اَنِ بِرَبَّارِيْ بُوْجَا اَنِ بَلَا دِيْ  
 طَرَنُ كُوْ دِيْ مَنِيْنِ مِيْنِ مِيْنِ جُوْ بُوْجِيْ كِي مَكْرَمَا نِ تُوْزُرُ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَالْاَنْعَامُ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ  
 مِّنَافِعٌ وَمِنْهَا كَلٰتُكُمُ وَفِيْهَا جَمَالٌ حٰثِيْنَ تَرِيْحُوْنَ وَحٰثِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَتَحْمِلُ الْاَنْعَامُ  
 اِلٰى بَلَدٍ لَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ اَبْلَغِيْهِ اَلَا يَشِئُ الْاَنْفُسُ اِنَّ رَبَّكُمْ لَكَرُوْٓنَ رَحِيْمٌ بِنِيْ اَوْرُوْ جُوْ بَايَا بِنَاوِيْ  
 تَمُ كُوْ اَنِ مِيْنِ جُوْ اَوْلِ هُوَا اَرَكُنِيْ فَا مَكْرَمُ اَوْرَبُضُوْنَ كُوْ كَمَا تُوْ هُوَا اَوْرَمُ كُوْ اَنِ هُوْ رُوْنِ هُوَ حَبِيْثٌ كُوْ بِرِيْ  
 هُوَا اَوْرَبِ جِيْ تِيْ هُوَا اَوْرَا ثَمَا لِيْ جَلِيْ مِيْنِ بُوْجِيْ مَتَمَارِيْ اَنِ مَثَرُوْنَ تَمُ كُوْ نَمُ هُوَ بُوْجِيْ دِيْ اَنِ مَكْرَمَا نِ  
 رَبُّ مَتَمَارِ اَثَرُ اَشْفَقَتْ وَالَا مَتَمَارِيْ هُوَا كَمَا قَالَ تَعَالٰى اَوَّلَكُمْ يَرُوْا اَنَا خَلَقْنَا لَكُمْ مِمَّا عَمَلْتُمْ  
 اَيَّدِيْنَا اَلْاَنْعَامًا فَهَمُّ لَهَا مَلِكُوْنَ وَفَلَنَّا هَا لَكُمْ فَيَنْهَارُ كُوْ بُوْجِيْ دِيْ مَنِيْهَا يَا كِي لَكُمُ  
 وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعٌ وَمِمَّا رَّبُّ اَنْفَلَا كِي تَكُوْٓنَ بِنِيْ كِي اَوْرَبِيْنِ بِكِيْتِيْ وَهْ كِي هُمُ نَبَاوِيْ اَنَكُوْ اَنِيْ  
 هَا تَمُوْنَ بِنَا مِيْ جُوْ بَايَا هُوَا اَنَكُوْ مَالِكُ مِيْنِ اَوْرَا جَرُ كُوْ دِيَا اَنَكُوْ اَنَكِيْ لَكِيْ هُوَا اَنِ مِيْنِ كُوْ يَا هُوَا  
 اَوْرَكِيْ كُوْ كَمَا تُوْ مِيْنِ اَوْرَا اَنِ مِيْنِ فَا مَكْرَمُ مِيْنِ اَوْرِيْ مِيْنِ كِي كَمَا ثِيْ بِرِيْ كُوْ يُوْ مَنِيْنِ كَرْتِيْ فَنَمُ مِيْنِ  
 كَمَا هُوَا يُوْجَلُ اَنْعَامَاتُ اَلْاَنِيْ كِي هُوَا كِي اَسْمَا نِيْ بَاوِلِ هُوَا اَنَا اَوْرَا يَتِيْ مِيْنِ مَاءُ سَوَا مَطْرُ اَدِيْ كُوْ بُوْجِيْ

وہ زمین اور زمین میں رہنے والوں جاندار چیزوں کے زندہ رہنے کا باعث ہو اور نیدیان اور شیجر اور کنوین جزیرہ میں  
 میں نکال کر جاتے ہیں تو ان میں کاپانی ہی نے الاصل آسمان کاپانی ہے اور بعض نے کہا ماہی و عذیب مراد ہی  
 بیٹے میٹھا پانی امار کیونکہ کڑوا پانی تو زمین میں باوجود فحش کے موجود رہتا ہے اور کم ہوتا ہے تو میٹھا  
 ہوتا ہے اور اس قول پر یہی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ زمین میں کئی پانی نہیں ہے مگر وہ آسمانی پانی ہے  
 اور حدیثوں پر ثابت ہوتا ہے کہ پانی آسمانوں اور زمینوں کے بنائے سے پہلے موجود تھا ہر اے اس میں  
 سے کچھ پانی آسمان میں رکھا اور کچھ زمین میں گدا فی الحجۃ اور قدری تقدیر مراد ہے یا قدر سواہ مقدار مراد  
 ہے جسکو ساتھ زراعتوں اور پہلوں کی اصلاح ہو کیونکہ پانی اگر بہت ہو جاوے تو اس کے ساتھ تو رعیتیں  
 اور ہبل خراب ہو جائیں اور اسی آیت کی طرح ہے اللہ کا قول **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ**  
**وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ** بیٹے اور ہر چیز کے ہم پاس خزانے ہیں اور امارتے ہیں ہم شہرے کو انداز  
 پر اور یہ جو فرمایا ہر شے تھیرا دیا زمین میں یعنی کچھ پانی زمین کی پیٹ پر ثابت رکھا اور کچھ اسکے پیٹ  
 میں جس کے ساتھ اپنی ضرورت کے وقت فائدہ اٹھا دیں جیسے وہ پانی محبوبہ رن اور حبیلون میں تھیرا ہے  
 اور حبیلون میں اور انقطاع بارش کے زمانے میں کام آتا ہے ابن مردودہ اور خطیب نے ضعیف سند کے ساتھ  
 نکالا ابن عباس سے اس نے جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم سے کہ اللہ نے بہشت کی زمین کی طرف  
 پانچ ندیاں امار بن سحون اور وہ ہند میں ندی ہے اور حیون اور وہ بلخ میں ندی ہے اور وہ جہ اور وہ  
 اور یہ دونوں عراق میں ہیں اور نیل اور یہ مصر میں ندی ہے ان کو اللہ نے ایک ہی چشمہ سے امار اور بہشت  
 کے چشموں سے نکلا ہے بہشت کو نیچے کے درجہ حبیلون علیہ السلام کے دو باندوں پر ہر اس چشمہ کو جو ہر علیہ  
 السلام نے جبال کے سپرد کر دیا ہے اور بھایا ہے انکو زمین میں اور کیا ان کو ابیا کہ لوگ اسے اپنی معاشوں  
 میں فائدہ اٹھا دیں تو یہی سننے ہیں اللہ کے قول **وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّا فِيهَا**  
**الْأَنْبِيَاءَ** کے حب یا جو جہ باجج کے خروج کا زمانہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ حیرت انگیز سیجے گا وہ زمین سے قرآن اور علم اور حجر اسود  
 کو بیت المقدس کو رکھ کر اور مقام ابرہیم اور موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کو سمیت اس چیز کے جو اس میں ہے  
 اٹھا لیا ہوگا اور ان پانچ ندیوں کو اٹھا لیا ہوگا اور یہی سننے ہیں اللہ کو قول **وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ**  
**لِّقَدْرِهِ** کے جب یہ چیزیں دنیا میں سے مرفوع ہو جاوے گی (تو دنیا والوں کے پاس خیر و برکت نہ رہے گی) اور وہ دنیا اور  
 آخرت کی بھلائی سے محروم رہ جاوے گی اور معنی یہ ہیں کہ جیسے ہم پانی کے اٹانے پر قادر ہیں ہم اس کے

یجانبے پر ہی تاور میں کی طرح لجاوین اسکو بگاڑوین یا اٹھا لجاوین یا اسکو گھراؤ میں ڈالوین جہاں تم پونچو نہ کو  
یا انا کر خشک کر دوین اور اس آیت میں تبدیہ شدید ہو اور اسی آیت کی مغل ہے یہ آیت قُلْ اَرَايَكُمْ اِنْ اَخْرَجَ  
مَنَاوَكُمْ عَنْهَا فَمَنْ يَكْفِيكُمْ فَيَا مَعْزِينَ بَيْنَ تُوْكَ هَلَاوْكُمْ هُوَاْ اَكْرَهٌ لَّكُمْ صَبْحٌ كُوْبَانِ تَهْمَا رَا خَشَكٌ بِهَر كُوْنِ  
ہے جو لاد کر تم با پس ہانی نتر ابر بیان کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس نتیجہ اور نثرہ کو جو انزال ہا کر بعد ظاہر ہوتا ہے  
فرمایا فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ فَيَا مَعْزِينَ الْاَيَةُ تَخْمِلُ اور اعصاب کو خاص کر اسیلے بیان فرمایا کہ ان دونوں پہلوں میں  
اور پہلوں سے بڑھ کر فائدہ دین اور یہ دونوں پہل و دلی اور سالن کے قائم مقام ہو جاتے ہیں خشک بھی اور  
تر بھی اور بعض نے کہا ان دونوں کو خاص کر اللہ نے اسیلے بیان فرمایا کہ طائف اور مدینہ میں ہی دونوں جو  
ہیں نہ کچھ اور ابن جریر کا یہی قول ہے بعض نے کہا ان دونوں کو بالاستقلال اسیلے ذکر کیا کہ دونوں درختوں  
کا پہل سب درختوں سے عمدہ ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر لذیذ و خوش گوشت ہوتا ہے ان باغوں میں بہت  
پہل ہیں اور انہیں بچ کے کھاتے ہو سردی گرمی دونوں موسموں میں بعض نے کہا وہ منہا ناکلون کے یہ معنی  
ہیں کہ ان باغوں میں تمہاری روزی اور معاش کی صورتیں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول عرب کے اس  
مخادر کے سے مخوف ہے فلان یا فل من حرفہ کذا یعنی فلان شخص فلان کام کر کر کہتا ہے بعض نے کہا کہ  
فیہا فواکہ کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری لیے ان باغوں میں کھجور اور انگور کے سوا اور بھی پہل پہل ہیں اور بعض  
نے کہا معنی یہ ہیں تمہاری لیے خاص ان دو قسموں میں سیوے ہیں کیونکہ ان دونوں جنسوں کی مختلف  
قسمیں ہیں جو لذت اور رنگ میں متفاوت ہیں اور فقہ والوں نے فاکہ کے لفظ میں بہت اختلاف کیا  
ہے کہ آیا فاکہ کا اطلاق کس چیز پر آتا ہے اور ان اقوال میں سے عمدہ قول یہ ہے کہ فاکہ کا اطلاق ان  
سیووں پر ہوتا ہے جنکو لوگ کھاتے ہیں لیکن وہ انکے قوت نہیں ہیں اور نہ وہ طعام میں اور نہ سالن اور  
بقول میں اختلاف ہے آیا ترکاریاں ہی فاکہ میں داخل ہیں یا ترکاریاں فاکہ میں داخل نہیں ہیں واحد  
اور سب معسرون کا یہی قول ہے کہ شجرہ سے زیتون کا درخت مراد ہے اور اس درخت کا خاص ذکر اسیلے کیا  
کہ اسکی حفاظت کرنیکی پانی پلانے کے ساتھ لوگوں کو عادت نہیں ہے بلکہ یہ درخت خود بخود نشو و نما پا جاتا ہے  
اور اسی سے دہن نکلتا ہے اور طوفان کے بعد یہ درخت سب درختوں سے پہلے اگتا اور یہ درخت بہت زمانہ  
مکث رہتا ہے طعنت نہیں ہوتا یا تاکہ بعض کا یہ قول ہے کہ اس درخت کی قین ہزار سال کی عمر ہوتی ہے اسکو  
خازن نے ذکر کیا تو اسکا ذکر بھی اللہ نے احسان کے طور پر فرمایا کیونکہ یہ سب درختوں سے عزت والا درخت ہے

اور اسکو فائدے عام ہیں اور یہ رحمت کثیر الکرمات ہے اور یہ جو فرمایا تخریج من مطنزہ سیکنا آداب وجود اسکے کہ یہ رحمت  
 طور سینین کے سوا اور جگہوں میں ہی پایا جاتا ہے تو یہاں سے کہ اسکی اصل طور سینین ہی میں ہے بہرہ بان و لیکر  
 اور مقاصد میں گاڑا گیا ذک کے ترک کیا اور طور سینین بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اور کلام عرب  
 میں طور پہاڑ کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا عجیب نام ہے جسکو عرب کہا گیا اب سینا کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے  
 کہا وہ خطی رولی میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں بعض نے کہا حبشی زبان میں بعض نے کہا سریانی بولی میں اور اسکے معنی  
 یہ ہیں پہاڑ جس میں بہت رحمت لڑ جلے ہوں بعض نے کہا جس پہاڑ میں پہلدار رحمت ہوں اسکو سینا اور سینین  
 کہتے ہیں اور بعض نے کہا سینا مشتق ہے سن سے اوسنا کہتے ہیں بلندی کو اور بعض نے کہا سینا کہ معنی ہیں  
 مبارک اور جہور کا یہ مذہب ہے کہ سینین پہاڑ کا نام ہے جیسے کہ تہذیب میں امد کا پہاڑ بعض نے کہا فیلسطین کے پہاڑ  
 کا نام ہے بعض نے کہا طور سینا اس مکان کا نام ہے جس میں یہ پہاڑ ہے بعض نے کہا سینا ایک پتھر کا نام ہے  
 اور جبل کو اسکی طرف مصاف کیا گیا اسلئے کہ سینا پتھر اس میں موجود ہے اور سینا ہر اس پہاڑ کا نام ہے جو پہلدار  
 رحمت والا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ وہی پہاڑ ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی اور انعام کی تفسیر سورہ  
 نحل میں گزری اور وہ اہل میں اور گائین اور بکریاں نیا بوری نے کہا شاید بیان انعام سے خاص اونٹ  
 مراد ہیں کیونکہ عادیہ انہیں کی سواری ہوتی ہے اور دوسری اسبہ دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اسکو مقرون کیا ہے  
 فلک کے ساتھ اور یہ جنگل کی کشتیاں ہیں جیسے فلک سفائن بحر ہیں ذوالرہ شاعر نے کہا  
 تَرْتَحْتَ خَدَّيْ رَمًا مَحْمًا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ان میں عبرت اور نصیحت ہے کیونکہ یہ ان چیزوں  
 میں سے ہیں جنکی مبداء ایش اور افعال سے قدرت اللہ کی عظمت پر دلیل بھی جاتی ہے اور ان کو خاص کیا عبرت  
 کے ساتھ نبات کو سوا اسلئے کہ عبرت نبات میں بہت ظاہر ہے بہر اللہ سبحانہ نے جو پائون میں جو انعام کیے ہیں  
 اسکو مفصل طور بیان فرمایا اس عبرت پر خبردار کرینے بعد جو اس نے جو پائون میں بندوں کے لیے رکھی ہے  
 فرمایا تَفْقَهُمْ فَيَقْضُوا بِحَقِّهِمْ كَيْدًا كَلِيفًا كَرِهَ اللَّهُ لِقَوْمٍ أَلْفَسُوا كَيْدًا كَرِهَ اللَّهُ لِقَوْمٍ أَلْفَسُوا كَيْدًا  
 غذا اور ایش مشرب لغفیں بنجانے میں معتبر ہیں کہ ایسے عظیم عبرت اور متعظین کے لیے کبیر وعظمت ہے بہر انکے  
 منافع کو اجمال کے طور پر بیان فرمایا جو پائون کے دودھ کو علاوہ ہیں فرمایا لَكُم مِّنْهُمَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ  
 لَّا يَبْلُغُونَهَا فِي سَعَتِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَكُم فِيهَا حَقٌّ مُّؤْتًى كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً كَلِمَةً  
 اور انکی پائون میں جب یہ جو پائون زندہ ہوں بہت فائدہ کی میں بہر ایک خاص فائدہ بیان فرمایا اور فرمایا اور

ان میں سے کبھی فوج کر کے کما تو ہوا دیکھا اس لیے بیان فرمایا کہ کما تو میں لوگوں کو واسطے ایک عظیم نفع ہے اور اس طرح  
ان پر سوار ہونا بیان فرمایا اس لیے کہ اس میں ہی نہایت عظیمیہ ہے ہندوؤں کے لیے فرمایا اور ان پر اور کشتی پر لے  
پہرے ہو حکامہ ابو الطیب کہتے ہیں اگر انعام سے اہل اور بقرا وغیرہ آیت میں یہ تینوں مراد ہوں تو سنئے یہ ہو گا  
ان میں سے بعض پر اور کشتی پر لے کر پہرے ہو اور اگر انعام سے غافل اور بٹ ہی مراد ہوں تو پہرے سنئے میں کوئی خطا  
نہیں ہے پہر چونکہ انعام پر غالباً جنگلوں میں ہی سواری کی جاتی ہے اس لیے اسکے ساتھ اس چیز کو بھی بیان فرمایا  
جس پر یا میں سواری کیجاتی ہے نعمت کی تمہیم اور سنت کی تکمیل کے لیے اور جب اللہ سبحانہ نے کشتی کا بیان  
فرمایا تو اسکے پیچھے نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کیونکہ انہوں نے ہی پہلے کشتی کو بنایا اور بیان کیا ہر  
بڑا و کا جو نوح علیہ السلام کے قوم نے نوح علیہ السلام کو ساتھ کیا اور ایسا انہوں نے اس لیے بڑا و کیا کہ انہوں نے  
اللہ کی مخلوقات میں فکر اور غور اور نظر سے کام نہ لیا اور ان نعمتوں کو انہوں نے یاد نہ کیا جنکے ساتھ اللہ نے  
ان پر انعام کیا اور فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا نُوْحًا اِلٰهَافِئْیَہٗ فَقَالَ یٰقَوْمِ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا هٰذَا اِلَّا الْبَغْیُ فَمَثَلُکُمْ لَیْسَ بِیَدِیْہِ اِنَّ

یَفْضَلُ عَلَیْکُمْ وَلَوْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَنْزِلُ مَلَائِکَۃٌ مَا سَمِعْنَا بِہِکَ اِنِّیْۤ اَبَآئِنَا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اِنْ هُوَ

اِلَّا رَجُلٌ یَّہْدِیْہٖ جَنَّتْہٗ فَاَتَرَفُّوْا بِہٖ حَتّٰی جُنُوْا ۝ اور سنئے بھیجا نوح کو اسکی قوم باس تو اس نے کہا امی قوم

بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا کیا تم کو ڈر نہیں تب بولے سردار جو شکر تھے اسکی قوم کے یہ کیا

ہے ایک آدمی ہے جس پر تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو آتا نہ فرستے سنئے یہ نہیں سنا

اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہو کہ اسکو سودا ہے سوراہ دیکھو اسکی ایک وقت تک

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کی خبر دیتا ہے کہ جب انکو بھیجا انکی قوم کو بطرف

تو کہ ان کو ڈرا و امی اللہ کے عذاب اور اسکے سخت باس اور انتقام سے ان لوگوں میں سے جنہوں کو اللہ

کے ساتھ نہ کر کیا اور اسکو امر کے مخالفت کی اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی تو انہوں نے فرمایا امی میری

قوم اللہ کی پرستش اور عبادت اور پوجا کرو اسکے سوا تمہارا کون حاکم ہے کیا تم ڈرتے نہیں ہو اللہ تعالیٰ

سے تو ان میں سے سادات اور اکابر بولے یہ نوح تو تمہاری مثل ایک آدمی ہے چاہتا ہے نبوت کا دعویٰ کر کر

تم پر کچھ بڑائی حاصل کرے حالانکہ وہ تمہاری طرح ایک شے ہے ہم نہیں جانتے کہ خدا نے تمکو جوڑ کر اس کی

طرف وحی کیوں کی اور اگر پروردگار کو پیغمبر کا بھیجا منظور تھا تو فرستہ کو بھی کر کہ اپنے پاس سے بھیجا اور

وہ پیغمبر نہ ہوتا ہتھنہ نود ہوا فضیہ میں ابابرا جہاد کے زمانوں میں کسی شب کو پیغمبر ہوتے نہیں سنا یہ تو ایک کلمہ  
 آدمی ہر دعویٰ کرتا ہے کہ اسکو اللہ نے تمہارا ریطون تمہاری درسیان ہر وحی دیکر سجد یا سوسراہ دیکھو یعنی اسکو  
 ساتھ زمانہ کے انقلاب کی راہ دیکھو اور ایک مت اس پر شہید و بیاتنگ کا اسکو ہاتھ سواست باؤ فتح میں کہا ہر  
 اس میں نسی ہے حضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ کہ تیرے سوا اور پیغمبر  
 کی قومیں ہی اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ نبی عالمہ کرتی ہیں اور بیان باپچ قصے مذکور فرمائے ہیں جن میں  
 سے پہلا قصہ ہے اور دوسرا ہود علیہ السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے شَعْرًا اَنَّا تَا مِّنْ بَعْدِہُمْ قُرْآنًا  
 الْاٰخِرِیْنَ سے اور تیسرا شروع ہوتا ہے اللہ کو قول شَعْرًا اَنَّا تَا مِّنْ بَعْدِہُمْ قُرْآنًا الْاٰخِرِیْنَ سے اور چوتھا  
 اور ہارون علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے اللہ کے قول ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوسٰی وَاٰیٰتِہٖ اٰیٰتِہٖ اٰیٰتِہٖ  
 علیہ اور اسکی ماں علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے وھلما ابن مریم وامہ الایہ سے نوح علیہ السلام  
 کا نام بشکر اور نوح انکا لقب ہے ہر ازی کے قول پر ابانکا نام عبد اللہ ہے سیوطی کے قول پر اور نوح علیہ السلام  
 کی عمر ایک ہزار چاس سال کی ہوئی جیسے کئی بار گذرا اور نوح علیہ السلام کے قصہ کو اور قصوں سے پیشتر بنا  
 کیا تو کہ آدم علیہ السلام کے قصہ کے متصل ہے اسلئے کہ نوح اور آدم کے درمیان ایک مناسبت ہے اور دوسرا  
 یہ کہ نوح آدم ثانی ہے کیونکہ نوع انسانی نوح کے بعد سیکی نسل میں مخصوص ہے عبادت سے مراد توحید ہے اور اسکی  
 اطاعت اور اسکے ساتھ شکر نہ کرنا اور جملہ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَدُوٌّ پہلے جملہ کی علت ہے یعنی اسکے سوا تھا  
 معبود موجود نہیں اور حرف مِّنْ زمانہ ہے تم نہیں ڈرتے اس سے کہ اپنے مالک کی عبادت چھوڑتے ہو جبکہ سوا اس  
 عبادت کا کوئی حق نہیں ہے حالانکہ اسکے سوا تمہارا کوئی آلہ نہیں ہے اور بعض نے کہا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کے یہ  
 معنی ہیں کہ کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ جن نعمتوں کے ساتھ اس نے تم کو مرفاؤز کیا ہے انکو تم پر سے  
 اٹھا لے بعض نے کہا اسکے معنی ہیں کیا تم اپنی جانوں کو اسکے عذاب سے نہیں بچاتے جس عذاب کے حلول  
 و نزول کے تمہارے ذنوب و معاصی مقتضی ہیں اور ان ذنوب و معاصی کا بار اور حلال اور بوجہ تمہاری اسکے سوا  
 اور ان کی پستش کر کے اپنے سر دین پر اٹھا لیا ہے ملا سے اشراف مراد ہیں اور نسل سے جس مراد ہے یعنی  
 یہ نوح ہی تمہاری جنس کا بشر ہے اس میں اور تمہاری درسیان کوئی فرق نہیں ہے فضیلت کا مطلب ہر آدمی سے  
 سیاقہ اور شرافت کا مطلب کہ نامراد ہے یہاں تک کہ تم اسکے تابع ہو جاؤ اسکے حکم کو مافوق اور فوق اللہ  
 میں ان کافروں نے نصیر کہ کی کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا اور یہ دوسرا شبہ اور اعتراض ہے اور اس سال ہے





پکارا اپنے رب کو اپنی قوم پر مدد کر لیے جیسے اللہ تعالیٰ نے نوح کی طوفان سے دوسری آیت میں خبر دی ہو فرمایا فَكَرَّاهُ  
 رَبُّهُ اَنۡ يَّغۡلُوبَ فَاَتَّخِذُ بِنِيعِہٖٓ رِبًّا لِّہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ  
 عَمَّا كَذَبُوۡنَ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ فَاَتَّخِذُ بِہٖۤ اِیۡمَانُہٗ  
 کے ہر قسم سے جوڑا دوسرے لیئے نرا اور ماہ نامین ڈال لیں اور ڈال لیں نامین اپنے گہرا لکھ کر انکو سوار نہ کریں  
 جنگی متمت ہلاکت مقرر ہو چکی ہے اور انکے گہر کے لوگوں میں یہ وہ لوگ تھے جو آپ پر ایمان نہ لائے جیسے آپ کی  
 بی بی اور آپ کا بیٹا والدہ علم اور یہ جو فرمایا اور نہ کہہ مجھ کو ان ظالموں کی واسطے انکو ڈوبنا ہے یعنی سطر عظیم کے  
 انزال کی وقت تھی کہ اپنی قوم پر ترس نہ آجادی اور انہر شفقت پر تو حرص کرنے لگو انکے چوڑی زین میں بیاتنگ کر  
 وہ ایمان ملاوین کیونکہ سینے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہوں کو ڈوبنا ہے اسی کفر و طغیان کی وجہ سے اور یہ قصہ سورہ ہود  
 میں بڑی شد و مد سے گزرا جو اپنے اعادہ سے معنی ہے اور یہ جو فرمایا ہر چہ بڑھ چکر تو ادر تیرے گہر والے ناؤ پر تو کتنے گہر  
 اللہ کا جس نے چڑھایا کہ گنگا کو لوگوں کو تو یہ دیا ہی ہے جیسے فرمایا وَجَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الْفُلۡکِ وَالْاَنْعَامِ  
 مَا تَرۡکُبُوۡنَ لَیَسَّوۡا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖۤ ثُمَّ تَذَرُوۡنَہٗ کُرۡدًا فِیۡ غَمَہٗ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوٰیۡتُمْ عَلَیْہِ وَتَقُوۡلُوۡا  
 سُبْحٰنَ الَّذِیۡ یَسۡتَکۡرِہٖۤ اٰتِیۡنَا ہٰذَا اَوْ مَا کُنَّا لَہٗ مُقِرِّیۡنَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا الْمُنۡقِلِیۡنَ یعنی اور جس نے بنا دی  
 تم کو کشتی (ناؤ) اور چوہا جو جن پر سوار ہوتے ہوتا چڑھ بیٹھوا کی بیٹھ پر پیر پاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ  
 چکے اس پر اور کہو پاک ناست ہے وہ جس نے بس میں دیا ہمارے یہ اور ہم نہیں اسکے مقابل ہو نہ والے اور ہم کو  
 اپنے رب کی طوفان پر جاننا ہے اور نوح علیہ السلام نے اس کے اس کے اس ارشاد کی تمہیل کی کہ قال تعالیٰ حَکَیۡمًا  
 عَنْہُ وَاَقَالَ اَرۡکَبُوۡا فِیۡہَا بِسَمِیۡلِہٖۤ مَجۡرِیۡہَا وَاَمۡرُہَا اِنَّ رِیۡفَ الْغَوۡرِ رَیۡحِہٖۤ یُنۡفِثُہٗ اَوۡرَاقُہَا سَوَآءُہَا  
 ناؤ میں اللہ کے نام سے اٹھنا اور اسکا ثبوت تحقیق میرا بے خبر والا ہے مہربان تو یا د کیا نوح علیہ السلام نے  
 اللہ تعالیٰ کو ناؤ کے چلنے کو ابتدا میں اور اسکے چلنے کی انتہا میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُلۡ رَبِّ اِنۡزِلۡنِیۡ مِّنۡ  
 مُّبَرَّکًا وَاَنتَ خَیۡرُ الْمُنۡزِلِیۡنَ یعنی اور کہہ لے نوح امیر ہمارے کہو برکت کا امارنا اور تو ہے اچھا تاہم لا  
 اور یہ جو فرمایا اس میں نشانیاں ہیں اور ہم میں چاہنے والے لیئے حکام میں مؤمنین کے نجات دہی اور کفار کے  
 ہلاک کرنے میں حضور آیات اور حجج اور دلائل و منجات میں انبیا کی صداقت پر اسچیز میں جسکو وہ اللہ کے پاس  
 لائے اور وہ سبحانہ کر نوا اللہ ہے جو چاہے قادر ہے ہر چیز پر جاننا ہے ہر چیز کو جاننا ہے اپنے بندوں کو اور سال  
 مرسلین کے ساتھ فتح میں کہا ہے اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ تو اتم مقام لے ان کی جن چیز کے ساتھ تو چلے اور



جس طرح نوحؑ ہے کیونکہ انہوں نے میری تکذیب کی ہو اور ایسا کہ اس میں مراد ہے اور ان اصنع الفلک جملہ مفسرین اور فلک کہتے ہیں سفینہ کو اور باعیننا سے ہماری رویت مراد ہے یا متعلق محذوف ہو اور معنی یہ میں متکلم ہوں یا میں متکلم ہوں اور بعض نے اسکی جملہ کے ساتھ تفسیر کی تو کہ اسکا کوئی تعرض نہ کرے اور کوئی شخص اس کے عمل کو نہ بگاڑے لیکن پہلے معنی الیٰ ہین اور اعین کی جمع میں مبالغہ ہے اگرچہ عادت دیکھنے والوں کی وہی انگلیں ہوتی ہیں اور اس لفظ کو معنی سورہ ہود میں بھی گذر چکی اور وحی ہو مراد امر اور اس کے بنائے کی کیفیت کی تعلیم ہے بعض نے کہا نوح علیہ السلام نے ہکود و سال میں طیار کیا اسکا طول تین سو ہاتھ کا تھا اور عرض پنجاس ہاتھ کا اور تین ہاتھ اونچی تھی اور اس میں تین طبقے رکھے گئے تھے کا طبقہ درندوں اور زہریلوں جانوروں کو لیے اور میانہ درجہ درابا اور انعام کے لیے اور اوپر کا درجہ انسانوں کے لیے صبیحہ سورہ ہود میں یہ قصہ گذرا اور امر سے فاذا جاء امرنا من عذاب مراد ہے اور فور تنور اس عذاب کی آمدنی کی علامت اور نشانی تھی آدم تنور وہ آدم علیہ السلام کا تنور تھا جس میں حضرت حوا علیہا السلام روٹیاں پکاتی تھیں اور وہ نوح علیہ السلام کو دراثہ پہنچا اور وہ پتھر کا تھا بعض نے کہا تنور سے زمین کا نہ مراد ہے اور سلوک سے دخول مراد ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر ایک قسم کا جوڑا اس میں ڈال لے تو یہ انسان کے سوا اور جن میں مراد میں اس لیے کہ انسانوں میں تو بیشتر باہشی عدد و نفر کشتی میں داخل ہوئے تھے اور یہ عدد بہر کیف دو سو زائد ہے اور اہل سے زوجہ اور اولاد مراد ہے اور قتل سے اہلک کا وعدہ انہی مراد ہے اور نوح علیہ السلام کے اہل میں سے جبکی ہلاکت مقدر ہو چکی وہ کمان ہٹا اور اسکی دالہ اور اس قصہ کی تفسیر تبارہ و کمال سورہ ہود میں گذر چکی برکت سے مبارک گامین غرق سے نجات پانا اور نجات پانے کے بعد کثرت نسل مراد ہے اور آیت میں تعلیم ہے عباد کے لیے کہ جب وہ نادر پر سوار ہو کر اتریں تو یکلمہ کہیں یا حدی کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے اس نے حکم کیا ہے کہ جب لوگ نادر پر سوار ہوں تو اس کے تعریف اور توصیف کہیں اور جب اتریں تو مبارک اترنا مانگیں ثُمَّ اَنشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۝ فَاتْرَكْنَا فِيْهِمْ سُلُوْلًا مِنْهُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَاللّٰهُ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۝ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا الْاٰخِرَةِ وَاتَّوَفَّيْنٰهُمْ فِي الْحَبْوَةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا اِلَّا اَنْتُمْ مِّثْلُكُمْ يٰ اَكْلُ مِمَّا نَاكُلُوْنَ مِنْهُ وَلَيْسَ مِنْكُمْ اَنْتُمْ تَنْتَرِكُوْنَ ۝ وَلٰكِنْ اَطَعْتُمْ لَبِيْذًا مِّثْلَكُمْ اَنْتُمْ اِذَا الْخُسُوفُ ۝ اَبَعِدُكُمْ اَنْتُمْ اِذَا امْسَكْتُمْ وَلَكُمْ تَرَاٰبًا وَّعِظَامًا اَنْتُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هِيَ حَاتِ هِيَ حَاتِ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مَمُوْتٌ نَّحْيِيْهَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ اَفْتَرٰى عَلَى الشُّوْكِدَا



وہ دن میں صبح کو رہ جاؤنگو بچنے کے کہ ہائی پہنچنے اپنی پیغمبر کی باتوں کی اور جس کو وہ اس کے جانب سے لایا کیوں تھا  
 کی اور کیوں اس کے ساتھ عداوت کیا ہر ان کو پکڑ لیا جنگھاڑنے کھینچ اور وہ اپنے کفر اور طغیان کی وجہ سے اسی  
 لائق تھے اور ظاہر یہ ہے کہ انکو پکڑ جنگھاڑنے اور اس کے ساتھ باؤ تھے سخت تند زور اور سرد جو اکھاڑتی تھی  
 اور ہلاک کرتی تھی اور یہ ہم درہم کرتی تھی ہر چیز کو اپنے مالک کے حکم اور اجازت سے بہرہ ایسے ہو گئے کہ انکے  
 گمرون کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہ دیتا تھا اللہ یوں ہی مزا دیتا ہے گنہگاروں کو اور یہ جو فرمایا پہر پہنچنے انکو  
 گردیا کوڑا لینے ہلاک ہو کر گر گئے جیسے پانی ہر کوڑے کچرے کو پھینک دیتا ہے اور عذاب اس نے کہ کہتے ہیں  
 جو حقیر قلیل ہلاک ہو اور اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور یہ جو فرمایا قُبْعَدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ تو یہ دیکھا ہی ہے  
 جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَكَذَلِكَ كَانُوا أَهْلَ الظَّالِمِينَ یعنی پہنچنے اپنی بے انصافی کی  
 پر وہ آپ ہی بے انصاف تھے جو کفر کرتے رہے اور عذاب اور اللہ کے رسول کی مخالفت سے نہ ٹلے اب ان کے  
 احوال سننے والے اپنی رسول کی تکذیب و عداوت و مخالفت سے ڈرین فتح میں کہا ہے قرن سے قوم مراد ہے  
 اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ عادی کا قرن تھا جس کا اس آیت میں مذکور ہے کیونکہ عادیوں کا قبضہ نوح  
 علیہ السلام کے قبضے کے بعد قرآن میں اس مقام کے سوا ہی وقوع ہے اور دوسری دلیل اس پر یہ ہے کہ عراف  
 میں ہی نوح علیہ السلام کے قبضے کے بعد عادی کا قبضہ مذکور ہے اور اس میں آتا ہے کہ ہو علیہ السلام نے  
 اپنی قوم سے فرمایا اِذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ یعنی اور یاد کرو جو کر دیا اس نے  
 تمکو جانشین نوح کے قوم کے بعد بعض نے کہا ان لوگوں سے مراد مراد ہیں کیونکہ وہی جنگھاڑ کے ساتھ  
 ہلاک ہوئے اور اللہ نے اس قبضہ میں اس قوم کا جنگھاڑ کے ساتھ ہلاک کرنا مذکور فرمایا ہے بعض نے کہا  
 ان لوگوں سے مدین کے لوگ مراد ہیں کیونکہ وہ بھی منجملہ ان اقوام کے ہیں جو جنگھاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئے  
 اور ملا سے انکو منبر دار اور اشراف مراد ہیں اور لقاد آخرت کی تکذیب و حساب کتاب عقاب بے و نشر  
 کی تکذیب مراد ہے اور اشراف و دنیا کی نعمتوں کا فراخی سے دینا مراد ہے یہ وہ ترائے کثرت مال اور  
 رفاهت عیش کے سببے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے رسول کی وصفت کی اپنی برابری کے ساتھ بشریت  
 میں اور کمانے اور پینے میں اور بولی نہیں ہے یہ مگر ہماری طرح ایک آدمی کہاں ہے جو تم کمانے ہو اور  
 پینا ہے جو تم پیتے ہو اور یہ اس قوم کا اپنے رسول پر پہلا شبہ اور اعتراض ہے جو اللہ کے قول خسروٰں پر  
 ختم ہوتا ہے اور انکی حماقت سے یہ اپنے مثل کی اتباع سے انکار کیا اور جو لوگ اپنے سے عاجز تھے (پہر)

انکی عبادت کرنے پر اللہ کے قلیٰ اُتے دُکھ میں ہمراہ انکار کے لیے ہر اور جملہ منافق ہے اس میں پہلی جملہ کی تفسیر  
ہے یہاں اہم فعل ہے ساتھ معنی بعد کے اور ابن عباس نے ان دونوں لفظوں کو بعید بعید کے ساتھ تفسیر کی  
ابن الانباری کو کہا یہاں میں دس لغتیں ہیں ہر ان کو بیان کیا اور یہاں سببی ہے اور سلیمان جمل نے کہا اگر  
لفظ میں بہت لغتیں ہیں جو چاہیں سے بھی بڑھ جاتی ہیں ہر جو ان میں سے مشہور لغتیں ہیں انکو بیان کیا  
جبکو معنی چھوڑ دیا اس لیے کہ انکے بیان میں جذبات فائدہ مقصور نہیں ہے اور یہ اہم فعل ماضی ہے مصدر  
کے معنی کو ساتھ اور غالباً اس کلمہ کی استعمال نمونہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا تاکید لفظی تو ہے اور  
لَا تُؤْعَدُونَ میں لام امر مستبعد کو بیان کے لیے ہے جیسے هَذِهِ لَكَ میں ہر اس نے انکا انرا فائدہ  
کیا کہ وہ کہتے ہیں اِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا یعنی یہی دنیا کا جینا ہی ہے نہ وہ جینا جسکا تو ہمارے  
ساتھ وعدہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ باپ دادی مر جاتے ہیں اور اولاد زندہ رہتی ہے یا یہ کہ ایک قوم مر جاتی  
ہے اور ایک قوم جیتے رہتی ہے یا یہ کہ بعض مر جاتے ہیں اور بعض پیدا ہوتے ہیں اور ایک قرن گزر جاتا  
ہے اور دوسرا آجاتا ہے ہر صراحت کی بحث کی نفی کے ساتھ کہ ہم نے کوئی جی کر اٹھائے نہیں یہ محض  
اسکا بہتان ہے اللہ پر اور عَمَّا قَلِيلٍ کے عنقریب معنی ہیں اور عَنْ مَعْنٰی میں بعد کو ہے اور مَآزِلَهُ ہر  
طرف کر درمیان قلت زمان کے تاکید کے لیے آیا ہے جیسے اللہ کے قول فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ هِيَ  
مفسرین نے کہا ہر صحیحہ کی تفسیر میں کہ جبریل علیہ السلام نے ایک پیغام ماری اس ہوا کے ساتھ جس کے  
ساتھ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا ہر وہ ساری مر گئے بعض نے کہا صیحو وہ ایک عین عذاب کا نام ہے  
اور ہلاکت کا عذاب جو ان پر اترا اور حق سے عدل مراد ہے یعنی یہ عذاب انہر کچے بے انصافی کے طور پر  
نہیں انار بلکہ عدل کے ساتھ انتہی باخال نے الفتح ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا كُلًّا مَّجَاءً اُمًّا رَّسُولًا  
كَذَّبُوْا مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاخِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا كُلًّا مَّجَاءً اُمًّا رَّسُولًا  
كَذَّبُوْا مَا تَتَّبِعُهُمْ بَغْضًا وَّجَعَلْنَاهُمْ اَحَادِيْثَ تَبَعَدَ الْقَوْمَ لَا يُفِيْمُوْنَ ۝ ہر اس پر  
ہم نے ان سے پیچھے سنگین اور نہ پہلو جادے کوئی قوم اپنے وعدے سے پیچھے رہیں ہر بھیجتے رہے ہم ان پر  
رسول لگتے مارجان ہو چکا کسی امت کے پاس انکا رسول اسکو جھٹلادیا ہر چلاتے گئے ہم ایک کے  
پیچھے دوسرے اور کڑا لاکھا کیا نیاں سودر ہو جاوین جو لوگ سنیں مانتے ف ابن کثیر میں کہا ہے  
اللہ نفاے فرماتا ہے ہر ہم نے انکے پیچھے اور قرون بنے ام اور طوائف پیدا کیے کوئی امت اپنی

اہل بیت سے سبقت نہیں کرتی اور نہ اپنے حضور و مکان سے پیچھے ہٹتی ہے بلکہ ہر ایک اس فضا کے موافق جو اس کو دہ سطر  
 اللہ تعالیٰ (زوح محفوظ میں) شہرادی ہے پکڑا جاتا ہے اور غم ارسلنا رسلنا تترأین تترأ سے ایک سول کا دوسرے  
 رسول کے پیچھے آنا مراد ہے اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَلَقَدْ بَعَلْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولًا اِذِ اعْبُدُوا  
 اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدٰى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَبَتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ یعنی اور ہم نے  
 اہل انبیاء میں ہر امت میں رسول کو جنگی کر دیا کہ اگر وہ چاہے تو ہر گئے (توبہ) اس کو سیکھو راہ دی اور کبیر  
 ثابت ہوئی مگر ابھی اور یہ جو فرمایا جہان پہونچا کسی امت پاس انکا رسول اسکو جہلا یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ انکے  
 جہم ہونے جہلا یا اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے يَا حَسْرَةً عَلٰى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ اِلَّا كَانُفًا  
 يٰمُ كَيْتَ اَيُّوْنَ یعنی کیا انہوں سے ہندو نہ کوئی رسول نہیں آتا ان پاس جس کو شہنا نہیں کرتے اور یہ جو  
 فرمایا ہر جہلانے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے یعنی ہلاک کرنے رہے انکو اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَلَقَدْ  
 اَهْلَكْنَا مِثْلَ الْاَقْصَادِ مِنْ قَبْلِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدٰى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَبَتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ یعنی اور یہ جو فرمایا او  
 کر ڈالا ان کو کمانیاں یعنی انکے قصوں کو لوگوں کی اخبار اور حدیثیں اور کمانیاں بنا ڈالا جسکے ساتھ لوگ  
 آپس میں بائین کرنے میں اور یہ قول اسکے اسفل کی طرح ہے يَجْعَلُكَ ضَحًّا اَحَدِيْثٍ وَمَقَرًا ضَحًّا كَلَّ  
 فَمِنْهُمْ مَنْ هَدٰى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَبَتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ یعنی اور یہ جو فرمایا او کر ڈالا ہمنے انکو کمانیاں اور چیر کر ڈالا انکو ٹکڑے فتح میں کہا ہے ان قرون سے صالح اور  
 لوط اور شعیب اور یونس اور ایوب وغیرہم علیہم السلام الی یوم القیام کی قورین مراد ہیں جیسے انکی قوموں کے  
 قصے اسی ترتیب پر سورہ اعراف اور ہود میں وارد ہیں اور بعض نے کہا ان قرون سے نبی اسرائیل میں اور  
 موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ان میں بہت رسول آئے اور یہاں قرن کو جمع کیا اور فیما سبق میں مفرد تو یہ اسلیے کہ  
 یہاں قرون سے متعدد ہتھیں مراد ہیں اور وہاں ایک ہی جماعت مراد تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت اور اپنا کمال  
 علم اپنے ہندوں کو احوال میں بیان کیا اور فرمایا کوئی جماعت اور امت اپنی آجال مکتوبہ بمعینہ سے پیشہ رستی  
 نہیں کرتے اور نہ اپنی ہلاکت کی موت سے متاخر ہو سکتی ہے اور اسکی مثل ہے اللہ کا قول فَاِذَا جَاءَ اَجَلُكُمْ  
 لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَفْتِيْ مُوْنٌ یعنی جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کی گئیے ایک گٹری اور طلبی  
 پھر اصرے بیان فرمایا کہ ان قرون اور سنگتوں کو پیچھے ہی برابر متواتر لگاتار رسول آتے رہے اپنی قوموں  
 کی طرف لیکن ان کی امتوں کا حال تکذیب میں ایک جیسا ہی ہوا اور فرمایا غم ارسلنا رسلنا تترأین تترأ سے عبادت  
 نے تترأ کی تفسیر میں کہا بعضہم علی اثر بعض یعنی ایک کو بھیجا دوسرے کے قدم پر اور یہ غرض نہیں ہے کہ ان

قرون کے بعد بہت رسول ایک ہی بابہمیدے اسلئے کہ دو رسولوں کو درمیان کا زمانہ طویل ہوتا تھا اور ہر کسی تفسیر  
 کرتا ہے اس کا قمر کلا جاوے اور رسول کا مذہب کیونکہ یہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ ہر ایک رسول خاص ایک ایک صفت کی طرح  
 آتا رہا اور مجی سے تبلیغ مراد ہے اور احادیث جمع ہو احادیث کی اور احادیث کہتے ہیں اس بات کو جس کو لوگ آپس میں  
 کریں اور احادیث احادیث کی جمع ہے جیسے اعاجیب عجوبہ کی جمع ہے اور عجوبہ وہ چیز ہے جس سے لوگ تعجب  
 کریں یا احادیث حدیث کی جمع ہے غیر قیاس پر اور حدیث کا اطلاق مشرین ہوتا ہے خیر کے سوا جیسے کئی ہیں  
 صارفان حدیث یعنی فلان شخص تعزیر ہو گیا ہے علامہ ابو لطیف ترمذی رحمہ اللہ نے کہا اور یہ کلیہ درست  
 نہیں ہے کہ حدیث کا اطلاق مشرین ہوتا ہے خیر میں نہیں ہوتا کہ کہی کہتے ہیں صارفان حدیث احسان اور عربی  
 کچھ لفظوں میں قیاس کا خلاف کیا ہے اور مفاعیل کے صیغہ پر انکی جمع کا استعمال کیا ہے جیسے اباطیل اور  
 اقاطیع اور کہا مختصری نے احادیث حدیث کی اہم جمع ہے اور اسی قبیل سے ہے احادیث رسول صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم اور افاعیل کا وزن جمع کے اذنان میں سے نہیں ہے اور اسکو ہمارے اصحاب نے ان جمعوں کے  
 وزنوں میں بیان کیا ہے جو قیاس کے خلاف ہیں جیسے قطع اور اقاطیع اور جب عبادید کو وزن پر انہوں نے  
 حکم لگایا ہے کہ یہ جمع نکسیر ہے باوجود اس بات کے کہ اس واحد کے ساتھ کسیر تلفظ نہیں کیا تو لائق ہے کہ احادیث  
 ہی جمع نکسیر ہو اور اسکی تود واحد کے ساتھ تلفظ ہوا ہے اور وہ حدیث ہے پس معلوم ہوا کہ احادیث جمع نکسیر ہے  
 اسم جمع نہیں ہے جیسے ہم نے بیان کیا ہے اور اسکا نے اس جنر کو بیان کیا جو فرعون اور اسکی قوم سے موسیٰ اور  
 ہارون کے انکے پاس جانے وقت وقوع میں آئی **ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا**  
**سُلْطٰنٍ مُّبٰیْنٍ ۝ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَٰمَلَکَآئِهٖ فَاَسْتَكْبَرُوْۤا وَكَانُوْۤا قَوْمًا عٰلِیْنَ ۝ فَقَالُوْۤا اَنْتُمْ**  
**اَنْتُمْ مِّنْکُمْ مِّثْلًا وَقَوْمُکُمْ اَنْتُمْ اَعْبُدُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْۤهُمَا فَكَانُوْۤا مِنَ الْمُهْلٰکِیْنَ ۝ وَلَقَدْ**  
 دیکر اور سند کملی فرعون اور اس کے سرداروں پاس ہر شبائی کرنے لگے اور نودہ لوگ چڑھ رہے سو ہو گیا ہم بائیس  
 ایک دوا دیوں کو اپنے برابر کے اور انکی قوم کرتے ہیں ہماری بندگی پہ چٹلایا ان دونوں کو پہر ہو کر کہنے والوں  
 میں اور سننے دی موسیٰ کو کتاب شاید وہ راہ پاوین **ف** تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہر  
 موسیٰ اور اس کے بہائی ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں پاس نشانیاں اور عجیب سرپور تیرا لے اور نشان  
 قاطعات دیکر بھیجا اور فرعون اور اسکی قوم نے موسیٰ اور ہارون کی اتباع سے استکبار کیا اور اندون کے امر

کو زمانہ اور اسکی دلیل یہ بیان کی کہ یہ دونوں ہماری برابر کے آدمی ہیں جیسے گذشتہ امتوں کو بشر میں ہر رسول کو  
 مبعوث ہونیکا انکار کیا ایک سے بہین حل انکے پہر ہلاک کیا اللہ نے فرعون اور اسکی قوم کو اور اسکو ڈوبو دیا ایک ہی دن  
 میں سب کے سب کو اور گامی موسیٰ علیہ السلام پر کنا بیٹھے تو ریت جس میں اس کے حکام ہیں اور اس کے اوامر اور  
 اس کے منہیات اور قدرت کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک کرنے کے بعد اتار اہر پکڑا انکو پکڑا غالب  
 قدرت والو کا اور تو ریت کے انار نیکی سے اللہ تعالیٰ نے کسی ساری امت کو ہلاک نہیں کیا بلکہ مومنوں کو کافروں کو سزا  
 دینے کا حکم دیا کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَاطًا لِّلنَّاسِ  
 وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ یعنی دی ہوئی کو کتاب اس پر بھیجے کہ کہہ پا چکے ہم پہلو سنگنہ  
 سو جہانے لوگوں کو اور راہ بتاؤ اور مہر شایہ وہ یاد رکھیں ختم کابیان یہ ہے کہ آیات سے مراد وہ نوشتا نیاں ہیں  
 جنکا بیان کہی بار ہو چکا اور وہ باکس بہت جانیکو آیات میں شمار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد آیات سے بیان وہ  
 آیتیں ہیں جنکو انمول نے جہٹلایا اور جن کو انمول نے شکبار کیا اور سلطان جیسے مرگڑو ہنچو بعض نے کہا سلطان سین ہی اونوشا نیاں  
 اور یہ عطف تفسیری ہے اور بعض نے کہا سلطان سین سے صرف لاشی مراد ہے اسلیو کہ وہ آیات کی اصل ہے  
 تو سو وقت بہ ترکیب اس فیصل سے ہوگی جیسے حیر مل کا عطف ملاکہ پر بعض نے کہا آیات سے مراد مکمل مراد ہیں جو  
 ان دو لو کو واسطے نہیں اور سلطان سین سے نوشتا نیاں مراد ہیں اور ملا سے اخراج مراد ہیں جیسے یہ ملا کی تفسیر  
 کہی بار گندی اور شکبار کہتی ہیں کہہ کہ طلب کو اور غرض یہ ہے کہ اونوں کو تکلف کے ساتھ تکبیر کیا اور ایمان  
 سے ثبائی کی اور حق کو مانع نہ ہوئے اور عالمین سے قاسرین مراد ہیں یعنی غرضی لوگوں پر زور جتانے والے  
 تھے یا نبی اسرائیل پر یعنی اور ظلم کے ساتھ اور انپر اپنا مرتبہ جتانے والو اور کبر اور عناد اور قرد کی وجہ سے انپر گورین  
 اٹھانے والو اور بشرین سے موسیٰ اور ہارون مراد ہیں اور ہمزہ انوس میں استفہام انکار کے لیے ہے یعنی  
 ہم کیسے انکی تصدیق کریں جو بشریت میں ہمارے برابر ہیں اور بشر بولا جاتا ہے واحد پر جیسے اللہ نے فرمایا کَبَشْرًا  
 سَوِيًّا جیسے بولا جاتا ہے جمع پر جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَا مَعْزِزُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ الْبَشَرِ اور بشر کا شے ہونا آیت باب  
 میں معنی اول کے اعتبار سے ہے اور بولا جاتا ہے شے پر اور مذکر پر اور مؤنث پر اور فکدہ ہوا کے یہ معنی میں  
 فَأَصْرَفُ الْعَالَمِينَ ذِیْہِمْ جاسے انمول نے موسیٰ اور ہارون کی تکذیب پر اصرار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے  
 حکایت کیا اس بات کو جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر جاری ہوئے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاکت کو بعد اور سنایا  
 اور کہنے دی ہوئی کو کتاب تو کہ موسیٰ کی قوم راہ پاوین اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خاص اس لیے کیا کہ تو ریت



انہیں پر اور تری طہمین اور ماروٹن آپ کا خلیفہ تھا آپ کی قوم میں ہر اس نے علیہ السلام کو فکھہ کطرت اجا  
 اشارہ کیا اور فرمایا **وَجَعَلْنَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ** اور کہہ **وَاللَّهُ يَوْمَئِذٍ عَلِيمٌ** اور فرمایا  
 اپنے مہم کے بیٹے اور اسکی ماں کو ایک نشانی اور انکو ٹکنا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں تھیراؤ تھا اور پانی نتراف  
 حضرت عیسیٰ جہاں سے پیدا ہوئے ہوتے تھے بادشاہ فریخو میون کے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ  
 دشمن ہوا انکی تلاش میں بڑا انکو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکلیا دنگلکر مصر میں گئے ایک گاؤں کو  
 زمیندار نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنی بیٹی کر کر کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں ہوئے اس وطن  
 کا بادشاہ مرچکانب ہر آؤ اپنے وطن کو روہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا انتہی مافی الموضع  
**ف** ابن کثیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بند کو اور رسول عیسیٰ مریم کے بیٹے کطیف کو خبر دیا ہے کہ  
 اس نے ان دونوں کو حجت قاطعہ بنایا لوگوں کو واسطے تو کہ وہ جہاں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے  
 کیونکہ اس نے آدم کو بنایا مانباپ کو سوا اور جو کو پیدا کیا نہ سے مادہ کو سوا اور عیسیٰ کو پیدا کیا مادہ سے نہ کے  
 سوا اور پیدا کیا باقی لوگوں نے اور مادہ دونوں واسطے سے اور ربوہ سے مرقع مکان مراد ہے جسکو ہماری  
 زبان میں آنا کہتے ہیں اور ایسے مکان پر مذمت بہت عمدہ ہوتی ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور  
 سعید بن جبیر اور قتادہ کا ابن عباس کہتے ہیں ذات قرار سے ذات خصب مراد ہے یعنی اندالی والا ٹکنا  
 اور معین سے پاک پانی نتر پانی مراد ہے اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور قتادہ کا اور  
 مجاہد کہتے ہیں ربوہ کہتے ہیں بابر زمین کو اور سعید بن جبیر کہتے ہیں ذات قرار و معین سے یہ مراد ہے کہ  
 پانی اس میں مستوی تھا اور مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں معین سے جاری پانی مراد ہے اب مفسرین کا اس پر  
 خلاف ہے کہ یہ ربوہ (اور تازہ) کا بیان اس آیت میں ہے (کس زمین میں ہے تو عبد الرحمن بن زید بن سلم  
 کہا نہیں ہے ربوہ مگر مصر میں مگر مصر کی زمین میں یا تین نہیں تو مصیٰ بنیانہ یا یثیل کی لٹیاں تین تو تین ہیں کہ یہ مصر کی لٹیاں ہی  
 انار پر واقع ہیں اور وہ بن سب سے اسی کی مثل مروی ہے لیکن یہ نہایت بعید ہے اور ابن ابی حاتم نے  
 سعید بن مسیب سے ربوہ کی تفسیر میں روایت کیا کہ وہ ربوہ دمشق ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں اور مروی ہے  
 یہ عبد اللہ بن سلام اور حسن اور زید بن سلم اور خالد بن سعدان سے اسی کی مثل عکرمہ نے ابن عباس سے  
 روایت کیا کہ ذات قرار و معین سے دمشق کی زمین مراد ہیں اور لیت بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت  
 کیا کہ ربوہ سے دمشق کا غوطہ اور اسکا اس پاس مراد ہے ابو ہریرہ سے اسی آیت کی تفسیر میں مروی ہے

کہ ربوہ سرزمینہ مراد ہے جو فلسطین کے فروغ میں ایک سببی ہو رہا ہے عَبْدُ الرَّزَّاقِ مرہ ہنری کہتے ہیں سینے  
 سے نا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے ہو واسطے ایک مرد کو ربوہ میں لے گیا تو مراد میں رفاہ اُتر  
 آئی عاظم حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث سخت غریب ہے اور ان سب قولوں میں بہت قریب قول وہ ہے جو حکو  
 عونی نے ابن عباس سے روایت کیا اَوْ دَيْنَهُمَا اِلَى رِبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ کی تفسیر میں  
 کہ معین سورہ جاری باقی مراد ہے اور وہ باقی اس نہر کا باقی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد  
 فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتَكِ سَرِيًّا اور یہی قول ہے صحاح اور قتادہ کا کہ ربوہ ذات قرار و معین سے  
 بیت المقدس مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں بہر تفسیر کہ ربوہ سر بیت المقدس مراد ہے واللہ اعلم یہی بہت  
 ظاہر ہے کیونکہ بیت المقدس دوسری آیت میں مذکور ہے اور بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے اور یہ بیت  
 عمدہ طریق ہے جسکے ساتھ تفسیر کچا دے اس کے بعد قرآن کی حدیثوں کے ساتھ تفسیر عمدہ ہے اس کے بعد آثار کے  
 ساتھ فتح میں کہا ہے کہ آیت و آیت باب میں علامت مراد ہے جو اسکی عظیم قدرت اور بدیع صنعت پر دلیل  
 ہے اور اس لفظ پر سورہ انبیاء کے آخر میں گفتگو گندی اللہ تعالیٰ کے قول وَ جَعَلْنَاهَا دَانِيَةً  
 لِلْعَالَمِينَ کی تفسیر میں قتادہ نے کہا آیت سے مراد ہے کہ میرے اسکو نز کے سوا جہا اور لطفہ کو سوا اور میر  
 بن انس کہتے ہیں کہ آیت و عبرت مراد ہے اور آیتین تثنیہ کے ساتھ نہیں فرمایا اسلیے کہ اچانکا کی بات  
 ان دونوں میں ایک ہی ہو یا مراد ہے کہ کیا بننے ابن ہریم کو آیت اور اسکی مان کو آیت تو پہلی آیت کو حذف  
 کیا گیا اسلیے کہ دوسری آیت پہلی آیت پر دلیل ہے بعض نے کہا ربوہ و دمشق کی زمین مراد ہے اور یہی قول  
 ہے عبد البر بن سلام اور سعید بن مسیب اور مقاتل کا اور بعض نے کہا بیت المقدس کی زمین مراد ہے یہ  
 قتادہ اور کعب کا قول ہے اور بعض نے کہا فلسطین کی زمین مراد ہے یہی کہی کا قول ہے ابن عباس کہتے  
 ہیں ربوہ کہتے ہیں برابر زمین کو اور بلند جگہ کو زمین کو اور ایسی جگہ میں نہایت وغیرہ بہت عمدہ ہوئی ہے  
 اور ہم خبر دیے گئے ہیں کہ وہ دمشق ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ مکان مراد ہے جو باری زمینوں کو  
 اونچا ہے اور وہ اچان میں اپنے سوا اور کانون کو اشارہ میل اونچا ہے اور وہ مکان زمین کے ٹکڑوں پر  
 سے آسمان کے بہت قریب ہے مرہ ہنری کہتے ہیں سینے نا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ربوہ وہ ملک  
 ہے آخر الطبرانی وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابو ہریرہ کہتے ہیں ربوہ وہ ملک ہے جو فلسطین کے  
 فروغ میں سے ایک سببی ہے بعض نے کہا اس کو مصر مراد ہے اور وہاں جانے کا سبب وہی نقل کیا ہے

ہتھے موضح القرآن کو نقل کیا لیکن اتنا زیادہ کیا کہ مریم علیہا السلام اپنے بیٹے سمیت دہان بارہ سال بہین  
 یہاں تک کہ وہ ظالم بادشاہ ہلاک ہو گیا ابن عباس کہتے ہیں ذات قرار سے ذات خصب اور ذات شمار مراد ہے  
 یعنی انداز والی زمین اور پہلون والی زمین انتہی ملے الفتح **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّمُومِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ**  
**اعْمَلُوا صَالِحًا طَاهِرَاتٍ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ**  
**فَتَقَطُّوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِي حِزْبٍ ۝ فَذَرَهُمْ فِي حِمْرِهِمْ**  
**حَتَّىٰ حِينٍ ۝ آيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِنْ مَّاءٍ ذَرِينِ ۝ نَسَارِعَ لَهُمْ فِي الْغَيَرَاتِ**  
 بل لا یشتغرون ۝ اور سو لو کہ بادستہری چیزیں اور کام کرو پہلا جو کرتے ہو میں جانتا ہوں یعنی سب سولوں  
 کے دین میں ہی ایک حکم ہے کہ حلال کھانا حلال اسے کھا کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب لوگ جانتے  
 ہیں اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو یہ ہر ہر  
 کر لیا اپنا کام آپس میں ٹھٹھے ٹھٹھے ہر فرقہ جو انکے پاس ہے اس پر رچ رہے ہیں **ف** ہر پیغمبر کے ہاتھ میں  
 نے جو ہوتے کو لوگوں میں بگاڑتا اسکا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہر  
 پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بنا دیا اب سب میں ملکر ایک دین ہو گیا **ت** سو چوڑی انکو  
 انکی میوٹی میں توبے ایک وقت تک کیا خیال کہتے ہیں کہ یہ جو ہم انکو دی جاتے ہیں مال اور اولاد دو  
 دوڑ ملتا تو ہیں انکو پہلایان کوئی نہیں انکو بوجہ نہیں **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے  
 مرسل بندوں کو ان سب پر درود و سلام حلال کہانے اور نیک کاموں کو ساتھ قائم رہنے کا ارشاد فرماتا  
 ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حلال کے کھانے سے نیک کام پر مدد ملتی ہے تو انبیا اس امر کو پوری طرح عمل  
 میں لائے اور جمع کی اونہوں کو ہر پہلائی زبان سے اور عملی طور پر اور لوگوں کو بتلا کر اور لوگوں کی خبر خواہ  
 کر کر جنابم المصنوع العباد خیر احسن بصری نے آیت یا ایہا الرسل کلو امن الطیبات کی تفسیر میں کہا اللہ کی  
 قسم اللہ نے تم کو زبردستی لینے یا سرخ کے لینے یا شیرین کے لینے یا ترش کے لینے کا ارشاد نہیں فرمایا اس  
 نے تو تم کو حلال کھانے کا ارشاد فرمایا (خواہ وہ کیسے ہی رنگ کی ہو) اور اسکا کچھ ہی فرما (ہو) سعید بن  
 جبیر اور صہاک کا یہی قول ہے کہ طیبات سے حلال مراد ہے ابو اسحاق سبعی نے ابو مسرہ عمر بن شریل  
 سے روایت کیا کہ عیسے مریم کے بیٹے اپنی زبان کے کاٹنے کی مزدوری سے کما پا کرتے اور بخاری میں ہے  
 کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائیں لوگوں نے عرض کیا اور آپ نے ہی بکریاں نہ چرائیں



طرحت جبکہ کوئی شریک نہیں ہو ولہذا فرمایا دانا رکب فاقنوں اور ہر آیت پر گفتگو سورہ انبیاء میں گندمی اور یہ جو فرمایا  
 بہر بہرٹ کر کیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے یعنی جن انکم کی طرف انبیاء بھیجے گئے انہوں نے سوچٹ ڈاکٹر اپنا دین ٹکڑی  
 ٹکڑے کر دیا اور یہ جو فرمایا سوچو ورنہ ان کو انکی بیہوشی میں تو یہ دیا ہی ہے جیسے فرمایا فَمَقِيلُ الْكَافِرِينَ اَمْ يَخْلَعُ  
 رُؤُوسَهُمْ اَيْنَ سَوَّاهُ لَمْ يَسْكُرُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 وَ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 كَرِهُوا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 اَسَلِيهِمْ دِيْنًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 قَوْلٌ مِّنْ خُفْرٍ اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 ہم پر آفت نہ آوے گی بے شک غلطی کی اور انہوں نے اپنے بقول میں اور خسارہ پایا انکی امید تو اور ہم جو یہ کام کرتے  
 ہیں تو اس میں ہمارا استدراج ہو اور ملت نہ بنا ولہذا فرمایا بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ جیسے فرمایا فَلَا يَعْجِبُكَ اَمْرُكُمْ  
 وَلَا اَوَّلُكُمْ اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 سو تو تعجب کر انکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب کرے ان چیزوں سے دنیا کر جینے اور نکلے  
 جان انکی اور وہ کافر ہوں اور جیسے فرمایا وَلَا يَعْجِبُكَ اَمْرُكُمْ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَا تَتْلُوْا لَهُمْ خَبْرَ اِلْيَاسَ اَلَّذِيْ  
 اَتٰهُمُ بِحُكْمٍ اَوَّلًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا اَمْ يَكْتُمُوْنَ كَذِبًا  
 میں انکو کچھ پہلائی ہے انکو حق میں ہم تو فرصت دیتے ہیں انکے حق میں تاڑتے جادین گناہ میں امدان کو دولت  
 کی بار ہے اور جیسے فرمایا قَدْ مَنَّ اَللّٰهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ  
 اب چوڑی محبکہ اور جھٹلائیوں کو اس بات کو اب ہم شیر سی شیر ہر آئینہ کو انکو جہان سے نہ جانیں گے  
 اور فرمایا ذَرْنُوْا مَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا وَ جَعَلْتُ لَہٗ سُلٰکًا مَّمْدُوْدًا وَ بَنٰی سُبُوْحًا اَوْ مَعْقَدًا  
 لَہٗ ثُمَّ هَدٰی اِلَیْہِمْ اَنْ اَرٰیْدَ کَلٰٓئِلَہٗ اَنْ اَرٰیْدَ کَلٰٓئِلَہٗ اَنْ اَرٰیْدَ کَلٰٓئِلَہٗ اَنْ اَرٰیْدَ کَلٰٓئِلَہٗ اَنْ اَرٰیْدَ کَلٰٓئِلَہٗ  
 بنایا اپنے ماننا کے بیان ایک بیٹا اور دیا میں نے اسکو مال پہلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والی اور حیار  
 کردی اسکو خوب طیاری بہر لالچ رکھتا ہے کہ اور دون کوئی نہیں وہ ہی ہماری امتوں کا ہے مخالف اور  
 فرمایا وَ مَا اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوَّلَادُکُمْ بِاللّٰہِ نَفٰی لَکُمْ عِنْدَہٗ دَلٰلٰی اَمِّنَ اَمِّنَ دَلٰلٰی اَمِّنَ دَلٰلٰی اَمِّنَ دَلٰلٰی اَمِّنَ  
 لَہُمْ جَزَآءٌ مِّنْ اَلْعَمَلِ وَ ہُمْ فِی الْفِرَاقِ اَلْمُنُوْنَ یعنی اور تمہاری مال اولاد وہ نہیں کہ نزدیک

ہمارے پاس ہمارا درجہ پر جو کوی ایمان لایا اور پہلا کام کیا سوا انکو ہے بل لا دنا انکو کیے پر اور وہ جبر و کون میں بیٹھیں  
 ہرین خاطر جمع کر اور اس باری میں اتمین بہت ہیں قناده ایت و یحسبون اننا نمدلہم یہ من مال و نبینہ  
 نشارع لہم فی الخیرات بل لا یشتعرون کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ بخدا یہ مکر ہے اسکا لوگوں کو سامان کو  
 مال اور اولاد وغیرہ میں اسے ابن آدم تو لوگوں کا مالون اور اولاد کے ساتھ اعتبار نہ کر اور لیکن تو انکو عمل صالح کر  
 ساتھ معتبر جان عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ قسم بینکم اخلاقکم  
 کما قسم بینکم اذ را قلمہ وان اللہ یعطی للذینما من حب و من لا یحب ولا یعطی الذین الا لئن  
 احب قسم اعطاه اللہ الذین فقد احبہ والذی نفرت عنہ یبیدہ لا یسلم عبد حق یسلم  
 قلبہ ولا یؤمن من حق یا من جازہ بن ایفہ قالوا وما یؤلفہ یارسول اللہ قال عظمہ وظلمہ ولا یکسب عبد  
 ثمالا من حلالہم فینفون منہ فیسارک لہ فینہ ولا یتصدق یاہ فیقبل منہ ولا ینزکہ خلف  
 ظہرہ الا کان زادہ الی التار ان اللہ لا یخو الشیء بالشیء وکن یخو الشیء بالحق ان  
 الخیث لا یخو الخیث یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے درمیان اخلاق کو تقسیم  
 کیا ہے جیسے ہمارے درمیان روزیاں بانٹی ہیں اور اللہ دینا ہے دنیا اسکو جبکو دوست کہتا ہے اور اسکو  
 بھی جبکو دوست نہیں کہتا اور دین نہیں دیتا مگر اسی کو جبکو دوست رکھو جبکو اللہ تعالیٰ دین دیتا ہے تو اسکو  
 وہ دوست کہتا ہے اس ذات کی قسم جسکے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہر بندہ مسلمان نہیں ہوتا  
 جب تک اسکا دل مسلمان نہ ہو اور (بندہ) ایمان نہیں لانا جب تک اس کے ہمسایہ اسکے بوائے سے محفوظ نہ ہیں  
 لوگوں نے عرض کیا اسکے بوائے کیا ہیں فرمایا اسکا جو رطلم اور بندہ نہیں کما نا کچھ مال حرام (طریق) اس پر  
 اس سے خرچ کرے اور اس میں برکت کی جاوے اسکے دستور یعنی حرام مال میں خرچ کرنا برکت کا موجب نہیں  
 ہوتا لیکن دوزخ میں لیجانے کا باعث اور سبب ہو جاتا ہے اور نہیں خیرات کرنا مال حرام سے بہرہ قبول ہو  
 اور نہیں چور جاتا اسکو اپنے پیچھے گروہ ہکا زاد (توشہ) ہوتا ہے آگ کی طرف جاز کے لیے اللہ نہیں مٹاتا  
 پلیدی کو پلیدی کے ساتھ اور وہ تو مٹاتا ہے پلیدی کو پاکی کے ساتھ گناہ گناہوں کو از کتاب و صحاف نہیں ہو  
 رواہ الامام احمد فتح میں کہا ہے اللہ تعالیٰ کے قول یا ایہا الرسل الایۃ میں خطاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 سلم کے لیے بعض نے کہا خطاب کیا گیا اس مقالہ کو ساتھ ہر ایک پیغمبر اپنے اپنے وقت میں کیونکہ یہی اسکا طریق  
 ہے جس پر چلنا انکو لازم و واجب ہے اور اس خطاب میں عیسیٰ علیہ السلام بطریق اولیٰ داخل ہیں بلکہ ابن جریر

کا تو یہ قول ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر عیسے کو ہی لیکن اس پر دلیل موجود نہیں ہے اور طیبیات سے عمدہ نشیا اور مستلذات مراد ہیں بعض نے کہا طیبیت سے مراد شیا ہر دین بن میں دو صفتیں باقی جا دیں حلت ہی اور عمدگی ہی بہر طیبیات کو کمانے کے ار کے بعد انکو عمل صالح کا ارشاد فرمایا اور فرمایا واعلموا صالحاً اور صالح عمل سے وہ کام مراد ہیں جو شرع کے موافق ہوں اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ راہبوں کو جو عمدہ چیزیں جو واقع میں انکو اللہ نے بندوں کی واسطے حلال کر دیا ہے چوڑ کر رکھی ہیں نہ انکا فضل باطل ہے اور جملہ انبیاء علیہم السلام انکو عمل صالح کے ساتھ امر کی علت ہو یعنی مجاہدہ نہاری اعمال سے کوئی شے مخفی نہیں ہے اور میں تم کو نہاری اعمال کے موافق خبر دینے والا ہوں اگر اچھا عمل کرو گے تو عمدہ جزا دوں گا ادا اگر برائی کرو گے تو سخت سزا دے گا اور ظاہر میں تو یہ رسولوں کو خطاب ہو لیکن مقصود اس خطاب میں انکی امتیں میں بہر وہی ابوہریرہ کی حدیث بیان کی جسکو ہم نے تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا ہے عیسے علیہ السلام کا انکو کہہ اپنی مان کو کاتنے کی ضروری میں کہ کمانے سے اور ان ہذیہ اُمتک کے اُمتہ فاحیدۃ یہ اللہ کا قول میں جملہ ان اقوال کے ہے جسکو ساتھ انبیاء کو خطاب کیا گیا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ امی رسولو جانو کہ تمہارا ذکر اور ملت اور شریعت ایک ہی ملت ہے اور شریعت یکاۃ جسکو جمع کرتا ہے ایک اصل اور قاعدہ اور دستور جو وہ ان سب نشیا سے عظیم ہے جسکو دیکر اللہ نے انبیاء کو بھیجا ادا نہاری اس اصل میں اپنی کتاب میں اور وہ بھی ملانامیہ جمیع انبیاء کا اللہ اکیلے کی عبادت و پریش کی طر جبکہ کوئی شریک نہیں ہے اس صورت میں ملت سے مراد وہ تھا بن جن میں تمام شریعتوں کا اتفاق ہے یہ احکام فرعیہ تو انہیں شریعتیں مختلف ہیں خلیل کہنے میں اس جملہ کے یہ معنی ہیں میں جانتا ہوں کہ یہی تمہارا دین ہے جس کے ساتھ ایمان لانا جسکا سینے تم کو حکم کیا فراوانے کہا اس کے یہ سنئے میں اور جانو کہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور یہی وہ ہے کہ اللہ نے کہا محمد و آسلیہ کے تمہارا دین ایک دین ہے اور ملت کی طرف اشارہ کیا ہذیہ کے ساتھ اسکے امر کو پوری طرح ظاہر ہونے کے ساتھ صحت اور سدا میں بہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ائمہ گزشتہ کی اس مخالفت کا ذکر فرمایا جو ان سے رسولوں کو مقابلہ وقوع میں آئی اور فرمایا تَنقُطُ عَوَاکِرُھُمْ لَایۃٌ اور سنئے یہ ہیں کہ ائمہ نے باوجود دین کے متحد و متفق ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے جدا جدا مختلف فرقہ بنا ڈالے بہر دہم تو میں نے فرق اور قطع مختلفہ مراد میں لکھا واحد زبور ہے اور زبور کہتمو میں فرقہ کو اور طائفہ کو اور اسی کے معنی میں ہے زبرہ اور اسکی جہم ہے زبر بار کے ضم اور بار کے فتح کے ساتھ اور بعض نے زبر کو کتاب میں مراد میں تو اللہ نے ائمہ ماضیہ کی وصف بیان کی کہ انہوں نے اختلاف کیا تو ایک عجبت



نے تورات کا اتباع کیا اور ایک طائفے نے انجیل کا اور ایک حبشہ نے زبور کا پورا و نہوں نے تفریق کی اور امہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور جو مشرک تہود پیچھے چلا اپنے باپ دادوں کی عادتوں اور رسموں کو پورا ان میں سے ہر ایک اس میں کے ساتھ جسکو لیے بیٹھا ہے سرسری اور خوش کیونکہ ہر ایک اعتقاد رکھتا ہے کہ میں حقیر ہوں پھر تو انکو چور دی انکی جہالت اور نادانی میں کیونکہ وہ ہدایت کو اہل اور لائق نہیں ہیں اور تیرا دل تنگ ہو دی کہ ان سے عذاب کیوں پیچھے ہٹ رہا ہے ہر چیز کا ایک معین وقت ہر اکہ سبحانہ فر انکی جہالت کو تشبیہ دی اس بانی کے ساتھ جس میں داخل ہونے والا ڈوب جاتا ہے اور چپ جاتا ہے اور عزت لغت میں اس خیر کو کہتے ہیں جو تجھ سے بلند ہو اور چپا دیوے تجھ کو اور غر مار کثیر کو بھی کہتے ہیں اسلئے کہ وہ زمین کو ڈھانک لیتا ہے اور کبوتر اور حسد کو بھی غمر کہتے ہیں (کیونکہ وہ آدمی کو دل پر چپا جاتا ہے) اور بیان عزت و حریت اور غفلت اور غفلت مراد ہے اور آیت میں تندید شدیدی کفار کے لیے اور تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور اس میں حضرت کو انکے مقابلہ میں نہیں روکا بلکہ انکے لیے عذاب کے جلدی ملنے اور انکی عذاب کی تاخیر میں گہرائی سے روکا ہے اور صریح ہے انکو عذاب کا وقت مراد ہے یا کفر پر جانا تو کہ وہ دوزخ میں معذب ہوں اور امہ کے قول احمسبون الایہ میں محبت ہے معزز پر اصلح کے مسئلہ میں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امہ مخلوق میں کسی شخص کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہیں کرتا جس میں اسکے دین کی صلاحیت نہ ہو اور حالانکہ امہ خیر دینا ہے اس آیت میں کہ کفار مالی اور جانی امداد میں بیخیال نہ کریں کہ یہ انکو دین کی بہتر امداد کا بدلہ ہے یا ان کو یہ سطر اس میں بھلائی ہے اور صلاحیت بلکہ یہ تو بہائم کی طرح کم فہم اور کم عقل ہیں ہم جو ان کو آرام دی رہے ہیں غمغموں اور آسائشوں کے ساتھ تو یہ انکے لیے مستدرج ہے اور زیادہ گناہوں میں ڈالنا اور جب اللہ سبحانہ نے حقیقی خیرات کی کفار سے جو دنیا کے جیتے جیتے آسودگی اور آرام میں بسر کرتے ہیں نفی کی تو انکے پیچھے ان لوگوں کا بیان کیا جو خیرات کی دنیا و آخرت دونو جہانوں میں اہل اور مستحق ہیں اور انکے چار صفتیں بیان کیں اور فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ يُؤْتُونَ مَا آتَاهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ أُنْفَعُ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لِيُجْعَلُوا ۝ وَالَّذِينَ يَسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ اللہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی باتیں یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کو ساتھ مل کر ایک نہیں ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دینے ہیں جو دینی ہیں اور انکے دلوں میں ڈر ہے کہ انکو ہے اپنے رب کی طرف

پہر جانا وہ ٹوڑ لینے ہیں ہلایان اور اپہر ہوئے سب کے اگر یہ جو فرمایا کہ انکے دلون میں ڈر ہے کہ انکو اپہر بکلیط  
پہر جانا ہے بیٹے کیا جانیں وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا اگے کلام آویزا نہ آوے دیتی ہیں بیٹے اسکی اہ میں خرچ  
کرتے ہیں انتھے مافی الموضع و تفسیر ابن کثیر میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندر  
رکتے ہیں وہ اپہر احسان اور ایمان اور اپنے اعمال صالحہ کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس سے خائف ہیں اور  
اس کے داؤ سے ہر سان میں پیو حسن بصری نے کہا کہ نمون جامع احسان و شفقت ہوتا ہے اور منافق میں  
برائی اور بخوبی جمع ہوتی ہے پہر فرمایا اور جو لوگ اپنے رب کی باتیں یقین کرتے ہیں بیٹے اسکو آیات کو نیا اور  
منعمیہ کو ماننے میں جیسے اللہ نوریم علیہا السلام کی طرف سے خبر دی اور فرمایا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا  
وَكُنْتِ مِنَ الْغَاثِيَاتِ بیٹے اور سچ جالی اس نے اپہر رب کی باتیں اور اس کے کتابیں یعنی اس نے  
یقین کیا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہوا ہے اور جس چیز کو اس نے مقرر فرمایا ہے تو  
وہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ امر ہے اور یا روک ہو اگر ارشاد ہے تو جس چیز کا ارشاد کیا ہے وہ ہر  
نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے اور اگر نہی (روک) ہے تو جس چیز سے روکا ہے وہ لامحالہ اسکو غصہ  
میں لانیوالی اور ایسی چیز ہے جسکو مکروہ جانتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے اور اگر خیر ہے تو وہ حق ہے پیو  
اللہ نے فرمایا پہر فرمایا اور جو لوگ اپنا مال کے ساتھ شرک نہیں کرتے بیٹے اس کے ساتھ کسی اور کی بوجاہت  
کرتے بلکہ اسی ایک فرد احد صمد لم یلد ولم یولد کی پرستش کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی عبادت  
کے شایان نہیں ہے جو ایک ہے اور زرا دہار ہے جس نے نہ کسی بی بی اور نہ اولاد اور جس کا کوئی مثیل نہیں  
ہے کوئی ہمسر نہیں ہے پہر فرمایا اور جو لوگ کہ دیتی ہیں جو دیتے ہیں اور انکے دلون میں ڈر ہے کہ انکو ہر  
اپنے رب کی طرف پہر جانا بیٹے جب کچھ دیتے ہیں تو ڈر نہ ہیں اور کہتے ہیں ہم کیا جانیں وہاں  
قبول ہوا یا نہ ہوا اگے کلام آویزا نہ آوے کیے کیے کی شرطوں کے ساتھ ہم سے پوری طور پر قیام نہیں ہوا  
اور یہ اتفاق اور احتیاط کے قبیل سے ہے عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو فرمایا اللہ نے  
وَ الدِّینَ یُؤْتُونَ مَا اتَّقُوا فَلَیْکُمْ وَجِلَةٌ اَنْ تَقْبَلُوْا رَاجِعُوْنَ کیا اس آیت میں وہ  
لوگ مراد ہیں جو چوری کرتے ہیں اور زنا کرتے ہیں اور شراب نوش ہیں اور وہ بائین ہمہ اللہ سے ہی  
ڈرتے ہیں فرمایا نہیں اسے صدیق کی بیٹی ولیکن اس آیت میں ان لوگوں کا مذکور ہے جو نماز پڑھتے ہیں  
اور روزہ رکھتی ہیں اور خیرات کرتے ہیں اور بائین ہمہ خائف ہیں اس کے کہ شاید یہ اعمال بہار اللہ کے

لمن قبول نہ ہو ہوں یہ لوگ دو فروڈ کر گئے ہیں بھلائی ان ردوہ اہل کلام احمد وھکذا ردوہ الذین  
 وابنہ حاتمہ بن حدیث مالک بن معقول یہ بخیر امام ترمذی نے کہا اور یہ حدیث عبد الرحمن بن  
 سعید کے طریق سے بھی مروی ہے اس کے اسکو روایت کیا ابو حازم سے اور اس نے ابو ہریرہ سے اور اس نے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور محمد بن کعب قرظی اور حسن بصری کا  
 اس آیت کی تفسیر میں اور آؤ لوگوں! اس آیت کو اس طرح ہی پڑھا ہے وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا اتَّكَفَأَوْ قُلُوبُهُمْ  
 وَجِلَّةٌ اور معنی یہ ہو گئے اور جو لوگ کہہ کر تے ہیں جو کہتے ہیں اور ان کے دل ڈرنے ہیں اور یہ قوت مروی ہو  
 ہے مرفوعاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کہ آپؐ بھی ایسا ہی اس آیت کو پڑھا ابو عطف بن جمح کے مولی کہتے  
 ہیں میں نے عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہؓ کو پاس آیا تو انہوں نے فرمایا ابو عاصم کا آنا مبارک ہو دے (ایم ابو عاصم)  
 کیون آپ ہماری زیارت کر لیے نہیں آئے وہ بولا میں ڈرتا ہوں ہلاک ہونے سے آپؐ فرمایا تو کیوں ہلاک  
 ہونے لگا بولا میں آپؐ کے پاس اللہ کی کتاب میں ہے ایک آیت پڑھیں گے بے آیا ہوں کہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو کیونکر پڑھا کرتے تھے ام المؤمنینؓ نے فرمایا وہ کوئی آیت ہے عبید بن عمیرؓ کے کہا  
 الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا اتَّكَفَأَوْ قُلُوبُهُمْ فرمایا پھر کوئی قوت دو قوتوں میں کہ تجھ کو پسند آئی ہے میں  
 کہا اسکی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ان میں سے ایک قوت میری نزدیک ساری دنیا سے یا کہا دنیا و  
 ما فیہا سے زیادہ پیاری ہے ام المؤمنینؓ نے فرمایا وہ کوئی قوت تجھ بہت پیاری ہے جیسے کہا وَالَّذِينَ  
 يَكْتُمُونَ مَا اتَّكَفَأَوْ قُلُوبُهُمْ فرمایا میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو  
 اس طرح پڑھا کرتے تھے اور اس طرح یہ آیت انری ہے لیکن ہجاء میں تخریف ہو گئی ہے اور حدیث کی سند  
 میں اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے) اور آیت کو معنی پہلی قوت پر  
 جو جمہور کی قوت پر ظاہر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ لِّكَ لِبَاسًا رَّعِيًّا وَفِي الْخَيْرَاتِ لَمَّا لَهَا  
 سَيِّئُونَ تو جسکی یہ وصف ہے انکو اللہ نے سالفین میں سے گردانا اور دوسری قوت کو معنی کر دے وہ سالفین  
 میں سے نہیں ہو سکتے بلکہ مقتصدین میں ہو سکتے ہیں یا مقصرین میں ہو قاللہ اعلمہ فتح میں کہا ہر اِنَّ  
 الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّعِهِمْ مُشْفِقُونَ میں اہل خیرات کی صفات اربع میں ایک صفت مذکور ہے اور  
 اشفاق کہتے ہیں خوف کو جب کوئی شخص کسی سے خائف ہو تو وہ کہا کرتا ہے اَنَا مُشْفِقٌ مِنْ هَذَا الْاَمْرِ  
 بعض نے اشفاق کی خشیت کو ساتھ تفسیر کی ہے تو بصورت میں آیت میں تکرار ہو گا اور اسکا جواب یہ ہے

کہ خشیت عذاب کے معنی میں اور معنی یہ ہیں اور جو لوگ انہوں کے عذاب سے خائف ہیں اگرچہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں  
 کیا کبھی اور مقابل کا یہی قول ہے اور تکرار کا یہی جواب ملا ہے کہ اشتقاق آیت باب میں خشیت کے الفاظ پر مجمل ہے اور  
 وہ مداومت اور توبہ طاعت پر اور تکرار کا ایک تیسرا جواب ہے وہ یہ کہ اشتقاق سے کمال خوف مراد ہے بعض  
 نے کہا یہ تکرار تا کہید کے لیے ہے اور اہل خیرات کو صفات اربعہ میں سے دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں  
 پر یقین کہتے ہیں بعض نے کہا آیات و آیات منزلیہ مراد ہیں اور بعض نے کہا کوئی نیک بعض نے کہا دو نور مراد ہیں  
 بعض نے کہا آیات کو ساتھ ایمان لانے سے فقط یہی عرض نہیں ہے کہ ان کے وجود کی تصدیق کرے کیونکہ یہ  
 تو بالبدایت معلوم ہی ہے کہ آیات موجود ہیں اور یہ تصدیق کچھ مدح کے قابل ہی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کو  
 دلائل ہونے کی تصدیق کرے اور جانے کہ ان کا مدلول حق ہے اور صفات اربعہ میں سے تیسری صفت یہ ہے  
 کہ وہ اپنے مالک کے ساتھ مشرک نہیں کرتے اور اس صفت کو یہ معنی ہیں کہ وہ مشرک کے ظاہر اور باطنی مالک  
 ہیں اور چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ دینے کو وقت اس کی قبولیت و عدم قبولیت سے مخالفت ہو تو میں اور وہ سمجھتے ہیں  
 کہ یہ انکو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں اور ڈرنے کا سبب صرف یہ نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے  
 ہے بلکہ ان کے ساتھ یہی خیال ہے کہ شاید ہم سے یہ اعمال قبول ہی نہ ہوے ہوں اور بعض نے کہا جو شخص اعتقاد  
 کرے کہ جزا اور حساب کے طرف رجوع کا اور جانے کہ مجازی اور محاسبہ مالک ہے جس پر کوئی خافہ مخفی نہیں ہے اور  
 آسمان و زمین میں اس پر کوئی امر غائب نہیں ہے تو وہ کبھی ڈر سے خالی ہی نہیں رہتا ہر علامہ نے وہی دونوں  
 حدیثیں بیان کیں جو حافظ ابن کثیر نے لکھیں اور ہم کہا میں ضمیر راجع ہے خیرات کی طرف کیونکہ وہ لفظاً  
 پہلے مذکور ہے بعض نے کہا جنت کی طرف عاید ہے بعض نے کہا سعادت کی طرف تو مانا ہے جب کلام میں  
 مکلفین کے اعمال کی گفتگو کا ذکر تھا تو اس کے دو حکم بیان فرمائے اور فرمایا **وَلَا تَكْلَفُ نَفْسًا وَلَا سَمْعًا**  
**وَلَا كَيْفًا كَيْسُ بِنُطُولِ الْحَقِّ وَهُمْ لَا يَظُنُّونَ** ○ بل فلو يهضم في غنم من هذا ولعمرة أعمال من  
**دُونَ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ** ○ حتى إذا أخذنا منهم بآل عذاب إذا هم يجحدون ○ لا تجحدوا  
**الْبُؤْسَ فَإِنَّكُمْ مِمَّا لَا تُنصَرُونَ** ○ قد كانت آيتي تنجلي عليكم فكأنتم على أعقابكم  
**تَكْصُونَ** ○ مستكبرين يا أيها الذين يجحدون ○ اور ہم کسی پر جو نہیں ڈالنے مگر جو اس کو سوائی حق اور  
 ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور اپنے ظلم نہ ہو گا کوئی نہیں ان کے دل میں ہوش میں اس طرف سے اولیٰ  
 کام لگے ہیں اسکے سوا کہ وہ انکو کر رہے ہیں باتنا کہ جب پکڑیں گے ہم ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں

تب ہی وہ لکین کے چلانے سے جلاؤ آج کے دن تم سے جبرائیلؑ کے جاؤ گے سنائی جاتی تھی میری آئین تم کو تو  
 تم اڑتے ہو اور اٹھتے ہو گئے تھے اس سے بڑائی کر کر ایک کما نیو لے کو چھڑ کر چلے گئے **ف** تفسیر ابن کثیر  
 میں کہا ہے اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ میں جو شرع اپنے بندوں پر دنیا میں اتاری ہے میں اس میں بدلے  
 کا نام ہے اس میں جو شرع و ظلم کا دخل نہیں ہے وہ یہ کہ ہم کسی پر جو ہمیں ڈالتے مگر اسی قدر جتنی اسکو طاقت  
 ہے اور جتنا بارہ اٹھا سکتا ہے اور جسکے ساتھ وہ قیام کر سکتا ہے اور اللہ قیامت کے دن لوگوں کو انکے اعمال  
 کے مطابق و موافق جزا دیگا جو اس نے اپنے کتاب مسطور (کتاب محفوظ) میں لکھ دیا ہے کوئی چیز اس سے ضائع  
 نہیں ہو سکتی و لہذا فرمایا **قَدْ بَيَّنَّا كِتَابَ الْيُسُفٰى بِالْحَقِّ** اور کتاب کو اعمال کی کتاب مراد ہے اور انکی پہلی باتوں  
 میں یہ کچھ نقصان نہ ہوگا اور یہی بُرائیاں تو انکو وہ معاف کر دیگا اور درگزر کرے گا اپنے مومن بندوں کی بہت  
 سی برائیوں سے پھر اللہ نے قریش کے کفار اور مشرکوں پر انکار فرمایا اور فرمایا **بَلْ قُلُوْهُنَّ فِيْ عَمْرٍ وَّ نَزِيْهَتِنَا**  
 اور عزت و غفلت اور ضلالت مراد ہے اور نہ اسے قرآن مجید کی طرف اشارہ کیا ہے جسکو اس نے اپنے رسول  
 پر اتارا **صَلٰى** اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن ابان نے عکرمہ سے اس نے ابن عباسؓ سے وہم اعمال میں دونوں ذلک ہم  
 نما عا ملوں کی تفسیر میں روایت کیا کہ اعمال سے اس آیت میں بڑی عمل مراد ہیں اور ذلک کا اشارہ میں دون  
 ذلک میں شرک کی طرف ہے یعنی شرک کے علاوہ اور یہی لکے بڑی کام ہیں جبکہ وہ لامحالہ عمل میں لا دین گے مجاہد  
 حسن اور عذیر واحد سے ایسا ہی مروی ہے اور اور لوگوں نے اسکی تفسیر میں کہا ہے کہ انکی بدعت میں اعمال سیئہ کارنا  
 لکھا گیا ہے جبکہ وہ بالضرر عمل میں آئے تھے تو کہ ان پر غضاب کا کلمہ ثابت ہو جاوے اور اسی کی مثل مروی ہے مقابلہ  
 حبان اور سدی اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اور یہ معنی عمدہ ہیں اور ظاہر ہیں اور عبد اللہ بن مسعود کو حدیث  
 کو ہم بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کیا کہ فرمایا اس حدیث کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں  
 ہے آدمی البتہ بہشتیوں کو کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور بہشت کو درمیان نہیں رہتا مگر ایک ہاتھ کا  
 فاصلہ تو اس پر کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے پھر وہ دوزخ والو کام کر کے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ جو  
 فرمایا یہاں تک کہ جب پکڑیں ہم اسوہ لوگوں کو کسی آفت میں تب ہی وہ لکین گئے چلانے یعنی جیسا سوہ لوگوں  
 پر دنیا میں اللہ کا غضاب اور اسکی آفت آجاتی ہے تو وہ سیو قوت فرما دے و نالہ و مہ میں شروع ہو جاتے ہیں گنا  
**قَالَ تَعَالٰی ذُرْنِيْ وَامْكُذِّبْنِيْ اَوْ لِيِ التَّعَصُّفَ قَلِيْلًا اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَخَجِيْمًا وَطَعْمًا**  
**دُ اُخْصَتْنِيْ عَنْ اَبَا اَلْيَمِيْنَا** یعنی اور چھوڑ دی مجھ کو اور جھٹلانا نیوالوں کو جو انام میں رہے ہیں اور ڈھیل دی



اور کوئی مجھن کہہ کر اپنے یاروں کو ہشاش بشاش کرنا قَاتَلَهُمُ اللَّهُ اَلَّذِي بُوْنُ كُنُوْنَ اور حقیقت میں یہ سب ال  
 باطل تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس کے بندہ تھے اور اس کے رسول خلیفہ اللہ نے ان پر غالب کر دیا اور جس نے  
 انکو حرم سے خوار اور ذلیل کر کے نکال دیا بعض نے کہا ضمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ کہ وہ کفار  
 بیت اللہ کی وجہ سے بڑائی اور ستم کیا کرتے اور اعتقاد کرتے کہ ہم اس کے مالک ہیں حالانکہ وہ اس کے مالک تھے  
 ابن عباس کہتے ہیں عشا کو بعد بائین کرنا اس وقت مکروہ ہوا جب آیت نازل ہوئی سنگیرین بہ سمراتہجرون  
 اور بہ سمراد بالبت یہ مشرک کہتے ہم اس کے مالک ہیں اور بڑائی کرتے اور بیت اللہ میں رات کو بائین کرنا  
 اور اسکو آباد کرتے بلکہ یون ہی جو بڑی دیتے دَوَاهُ اللَّسَانِ فِي التَّقْسِيْرِ اور ابن ابی حاتم نے ہی اس  
 مقام میں بہت طویل گفتگو کی جسکا حاصل یہی ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ جن دو حکمران کو اللہ نے مکلفین  
 کے عملوں کے واسطے بیان کیا ان میں سے پہلا حکم تو یہ ہے کہ اس نے تکلیف الایطاق کو اٹھا دیا اور اسکی  
 تفسیر سورہ بقرہ کے آخر میں گندی اور وسع کی تفسیر میں دو قول ہیں پہلا قول تو یہ ہے کہ وسع سوطات  
 مراد ہے جسو اس کے ساتھ لغت والوں نے اس لفظ کی تفسیر کی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وسع سوطون  
 الطاق مراد ہے یعنی وہ کام جن سے طاقت نہ پادہ ہو اور یہی قول ہے مقاتل اور خٹاک اور کلبی اور معتزلہ  
 کا کہتے ہیں وسع کو اس پر جس پر وہ معلق ہے فعل کو وسع کر دیتا ہے اور سہ کوئی حج نہیں ہوتا سہ جو  
 شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھو وہ اشارہ کرتا ہے اور جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھو وہ اظہار  
 کرے اور یہ جملہ متانفہ ہے جس میں حرص دلائی ہے سابعین کر کاموں کی جو کرامات کی تحصیل کے موجب  
 باعث ہیں یہ بیان کر کے کہ وہ بھی کچھ شکل نہیں ہیں بلکہ سہل ہیں اور حد وسع اور طاقت سے باہر نہیں ہیں  
 اور یہی اللہ کی عادت ہے اپنے بندوں کی تکلیف دینے میں اور اس میں رد ہے اس شخص کا جو تکلیف مال  
 لطاق کو جائز خیال کرتا ہے اور جلد ولد دنیا کتاب منطق بالحق میں تکلیف مال لطاق کی نفی کا تتمہ ہے  
 اور کتاب سے اس جملہ میں اعمال کے صحیفہ مراد ہیں اور سننے یہ ہیں کہ ہماری پاس ایسی کتاب ہے جس میں  
 مکلفین میں سے ہر ایک کے عمل ثابت و سندج ہیں ویسے کے ویسے ظاہر ہوا دیگا اسکے ساتھ حج و عمرہ  
 کے مطابق ہے افراط اور تفریط کو سوا اور سبط ہے اللہ کا قول هَذَا اِكْتَابًا يَكْتُوبُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ  
 اِنَّا كُنَّا سَائِسِيكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہاری کام ٹھیک ہم لکھواتے جاتے تھے  
 جو کچھ کرتے تھے اور اس میں تمہید ہے عاصیوں کے لیے اور تائید ہے فرمانبرداروں کے واسطے



اور ظلم سے بعض نے کہا کہ اس کتاب میں جو محفوظ ہے کیونکہ اس میں ہر چیز مکتوب ہے بعض نے کہا کہ اس کتاب سے قرآن مراد ہے لیکن پہلی تفسیر بہت بہتر ہے اور اس میں تشبیہ دی ہے کہ کتاب کو اس شخص کے ساتھ جو زبان کر ساتھ اپناٹے اضمیر اور کرتا ہے کیونکہ کتاب ہی اس چیز کو بیان کر دیتی ہے جو اس میں ہوتا ہے جیسے بولنے والا اپنا مافی الضمیر اور کر دیتا ہے اور جملہ وہم لا یظلمون میں ناقبل کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خبر دینے میں اپنے فضل و عدل سے کام لے گا ظلم و جور و ستم و حیف کو روانہ کرے گا اور ایسا ہی ہے اللہ تعالیٰ کا قول وَجَدَ مَا عَمِلُوا خَافِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ایسے اور پادیشاہ اپنا کیا اور اپنے کروت سانسے اور ظلم کرے گا نیز اگر کسی پر اللہ سبحانہ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا بَلْ قُلُوبُهُمْ مُّصَيَّرَةٌ بِسَبَابِ ان کافرون کے دل اس کتاب سے جو حق کو ساتھ بولیگی ایک گہرے گڑھے میں ہیں یا ان کو دل اس امر سے بیہوش ہیں جس پر ہیں ایمان والہ اور عزت و بیان پر وہ اور غفلت اور حیرت اور اندھا پن اور جہالت مراد ہے ابن عباس نے کہا عزت سے کفر اور شک مراد ہے اور وَكُنْهُمْ أَعْمَالُ تَرْتَن دُونِ ذَلِك مین ابن عباس کا یہ قول ہے کہ شرک کے سوا ہی انکے بُر عمل میں ان میں سے کوئی نیکوئیوں سے زنا کرنا اور قہادہ اور مجاہدہ کا یہ قول ہے کہ انکے لیو گناہ میں جنکو یہ کفار ضرور عمل میں لادیں گے حق کے سوا اور حسن اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ انکے لیو رک اعمال میں جنکو انہوں نے ابھی نہیں کیا اور وہ کام انکے سوا میں جن پر یہ قائم ہیں اور ضرور انکو کر دفرخ میں جا دیں گے اور دوزخ میں غیر مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ کفار کے اعمال مسلمانوں کے عملوں کے مخالف ہیں جنکو اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ یا احدی نے کہا مفسرین اور اصحاب معالی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ اخبار ہے ان کفار کے اعمال خبیثہ سے جو ان پر لکھے گئے ہیں اور یہ ضرور ان کاموں کو بجالا دیں گے اور جملہ وہم بہَا عَامِلُونَ اسکا مقرر و تثبیت ہے یعنی ان پر انکا بجالانا واجب ہے تو کہ وہ کام کر کر دوزخ میں پیشینہ اس بدستہی اور کبختی کی وجہ سے جو انکے بھوانزل میں سبقت کر چکی ہے اور وہ اس سے ہباگ نہیں سکتے بہر اللہ سبحانہ نے کفار کی وصف کی طرہ جمع فرمایا اور فرمایا تَحْتِیْ اِذَا اَخَذَ نَامُتْرَ فِیْہِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یُخْرَجُونَ اور ضمیر متر فہم میں کفار کی طرہ راجع ہے جن کا مذکور ہوا اور متر فہم سے اسودہ اور متغیر لوگ مراد ہیں جنکو اللہ نے دنیا کے جینس اور اولاد کے ساتھ مدد دی یا متر فہم سے رئیس اور غنی مراد ہیں اور عذاب سے وہ انکا بدر کے دن تلوائے ساتھ مارا جاتا مراد ہے یا عذاب سے وہ بھوک اور قحط مراد ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کہ جب سوانپر پڑا جب اپنے فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلٰی مُصْرَو



اجلھا علیہم سیدین کیسے نبی یوسفؑ میں یا اللہ سخت کرتا رہا اپنی ہضرت قبیلے) پر اور کراسکو انہر قحط  
(سات) یوسف علیہ السلام کے قتلون کی طرح بعض نے کہا عذاب کے عذاب آخرت مراد ہے اور اسی کو ترجیح  
دیگئی ہے اسلئے کہ یہ جلتا اور فریاد و نالہ و آہ تو ان کی آخرت کو عذاب کیوقت وقوع میں آدینگا اور یہ ان کی  
نہ بدر کردن دفع ہوا اور زمان قحط کو سالون میں اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ جو ار لغت میں جھینے اور جلتا  
کو کتہ میں جو ہری نے کہا الجوار مثل الجوار یقال جبار الثور یجرا اذا صاح یعنی جبار کے بھی وہی معنی میں  
جو جوار کے معنی میں کہتے ہیں جبار الثور جب بل بولے اور یہ جھینا بدر کے دن کفار اور کفار کی اولاد کو  
جب وہ تلوار سے ماری گئے دفع میں آیا اور اس طرح جھینا ان سے وقوع میں آیا قحط کے سالون میں جب  
وہ بہو کے مرنے لگے اور قرآن میں جوار کچھ تصرع کے ساتھ متدیہ نہیں ہے تا کہ اس قائل کا اعتراض  
ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ استغاثہ کریں گے اپنی رب کے اور کشف عذاب کے لیے اسکی طرف پناہ جو ہوئے  
اور عذلاک یہ استغاثہ کچھ انکو فائدہ نہ کر لگا اسلئے اللہ سبحانہ فرمادی کہ تکلیف کو طور پر انکو کما جادینگا  
لا تجترؤا البقراتکم حیثا لا یخصون یعنی ہماری طرف سے تم کو کوئی مدد نہ ملے گی جو تمہارے  
اور سے عذاب کے اٹھا دیے پھر اللہ سبحانہ فرمادیا املی بایوں کو یلین فرمایا اور فرمایا قن کا ننت ایتنی  
میتل علیکم مہ کلنہ علی اعقابکم تنکصون ابن عباس نے نکوص کے اداہ کے ساتھ تفسیر کی  
اور نکوص کی لغت میں یہ معنی ہیں کہ چھوٹی جادو اور سیرب چالیں کی بری چال ہے کیونکہ اس چال میں  
آدمی جس طرف جاتا ہے اس طرف کی چیز دن کو نہیں دیکھ سکتا اور یہاں یہ اعراض عن الحق سے ہتھارہ ہے  
اور علی بن ابیطالب نے اعقابکم کے عوض اذبارکم کو پڑھا اور سنکیرین یہ کی ضمیر میں رہی اخلا  
بیان کیا جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور کما ضمیر بیت عتیق کیطت راجع ہے باحرم کی طرف اور ضمیر  
کو اسلئے حذف کر دیا کہ حرم کے ساتھ سنکبار اور بڑا ہی کرنا انکا منور تھا اور اسکی ولایت کو ساتھ انکا  
فخر کرنا اور وہ کتہ بھی کبھی غالب نہ ہوگا کیونکہ ہم اہل حرم ہیں اور اسکا دم اور جمہور عشرین اسکی طرف گھر  
میں بہر کما یا ضمیر قرآن کیطت عالمہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ قرآن سنسنے سے وہ زیادہ اتراتے اور  
سرکشی میں آنے ابن عطیہ نے کہا اور یہ قول بہت جدید ہے اور نحاس نے کہا کہ اول قول اولی ہے اول قول  
کی صورت میں پس تنکیرین کو متعلق ہوگا اور دوسری صورت میں سار کے متعلق کیونکہ کفار بیت اللہ کے  
ازدگرد رات کو جمع ہو جاتے پھر بائیں کرتے اور انکی بائیں رات میں بجز ان کا ذکر اور اس میں طعن کرتا

ہوتا ابن عباس کہتے تھے تم اے لوگو کہ جسے کے پاس جمع ہو کر رات کو باتیں کرنے ہو اور نہر بکواس کرتے ہو اور  
 قریش ہی قلعے قلعے ہو کر کہے کے ازور کو بائیں کیا کرتے تھے اور وہی کہتے ہیں کہ منکر کہ جو کرتے تھے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی رات کی باتوں میں اور وہی کہتے ہیں کہ عشا کے بعد بائیں کیے اس وقت  
 روکا گیا حبیب آیت نازل ہوئی اَخْرِجْهُ النَّاسُ اَفْلَمْ يَذَبُّوا الْقَوْلَ اَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ  
 اَبَاءَهُمْ اَوَّلَيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُمْ مَسْكِرُونَ ۝ اَمْ يَقُولُونَ بِهِ حِجَابٌ  
 بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَكَانَ لَهُمْ لِحَقِّهِ هَوْنٌ ۝ وَكَوْا تَابِعَ الْحَقِّ اَهُوَ آدَهُمْ لَقَسَدٌ  
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ اَتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنْ ذِكْرِهُمْ فَمِنْهُمْ مَّنْ عَصَى ۝ اَمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ  
 خُرُوجًا مِّنْ رَّبِّكَ فَخَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَلَذُّنَّهُمْ اَلِصْرَ اَطْلَسْتُمْ اَمْ لَكُمْ  
 الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ مِنَ الصِّرَاطِ لَنَّا كَيْدٌ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ  
 حُجَّةٍ لِّلْجَنَّةِ فِي طَعْنَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ سو کیا وہاں نہیں کی یہ بات آیا ہے ان پاس جو نہ آیا تھا انکو  
 پہلے باپ دادوں پاس یا بچا پانہیں انہوں نے اپنا پیغام لایا لا سوا سکو اور پے سمجھتے ہیں یا کہتے ہیں  
 اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں سچی بات بری لگتی ہے اور اگر سچا  
 رب چلے انکی خوشی پر تو خراب ہوں آسمان اور زمین اور جو کوئی انکے پیچھے ہے کوئی نہیں پہنچے ہو چکی  
 ہے انکو نصیحت سوا اپنی نصیحت کو وہاں نہیں کرتے باتوں سے مانگتا ہے کچھ حاصل سود حاصل نہ رہے  
 رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر روزی دین والا اور تو تو ملتا ہے انکو سید ہی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے پچھلا گھر  
 راہ ہو ٹیڑھے ہوئے ہیں اور اگر ہم انکو رحم کریں اور کھول دیں جو تکلیف ہے انپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت  
 میں بیٹے ف یہ جو فرمایا سو کیا وہاں نہیں کی یہ بات یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرتے  
 والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع اور یہ جو فرمایا یا بچا پانہیں انہوں نے پیغام لایا لا  
 اسکو اور پیا سمجھیں یعنی ہمیشہ اس سول کی خواہر نصیحت سے واقف ہیں اور اسکی سچائی اور نیکی جان  
 رہے ہیں اور یہ جو فرمایا اور اگر ہم رحم کریں اور کھول دیں جو تکلیف ہے انپر مقرر لگے جاوین اپنی شرارت میں  
 بیٹے تو شاید یہ اسکو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ایک بار کو میں لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت  
 ہی کی دعا سے کھلا انتہی مافی موضع القرآن ف حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ شرکوں پر انکار کرتا ہے  
 انکے نہ سمجھنے میں قرآن مجید کو اور انکے اس میں نہ وہاں کرنے میں اور اس جو منہ پھیرنے میں باوجود اسکو

کہ ہی ایسی کتاب کے ساتھ مخصوص ہوئی جس سے بڑبڑ کا کل کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور نہ اس سے  
 اثر و خاص ان کے باب دادی کہ وہ کفر ہی میں مری اور ان کے پاس کوئی کتاب نہیں پونجی اور نہ کوئی ٹھکانے  
 والا تو ان مشرکوں کے حال کے لائق تو یہ بات تھی کہ اس نعمت کا مقابلہ ہلکی قبولیت کو ساتھ کرتے اور اس کے  
 شکر میں کھڑے ہو کر اور اس کو سمجھتا اور اس کے مقتضا پر عمل کرتے رات کی گھڑیوں اور دن کے اطراف میں  
 جیسے ان میں سے جو بنائے کیا جنہوں اسلام کو اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی  
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے خوش ہوئے فتادہ کہتے ہیں کیا لوگوں نے قرآن میں اتناک دھیان  
 نہیں کیا اللہ کی قسم اگر اس میں تدبیر اور تفکر ہو کام لہیں (اور عورت کو اپنا شعار بنالین اور نظر کو ڈٹار) تو  
 ضرور قرآن میں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے ناجز (روکنے والا) معلوم کریں اور اس کو سمجھ لیں لیکن لوگوں نے  
 لیا قرآن میں سے وہ جو کئی طرف لگتا ہے پھر وہ ہلاک ہو گئے اس وقت پھر اللہ نے قریش پر انکار کر طور پر  
 فرمایا اَمْ لَمْ یَعْرِکُمْ اَوْ اَمْ لَمْ یُحَدِّثْکُمْ فَتُکَذِّبُوْنَ یعنی کیا یہ شرک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی سچائی  
 اور امانت اور صیانت کو نہیں جانتے حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لوگوں میں نشوونما  
 پائی کیا یہ اسکی امانت اور صیانت اور صداقت کا انکار کر سکتے ہیں لہذا جعفر بن ابی طالب رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ سے کہا اِنَّ اَیُّهَا الْمَلِکُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ فِیْکَ رَسُوْلًا نَّعَرِیْتُ صِدْقَہٗ  
 وَنَسَبَہٗ وَاَمَّا نَتَّکَیْنِ اِی بادشاہ بے شک اللہ نے ہمارے رسول کو بھیجا ہے جسکی سچائی اور  
 نسب اور امانت کو ہم جانتے ہیں اچھا تم میں اور ایسا ہی کہا پیغمبر بن شعبہ نے کسری بادشاہ ایران کو  
 نائب کو جب اسکا مقابلہ کیا اور ایسا ہی کہا ابوسفیان صخر بن حرب نے روم کے بادشاہ ہرقل کے لیے  
 جب اُس نے ابوسفیان اور اس کے اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور نسب اور  
 صداقت اور امانت کو پوچھا اور اس کے بعد وہ کافر ہی رہی ابوسفیان بن حرب کو سوا کہ وہ فتح مکہ کے  
 دن مسلمان ہو گیا مسلمان نہ ہو کر اور باوجود کافر رہنے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہم  
 کے سوا کچھ اور نہ بول سکے اور یہ فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّا جِنَّہٗ تَوَی اللّٰہُ تعالیٰ نے مشرکوں کو قول کو توختا  
 کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں محمد نے قرآن کو اپنے آپ سے بنالیا ہے اور یہ سودا ئی ہے یہ نہیں جانتا ہے جو سونہ  
 سے لگانا ہے اور اللہ نے خبر دی کہ اس بات کو ان کے دل نہیں مانتے اور وہ جانتے ہیں کہ جو ہم قرآن کی  
 نسبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دہرتے ہیں یہ ہمارا خیال لغو اور بیہودہ اور باطل ہے کیونکہ

انکے پاس اس کی کتاب ہے وہ چہرہ پہنچ چکی ہے جسکے مقابلہ کی طاقت اور جسکی مدافعت کی قدرت کسی شہر کو نہیں ہے اور اس نے انکو مقابلہ کے لیے بلایا ہے اور نبی میں والون کو اور کہہ دیا ہے کہ وہ اس قرآن کی مثل (یا قرآن کی دس سورتوں کی مثل) قرآن کی ایک سورت کی مثل بنا کر لا دین اگر وہ سچو ہیں اور وہ ابدالائیدین کہیں اس امر کی طاقت نہ پا دین گے ولہذا فرمایا اے جاکوہم بالحق واکثرہم للحق کوڑھون قتادہ کہتے ہیں ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو ملے اور اسکو فرمایا مسلمان ہو جاوہ بولا تو مجھے بلاتا ہے ایسے امر کی طرف جسکو میں برا جانتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگرچہ تو اسکو برمانے اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ آپ ملے ایک آدمی کو اور فرمایا اسکو مسلمان ہو جا تو اسکو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اسپر ناگوار گزری بہر فرمایا اسکے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا بتلا تو اگر کسی تنگ ستے میں ہو دے پھر تو ایسے آدمی کو ملے جسکو تو پہچانتا ہو اور اسکی نسب تجھ کو معلوم ہو اور وہ تجھ کو ایک کہلی اور آسان راہ کی طرف بلادے تو اس آدمی کے کہنے پر عمل کر لگا وہ بولاجی ہاں فرمایا اسکی قسم جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے بیشک تو اس تنگ ستے سے بھی زیادہ دشوار راہ میں ہے اگر تو اسی حالت پر رہا اور میں تجھ کو اس سے آسان راہ کی طرف بلاتا ہوں اگر تو اسکو قبول کرے تو ہمارے لیے بیان کیا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو ملے اور اسکو فرمایا تو مسلمان ہو جا تو اسکو یہ کہنا برا معلوم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو فرمایا پہلا بتلا تو اگر تیرے پاس وہ غلام ہیں ان میں سے ایک غلام تو ایسا ہو کہ جب تیرے ساتھ بات کرے تو سچ بولے اور جب تو اسکے پاس امانت رکھو تو میری امانت کو ادا کرے کیا یہ غلام تیرے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے یا تیرا وہ غلام کہ جب وہ تجھ سے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب تو اسکے پاس کچھ امانت رکھتا ہے تو وہ اس میں سے چوری کر لیتا ہے وہ شخص بولانا مجھے وہ غلام پیارا ہے جو جب مجھ سے بات کرے تو سچ بولے اور جب میں اسکے پاس امانت رکھوں (تو اس میں خیانت نہ کرے) وہ امانت دیدیوے مجھکو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری اپنے مالک کے پاس یہی مثال ہے (یعنی مسلمان اپنے مالک کے نزدیک اس غلام کی طرح ہے جو بات میں سچا ہے اور امانت میں پورا ہے اور کافر اس غلام کی طرح ہے جو بات میں جھوٹا ہے اور امانت میں ادھر رہا ہے) اور یہ جو فرمایا وکلیا اتبع الحق اھواؤہم لتسدات السموات والارض ومن ینھن تو مجاہد اور ابو صالح اور سدی کا

یہ قول ہر کہ حق سوامر اس آیت میں وہ اللہ عزوجل ہے اور معنی میں کہ اگر اللہ تعالیٰ جو سچا پاک ہے انکی خیر ہوں اور خوشیوں کے پیچھے چلے اور امور کو انکی خوشی کے مطابق مقرر کرے تو ضرور بڑے جاوید آسمان اور زمین اور وہ چیزیں جو ان میں موجود ہیں جیسے اللہ عزوجل نے کہا سے انکو اسقول میں خبر دی کہ ان کا خیال ہے کہ رب العالمین ہمارے طبیعتوں کو موافق کام کرے فرمایا کہتے ہیں لو انزلنا القرآن علی رجل من آل فرعون عظیمہ یعنی کیونکہ انترایہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دولہبونیوں کے یعنی لکے اور طائف کو کسی سردار پر ہر ایک اس خیال کو رد فرمایا کہ مکراہم یقیمون رحمت ربک نحن قمنا بینہم معیشۃ ہم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیخذنا بعضهم بعضا تخذیرا ورحمت ربک خیر مما یجمعون یعنی کیا یہ کافر باندھے ہیں تیرے رب کی مہربانی ہے ان میں روزی انکی دنیا کے جیتے اور اونچے کیو در جو ایک ایک کے ٹھہرے اور ایک دوسرے کو کبیر اور تیرے رب کی مہربانی ہے ان چیزوں سے جو جیتے ہیں یعنی اللہ نے روزی دنیا کی تو انکی تجویز پر باندھی نہیں بہر پیغمبری کیونکہ دے انکی تجویز پر اور فرمایا قل لو انتم تمسکون حد آیت رحمتہ ربی اذ الکاملہ خفیۃ الانفاق وکان الانسان قنوتا یعنی کہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہو تو تیرے رب کے مہربانی کے خزانے تو مقرر ہوندا کہتے تم اس ڈر سے کہ خراج نہ ہو جاوید اور ہر دن دل کا تنگ اور فرمایا ام لکم نصیب من الملك فاذا الکافرون الناس یغیرو یعنی یا انکا کچھ حصہ ہر سلطنت میں بہر نویں دین گے لوگوں کو ایک تل برابر توان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کا عجز اور انکے آراء اور اہوا کا اختلاف بیان کیا ہے اور وہی اللہ تعالیٰ اپنی ساری صفیوں اور افعال اور افعال اور قدر اور مخلوق کی تدبیر میں کامل ہے وہ برتر اور پاک ہے فلا الہ غیرہ ولا کادب سواہ و لہذا فرمایا بل آتیناہم بدکرہم فہم عن ذکروہم معصون اور ذکر آیت میں قرآن مراد ہے اور یہ جو فرمایا ام تستلصصم خرجا فخر ارج ربک خیر و هو خیر الزاقرین تو خراج سے اجزا اور مزدوری مراد ہے قالہ الحسن یا مصل مراد ہے قالہ قتادہ یعنی تو نہیں مانگتا ان کو کچھ مزدوری اور نہ کچھ حاصل اور نہ اورد کوئی چیز اس پر کہ تو انکو ہدایت کی طرف بلاتا ہے بلکہ تو اس میں اس سے جمیل و جزیل ثواب کا طالب ہے کہ مال تعالیٰ قل ما سألکم من اخبیر ما اتانا من المکلفین غیر تو کہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ نیک اور میں نہیں مانگتا نہ والا اور جیسے فرمایا قل ما سألکم

مِنْ خَيْرٍ فَعُوْا لَكُمْ اِنْ اَحْبَبْتُمْ اِلَّا عِلَّ اللّٰهُ يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ  
میری فرودری نہیں مگر اللہ پر اور فرمایا قل لا اسئلكم عليكم اجرا الا المودة في القربى یعنی تم میں نہیں  
مانگتا اس کے احکام پوچھانے پر فرودری مگر میں مانا پروری اور فرمایا وَحَاكَا مِنْ اَنْفَصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّشْعَى  
قَالَ يَقُوْمُ اَتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اَتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَهُمْ مُّعْتَدُوْنَ يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ  
میرے سے ایک مرد دوڑتا بولائے قوم چلو راہ پر ان پیچھے ہوؤں کے چلو راہ پر ایسوں کے جو تم سے نیک نہیں  
مانگتے اور راہ سوچو میں اور یہ جو فرمایا وَاتَّبِعُوا لَكُمْ لَكُمْ اِلَّا حُرْمَةُ الْوَالِدَيْنِ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْتُونَ  
بِالْاُخْرَةِ عَنِ الصَّوْءِ اِلَّا تَاْكُوْنُ تَوَابِنَ عَمَّا سَمِعْتُمْ مِنْ رَّسُوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
پاس خواب میں دو فرشتے آئے تو ایک ان میں سے آپ کے مبارک قدموں کے پاس بیٹھا اور دوسرا آپ کو مبارک  
سر کے پاس اور وہ ہر شے جو پاؤں کے پاس بیٹھا بولا اس فرشتے کو مخاطب کر کے جو سر کے پاس بیٹھا تھا  
بیان کر کہادت اس شخص کی اور اس شخص کی است کی تو وہ بولا اس شخص کو جس شخص کی ایک است کی کہا وہ ایک سفر  
لوگوں کی سی ہے کہ وہ بیکھل میں پونچھے اور ان کے پاس اتنا خرچ نہ رہا جس سے اس بیکھل کو قطع کر سکین اور نہ  
اتنا خرچ رہا جس سے واپس ہی ہو سکین تو وہ اسی حال میں تھے کہ ان کے پاس ایک مرد حیرہ جوڑا پہنے ہوئے آیا  
اور بولا بھلا بھلا و اگر تم کو میں سر سنبہ باغون اور بہرے حوضوں میں لیچلون تو میرے پیچھے چلو گے وہ  
سب کے سب بولاجی ہاں کیوں نہیں چلینگے فرشتے نے کہا یہ وہ مرد انکو لے چلا اور انکو جا کر سر سنبہ باغون  
اور بہرے حوضوں میں داخل کر دیا یہ انہوں نے وہاں کھایا اور پیا اور موٹے نماز ہو کر پیراس مرد نے ان کو  
کہا کیا میں تمہارے ایسی نازک حالت میں خبر گیری نہیں کی (کہ تم بے زاد و خرچ ایک بیکھل بے زرعت و  
گیاہ میں بڑی تھو) پھر سینے تم کو سر سنبہ ملک میں لا کر ڈال دیا وہ بولے بیشک فرمایا پھر بیشک تمہاری آگے  
ایسے باغ ہیں کہ وہ ان سے کمین بڑھ کر سر سنبہ ہیں اور ایسے حوض ہیں کہ وہ ان کو کمین زیادہ بہرے ہیں  
آپ پر میرے پیچھے پیچھے چلو تو ایک جماعت بولی اللہ کی قسم یہ شخص سچا ہے ہم تو اسکے پیچھے ضرور چلیں گے  
اور ایک جماعت بولی ہم اسی کے ساتھ خوش ہیں ہم تو بیان ہی رہیں گے وَ اِهْلَا سَامَ اَحْمَدُ عَمْرٍ وَ خَلَّ  
کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّيْ مُنْشِكُكُمْ مِّنْ عَمْرِ الْمَنَارِ وَ تَقْلِيْبُوْنِيْ تَقَاتُ حَمُوْنَ  
فِيْهَا تَقَاتُ حَمَ الْقَدَائِرِ وَ الْجَنَائِبِ نَاوَشَكَ اَنْ اَرْسِلَ مَجْرَكَ دَا نَا قَرَّكُمْ عَلَى الْخَوْضِ نَاوَدُكُمْ  
عَلَى مَعَاوَا شَتَا نَا اَعْمَقُكُمْ بِسِيْمَاكُمْ وَ اَسْمَاكُمْ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِيْبَ مِنَ الْاَهْلِ فِيْ



اِیْلِهِ فَمِیْذَہْبٌ بِکُمْ ذَاکَ النَّعْمَالِ فَاَنَا شِیدُ فِیْکُمْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اَمَی رَبِّ تَقُوْمِیْ اَمَی رَبِّ اَمَی  
 فَمِیْقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحَدْتُ فَاَبْعَدُکَ اِنْعَمَ کَاُنُوْا اَلَمْ تَشُوْنَ بَعْدَکَ اَلَمْ تَقْرَیْ  
 عَلَیْ اَعْقَابِهِمْ وَلَا عَرَفْنَ اَحَدَکُمْ یَا نِسْوَمَ الْفَیْتَمَ جَمِیْلَ سَاۃً لِّهَا لُغَاۃً یُّنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ  
 فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ مِنْ اِلٰہِ شَیْئًا قَدْ بَلَغْتُ وَلَا عَرَفْتُ اَحَدَکُمْ یَا نِسْوَمَ الْفَیْتَمَ جَمِیْلَ نَعِیْرًا  
 لِّکُمْ رَعَاۃً یُّنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْ بَلَغْتُ وَلَا عَرَفْتُ اَحَدَکُمْ  
 یَا نِسْوَمَ الْفَیْتَمَ لِّهَا حَمْمَةٌ فَمِیْنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْ بَلَغْتُ  
 وَلَا عَرَفْتُ اَحَدَکُمْ یَا نِسْوَمَ الْفَیْتَمَ جَمِیْلَ سِقَاۃً مِنْ اَدَمَ فَمِیْنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا  
 اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْ بَلَغْتُ یٰنِسْوَمَ مِنْ تَمَّ کُوْمَرُوْنَ سَیْ بَکْرُکَ اَلْکَ سَیْ نَکَا تَا مَہُوْنَ اُوْر تَمَّ اَسْ مِنْ رُبَّ جَانِیْ  
 ہُو جیسے پروانے اور مڈیان آگ میں پڑتی ہیں اور قریب ہی کہ میں تمہاری کمر بن چھوڑ دوں گا رینے میں  
 فوت ہو جاؤں گا اور میں تمہارا پیش حمیہ ہوں گا حوض (کوثر) پر ابد تم سے پاس اکٹھے آؤ گے اور جدا جدا  
 ہو کر آؤ گے بچان لوں گا تم کو تمہاری علامتوں سے اور تمہاری ناموں سے جیسے مرد اپنے اوتھوں میں  
 بیگانے اونٹ کو پہچان لیتا ہے ہر نکو بائیں طرف سے ایک لیا جا دیگا ہر مین جبکہ دن گاتھا ہو جائے  
 میں رب العالمین سے اور کہوں گا اے میرے مالک بیکر لوگ میں اے میرے مالک یہی است ہر ہر چہ  
 ملے گا لے محمد تو نہیں جاتا انہوں نے کیا کر تو نہیں کیں تیرے پیچھے تیرے بعد اپنی اڑیوں پر پہ گئے رینے  
 مرتد ہو گئے) ہر مین پہچانوں گا تم میں سے ایک کہ وہ آویگا اٹھا تا ہو اکیری جو مین میں کرتی ہوں ہوگی  
 اور پکاروگا اے محمد ہر مین کہوں گا نہیں اختیار رکھتا میں تیرے واسطہ کہ کھڑے کسی چیز کا مینے  
 تو (دنیا میں نکو اس کے حکم) پہنچا دیے اور ضرور پہچانوں گا میں ایک تمہارے کو جو آویگا اٹھا تا ہو اونٹ  
 جو ملے گا تا ہوگا پکاروگا اے محمد ہر مین کہوں گا نہیں مالک ہوں تیرے واسطے کسی چیز کا مینے تجھ کو  
 اس کے حکم پہنچا دیے اور ضرور پہچانوں گا تم میں سے ایک کہ وہ آویگا قیامت کو دن اٹھا تا ہو اگور اچھٹا  
 ہوگا ہر وہ پکارے گا لے محمد لے محمد مین کہوں گا میں نہیں مالک ہوں تیرے لیے کسی چیز کا مینے تو تم کو اس کے  
 حکم پہنچا دیے اور ضرور پہچانوں گا میں ایک تمہارے کو کہ وہ آویگا قیامت کے دن اٹھا تا ہو اس کے چمٹے کی  
 پکارے گا اے محمد لے محمد ہر مین کہوں گا میں نہیں مالک ہوں تیرے واسطے کسی چیز کا مینے تو اس کے حکم پہنچا  
 رواہ الحافظ ابْنُ یَعْلٰی الْمَوْصِلِیُّ عَلٰی بَنِ مَدِیْنِیْیَ سَہْمِیْنِ اَسْحَدِیْثَ کَا اَسْنَادِ اَحَابِیْہِ مَرَضِیْہِ حَمِیْدِیْہِ





اباؤھم یعنی تو کہ تو ڈراوے ان لوگوں کو جنکو باپ دادی نہیں ڈرائے گئے اور بعض نے کہا یہ ان پر انکار ہے اور طلبت ہو کہ انکے آباؤ اجداد کو پاس ہی اللہ نے رسول بھیجے جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عادت ہے کہ بندوں کی طرف پیغمبر بھیجا کرتا ہے اور یہ جانتے ہیں اس امر کو ہر اس قرآن کی کیونکہ تکذیب کرتے ہیں اور بعض نے کہا سنئے یہ میں کیا یہ عذاب ہے بے ڈر میں اور انکے باپ دادی بیدار نہیں تھے اور تیسرا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ اس رسول کو امین اور سچا نہ جانیں اور اسکا انکار کریں اور معلوم ہے یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا اور امانت دار خیال کرتے تھے ابوصالح کہتے ہیں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاؤنا ولیکن جسد کو ماری فحاشفت کرتے رہی یا یہ ہکوسو دہی خیال کرتے ہیں اور یہ جو تہا سبب ہے حالانکہ انہوں نے جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کا پلہ سب لوگوں کی عقلوں کے پلوں کی بہاری ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ میں ہیں اور دانا ولیکن بات یہ ہے کہ آپ اس چیز کو لاہو جو انکی غور ہونے کے مخالف ہے یہ بے تقصیب اور بچہ کی راہ ہو اسکو نہ مانا اور اسکا انکار کیا ہر اللہ نے انکی ان سب باتوں کی اضطراب و اعراض فرمایا اور فرمایا بَلِّغُوا رِسَالَتِي لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کہ رھو نیکو بات وہ نہیں ہے جو انکو زعم فاسد اور خیال کا سد میں جم ہوئے ہو قرآن اور رسول کے حق میں اور حق سے دین قوم مراد ہے یا قرآن جو توحید اور شرائع اسلام پر شامل ہے ابوصالح کہتے ہیں حق سے وہ اللہ عزوجل مراد ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی غور ہونے کو مطابق کرے اور اپنے واسطہ میں ایک شہر لڑے اور اولاد تو اس کے ایک بڑا فساد طور میں آوی اور جہان کا بالکل انتظام بگڑ جاوے ابن جریر اور مقاتل اور سدی کا تو یہی قول ہے کہ حق تو اللہ مراد ہے اور سنئے یہ میں اگر اللہ اپنے ساتھ تمہاری خوشی کے مطابق شریک شہر الہی تو اسمائون اور زمینون اور تمام مخلوق میں فطور بڑ جاوے اور فرار اور زجاج کا یہ قول ہے کہ حق سے قرآن مراد ہے یعنی اگر قرآن انکی غور ہونے کو موافق شرک لیکر اترتا تو جہان کا انتظام بگڑ جاتا اور بعض نے کہا سنئے یہ میں اگر سچ بات ہی متعدد و متعدد دین کا شہر مانا ہوتا تو متعدد معبودوں کی ضرورت پھوٹ پڑتی اور اسی کی مثل ہے اللہ کا یہ قول لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا کہ عبادت یہ جاہتی ہے کہ تعدد حاکم کے وقت اختلاف موجود ہو بہت معسرین کا یہ مذہب ہے کہ اسکے قول دلواتبع الحق میں حق سے اللہ مراد ہے اور سچا اعتراض ہوتا ہے کہ بیان حق سے وہی معنی مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قول بل جارہم بالحق میں مراد ہیں اور بل جارہم بالحق میں حق سے اللہ مراد ہیں درست نہیں ہے تو بہتر ہے کہ حق کی دونوں جگہوں میں صدق صحیح کے ساتھ تفسیر کی جاوے اور من فی السموات

والارض سے ساری مخلوق مراد ہے اور ذوقی العقول کا اس لیے خاص طور پر ذکر کیا گیا کہ غیر ذوقی العقول ان کے تابع  
ہیں پہ فرمایا یہ کیونکہ قرآن کو بُرا جانتے ہیں باوجود اسکے کہ اس میں انکی شرافت اور عظمت ہے تو انکی حال کے تر  
لائق یہ ہے کہ یہ قرآن کے پیرو ہوں اور ذکر سے قرآن مراد ہے اور صفحہ پہ میں کہ ہم نے ان پر ایسی کتاب اتاری  
ہے جو ان کے فخر اور شرافت کا موجب ہے کیونکہ رسول جس پر کتاب اتاری ہر انہیں میں سے ہے اور قرآن کی لغت بولی  
انہیں کی لغت ہے اور اسی کی مثل ہے اس کا قول وَ اِنَّهٗ لَکَذٰلِکَ وَلَقَدْ مِکَ دَسُوْتَ مُسْتَلُوْنَ بَعِیْر  
اور یہ مذکور ہے گاتیر اور تیری قوم کا اور آگے تم سے بوجہ ہوگی اور بعض نے کہا ذکر سے وہ آیات مراد ہیں  
جن میں انکا ثواب عقاب مذکور ہے اور بعض نے کہا ذکر سے وہ چیز مراد ہے جن چیز کی انکو دین کے امور  
میں ضرورت ہے اور بعض نے کہا ذکر سے وعظ مراد ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ ذکر مراد ہے جسکو ظاہر ہے  
اور کہتے تھے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اس کے چنے کما قال تعالیٰ وَ اِنْ کَانُوْ  
لِیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنْ اَعْدَدْنَا مِنْ اِلٰہِیْنَ اِلٰہَیْنَ لَکُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْخٰلَصِیْنَ یعنی اور یہ تو کہتے تھے اگر ہم  
پاس مذکور ہوتا پہلوں کا تو ہم اس کے چنے بندے ہوتے پہ فرمایا انکو ماننے کی ایک اور صورت بھی ہو سکتی ہے  
وہ یہ کہ تو ان کو پوچھنے پر او تبلیغ پر حاصل اور نکالنے اور وہ بھی مفقود ہے اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ  
یہ ہم سے اس پر اجر کا طالب اور سائل نہیں ہے صراط مستقیم سے واضح طریق مراد ہے جسکو سید پر ہوئی عقلیں گوئی  
دین اور کہیں کہ بیشیڑ ہانہیں ہے اور صراط لغت میں کہتے ہیں راہ کو تو دین کو راہ اس لیے کہا گیا کہ وہ استرک  
ہو پوچھتا ہے پہ اس کے خبر دی کہ یہ کفر پر اڑی رہیں گے اس سے نہ لوٹیں گے کہی اور فرمایا وَ لَوْ جِئْنٰهُمْ  
وَ کَشَفْنَا مَا یُھِمْ مِنْ حُبِّ الْاَلْبٰنِ فِیْ طَعْنِیٰ یُھِمْ یَعْمٰوْنَ اَنْتَیْ مَا فِی الْفَتْحِ وَ لَقَدْ اَخَذْنَا  
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكْبَرُوْا لِرَبِّہُمْ وَ مَا یَنْصُرُوْنَ حَتّٰی اِذَا فَتَحْنَا عَلَیْہُمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ  
اِذَا ہُمْ فِیْہِ مُبْلِسُوْنَ وَ ہُوَ الَّذِیْ اَنْشَا لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْنَیْدَہٗ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ  
وَ ہُوَ الَّذِیْ ذَرَا لَکُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْہِ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَ ہُوَ الَّذِیْ یُحْیِیْ فِیْمِیْتُ لَہٗ خَیْلًا  
الْبَیْلِ وَ النَّہَارِطَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا امِثْلُ مَا قَالِ الْاَقْلُوْنَ ۝ قَالُوْا اَمِیْذَا امِیْتَا  
کُنَّا قُرَابًا وَ عِظَامًا اِنَّا لَمُبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ رَعٰنَا نَحْنُ وَ اَبَاؤُنَا هٰذَا اَمِیْتٌ قَبْلَ ہٰذَا  
اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اور سمجھنے پڑا انا انکو آفت میں پہرزدے اپنی رب کے آگے اور نہیں گزرتا  
بیانت کہ جب کوہلین گے ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں ان کے آس ٹوٹ گئی اور اسی نے

بنادو کہ تم کو کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو بھیر رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے جلتا اور مارتا اور سب کا کام ہے بدن رات اور دن کا سو کیا تم کو بوجہ نہیں کوئی نہیں یہ وہی کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کہتے ہیں کیا جب ہم مہم گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی پہلو سے اور کچھ نہیں یقیناً ہمیں پہلوں کی یہ جو فرمایا یہاں تک کہ جب کہولیں گے ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں انکی اس ٹوٹیکلی تو اس سے شاید لڑائیوں کا دروازہ کھلنا مراد ہے جس میں وہ تنک کر عاجز ہوئے **ف** تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انکو دکھ اور آفت کو ساتھ بکڑا اور صائب اور خداوند کو ساتھ آزمایا یہ وہ اپنے مالک اور تربیت کنندہ کو آگے نہ بڑھو اور نہ گڑا اے اور ان کو کفر اور مخالفت اور ضلالت اور غیبت سے ہمارے دکھ اور آفت نہ روکا ملک وہ اپنی سرکشی اور ضلالت پر ستم اور مصر ہے **كَمَا قَالَ تَعَالَى كَا اِنْجَاءَهُمْ بِاسْمَا تَتَضَرَّعُونَ اَوْ لَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ ابْوَابَ غُلَّتْهُمْ حَتَّى اِذَا فَرَخُوا بِمَا اَوْتُوا اخَذْنَاهُمْ بِغَفَّتٍ فَاِذَا هُمْ مُبْتَلِسُونَ** یعنی پھر کیوں نہیں جب یہو بچا اپنے عذاب ہمارا اگر گڑائے ہوئے ولیکن سخت ہو گئے دل ان کے اور انکو پہلے دکھا کر شیطان نے جو کام کر رہے تھے وہی بھول گئے جو نصیحت کی تھی انکو کہولیں گے ہم نے ان پر درواری پر چنے کے یہاں تک کہ جب خفاش ہوئے پائی ہوئی چیز سے بکڑا ہئے انکو بے خبر ہو رہے ہی وہ رہ گئے نا امید مکر سامن عباس سے رویت کرتے ہیں کہ ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا یا محمد انشدک الله والرحمة فقد اکملنا العلیہ یعنی الوبہ والکلم یعنی ابو محمد میں تکوتم دیا ہوں اللہ کی اور ڈرتا ہوں نا تا توڑنے سے ہم تو کہا چکے اوٹوں کی اُون اور خون تو اللہ نے یہ آیت اُمری **وَلَقَدْ اخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ كَمَا اسْتَكْبَرُوا لِرَبِّهِمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ** رواہ ابن ابی حاتمہ اور ساری نے محمد بن عقیل سے رویت کیا اس نے علی بن حسین سے اس نے ان پر اپنے اسی حدیث کو اور صحیحین میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے کہ بد دعا کی جب انھوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور فرمایا **اللَّهُمَّ اَعِزِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبِجٍ يُوَسِّفُ** یعنی اہی میری مدد کر ان پر ساتہ سات سالوں فخط والوں کو یوسف کو فخطوں کی طرح دسب بن عمر بن کثیر کہتے ہیں اسب بن منبہ مجھ سے ہو تو انکی اولاد میں سے ایک مرد بولا کیا میں سب کو ایک شعر سنائوں اور

ابو عبد اللہ وہ رب کے گناہم اللہ کے عذاب کے ایک حصہ میں سے اور فرماتا ہے وَلَقَدْ أَخَذْنَا لَهُمْ بَالِ الْعَذَابِ  
 تَحْمًا اسْتَكْبَرُوا فِي الْآيَاتِ فَجَعَلْنَا الْقُلُوبَ غُرُورًا كَمَا أَوَّلَ بَدَأْنَاهُمْ وَلَوْ كُنَّا إِلَّا يَكْفُرُوا بِآيَاتِنَا  
 ابو عبد اللہ وہ رب بولا اللہ نے ہماری لیے ایک نیا کلام بنایا ہم اسکے بے نیا کلام نکالتے میں یعنی اس نے ہم کو تمیز کر لیا  
 ہم اسکی زیادہ عبادت کرتے ہیں اور جو فرمایا حتیٰ اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ اِذَا هُمْ  
 فِيهِ مُبْسِكُونَ یعنی یہاں تک کہ جب انکو اللہ کا عذاب پالگیا اور قیامت اچانک آجادی گی تو ان کو وہ عذاب  
 بکڑے گا جس کا انکو خیال نہ ہوگا پھر اسوقت نا امید ہو جا دیں گے ہر بلائی سے اور اس توڑ دین گے ہر جہت سے  
 اور انکی امیدیں اور توقعیں سب ٹوٹ جا دیں گی پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ یہی ہمارا انعام ہے کہ ہم نے انکو کانٹے  
 اور انکسین اور دل اور مردان سے عقول اور فہم میں جن سے اشیاء کا ادراک کرتے ہیں اور ان آیات سے جو اللہ کے  
 ایک ہونے پر دلیل ہیں اور جہان میں وہ آیات موجود ہیں عبرت لیتے ہیں اور جتنے ہیں کہ وہی فاعل مختار ہے  
 جو چاہے کر سکتا ہے اور جو فرمایا قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ تو اس سے میرا وہ ہے کہ تمہارا شکر ہماری انعام کو مقابلہ  
 میں بہت قلیل ہے گناہاں تَعَالَى مَا أَكْثَرُ النَّاسُ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمَعْرِفَتِهِ یعنی اور نہیں اکثر لوگ ایمان  
 لانے والے اگرچہ تو دلچاؤ سے پھر اللہ نے اپنی قدرت عظیمہ اور عظمیٰ قاہرہ سے خبر دی جسکو اس نے مخلوق کے بنانے اور  
 انکو زمین کے کناروں میں پیدا کرنے میں باوجود انکی جنسوں کو مختلف ہونے اور انکی نعمات کے گونا گوں ہونے  
 اور انکی صفات کو رنگارنگ ہونے کے برابر ہے اور استعمال کیا ہے ہر ان سب کے سب پہلوں اور پہچانوں کو  
 ایک تاریخ معین میں جمع کر کے گا پھر نہ چھوڑے گا ان میں سے کسی شے کو اور نہ کسی جہت کو اور نہ فکر کو اور نہ مادہ  
 کو اور نہ جلیل کو اور نہ حقیر کو مگر اسکو دوبارہ بنا دیگا جیسے پہلو پہلے بار بنا یا دہندہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُخَوِّضُ  
 الْيَمِينَ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَسْجُدُ لَكَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ وَمِنْ كُلِّ صَبَاحٍ مُّجْتَمِعُونَ  
 دوسرے کے پیچھے لگاتا ہے دہرنا گناہاں تَعَالَى يُغْشِي اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا يَفِئُ ثَابِتًا  
 پھر اس کے پیچھے لگاتا ہے دہرنا اور فرمایا لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ  
 النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ یعنی نہ سورج کو پہنچو کہ کپڑے چاند کو اور نہ رات آگے ٹہرے دن سے اور نہ  
 کوئی ایک ایک گیسر سے دین پھر نہ میں پھر فرمایا أَفَلَا تَعْقِلُونَ یعنی تمہاری پاس ایسی عقلیں نہیں ہیں جو تم کو  
 غر پر علم کی خبریں دین جو ہر چیز پر قاہر ہے اور ہر شے پر عزیز اور ہر چیز اسکے آگے گڑ گڑاتی ہے ہر قیامت کے  
 منکون کے قول کو تشفی دی پہلے لوگوں کے قول کے ساتھ اور فرمایا بَلْ قَالُوا امِثْلُ مَا قَالِ الْأَوَّلُونَ

قَالُوا إِذَا أَصْنَعْنَا وَكُنَّا عَرَابًا وَعِظَامًا أَيَكَلُّبَعُثُونَ يَفْنَىٰ هُوَ الَّذِي هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنُفِثَ فِيهِمْ لَقَدْ وَعدْنَا نَخْلَعُكُمْ وَأَبْأَدْنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ  
 إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ يَفْنَىٰ اس عادی کے ساتھ ہماری آباء و اجداد بھی وعدہ دیے گئے اور  
 یہ محال ہے اور یہ مجھ جو اس عادی کی خبر دیتا ہے تو اُسے اولین کی کتابوں سے اسکو لیا ہے اور یہ پہلون کی بناؤ  
 ہے اور یہ انکی گندیب اور انکا دیا ہی جیسے فرمایا اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخْلَعُ قَالُوا ائْتِكْ اِذَا كُنَّا خَاسِرَةً فَاِنَّا  
 هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَاِذَا هُم بِالْشَّاهِرَةِ يَفْنَىٰ کافر کہتے ہیں کیا ہم بہر آدین گئے اولٹے پاؤں کیا جب  
 ہو جو کہ ہم بڑیاں کہو کھری بولے تو تو یہ بہر آنا تو اُسے سو وہ تو ایک جڑ کی ہے بہر ہی وہ اُسے میدان میں  
 اور جیسے فرمایا اَوَلَمْ يَرِ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا  
 وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ  
 بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ النَّجْوَ الْاَخْضَرَ نَارًا فَاِذَا اَسْمُكُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ اَوَلَيْسَ  
 الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلًا مَّحْدُوٰبًا وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ اِنَّمَا اَمْرُ  
 لَآ اِذَا ارَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ فَنَسْجُنَ الَّذِي يَبْدُوْهُ مَكُوْنٌ كُلِّ شَيْءٍ وَّالْيَوْمَ تُرْجَعُوْنَ  
 يَفْنَىٰ کیا نہیں دیکھتا آدمی کہ سننے اسکو بنایا ایک بندہ بہر ہی وہ ہو گیا جبکہ تا بوتا اور بٹتا ہے بہر کماوت  
 اور بول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون جلاد دیکھا بڑیاں جب کہ کھری ہو گئیں تو کہہ انکو جلاد دیکھا جس نے بنا دیا  
 اُنکو جلاد اور وہ سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی تم کو سبز و زیت سر آگ پہر اب تم اس سے سلگاتے ہو کیا جس نے  
 بنائی آسمان اور زمین نہیں سلگا کہ بناوے دیر اور کیوں نہیں اور وہ ہے اصل بنا نوا لا سب تا ہکا حکم ہی  
 ہے جب چاہے کسی چیز کو کہ کہے اسکو ہودہ ہو جاوے سو پاک ہودہ ذات جبکہ ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور ہی  
 کی طرف بہر جاوے گئے فتح میں کہا ہے آیت میں عذاب کہ وہ ہو کہ مراد ہے جو ہر کون کو قطع کے سالوں میں پہونچی  
 بعض نے کہا عذاب کہ مرض مراد ہے بعض نے کہا مبر کے دن مقتول ہونا اور زجاج نے اسی کو پسند کیا بعض نے  
 کہا عذاب کہ موت مراد ہے اور بعض نے کہا عذاب کہ اہم گذشتہ میں سے وہ لوگ مراد ہیں جبکہ عذاب ہو چکا  
 یفنی انکی خبر ہو چکی جبکہ اُننے پہلے عذاب ہو چکا بھی وغیرہ نے ابن عباس سے نکالا کہ ثمامہ بن اثال بنو  
 حنیفہ قبیلے کا جب فدیہ ہو کہ حضرت مسلمہ علیہ السلام پاس آیا اور آپ اسکو چوڑ دیا تو اس نے مکے کی طرف  
 غلہ جانا بند کر دیا یہاں تک کہ قریش نے اونٹوں کے بال کھائے بہر ابو سفیان آیا اور بولا کیا تو کہتا ہے اے

محمدؐ کہ تو جہانوں کے واسطے مہربان رہا گیا ہے اپنے فرمایا ہر ایک میں جہانوں کی طرح مہربان ہو۔ ابوسفیانؓ بولا کہ  
 باپ دادوں کو تموار کے ساتھ مار ڈالا اور انکی اولاد کو بہوک کے ساتھ تباہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل  
 فرمائی اور عذاب شدید سے آخرت کا عذاب مراد ہے بعض نے کہا عبد کو دن مقتول ہونا تموار کے ساتھ قاتل ابن عباسؓ  
 بعض نے کہا وہ مخطا مراد ہے جو انکو بوجہ بعض نے کہا فتح مکہ مراد ہے بعض نے کہا قیامت کا کٹا ہونا مراد  
 ہے ہر امر نے وہ بعض انعام قبلہ کران پر احسان رکھا جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کیے اور فرمایا یٰھُو  
 الَّذِیْ اٰتٰکُمُ الْکِتٰبَ الْعَزِیْزَ الْاٰیۃِ اور مقصود اس سے کافروں کی توبیخ اور تقریب ہے اور مؤمنوں کو یاد  
 دہانی اور یہ کان اور آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ نے اس لیے دیے تھے کہ انوں سے مواظبت سنتے اور انکو  
 سے عبرتیں دیکھتے اور دلوں کے ساتھ غور و فکر کرتے تو انہوں نے ان میں سے کتنی کے ساتھ فائدہ نہا تھا  
 کفر پر اصرار کر کے اور اسکان انعاموں پر شکر نہ کیا ولہذا فرمایا قلیلاً ما تشکرون بعض نے کہا اسکے معنی  
 یہ ہیں کہ وہ شکر کرتے ہی نہیں ہیں جیسے نعمت کو منکر کو کہتے ہیں، اقل شکرہ اور عرض اس سے یہ مہوتی  
 ہے کہ وہ شاکر نہیں ہے اور اسی آیت کی مثل ہے یہ آیت قَدْ اَغْنٰی عَنْکُمْ سَمْعُکُمْ وَکَا اَبْصَارُکُمْ  
 وَکَا اَفْئِدَکُمْ اور اس میں خبردار کیا ہے کہ جو شخص ان احصا سے وہ کام نہ لے جنکی لیے انکو انکے بنائے  
 والے بنایا ہے تو وہ گویا اس شخص کی طرح ہے جسکو پاس یہ احصا ہی نہیں ہیں ذر سے نسل کے ساتھ ہیلانا  
 مراد ہے اور اس لفظ کی تحقیق گزر چکی اور خبر سے قیامت کے دن تفرق کے بعد جمع کرنا ہے اختلاف  
 لیل و نہار سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بعد لگتا رہے جو آتے ہیں بعض نے کہا اختلاف سورات  
 کا سیاہ ہونا اور دن کا سفید ہونا مراد ہے بعض نے کہا ایک کا بڑھ جانا اور ایک کا گھٹ جانا مراد ہے بعض  
 نے کہا اختلاف لیل و نہار سے انکا مکر مراد ہے کہ ایک دن کو بعد دوسرا دن آتا ہے اور ایک ات کو بعد  
 دوسری ات پہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ جو بعثت کو منکر ہیں انکے پاس انکار کے لیے کوئی  
 دلیل نہیں ہے مگر تقلید کا متکبر جو مجرد استبعاد پر مبنی ہے اور فرمایا بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالِ الْاَوَّلٰوْنَ  
 پہر بیان فرمایا کہ انہوں نے کیا کیا فرمایا قَالُوْا اِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ پہر  
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اہل مکہ وہ باتیں جو جوہر میں کے  
 اقرار کے سوا انکو کوئی چارہ نہیں ہے اور فرمایا قُلْ لِّیْکُمُ الْاَرْضُ رَیْحًا اِنْ کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ  
 سِیِّئُوْنَ لِلّٰہِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ





کاستف کی طرح ہرگز نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثَنَانُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّ عَرْشَهُ عَلٰی  
سَمَوَاتٍ هٰكُنَا اَوْ اَشَارَ بَيْدِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ بَيْنَ اَمَةِ كَاشَانَ اِس سے کہیں عظیم تر ہے اس کا عرش آسمانوں  
پر اس طرح رسیا کیے ہے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے بتلایا قبہ (منبر) کی طرح اور دوسری حدیث میں  
ہے مَا السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَلَا اَرْضُكَ السَّبْعُ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِي الْكَرْسِيِّ اِلَّا الْحَقْلَةُ مُتَلَقَاۤتٌ  
بِارْقِصٍ فَلَاۤءِ وَارِ الْكَرْسِيِّ بِالنَّشْبَةِ اِلَّا الْعَرْشُ كَيْفَ الْحَقْلَةُ فِي تِلْكَ الْفَلَاۤءِ بَيْنَ سَاۤتُوْنَ اَسْمَانٍ  
اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہر کرسی میں اس  
طرح پڑی ہیں جیسے ایک کڑا جنگل میں پڑا ہو اور کرسی سمیت ان چیزوں کو جو اس میں اللہ کے پیدا کی ہیں بنسبت  
عرش کے اس کڑے کی طرح ہے جنگل میں پڑا ہو لہذا بعض سلف کا قول کہ عرش کے دونوں کناروں کے درمیان کی  
مسافت ایک جانب ہو دوسری جانب تک پچاس ہزار سال کی مسافت ہو اور ساتویں زمین سے بھی عرش تک ارتقا  
(اوجھان) پچاس ہزار سال کی ہے مگر اس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عرش کو عرش اسو سلم کہتے ہیں کہ وہ اونچا  
ہے اور عرش نے کعب اعبار سے روایت کیا کہ آسمان عرش میں اس طرح ہے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک  
قندیل ٹنکا ہی ہو اور مجاہد کہتے ہیں آسمان اور زمین عرش میں اس طرح واقع ہیں جیسے ایک کٹر کسی جنگل  
میں معید بن جیسے ابن عباس سے روایت کیا کہ عرش کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور ایک روایت میں ہے اللہ  
عز وجل کے سوا بعض سلف کا یہ قول ہے کہ عرش سرخ یا قوت کا ہے لہذا ایمان فرمایا اور رب العرش اعظم اور  
اسی سورت کے آخر میں فرمایا اور رب العرش الکریم تو عرش نے دونوں صفوں کو جمع کر لیا لہذا کہا جس نے  
کہا کہ وہ سرخ یا قوت کا ہے ابن مسعود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بیان رات دن نہیں ہے عرش پر اللہ عز وجل  
کے موند کی روشنی ہے اور یہ جو فرمایا سَيَقُولُوْنَ لََّ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تو اس کے یہی معنی ہیں کہ جب تم اقرار کر تو  
ہو کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا مالک ہے تو پھر تم اس کے عذاب سے کیوں خوف نہیں کرتے اور اس کے  
عقاب سے کیوں حذر نہیں کرتے جو اس کی عبادت میں غیروں کو شریک کر لیا ہے ابن عمر کہتے ہیں حضرت صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بار بیان کرتے ایک عورت کا حال جو کفر کے زمانے میں پہاڑ کی چوٹی پر رہا کرتی تھی اور  
اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو بکریاں تاکہ تاکہ بولا اپنی ماں سے ماں تجھے کس نے پیدا کیا وہ بولی  
اللہ وہ بولا کیا بکریاں کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ وہ بولا پھر کس نے بنا دیا وہ بولی اللہ وہ بولی اللہ وہ بولی  
پھر زمین کو کس نے بنایا وہ بولی اللہ وہ بولا پھر پہاڑ کس نے بنا دیے وہ بولی اللہ وہ بولا پھر ان بکریوں کو

کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا میں نے سنا اللہ کا ایک شان پہ اس نے گرا دیا پہاڑ سے اپنے آپ کو اور گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ابن عمر فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکو بہت بار یہ حدیث سنایا کرتے اور عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر بہت بار یہ حدیث حکو سناتے کہ **وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بَرُّ مُحَمَّدٍ ابْنِ أَبِي الدُّنْيَا الْقُرَشِيُّ فِي كِتَابِ التَّفَكُّلِ وَالْإِعْتِنَاءِ حَافِظُ ابْنِ كَثِيرٍ** کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد میں عبد اللہ بن جعفر مدینی ہے امام علی بن مدینی کا والد اور لوگوں نے اس میں گفتگو کی ہے **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى** اور یہ جو فرمایا **قُلْ مَنْ يَبْدَأُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ** تو ملکوت سے ملک اور سلطنت اور تصرف مراد ہی لینے کس شخص کے ہاتھ میں ہر چیز کا تصرف ہی کوئی جاندار نہیں ہے مگر اسکے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی اور حضرت مسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے **لَا دَالِدِي كَفَشِي بَدَأَ** یعنی اس ذات پاک کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اور جسے میں سبالتہ کرتے تو فرماتے **لَا دَالِقِلْبِ الْقُلُوبِ** یعنی قسم ہے دون کے اولت ہلٹ کرنے والے کی تو وہ سبحانہ ہی خالق مالک متصرف ہی اور وہ بچا لینا ہے اور اس کے کوئی نہیں بچا سکتا تاؤ اگر جانتر ہو عرب میں یہ سنو رہا تھا کہ حسان بن کا سردار کسیکو بچا لیتا تو اب اسکو بچانے میں کوئی خلل انداز نہ ہوتا اور نہ دوسروں کو بچو بچنا کہ وہ اسکو بچا لیں جبکہ وہ کپڑے تو سنے یہ ہیں کہ جس شخص کی بابت آیت میں دریافت ہے وہ سید عظیم ہے جس سے کوئی عظیم تر نہ ہو اور اسکی کام ہو بنانا اور حکم فرمانا اسکے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہ ہو اور وہ جو چاہے ہو جاوے اور جو چاہے نہ ہو دے اللہ نے فرمایا **لَا يَسْتَلِ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُنْكِرُونَ** یعنی اور وہ نہیں بچا جاتا اپنے کام سے اور ان کی بوجہ ہوگی اور وہ حاکم ایسا ہو کہ وہ اپنے کام سے نہ بچا جاوے یہ غلطی اپنی کے اور بڑائی اور علیہ اور قدر اور عزت اور حکمت اور عدل اپنے کے اور وہ ساری مخلوق سے انکرام کی نسبت بوجہ اسکے جیسے فرمایا **قَوْلِكَ كُنَّا لَنَنْصَحًا جَمْعَيْنَ** یعنی قسم تیرے مالک کی سمجھنے ان کی بوجہنا ہے سب اور یہ جو فرمایا **سَيَقُولُونَ لَوْلَا رَبُّنَا** تو اس سے یہ غرض ہے کہ یہ کفار معترف و مقر ہیں کہ ایسا با عظمت سید جو بچا لیں اور اس سے کوئی نہ بچا سکے وہ اکیلا اللہ ہے جسکے کوئی شریک نہیں ہے تو اب ان کو کوئی عبادت میں اللہ کے ساتھ اسکے غیر کو ملا لیتے ہو باوجود اپنے اقرار کے اور جاننے کے کہ سبکا مالک خالق اور ہر چیز میں متصرف وہی اللہ اکیلا زبردست ہی اس میں تپ کر کیا جادو پڑ جاتا ہے اور تمہاری عقلیں کہاں جاتی ہیں پھر فرمایا **يَا بَنِي آدَمُ إِنَّا جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ** تو اس میں اللہ نے خبردار کیا ہے کہ وہ عبود ایک ہی عبود ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور عنے صحیح اور واضح اور قاطع دلیلین اس پر بیان کیں پھر

فرمایا وَاقْعُوهُ لَعْنَتُہٗ یعنی یہ شرک جو اپنی عبادت میں اس کے ساتھ اور وہ کو ملا لیتے ہیں تو وہ اس میں  
جوڑے ہیں اور ان کے پاس اس شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسے اللہ نے اسی سورت کے آخر میں فرمایا وَاسْتَ  
یَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ لَا بُرْہَانَ لَہٗ بِہٖ ۚ فَاَتَمَّحِیَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۚ اِنَّہٗ لَا یُفِیْہِ اِلَّا کُفْرُہٗنَّ یعنی اور  
جو کوئی پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے عالم جس کی سند نہیں ہے اس کے پاس سوا اس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک  
بیشک سبباً نہ پادیشے منکر تو شرک جو شرک کرتے ہیں ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو ان کو جوڑے اور  
کمرہ ہی کا راہ تاویز اور وہ تو اس میں اپنے آبا اور اسلاف کو تا بعد ازین جو جہالت میں حیران تھے کہ ما  
تَعَالٰی وَ قَالُوْا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰہُمْ ۚ مَا لَہُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ ہُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ  
اِنَّ اٰتِیَہُمْ کِتٰبًا مِّنْ قَبْلِہٖ فَعَصٰوہٗ ۚ فَعَصٰوہٗ مُسْتَمْسِکُوْنَ ۚ بَلْ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَادَنَا عَلٰی اُمَمٍ وَّ اٰتٰنَا  
عَلٰی اٰثَرِہُمْ مُّعْتَدُوْنَ ۚ وَ کَذٰلِکَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ قَدْرِہٖ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالُ مَا نَزَّلُوْہَا  
اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَادَنَا عَلٰی اُمَمٍ وَّ اِنَّا عَلٰی اٰثَرِہُمْ مُّقْتَدُوْنَ یعنی اور اگر چاہتا رہا حمل ہم نہ پوجتے ان کو  
کچھ خبر نہیں ان کو اس کی سبب تکلیف دہ تھے ہم میں کیا کہنے کوئی کتاب دی ان کو اس سے پہلے سو یہ اس پر مضبوط  
ہمیں بلکہ کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ اور دادی ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر ہمیں راہ پا کر  
اور ہر طرح جو بھیجا ہم نے تجربے پہلو ڈر سنا تو الا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ ہم نے  
اپنے باپ دادی ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر چلتے ہیں فتح میں کہنا ہے مَن سے ہن دینا  
میں ساری مخلوق مراد ہے اور تعبیر کی ان کے لفظ مَن کے ساتھ عقلا کی تغلیب کے لیے اور مَن خبر مقدم  
ہے اور ارض مبتدا و مخرج ہے اور شرط کا جواب محذوف ہے یعنی اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ اور اس میں اشارہ  
ہے ان کی جہالت اور زیادہ غیبات کی طرف سیقولون نہ یعنی ضرور اور لامحالہ یہی جواب دین گے کیونکہ  
یہ بات بدایت عقل کے ساتھ معلوم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اسچیز کی جو مشرکین سے جواب میں  
واقع ہوگی اس کے وقوع سے پہلے ہر آدمی نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ اس بات کا اقرار کریں تو اب کہ انہیں  
تذکروں اس میں ان کو غیبت دی ہے مدبر اور اسماعان نظر اور فکر میں کیونکہ غور کرنا اور سوچنا اتباع  
حق اور ترک باطل کی طرف کہیں لے جاتا ہے اور یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جو شخص پہلی بار بتانے  
پر قادر ہے وہ دوسری بار بھی بنا سکتا ہے اور مردوں کو بلا سکتا ہے قُلْ مَن رَّبُّ السَّمٰوٰتِ  
السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے جواب میں نہ فرمایا لام کے

ساتھ معنی سوال کی طرف نظر کر کے کیونکہ من ربہ اور لیس ہوا دونوں محاوروں کے ایک ہی معنی ہیں جیسے تو کسی سے بوجھ من ربت ھین والذاریعنے اس گھر کا مالک کون ہے اور جواب میں کہا جاوے زید یعنی زید ہی یا کہا جاوے یزید یعنی یہ گھر زید کا ہے اور بغیر لام کے بھی پڑا گیا ہے سوال کے لفظ کی طرف نظر کر کے اور یہ قرأت پہلی قدرت سے بہت مناسب ہے لیکن پہلی قدرت کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ ساری مصحفون میں اللہ نام کے ساتھ لکھا ہے الف کرموا قل اقلأفلاتنقون یعنی اسکے غیر کی عبادت و تم نہیں نہتے یا یہ کہ اسکو عذاب نہیں ڈرتے یا اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ سبحانہ دوبارہ اٹھائی پر قادر ہے تو تم اسکے ساتھ شریک نہ کرو اور اس میں خبردار کرنا ہے کہ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا نہیں حاصل ہوتا مگر بتوں کی عبادت کو چھوڑنے اور اعادہ کو ممکن ہونے کو اقرار کے ساتھ اور اس آیت کا ختم پہلی آیت کو ختم سے الگ ہے کیونکہ یہ وعیدیں شامل ہے اور جب اللہ نے زمین کا پہلی آیت میں مذکور فرمایا اور آسمان کا دوسری آیت میں نو اگلی آیت میں حکم کو عام کیا اور فرمایا قُلْ مَنْ يَمْلِكُ مِنْكُمْ شَيْئًا مَكَدَاتٍ كَذَٰلِكَ هِيَ مُلْكُوتٌ ملکوت مراد ہو اور تاکر زیادت مبالغہ کے لیے ملکی حیرت اور موت اور رہبوت میں مجاہد نے کہا ہر چیز کے خزانے مراد ہیں وَهُوَ يُجِيزُ یعنی وہ حبیب ماہتا ہے تو غیر کی فریاد کو پہنچاتا ہے اور کہو بچالیتا ہے وَ لَا يَجِازِعُ عَلَيْهٖ اور کوئی شخص کسی شخص کو اسکے عذاب سے نہیں بچا سکتا اور نہ اسکی مدد اور فرادیسی برطافت رکھتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر جانتے ہو تو بتاؤ سَيَقُولُونَ نَحْنُ اللّٰهُ اس حجاب میں وہی تقریر ہے جو اس سے پہلی آیت کو جواب میں گذری قُلْ فَاَنۢ تَشْفِقُوْنَ فرما دو نزاج نے کہا ہر کمان سے پیچ جانو ہوق سے اور کیونکر دھوکا دیے جاتے ہو اور معنی یہ ہیں ہم کیونکر حق کو باطل اور صحیح کو فاسد خیال کرتے ہو اور دم دھوکا دینے والا ان کو شیطان ہے یا خواہش یادو نور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہم نے انہر حجت کے پیش کرنے میں مبالغہ کیا ہے اور فرمایا بَلۡ اَتَيْنٰكُمُ الْخُبْرَ الَّذِيۤ هُوَ رَاضٍ عَنْہٗ امۡرُ مَا دَوَّجۡتۡ عَلٰی تَابِعِدَارِیۡ ضَرَدۡیۡ ہِے وَ اِنَّہُمْ لَكٰثِرُونَ اور یہی ولد اور شریک کے اسکی طرف منسوب کرنے میں جو ٹپے میں ہر اللہ تعالیٰ نے اندونوں کی اپنے نفس مقدس کے نفی کی اور فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنۡ قُلٍّ لِّمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ الْاِلٰهِ اِذَا الذَّهَبُ كُلُّہٗ اِلَیۡہِمَا خَلَقَ وَ لَا عَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ عَلَیہِ السَّلَامُ الشَّہَادَةُ فَتَعَالٰی عَمَّا اشْرَکُوا اللّٰہ نے کوئی بیانی نہیں کیا اور نہ اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہونا تو لے جانا ہر حکم والا اپنی بناؤ کو اور جرحہ علما ایک پر ایک اللہ عزالا ہے انکو بتایئے سے جاننے والا چہے اور کیلے کا وہ بہت ادب ہے اس سے



ہے اور اگر سے شریکے الالہ ہوتے مراد ہے اور حرف میں میں وکلا اور میں بالو میں نہ اندہ ہر جس میں نفی  
کی تاکید ہے ہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بیان کیا جو شریک کے اثبات سے لازم آتی ہے اور فرمایا اِذَا لَكَ مِنَ  
الْاٰلِیٰہِ مَا خَلَقَ اَمَّا تَاْمُرُ فَرُغْتَ ہ کہ اگر اللہ کے ساتھ اور حاکم ہوتے اور معنی میں میں اگر اس کے ساتھ اور حاکم ہوتے  
تو ہر ایک حاکم اپنا بنایا لیکر الگ ہو جاتا اور اس کا ملک اور سلطنت دوسرے کے ملک سے ممتاز جدا ہوتا اور ان کے  
درمیان لطالب تجارت اور غالب واقع ہوتا و کَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور غالب ضعیف پر چڑھ جاتا اور  
غالب ہو جاتا اور ضعیف کا ملک لیتا جیسے بنی آدم میں بادشاہوں کی عادت ہو اور ہر وقت ہر پر مغلوب  
اور ضعیف حاکم ہونیکا استحقاق نہ رکھتا اور جب معلوم ہوا کہ مشارکت اس امر میں ممکن نہیں تھی درہم امر ایک ہی  
کو سزاوار ہے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک اللہ سبحانہ ہی ہے اور یہ دلیل جیسے شریک کے نہ ہونے کی دلیل ہے

دوسرے اولاد کے نہ ہونے کی بھی دلیل ہے کیونکہ بیٹا اپنے باپ کے ملک چھین لیا کرتا ہے ہر اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کو  
سزا کیا اور فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یُصِیْفُوْنَ عَالِیْرِ الْغَیْبِ وَالْقَهَادَةِ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ تو عیب اور سزا  
سے عالم ہونا یہ خاص اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اور اللہ کو سوا اس صف کو ساتھ کوئی اور صفت نہیں ہو کیونکہ وہ  
تو اسی چیز کو جانیں جسکو دیکھیں نہ اسکو جسکو نہ دیکھیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر دوسری دلیل ہے ایک دوسرے  
مقدمہ کو ساتھ ملکر گویا کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے اور کہلے کو جانتا ہے اور اسکا غیر جیسے اور کہلے کو نہیں  
جانتا تو اسکا غیر کہ نہیں ہے اور یہ دوسری شکل کے باب سے ہے قُلْ رَبِّ اِنَّمَا تُرَبِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ رَبِّ

فَلَا یَحْشٰی فِی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰی اَنْشِدَیْكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدْ وُنَّ ۝ اِدْفَعْ بِالْحِجِّی

ہِیْ اَحْسَنُ السَّیِّئَةِ ۝ عَنُّ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ

۝ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّخْرُوْنَ ۝ تو کہہ لے رب کہی تو دکھا دی مجھ کو جو ان کو وعدہ ملتا ہے تو امر رب

مجھ کو نہ پوان گندگار لوگوں میں میں نے دنیا کی آفت میں شامل نہ کر لو اور ہم کو قدرت ہو کہ تجھ کو دکھا دیں جو

ان کو وعدہ دیتا ہے بُری بات کو جواب میں وہ کہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ کے

رب میں تیری پناہ جانتا ہوں شیطانوں کی چہرے سے اور پناہ تیری جانتا ہوں اے رب اس سے کہ میری

پاس آؤں ف چہرے شیطان کی یہی کہ دین کے سوال کو جواب میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے سبب

فرمایا کہ رب کو جواب دی پہلی بات سے انتہے مافی الموضع اللہ تعالیٰ نے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کرتا ہے

کہ آفات نازل ہونے کی وقت یہ دعا کرے اے رب کہی تو دکھا دی مجھ کو جو انکو وعدہ ملتا ہے یعنی اگر تو کفار

کو عذاب دیو اور میں ان کو معذب ہونا دیکھتا ہوں تو اسے رنج کو شامل نہ کرو گنہگار لوگوں میں میرا اس حدیث میں جبکہ امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا میں فرماتے **وَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ يَقُومَ فِتْنَةٌ فَنُفِثَ إِلَيْكَ غَيْرُ مَفْتُونٍ** یعنی اور جب تو کسی قوم کو جانچنا چاہے اور ان پر اُفت اُتانا چاہے تو مجھے بلا لینا اپنے پاس ایسی حالت میں کہ مجھ پر اُفت نہ پڑے اور جو فرمایا **وَإِنَّا عَلَى أَنْ نُرِيكَ مَا نَعِدُ هُمْ لَقَائِدُونَ** تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر ہم تجھے کو وہ آفات اور بلیات اور محنتیں دکھانا چاہیں جن کا کفار کو وعدہ ملتا ہے تو اسکی ہم کو قدرت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس تریاق کا راہ دکھایا جو لوگوں کی مخالطت میں مفید اور کارآمد ہے اور وہ یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے کو ساتھ ساتھ بھلا کرے اور اس کے دل کو احکام الہیہ پر اسکی عداوت صداقت ہو جاوے اور اسکا بغض محبت اور فرمایا **ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ** اور یہ اللہ کا قول لیا ہے جسے دوسرے مقام میں فرمایا **وَلَا تَسْتَوِ عَلَى الْحَسَنَةِ وَلَا السَّيِّئَةِ** **ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** **فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ** **وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا ذُو وَجْهِ عَظِيمٍ** **وَمَا يَنْزِلُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَجَسٌ** **فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** یعنی اور برابر نہیں نیکی اور نہ بری جواب میں تو کہہ اس کے بہتر ہے جو تو دیکھے تو جس میں تجھ میں دشمنی جیسے دوستدار ہوتا ہے والا اور یہ بات ملتی ہے انہیں کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسکو جس کی بُری سمت ہے یعنی حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر بھلی کہے یہ اقبال مسندوں کو ملتا ہے اور کہیں جو کہ گئے تجھ کو شیطان کے چومکنے سے تو پناہ پکڑ اس کی بیشک دہی ہو سنا جاتا اور یہ جو فرمایا **وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ** تو اس میں اللہ تعالیٰ نے بنی کو شیطانوں کو پناہ جوئی کا ارشاد فرمایا کیونکہ ان کے ساتھ حیلے کام نہیں آتے اور نہ وہ بھلائی کے ساتھ سیکھ سکتے ہیں اور ہم استعاذہ کی تفسیر میں لکھ چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** **مِنْ هَمَزَةٍ وَكَيْفٍ وَنَفْثٍ** یعنی میں پناہ مانگتا ہوں جو سننے والا ہے جاننے والا شیطان مردود کی چھپر چاڑ سے اور اس کے جادو سے اور اس کے شر و نیر سے اور یہ جو فرمایا **اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَخْضَرُوْنِ** یعنی میں تیری پناہ میں آیا اور کہ سب سے بڑی بات تو اس کے پیچھے ہیں کہ وہ سیکھ سکتے ہیں تو میں اسی لیے حضرت کا مونک اُتار میں لے کر کہا تو اور محبت کرنے اور بچ کر گئے وغیرہ ان کے انتہ کی بنا کا ارشاد فرمایا بوداؤد نے روایت کیا کہ حضرت فرمایا کرتے **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْأَعْيُوبِ** **بِكَ مِنْ**







ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہنچو تم میں کسی کو موت تب کہہ لے رب کیون نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی مدت  
کہ میں خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ تعالیٰ کسی جی کو جب پہنچا اسکا وعدہ اور اللہ  
تعالیٰ کو خبر ہے جو کرتے ہو اور فرمایا اِنَّ لِلنَّاسِ يَوْمَ يَا تِيهِمْ عَذَابُ الَّذِي قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَذَابًا  
أَلِيمًا لَّيْسَ لَهُمْ فِيهِ رِجْوَاءٌ ثُمَّ نَسُوا وَعَدَ اللَّهِ فَنَجَّبَ اللَّهُ قَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ أَفَنُفِخُ فِي سُفُوفِهِمْ أَوْ يَنْزِلُ  
الْعَذَابُ عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَذُوقُوا عَذَابَ اللَّهِ أَلَمْ تَأْتُوا اللَّهَ بِبُرْهَانٍ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَافِرِينَ  
ہمکو تھوڑی مدت کہ ہم یمنین تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے تم لگے قسم نہ کہاتے تھے کہ تم کو یمنین کسی طرح  
لما اور فرمایا ہَلْ يَخْشَوْنَ اللَّهَ الْوَحِيدَ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَرْضُ كَأَسْفُودٍ فَذُوقُوا عَذَابَ اللَّهِ أَلَمْ تَأْتُوا اللَّهَ بِبُرْهَانٍ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ  
مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَافِرِينَ ہمارے رب کے رسول اب کوئی یمنین سفارش الے  
تو ہماری سفارش کریں یا ہمکو ہر جانا ہو تو ہم کام کریں سو اس کے جو کہہ رہے تھے تحقیق ہمارے اپنی جان اور  
ہول گیا جو جھوٹ بناتے تھے اور فرمایا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْخُسُوفُ نَاقِصَةٌ رُّوْسُهُمْ وَعِندَ رَبِّهِمْ رِجْوَاءٌ  
أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا لَعَلَّ صَلَاحًا لَّنَا مَوْفُوقٌ اور کہی تو دیکھے جسوقت منکر ٹرائے ہو گئے رب کے  
پاس لے رب ہمہر دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمکو ہر پہنچ ہم کریں ہلائی ہمکو یقین آیا اور فرمایا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْقُلُوبُ  
عَلَىٰ النَّارِ لَقَالُوا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ سَمْعُنَا لَأَنفُسُنَا أَفْوَاقٌ اور کہی تو دیکھے  
جسوقت کافروں کو ٹھہرا ہے اگل پر تو کہتے ہیں اے کانٹے ہمکو ہر پہنچیں اور ہم نہ جھٹلا دیں اپنے رب کی تیز  
اور دیرین ایمان والوں میں اور فرمایا وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَٰهٌ إِلَّا اللَّهُ قُلْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ الْغَالِبِينَ  
یعنے اور تو دیکھے بے نصافوں کو جب وہ دیکھیں عذاب تو کہیں بلاد دنیا کی طرف جانیکو بھی راہ ہے اور فرمایا  
قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا بِأَنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ وَأَنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ وَأَنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ وَأَنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ وَأَنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ  
یعنے ہوا اے رب ہمارا تو موت دیکھا ہمکو دوبار اور زندگی دیکھا دوبار اب ہم قائل ہرے اپنی گناہوں کے ہر  
اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ اور فرمایا وَهُمْ يَصْطَرِغُونَ فِيهَا نَبَاتًا خَرَجْنَا لَعَلَّ صَلَاحًا لِّلَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا  
بِالْغَالِبِينَ أَلَمْ تَأْتُوا اللَّهَ بِبُرْهَانٍ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَافِرِينَ  
مِنْ نَّبِيِّينَ یَعْنِے اور دوزخی چلاتے ہیں دوزخ میں (اور کہتے ہیں) اب رب ہمکو نکال کہ ہم کچھ بلاد کام کریں

وہ نہیں جبر کرتے تھے کیا جہنم عمر مذی تھی تم کو جہنم میں سوچ لے جسکو سوچنا ہوا اور پھر پوچھا تم کو ڈر سنا میرا لا ابدا کہو کہ  
کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار تو بیان کیا اللہ سبحانہ کو کہ اہل ناردنیا میں پھر انا طلب کریں گے احتضار کی قوت اور  
قیامت کو دن تو نہ انکے حضور کی قوت انکا سوال مانا جا دیکھا اور نہ قیامت کو دن اور گلا روع اور جبر کا حرف  
ہے اور سنئے یہ ہیں کہ ہم انکا سطلوب پورا نہ کریں گے اور نہ اسنے اس سوال کو سنیں گے عبد الرحمن بن زید بن سلم  
اِنَّهَا كَلِمَةٌ هَوَاتٍ لَهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا  
اور یہی احتمال ہے کہ اللہ کا قول اِنَّهَا كَلِمَةٌ هَوَاتٍ لَهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا كَلِمَةٌ تَقْبَلُهَا  
انکو اس سوال کو منظور نہ کیا جاوے گا اسلیں کہ ہانکے منہ کی بات ہر جیسہ عمل نہیں کریں گے کہ قال تعالیٰ وَلَقَدْ  
رَدُّوْا لَعَادُوْا اِلَآئَهُمْ عَنَّا وَاتَّخَذُوْا لِكُلِّ دِيْنٍ سَبِيْلًا اور اگر پہلے پچھین تو پھر کریں وہی جو منع ہوا تھا انکو  
اور وہ جہت بولتے ہیں قتادہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ظالم احتضار کی قوت اور قیامت میں رحمت کہ تنے اسلیں  
نہیں کریگا کہ وہ بی بی کی طرف لوٹے یا قبیلہ کی طرف یا لوٹ کر مال اکٹھا کرے اور ثمرات کو پورا کرے لیکن  
تو نیک کام کے لیے لوٹنے کی آرزو اور تنے کریگا اب اللہ رحم کرے اس مرد پر جو عمل کرے اس جگہ میں جہاں لوٹکر  
آنے کو لیے کافر تنے کریگا حب و فرخ میں عذاب کو دیکھے گا محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں گلا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هَوَاتٍ  
قَاتِلَهَا اللہ کی طرف سے کافر کو جواب ہوگا عمر بن عبد اللہ غفرہ کے غلام آنا دہتے ہیں حب کافر کے گا رَبِّ  
اَرْجِعْ لِيْ اِنِّيْ اُرْبِ سَبِيْرٌ مِّجْہے پھر دنیا میں لجا تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرما دیکھا سنیں نہیں نہ ہوتا ہے قتادہ کہتی  
میں علماء زیادہ کے بیٹے فرمایا کرتے تھے میں سوہرا ایک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو مختصر کے قائم مقام خیال کرے اور بھی  
کہ میں نے اپور سے پھر دنیا میں لوٹنا طلب کیا ہو اور اس نے مجھ کو لوٹا دیا ہے اب میں کچھ نیک کام کروں پھر فتنہ  
کہتے بخدا کافر نے آرزو نہیں کی مگر اسی امر کی کہ دنیا میں لوٹ کر اللہ کی طاعت کرے گا و خدا سے بڑھنے والے  
کی آرزو میں خیال کر کے نیک کام میں دل لگاؤ اور اس امر کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی تو فیص کے ساتھ محمد بن  
کعب قرظی سے یہی ایسا ہی مروی ہے اب ہر یہ کہتے ہیں کہ حب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور وہ اپنا مکان  
آگ میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے رَبِّ اَرْجِعْ لِيْ اِنِّيْ اُرْبِ سَبِيْرٌ مِّجْہے پھر دنیا میں لجا تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرما دیکھا  
رجوع کیا اور میں نیک کام کر دیکھا اب ہر یہ کہتے ہیں کہ کوٹھا جاتا ہے تجھے اتنی عمر دی گئی جب قدر تو بیتا رہا  
اب ہر یہ کہتے ہیں پھر اسے قبر کو تنگ کیا جاتا ہے اور وہ قبر (اسپر) لٹ جاتا ہے پھر پیش زدہ کی طرح (کبھی) سوتا  
(کبھی) کھڑا اٹھتا ہے (اور) جمع ہوتے ہیں اس کے پاس زمین کے زہریلے چیزیں

اور اس کے سانپ اور پھوپھو و دواہ اُڑا کر اپنی حارِیت حضرت عائشہؓ کہتی ہیں و ایل و ایل المعاصی من اهل القبور تنقل  
 علیہم فبؤدھم حیات سونڈ اودھم حیات سونڈ سونڈ و حیات عند رجلہ کہیں صابہ ہستی  
 بکتیاف و سطنہ مکالمہ العذاب الذی قال اللہ تعالیٰ و من ودا آتھم بزرگخ الی یوم یبعثون یعنی  
 خرابی ہے ان گناہوں کی سب سے بڑی چیزوں میں مدفون ہیں داخل ہوتے ہیں انکی قبروں میں صابہ سانپ ایک  
 سانپ کے سر کے پاس رہتا ہے اور ایک اسکر پاؤں کے پاس اور دونوں اسکو دھستے اور کالتے ہیں یہاں تک کہ کانوں  
 کالتے دونوں اس شخص کے وسط میں اگر لمبا ہی میں تو یہ بزرخ (عالم قبر) کا عذاب ہے جسکی نسبت امر مبارک و  
 تعالیٰ نے فرمایا و من ودا آتھم بزرخ الی یوم یبعثون ابو صالح وغیرہ کہتے ہیں کہ در اسم کے معنی میں یا ہم  
 یعنی انکو آگے مجاہد کہتے ہیں بزرخ کو دنیا اور آخرت کو درمیان کا پردہ مراد ہے محمد بن کعب کا بھی یہی قول ہے بزر  
 اتنا زیادہ کیا ہے کہ اہل بزرخ دنیا والوں کے ساتھ کھاتے پیئے ہیں اور نہ آخرت والوں کے ساتھ پیئے  
 اعمال کی جزا سزا بگتے ہیں اور ابو صخر کہتے ہیں بزرخ سے معابر اور میں تو اہل بزرخ دنیا میں ہیں اور نہ آخرت  
 زخمی ہیں ہی میں بہت قیامت تک اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالمین کو بزرخ کے عذاب سے ڈرایا ہے جیسے  
 فرمایا و من ودا آتھم جھنڈ اور فرمایا و من ودا آتھم عذاب غلیظ فتح بن کعب سے موت کو آنے سے موت  
 کی علامتوں کا نام مراد ہے اور وہ علامت یہ ہے کہ وہ دوزخ میں اپنی جگہ کو دیکھ لیتا ہے اور بہت میں ہی اسکو رکھ  
 جگہ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو مسلمان ہوتا تو یہ ایسا نہ لگتا اور رہا رجھون  
 میں جماعت کی ضمیر کا استعمال کیا مخاطب کی تعظیم و تکریم کے واسطے بعض نے کہا کہ کر فعل کے معنی میں ہو گا بیان  
 کہا ہے ارجعنی ارجعنی قالہ ابو القیاد اور اسکی مثل ہے اس کا قول القیاد فی حجتہ مانزی نے کہا انما  
 کے معنی یہ ہیں القیاد اور اس طرح کہا گیا ہے امر القیس کے اسقل میں و قاتلک میں ذکر کی حبیبہ و ما نزل  
 اور اسی کی مثل ہے حجاج کا قول جو کیدار کے لیے اضر باعقہ اور کسی اور نے کہا الا قارحون یا الہ محمد  
 بعض نے اسے معنی بیان کیے کہ حرب اس کے پاس فریاد کرینگے تو ان میں سے ایک اسکو مخاطب کر کے  
 کہیگا رب یہ فرشتوں کی طرف خطاب کرے گا اور کہیگا رجھون حضرت صلہ علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ کے لیے  
 فرمایا اِنَّ الْمَوْتِ اِذَا عَايَرَتِ الْمَلَائِكَةَ قَالُوا اَنْجِعْكَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُولُ اِلٰى دَارِ الْهَمِّ مَوْلا الْفَرَسِ  
 مَلِكٌ قَدْ مَالَ اِلَى اللّٰهِ وَامَّا الْكَافِرُ فَيَقُولُونَ لَهُ نَجِّحْكَ فَيَقُولُ دَارِ الْجَعْوَنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ مَالًا يَنْفَعُوْ  
 اَوْ عَائِلَتَهُ يَوْمَئِذٍ (موت کے) فرشتوں کو دکھانا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تجھ کو دنیا کی طرف پیروں دے دیتا ہے

[illegible]







فَاِذَا كُنْتَ بِضَعَةٍ مِّنْ مَّوَدِّعِيْ مَا اَرَآكَ اَبْهَاطًا وَ يُؤْذِيْنِيْ مَا اَذَا هَآئِنِيْ فَاَمَلْتُ سِرِّيْ جُودًا كَمَا كُنْتُ اَسْهَ فُلُقٌ مِّنْ اَبْقَى  
ہے مجھ کو وہ بات جو اس کو فلق میں ڈالتی ہے اور کہہ دیتی ہے مجھ کو وہ بات جو اس کو کہہ دیتی ہے ابوسعید خدری  
رُفَعَا سَمْعًا كَيْتَ هِنَ كَهْ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر فرماتے تھے مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُونَ اِنَّ  
رَحِمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا تَنْفَعُ قَوْمًا بَلَّی وَاللّٰہُ اِنَّ رَجِیْمًا مَّوْصُوْلًا فِی الدُّنْیَا وَ  
اٰلِ الْاٰخِرَةِ وَ اِنَّ اَبْهَاطَ النَّاسِ قَرَطًا لَّکُمْ اِذَا جِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ یَّآ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فُلَانٌ بِّنُ فُلَانٍ  
فَاَقُوْلُ لَہُمْ اَمَّا الْقَسَبُ فَقَدْ عَرِثْتُ وَلَیْکُمْ اَحَدٌ لَّکُمْ بَعْدِی وَ اَرْتَدَّ ذَنُوبُہُمْ الْقَهْقَرٰی  
یعنی لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں اللہ کے رسول کا نام اڑھائے رسول پر درود اور سلام) ایک قوم کو مفسدینہ  
ہو گا کیونکہ ہمیں اللہ کی قسم میرا نام ادا دیا اور آخرت میں ملا ہوا ہے اور میں اے لوگو تمہارا پیش خیمہ ہو گا  
جب تم میری پاس (رحمن کو تر پر) آؤ گے (اور تم میں سے) ایک ہو کہے گا یا رسول اللہ میں فلان فلان کا بیٹا ہوں  
تو میں جواب دوں گا نسب (افادات) کا علاوہ تو مجھے معلوم ہے پر تم نے میری بعد کو کام نکالو اور اڑھو یوں پر  
اولے پاؤں پہر گئے رواہ الامام احمد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کو سیدنا  
امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی بن ابی طالب نے جب حضرت امیر المؤمنین علی بن طالب کی صاحبزادی  
ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو فرمایا اللہ کی قسم مجھ سے نکاح کی چند ان ضرورت تھی ولکن  
میں نے تو اس خیال سے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ہے کہ  
میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے کُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ وَاِنَّکَ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ النَّبَا مَا تَرَ اَلَا سَبَبٌ  
وَ نَسَبٌ یَّمْنُ تِیْسًا رَّکَی دُنْیَا کُلِّ عِلَاقَیْ اَدْرَبَ کِیْ ذَا مِیْنِ ثُوْثٌ جَابُوْنِیْ مِیْرَی عِلَاقَیْ اَدْرَبَ کِیْ ذَا مِیْرَی ذَاتُ کُرْسُو  
رَوَّاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَ الدِّرَازُ وَ اَلْحَمِیْدُ بَرُّ کُلِّ سَبَبٍ اَلِیْہِ یَقِیْ وَ اَلْحَافِظُ الطَّیْسِ اَلِیْہِ فِی الْخُتَابَةِ حَافِظُ  
ضیاء مقدسی نے مختارہ میں ذکر کیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار روپے  
مہر میں دیا انکی تعلیم اور تکریم کے لیے اور حافظ ابن عساکر نے ابوالعاص بن ربیع نوح حضرت زینب بنت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمہ میں ابوالقاسم بغوی کے طریق سے روایت کیا ہے اسناد کو چلایا ابن  
نک کہ ابن عمر نے فرمایا میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب ذامین اور ناتے قیامت کے دن ٹوٹ جاؤ  
مگر میری ذات اور میرا نام اور عبد اللہ بن عمر کا مرفوع لفظ یہ ہے کہ میں نے اپنے ماک عزوجل سے پوچھا کہ میں اپنی  
امت میں سے جس عہدت کو ساتھ نکاح کروں اور جو میری امت میں سے (میری بیٹیوں کے ساتھ) نکاح کرو



بن مسعود نے وہم فیہا کالجون کی تفسیر میں فرمایا کہ تریالی رأس المشط الذی قد بدد السنائہ ف  
 قَلَصَتْ شَفَتَاہُ یعنی تو زنا نہ (کنگھی) کر سرکریٹ نہیں دیکھا کہ اسکے دانت باہر نکلو ہوتے ہیں اور ہونٹ پھو  
 ہوتے ہیں رواہ الثوری عن ابی اسحاق ابن عباس نے کہا کالجون اسے طبعون یعنی تیوڑی چڑھانے والی اور جھینڈ  
 خدہ کی لفظ وہم فیہا کالجون کی تفسیر میں رفاہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تَشْوِیْہُ النَّارُ  
 فَتَقْلِبُ شَفَتَہُ الْعُلَیَّا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاسِہِ وَتَسْتَخْرِی شَفَتَہُ السُّفْلَى حَتَّى تَبْلُغَ سُرَّتَہُ یعنی جلانے  
 گی اسکو آگ اور جلتے جلتے بدن سوج جاویگا اور پرکا ہونٹ کھوپڑی تک پہنچ جاویگا اور نیچے کا ہونٹ ناف تک  
 آجاویگا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَہُ اللہُ وَرَوَاهُ الْقُرْمِذِیُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ تَصْرِیْعٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ  
 الْمُبَارِکِ یَہُ وَقَالَ حَسَنٌ عَرَبِیٌّ نَفَحَ کَالْفَظِ یَہُ کہ اس نفخے سے نفخہ اولیٰ مراد ہے قَالَہُ اُنْتُ سُبَّانِ یعنی  
 کہا نفخہ ثانیہ مراد ہے قالہ ابن مسعود یہ قول بہت ٹھیک ہے اور یہ وہ نفخہ ہے جو لعنت اور نشور کے درمیان  
 ہوگا بعض نے کہا منہ سے ہیں جیسا جہاد میں انکے ارواح پہونگے جاویں گے اس تقدیر پر کہ صور کو صورت کی حجم  
 گردانا جاوے نہ وہ جسکے معنی قرن ہیں اور ایک یہ قررت ہی ہے اور صا دو ضمہ اور داد کی سکون کو ساتھ صو  
 اس قرن کا نام ہے جس میں اسرافیل نفخے کے لیے مامور ہے اور انسا جمع ہے نسب کی اور نسب کمتر میں  
 قرابت اور ناز کو اور نسب کی نفی کے یہ معنی میں کہ قیامت کو دن ذاتین فخر کا باعث و موجب ہونگے یا یہ معنی  
 کہ اسدن ذاتین کو چار گزہ ہونگے تراحم اور قاطف کو دور ہو جانے کے لیے اور طلعت ہو کہ فطر حیرت اور وحشت  
 کے سخت ہو کر کیوہ سے کوئی ناما یاد نہ کرے گا اور نہ بعض بعض سے ناز کا سوال کریگا کیونکہ اسدن میں انکو ایک  
 شغل ہوگا جو انکو ان امور سے شافل ہوگا اور اسی قبیل ہے کہ اس کا قول یوم یفر المومن اخیرہ آخر تک اور اسی  
 قبیل سے ہے اسد عزوجل کا قول ولایال حمیم حیا اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے مقول کے منافی نہیں ہے وَاَقْبِلْ بَعْضُہُمْ  
 عَلٰی بَعْضٍ یَتَسَاءَلُوْنَ کیونکہ یہ سوال بعض مواقع پر معمول ہے تو سوال کا اثبات باعتبار بعض مواقع کے  
 ہے اور نفی باعتبار بعض آخر کے جیسے معنی اس تقریر کو اسی آیت کو نظائر میں بیان کیا ابن عباس نے اس آیت  
 کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب صومریں پہونکا جاوے گا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے گا اللہ (عزوجل) کے سوا  
 اور ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ انے آیت باب اور اسد کے قول وَاَقْبِلْ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَتَسَاءَلُوْنَ  
 کی تطبیق سے سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ معمول ہے مواقع کو تعداد پر تو وہ موقف زمینی جس میں خدا تبار  
 کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کا وہ موقف وہ ہے جو صفا اولیٰ کے وقت ہوگا جب

بیوش ہو جاوے گی تو ان کے درمیان انساب کا اعتبار نہ ہے گا اور نہ کوئی دوسرے سے بڑھے گا جب دوسری بار قرآن پڑھو گا جادیکا نوہ سو وقت انگور پھینکے گئے اور انہیں جب مسکے بار کینوں دونوں آنتوں کے درمیان ترفیق ہو سوال کیا تو فرمایا ذالون کا عدم اعتبار اور آپس میں سوال ذکر نافع اور لین ہو گا جب زمین پر کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور آپس میں سوال کرنا سو وقت کی بات ہو جب لوگ بہشت میں آجاؤ گئے ہر وقت ایک دوسرے سوال کرے گا ابن مسعود کا لفظ موقوفاً یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اسرا ولین اور آخرین کو جمع فرما دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ (ہر ایک) ہندی اور نڈے کا ہاتھ قیامت کے دن بڑا جادیکا اولین اور آخرین کے سامنے ہر سادی آرا کر دیکا خبر دے گا یہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے اور یہ فلاں فلاں کی بیٹی ہے ابھر جسکا (کسیپر) دنیاوی حق ہو وہ اپنا حق لے لے پھر انساب کے متعلق ہونے میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسب کے سوا وہی حدیثیں بیان کیجی حافظ ابن کثیر نے بیان کیا کہ موازین سے وہ اعمال صالحہ مراد ہے جو ملیں گے اس صورت میں موازین موزون کی جمع ہوگی اور موازین کا میزان کی جمع ہونا بھی ممکن ہے اور موازین کی جمع باوجود میزان کے ایک ہونیکے تعدد موزون کے اعتبار سے سے اور مفکون سے مطالب محبوبہ کسانہ فائز اور اسور مخوذ سے ناجی مراد ہیں اور نفع جلتا مراد ہے نفع میں لغو کہتے ہیں سخت بہاؤ کو بعض نے کہا نفع سے جلتا مراد ہے اور وجہ کو اسیلے خاص کیا گیا کہ وہ اشرف اصحاب میں ابن عباسؓ کے کہا نفع سے نفع مراد ہے کل وہ شخص ہے جس کے ہونٹ پیچھے ہٹ گئے ہوں اور اسکے دانت نظر آ رہے ہوں قَالَهُ الرَّحَابُجْ اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کلح راس سے سر کا پکنا مراد ہے اولم امل ہار کی صفت اور ان کے افعال اور افعال ہم کے باہر میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو معروف ہیں۔

اَلَمْ يَكُنْ اٰیٰتِیْ تُشٰہِدُ عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَلِّمُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا عَلٰیكَ عَلَیْمًا فَتَفَقَّحْنَا ۝  
 كُنَّا قَوْمًا ضَالِّیْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا قَانَ عُدْنَا قَانَ اَنَا ظِلْمُوْنَ ۝ تم کو سنا کر نہتے ہماری  
 آیتیں بہر تم انکی جہل تے تھے پورے رب زور کیا ہم پر ہماری کم بخشی نے اور رہے ہم لوگ بکرا سے رب  
 نکالے ہم کو اس میں اگر ہم بہر کرین تو ہم گندگا ر ف یہ تقریب ہے اللہ کی جانب سے اور توجہ ہے اسکی  
 طرف سے وہ خیر کے لیے اس کفر اور آثم اور محارم اور عظام کے ارتکاب پر جنہوں نے انکو دوزخ کا اہل  
 ابترستی بنا دیا اور فرمایا کیا ہماری آیتیں اور ہمارے احکام تم پر ہمارے رسول پڑتے نہتے جن کو کہنے  
 تمہاری ہدایت کیواسے تمہارے پاس بھیجا اور انہوں نے تمہاری اعتراف منوں اور شبہات کو دور نہ کیا

پر ہمارے پاس کوئی محبت نہ تھی کہما قال تعالیٰ رَسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ مُّبْدِلَةٌ  
 الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا یعنی کتنے رسول خوشی سناتے اور ڈر سناتے تھے تاکہ لوگوں کو اللہ پر الزام  
 کی جگہ رسولوں کے بعد اور اللہ پر درست حکمت والا اور صبر فرمایا و مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا  
 اور ہم بلا نہیں کرتے جب تک کہ پیغمبریں نہ بھیجیں کوئی رسول اور جیسے فرمایا كَلَّمْنَا الْقَوْمَ فِيهَا فَمَوْجَّعًا لَهُمْ وَخَزَنَةً لِّلْكَرِ  
 يَاتِكُمْ يَذِّنُ قَالُوا اِبْلَاقًا كَمَا تَأْنِيْدُ فَلَكَ بَيْنَا وَفَلَنَّا مَا تَزْكُلُ اللَّهُ مِنْ فِتْنَةٍ اِنْ اَسْتَكْبَرْتُمْ اَكَا فِي ضَلَالٍ  
 كِبٰرٍ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ فَأَعْرَضُوا بِذُنُوبِهِمْ فَمَسَّاهُمُ الْقَتْلُ  
 السَّعِيرِ يَنِيْعٌ حَبِيبٌ بِرَّاسٍ يُوْجَا تَهَادُّ سَنَانِيُوْا لَابِرٍ يَنِيْعٌ جُوْثَلَا يُوْجَا تَهَادُّ سَنَانِيُوْا لَابِرٍ يَنِيْعٌ جُوْثَلَا  
 وہ بول کر کہیں نہیں ہم پاس ہو چکا تھا ڈر سناتو والا ہر یمنے جو ٹھلایا اور کہا کوئی نہیں ہماری اللہ نے کچھ چیز تم  
 پر بے ہوشی سے بہکا دی یمن اور بولے اگر ہم مہوتے سنتے یا بوجھتے نہ ہوتے دوزخ والوں میں سو فائل ہوئے اپنے  
 گناہ کے اب دفع ہوں دوزخ والے دہندہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا مِثْقَلَاتُنَا كُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ  
 یعنی ہم الزام قائم ہو گیا تھا یہ ہماری اپنی ہی کم بختی اور بد نصیبی تھی کہ ہم نے رسولوں کے کہنے پر عمل نہ کیا پھر  
 کہیں گے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاَنْزَعْنَا فَاَنَّا ظَالِمِيْنَ يَنِيْعٌ ابِرٍ سَمُكُوْ دِنَا كِي طَرَف لُوْثَا اِگر ہم نے پھر وہی  
 کام کیے جو ہم نے آگے کیے تو ہم گنہگار عقوبت کو مستحق کہما قال تعالیٰ فَاَعْرَضْنَا بَدْنُنَا فَعَلَّ اِلْحُدُوجُ  
 مِنْ سَبِيلٍ ذٰلِكُمْ يٰ اَنَّا اَدْعٰی اللّٰهَ وَحْدًا كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُشْرِكْ بِهٖ ثَمُومِيْنُ اَفَا لَمْ تُكْمِلُوْا  
 اَلْعَلٰی الْكِبٰرِ یعنی کافر کہیں گے اب ہم قائل ہوئے اپنی گناہوں کے پھر اب یہی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر  
 اسوہ طور کہ جب بنو بکرا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اسکو ساتھ شریک بکراے تو تم یقین لائے کہ اگر اب  
 حکم وہی جو کہے اللہ کے بنا اور غرض یہ ہے کہ اب دنیا کی طرف جا نیو کیلے کوئی سبیل نہیں ہے کیونکہ تم اللہ کے  
 ساتھ منکر کرتے رہے جب یہاں اسکو ایک کہتے فتم میں کہا ہے آیات سے قواعد قرآن اور اس کے رد و اجراء میں  
 جسکے ساتھ منکر کن اور منکر دن کو دنیا میں ڈھایا جاتا تھا اور یہ کھار کو تو بیجا اور تقریباً کہا جا دیکھا اور شقوت کی  
 لذات اور شہوات مراد ہیں یعنی دنیا میں ہم پر لذتیں اور شہوات غالب ہیں اور لذات اور شہوات کو شقوت  
 کہا اسلئے کہ یہ شقوت کی طرف بجاتی ہیں اور شقوت ہی قوت کی اور شقوت صند ہے سعادت کی ابن مسعود  
 حسن بصری از شقوت نامہ ہی پڑا ہے قَالَ اَحْسَبُوْا اِنِّهٖمْ لَا يَحْكُمُوْنَ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقًا مِّنْ عِبَادِیْ  
 یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّمَا فَاَعْرَضْنَا وَاَرْحَمْنَا وَاَنْتَ خَبِیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ۝ فَاَتَّخَذْنَا قَوْمَهُمْ نَحْنًا حَسْبًا اَلَمْ نَكُنْ

ذِكْرِي وَكَتَلَمْتُ مِنْهُمُ مُخَالِفُونَ اِنْ جَاءَ مِنْهُمْ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا اَلْفُتَحُ هُمْ الْغَائِزُونَ ۝ فرمایا  
 پڑے رہو ہنیکاری اس میں اور مجھ پر دبو لو ایک سرفہ تھا میری بندوں میں جو کہتے تھے کہ سب ہمارے ہم یقین  
 لائے سو معاف کریم کہ اور مہر کر ہم پہلے تو سب سے دالوں سے بہتر پہننے آئو مٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ بولے  
 انکے پیچھے میری یاد اور تم ان کو پہننے ہی پہننے آج دیا آئو بدلانے کہنے کا کہ ہی میں مراد کو پہنچے ف  
 حب کفار آگ سے نکلنے اس دنیا کی طرف پہن لوٹنے کا سوال کریں گے تو یہ اس عذر دہل آئو جواب دیگا اور فرما دیگا  
 پڑے رہو دوزخ میں ذلیل اور خوار اور بہر دو بارہ یہ سوال نہ کرنا کیونکہ تمہارا یہ سوال میرے ہاں منظور نہیں ہے  
 عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ حب دوزخی بات کر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ فرما دیگا اِحْسَنُوا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْا  
 عَبْدَ اِسْرٰىنَ عَمْرُوْكَتے ہیں دوزخ والے مالک (دوزخ کے داروغہ) کو بلادین گے اور وہ چالیس سال آئو جواب  
 نہ دیگا پہر جواب دیگا تم اسی میں رہو گے عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں بعد انکی پکار کا مالک اور ملک کے رب کے پاس  
 کوئی قدر نہ ہوگا پہر دوزخی اپنے رب کو پکاریں گے اور کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَالِّينَ  
 یعنی اور رب زور کیا ہم پر ہماری کم بختی نے اور ہمیں ہم بھیسب اور رب ہکو نکال لے اس بچہ و غم سے اگر ہم پہر کریں تو  
 ہم گم نہنگار عبد اللہ بن عمر نے کہا پہر اس عذر دہل و دوزخ کے انداز کے کو موافق جب پہیگا اور اتنی مدت میں آئو  
 یہی پکار رہے گی) پہر آئو جواب دیگا اِحْسَنُوا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْا يٰۤاِسْرٰىنَ پڑے رہو یہاں میں اور نہ بات کرو دیکھو  
 ساتھ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں پہر دوزخی اسکے بعد اس توڑ دیگو اور دوزخ سے سوا زفر اور شہیق کے اور آواز  
 نہ نکلیگا یعنی جلاتے اور دہاڑنے کا آواز آویگا عبد اللہ بن عمر نے کہا تو دوزخیوں کی آواز گدھوں کی طرح ہوگی  
 جو پہلے جلاتے ہیں پہر دہاڑتے ہیں رَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَرِيْرَةَ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں حب اللہ تعالیٰ ارادہ  
 کرے گا کہ دوزخیوں میں سے کسی کو باہر نہ نکالے لہذا یہاں انداز اگر سفارش کریگا اور کہے گا اے میرے مالک میری  
 سفارش منظور کر) اللہ تعالیٰ فرما دیگا تو کس کو نکلو اتنا ہے تو میں کہیں گا میں ایک مرد کو بچاتا ہوں پہر وہ تو میں  
 مرد دوزخ میں اگر دیکھیں گا تو کسی نہ بچانے کا پہر دوزخیوں میں سے ایک مرد تو میں کو بلادے گا اور کہیں گا اوفلان  
 میں فلان (مرد ہوں جسکو تو نکلو انا چاہتا ہے) تو میں کہے گا میں تجھے کو نہیں بچاتا عبد اللہ بن مسعود کہتے  
 ہیں پہر اس وقت وہ کہیں گے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمِيْنَ اور اس وقت اللہ تعالیٰ فرما دیگا  
 اِحْسَنُوا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْا يٰۤاِسْرٰىنَ حب اللہ یہ فرما دیگا تو آگ آئو ڈھک لے کی پہر انہیں سے کوئی نہ نکلیگا پہر اللہ  
 آئو وہ دوزخ یا دولا دیگا جنکو وہ دنیا میں کرتے تھے اور وہ ہستہ از جو مسلمان بندوں کو ساتھ کرتے تھے اور



فرما دیا کہ اگر وہ کان فریق میں عیادی یقولون رَبَّنَا اَسْمَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ  
 فَاتَّخَذُوا لَهُمْ سَخِرًا حَتَّى اسْتَوْكُوا ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَفْعَلُونَ اَوَلَا يَكْفُرُوا بِمَا يَكْفُرُونَ  
 جب کہتے تھے کہ رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور مہر کر ہم پر اور توبہ مہر والوں کو بہتر بہر قم نے انکو ہتھ پڑا  
 میں بڑا اپنے انکو مجھ کو پکارنے اور میری طرف لگا کر لانے میں تھے اسے ہتھ کیے بیان تک کہ بھولانے کی جیسے میری  
 یاد اور انکی دشمنی اور بغض نے تم کو اس پر ابھارا کہ تم میرا معاملہ بھول گئے اور انکی عبادت اور انکے کاموں پر تم  
 سنہے رہ کر کہا قال تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ اٰجَزَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اَسْمَوْا يَفْعَلُوْنَ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ سَخِرُوْا مِنْهُمْ  
 وَاِذَا اُنْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمْ اُنْقَلَبُوْا فَلَاحِيْنَ وَاِذَا رَاوْهُمْ قَالُوْا قَالُوْا اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَسَخِرُوْنَ وَ  
 مَا اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ فَاَلَيْوَمَ الَّذِيْنَ اَسْمَوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَفْعَلُوْنَ عَلٰى اُكْرَارٍ اَنْ يَنْظُرُوْنَ  
 هَلْ يُؤْتٰى الْكُفَّارُ مِمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ يَنۢنِيْ وَيَجْهَرُ بِمَا يُكْفَرُوْنَ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ اَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰيٰتُ  
 ان پاس آپ میں سچن کرتے اور جب بہر کر جاتے اپنے گھر پہر جاتے بائیں بناتے اور جب انکو دیکھتے کہتے بیشک  
 یہ لوگ سبک سے ہیں اور ان کو بھیجا نہیں ابھر لگا ہواں سواج ایمان والو منکروں کو سنہے میں تختوں پر بیٹھے  
 دیکھتے اب بد لایا یا منکروں نے جیسا کچ کرتے تھے پہر اسے نے خبر دی اس جزا سے جو وہ اپنے دوستوں اور نیک  
 بندوں کو دیا انکے کفار کی اندامین صبر کرنے پر اور فرمایا اِنَّهُمْ هُمُ الْعٰثِرُوْنَ يَنۢنِيْ مِّنۢ مِّنۡ اٰنۡبِيٰی  
 سادات اور سلامت اور حیرت کے ساتھ فائر کر دیا اور دوزخ سے انکو نجات دی فتح کا بیان یہ ہے کہ اِحْسَنُوْا  
 فِيْهَا وَلَا تَكْفُرُوْنَ اِنَّ اَمۡرَ دُخۡرِیۡنَ کَمَا کُنۡتُمْ فَاۡنۡتُمْ لَمَّا کُنۡتُمْ دُخۡرِیۡنَ اَمۡرَ دُخۡرِیۡنَ اَمۡرَ دُخۡرِیۡنَ اَمۡرَ دُخۡرِیۡنَ اَمۡرَ دُخۡرِیۡنَ  
 میں اختلاف ہو بعض نے کہا دنیا کی سات ہزار سال کی عمر ہے کو اکب ستیہ کے عدد کے موافق بعض نے کہا  
 بارہ ہزار سال برج کے عدد کے موافق کے اور بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ سال برس کے دنوں کو عدد کو موافق  
 اسکو قرطبی نے تذکرہ میں ذکر کیا اور اسکی تحقیق کیا یعنی دیکھا حق میں اپنے رسالہ لفظہ العجلان میں کی ہے  
 اور حنا کہتے ہیں دولت اور خدای کے ساتھ چپ کر نیکو مہر دے کا حنا و سخی کے ساتھ دور کرنے کو کہتے ہیں  
 اور زجاج نے کہا کتنے کے دور کرنے اور پہل گانے کے لیے یہ لفظ موعود ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرا ساتھ بات نکرو  
 تو اس سے یہ مراد ہو کہ اب دوزخ سے نکلنے اور دنیا کی طرف رحبت کی بابت بات نہ کرنا یا عذاب کے اٹھا کر جانے کر  
 بار میں بات نہ کرنا یا مطلقا بات نہ کرنا حسن بصری نے کہا یا ہل ناری آخری کلام ہوگی اسکے بعد وہ کوئی بات  
 نہیں کرے سوائے اٹھانے اور دھارنے کے اور کئے کی طرح ہوکنے کے فریق میں مؤمنوں کا فرق مراد ہے سچ



كما صابرين ادبرين ان من سر من بلال او صيب او عمار او حباب قال كم كنتم في الارض على دينين  
 قالوا اليئسنا يومنا او بعض يوم فسيل العادين ۝ فل ان كنتم الا قليلا لو انكم كنتم تعلمون  
 الحسبتم انما خلقكم عبداً و انكم اليئسنا لو توجعون فتعالى الله الملك الحق لا اله الا هو  
 رب العرش الكريم ۝ فرما تم گنتی دیر رہی زمین میں برسوں کی گنتی سے بھلو رہے ایک دن یا کچھ دن  
 سے کم تو چوبیس گنتی والوں سے فرمایا تم اس میں بہت ہنیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہو تے سو کیا تم  
 خیال رکھتے ہو کہ تم نے تم کو بنا یا کیسے کو اور تم ہماری پاس بہرہ آؤ گے سو بہت ادھر رہے اسد وہ بادشاہ  
 سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوا مالک اس خط سے سخت کا جو فرمایا تو بوجہ لو گنتی والوں سے یعنی فرشتوں جو جنوں  
 نے نیکی اور بدی کی گن رکھی یہی گنا ہو گا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہی وہاں تھوڑی نظر  
 آویگی یہ پوچھنا اسو سطر کہ دنیا میں عذاب کی فتالی کرتے تھے اب جانا کہ سنا ہے آیا اور تم ہماری پاس بہر  
 نہ آؤ گے یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بلکہ تو یہ سب کبیل تھا ف  
 حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ کفار نے جو دنیا میں اپنے قصیر اور قلیل عمروں میں اس کی طاعت اور اس کی عبادت  
 میں تفریط کی اور اس کو منقطع کیا اور اس پر انکو متنبہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر یہ کافر اپنی قلیل اعمار میں میرے  
 نیک بندوں کی طرح صبر کرتے تو میرے ہی مراد یا اب اور ظہریاب ہوتے اور فرمایا کہ کیئتم فی الارض علی  
 سینین یعنی تم دنیا میں کس قدر رہو قالوا الیئسنا یومنا او بعض یوم فاسال العادین اور عادیں سے کہانیز  
 مراد ہیں قال ان كنتم الا قليلا یعنی ہر صورت تم تھوڑا ہی رہے کو انتم تھوڑے اگر تم جانتے ہو تے  
 تو فانی دنیا کو آخرت باقی پر ترجیح دیتے اور اپنی جانوں کے لیے ایسا بالقصوف اور دست اندازی نکرتے  
 اور اتنی تھوڑی مدت میں اس کے عذاب کے مستحق اور اہل نہ ہو تو بہر اگر تم ہی اس کی طاعت اور اس وعدہ لا  
 شریک لہ کی عبادت پر صبر کرتے جیسے مؤمنوں نے صبر کیا تو تم ہی ویسے ہی مراد یا اب اور ظہریاب ہو تو صبر  
 مؤمنین مراد یا اب اور ظہریاب ہوئے البیع بن عبد کلامی کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 سنا آپ لوگوں کو خطبہ سنارہتے تھے اور فرماتے تھے جب اللہ بہشت والوں کو بہشت میں داخل کرے گا اور  
 دوزخ والوں کو دوزخ میں تو فرما دیگا اسے بہشت والو تم دنیا میں کس قدر رہی دوزخ میں کرینگے ہم رہو ایک  
 دن یا کچھ دن سے کم اسد فرما دیگا وہ تجارت اور سوداگری کیسی عمدہ ہے جو تم نے ایک دن یا بعض دن  
 میں کی وہ کیا ہے (سنئے) میری رحمت اور نعمتوں دہی اور میری بہشت (کو خیر بدلیا) رہو اگر

ہمیشہ سدا بہر فرما دینگے اسے وہ خیر تو دنیا میں کس قدر ہو وہ عرض کریں گے ایک دن یا ایک دن ہو کچھ کم تو اللہ تعالیٰ فرمایا کہ بہت بُری ہو وہ سوداگری جو تم نے ایک دن یا بعض دن میں کی وہ کیا ہے کہ تم نے میری آگ اور میری غصہ کو خرید لیا (اب) اس میں بڑے رہو ہمیشہ سدا بہر فرمایا اَلْحَسْبُ بَنِي اٰدَمَ اَلَّذِي خَلَقْنَاكُمْ عَشَا تَوَاسِيًا اس کے یہ معنی ہیں کہ تم نے خیال کیا کہ تم بیکار اور بیہودہ اور بیفائدہ بنا کر گئے اور تمہاری بنانے میں ہمارا کوئی قصہ اور ارادہ نہیں ہے اور تمہاری خلق میں ہوتے حکمت سے کام نہیں لیا اور بعض نے عِثًا کو مفعول لہ کر دیا اس صفت میں یہ معنی ہونگے کیا تم نے خیال کیا کہ تم کو بنایا اس لیے کہ تم لہو و لعین بن جاؤ جیسے بہائم بنا کر گئے نہ انکو یہ ثواب ہو اور نہ عذاب ہو تو مملو عبادت اور اپنے امور کے قائم کرنے کے لیے بنایا ہے اَلَا نَعْلَمُ اَلَا نَعْلَمُ اَلَا نَجْعُوْنَ یعنی اور تمہارا خیال ہے کہ تم لوٹ کر ہمارے پاس نہ آؤ گے اور یہ آیت اللہ کے اس قول کی طرح ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يَخْلُقَ سُدًى یعنی کیا آدمی خیال کرتا ہے کہ اُسکو بیکار چھوڑا جاوے گا فَتَعَالٰى اَللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ یعنی اللہ بادشاہ سچا اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز عبت بناوے کیونکہ وہ سچا بادشاہ اس سے متبرک ہے اَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيِّ اس میں عرش کا ذکر فرمایا کیونکہ عرش مخلوق کی جہت ہے اور اسکی وصف کی کریم کے ساتھ اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ خوبصورت اور عمدہ شکل ہے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَ اَتَّخِذْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ ذَرِيْعَةٍ كَرِيْمٌ مُّغِيْبٌ صفوان سعید بن عاص کے اولاد میں سے ایک مرد کو روایت کرتے ہیں کہ یہ عمر بن عبد العزیز عمر ثانی (کا خلیفہ) خطبہ تھا جو اس نے خطبہ پڑھا وہ یہ کہ اس نے اللہ کی تعریف کی اور پھر شکایتی بہر فرمایا اِنَّا بَعْدُ لَكُوْنُ كَمُكَلِّبُوْنَ کے لیے نہیں مخلوق ہوئے اور تم کو ہرگز بیکار چھوڑا نہ جاوے گا اور تمہاری بیسے ایک جامی و عذہ جس میں الصلوات خود فیصلہ کے لیے اور تمہاری درمیان حکم کے لیے اُترے گا نہ خائب ہوا اور فاسر ہوا اور بد بخت ہوا وہ بندہ جسکو اللہ نے اپنی رحمت سے نکال دیا اور اپنی اس رحمت سے محروم کر دیا جسکا عرض آسمان اور زمین جتنا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے عذاب سے بخوف نہ ہو گا مگر وہی جو اس دن سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی (دنیا) کو باقی (آخرت) کے بدلے بیچ دالا اور قلیل کو کثیر کے بدلے اور خوف کو آمان کے بدلے تم نہیں دیکھتے کہ تم ملاکت کے گھر میں ہو اور تمہاری بیچے ایک باقی گھر ہے جس میں خیر الوارثین (اللہ) کے پاس ہو پوچھو گے پھر تمکو ہر دن کی صبح اور شام میں وداہ کیا جاتا ہے (ایک مرد تم میں سے) اپنا دوسرا کر لیتا ہے اور اپنی اہل کو پوچھ جاتا ہے کیا تم اسکو زیچ کے

ایک ڈرائیمن جہان نہ کوئی سبتر ہوتا ہے اور نہ مکیدہ دالتی ہے ہودہ احباب سے جدا ہو جاتا ہے اور شعی کا ہمسایہ اور  
 حساب کا مٹا ہوا اور اپنے اعمال میں گروہ ہینا ہوا (جن چیز کو اس نے پیچھے چھوڑا اس کے بے پرواہ اور جتن  
 کو اس نے آگے بھیجا اس کا محتاج اسے اس کے بند و بہ اور سے ڈرو اس کے سینا قون کے آنے سے پہلے اور موت کے  
 تہہ آنے سے پیشتر ہر اپنی چادر کا کنارہ اپنے منہ پر ڈالا اور روٹی اور لوگوں کو رو لایا رواہ ابن ابی حاتم عبد اللہ  
 بن مسعود کو پاس ایک سبب زدہ کو لا کر عبد اللہ نے اس کا کان میں اس آیت کو پڑھا اَلْحَسْبُ بَدَلُكُمْ اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ  
 عَبَدًا اَنْتُمْ اَلِیْنَا لَا تُجْعَلُونَ فَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ بَيَانُکَ کہ سورہ کو ختم کیا پھر وہ سبب زدہ خبیث کا  
 بہلا ہو گیا اس بات کا مذکور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوا تو آپ نے فرمایا (اے عبد اللہ) تو نے کون سورہ  
 سبب زدہ کو کان میں پڑھی اس نے عرض کیا میں نے سورہ مؤمنون کا آخر اس کے کان میں پڑھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ مؤمنون کا آخر سبب زدہ کان میں پڑھا جاتا تو اس کا جملہ جاتا ہو جاتا فرمایا اَلَّذِیْ  
 نَفْسِیْ بِدَہْ اَلْوَانُ رَجُلًا مَّقْضٰی قَدْرًا هَا عَلٰی جَبَلٍ لِّذٰکَ یعنی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان  
 ہے اگر ایک یقین الامردان آیتوں کو بہاڑ پڑھے تو بہاڑ ہی اپنی جگہ سے اٹل جاوے رواہ ابن ابی حاتم  
 ابراہیم بن حارث کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہکو ایک لشکر کی ٹہری میں بھیجا اور ہکو فرمایا کہ ہم  
 صبح اور شام یہ آیت پڑھیں اَلْحَسْبُ بَدَلُكُمْ اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ عَبَدًا وَّ اَنْتُمْ اَلِیْنَا لَا تُجْعَلُونَ ابراہیم کہتے ہیں  
 پھر ہم اس آیت کو پڑھتے رہے پھر ہکو غنیمت ملی اور ہم سلامتی کے ساتھ لوٹے رواہ ابْنُ عَدِیْمٍ عبد اللہ بن  
 عباس سے مروی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَسْمَانُ اُمِّیْ مِنَ الْعَرَقِ اِذَا رَکِبُوا الشَّفِیْئَةَ لَیْسَ  
 اَللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ وَمَا قَدَّرَ اللّٰهُ حَقَّ قَدْرِهِ وَاَلْاَرْضُ جَمِیْعًا مَبْضُتٌ وَّ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیٰتٌ  
 بِیَمِیْنِہِ سُبْحَانَہِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرَہَا وَمَرْسَہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ  
 میری ہمت کر لو کہ بیشکی پر سوار ہوں تو نوبت سے ان کلمات کا پڑھنا امان دیتا ہے لَیْسَ اَللّٰهُ الْمَلِکُ  
 الْحَقُّ وَمَا قَدَّرَ اللّٰهُ حَقَّ قَدْرِهِ وَاَلْاَرْضُ جَمِیْعًا مَبْضُتٌ وَّ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیٰتٌ بِیَمِیْنِہِ  
 سُبْحَانَہِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرَہَا وَمَرْسَہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ میں نے اسے پڑھا  
 کے نام کے ساتھ اور زمین سجے اس کو جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری وہ ایک مٹی ہے اس کی دن  
 قیامت کر اور آسمان لپٹے میں اس کے دہرے ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اور ہے اس سے کہ یہ بڑیک بتاؤ  
 میں اللہ کے نام سے ہکا ہنا اور مٹنا تحقیق میرا رب ہی بخشنے والا مہربان فتح کا بیان یہ ہے کہ قائل کا قائل

اسد عزوجل ہے اور یہ کفار کو اس بات کو یاد کرانے کے لیے فرما دیا کہ جس کو انہوں نے طویل اور دائم خیال کیا ہوتا وہ بہ نسبت اس چیز کے جس کا انہوں نے انکار کیا قلیل ہے اور تُل اس کے صیغہ پر ہی بڑھا گیا ہے اور سمجھئے یہ مین تو کہہ اسے محمد کفار کے لیے بافرشتہ کو حکم ہوگا ان کے سوال کے لیے کہ کَلَيْتُمْ فِي الْأَرْضِ یعنی تم جس کی طرف رجعت اور پرجا نیک سوال کرتے ہو اس میں پہلے کس قدر تھیرو اور اس سوال کے مقصود کفار کی تکلیف اور انکی توبیخ کا ہوگا کیونکہ وہ آخرت میں تھیرنیکا بالکلید انکار کرتے تھے اور یہی احتمال ہے کہ سوال دنیا کے جینے اور قبور میں رہنے کی مدت سے ہر بعض نے کہا سوال صرف انکی قبور میں رہنے کی مدت سے ہے کیونکہ اللہ فرمایا فِي الْأَرْضِ اور عَلَى الْأَرْضِ نہیں فرمایا اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہو کیونکہ فی مَعْنِی میں عَلَی کے ہر جیسے اللہ کے قول لَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ مِّنْ عَدَدِ سِنِينَ یعنی تھیرے تم کتنے سال قَالُوا كَيْفَ نَبْقَىٰ مَّا أَوْ بَعْضُ يَوْمِ اس مِّنْ الْأَنْفُسِ نے بیان کیا کہ دنیا میں ہمارا تھیرنا بہت تھوڑا تھا اور غذا شدید کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہونگے شک کے نیکو بعض نے کہا دو نفوس کے درمیان میں ان سے عذاب اٹھایا جاوے گا پھر اس عذاب کو وہ بھوکا دیں گے جس کے ساتھ قبور میں معذب رہی بعض نے کہا اللہ انکو وہ عذاب بھلا دے گا جس کے ساتھ وہ نفخہ اول سے دوسرے نفخہ تک معذب ہونگے پھر جب انکو معلوم ہوگا کہ شاید ہم بھول گئے ہوں عظیم کی سختی کی وجہ سے تو سوال کے جواب کو دوسرے کے حوالہ کریں گے اور کہیں گے فَاسْتَكْبَرُوا الْعَادِينَ اور عادیں جمع ہے عادی جو مشتق ہے عدد سے اور بیان عادیں سے حفظہ مراد میں جو عباد کے اعمال اور انکی اعمال سے واقف ہیں بعض نے کہا سنئے یہ میں پرتو پوچھ لوگوں میں سے انکو جو محاسب ہیں اور عارف بالمحاسب ہیں فَالْأَنْفُسُ تَتَّبِعُهُمُ الْفَقِيلَ یعنی نہیں تھیرے تم زمین میں مگر تھوڑا تھیرنا یہ اللہ تعالیٰ مالک دوزخ کے داروغہ کی دہستہ سے انکو فرماوے گا انکی توبیخ اور نفرت کے لیے لَوْ أَنكُم كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم جانتے تو آج تمکو زمین میں رہنے کی مدت تھوڑی معلوم ہوتی یا قبور میں رہنے کی مدت تھوڑی معلوم ہوتی یا دنیا اور قبور دونوں میں رہنے کی مدت تھوڑی معلوم ہوتی پھر ان میں سے ہر ایک میں تھیرنے کی مدت دوزخ میں رہنے کی مدت کی بہ نسبت قلیل ہے پھر اللہ نے انکی غفلت میں تمادی پر اور نظر صحیحہ کے ترک پر جو بعثت اور قیامت کو حق پر ملامت کرتی ہے توبیخ فرمائی اور فرمایا اَلْحَسْبُ بَلَتْكُمْ اَلْمَآخِلُ كَلْتُمْ عَدْبًا یعنی کیا تمکو خیال ہے کہ ہم نے تم کو کسی حکمت کے لیے نہیں بنایا اور عذابا عذابین کے معنی میں ہے (حبہ مطلقا کی ضمیر سے حال ہو) سیبویہ اور قطرب کا تو یہی قول ہے یا عَذَابًا مَّغْفُولٌ لہے یہ ابو عبیدہ کا قول ہے اور عبث لغت میں کہتے ہیں کہیل

اور اس چیز کو جو مفید نہ ہو اور مفسد نہ ہو میں کیا تم نے خیال کیا کہ تم بیکار جوڑنے کے لیے بناؤ گئے اور تمکو بتا رہی اعمال کی جزائے لیگی بہائم کی طرح وَ أَتَاكُمُ الْيَتَامَىٰ تَرْجِعُونَ اور کیا تم کو سمجھ نہ کہ کر کے تمہاری اعمال کی جزائیں گے فَسْخَلَكُمُ اللَّهُ أَمْوَالًا دَلِيلًا وَأَرْسَلَ رَسُولَهُ بِمَا أَتَىٰ فِي الْغَيْبِ وَهُوَ عِنْدَ رَبِّكَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ تو ایسا مالک ہے جو ایجاد اور احداث بدو اور اعادہ احویات اور اماتہ عقاباً اور ثواباً علی الاطلاق مبادشاہی اسکی سزاوارک ہے اور جو چیزیں اسکے سوا میں وہ اسکے بالذات ملوک اور اسکی ملکوت کرمشہور میں اور اگر ان میں کوئی مالک ہے تو ایک وجہ سے دوسری وجہ کو سوا اور ایک حال میں دوسرے حال کے سوا الخی وہ اپنے جمیع افعال اور اقوال میں سچا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ پھر وہ ان چیزوں کا کیونکر آہنیں ہو سکتا جو عرش کریم کے ماوراء اور ما دون میں اور اس مخلوقات کا جو عرش کے ماتحت ہے اور اس موجودات کا جو عرش محیط ہے اور عرش کو کریم کے ساتھ موصوف کیا وہ ان کے قرآن کے اتنے کے لیے یا رحمت کر اتنے کے لیے یا وہ ان کو خیر کے اتنے کے لیے یا عرش کو باعتبار اس ذات پاک کو جو بہر مستوی ہے کریم کے ساتھ موصوف کیا جیسو کہا جاتا ہے بَيِّنَاتٍ لِّرَّسُولِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ والکرام ہوں یا اس لیے کہ وہ بسبب اعظم المخلوقات ہونے کے اکرم الکریمز کی طرف نسبت ہے اور کریم کو مرفوع ہی پڑھا گیا ہے بصورت میں کریم رب کی وصف ہوگی پہلے میں مسعود کی وہی حدیث بیان کی جس میں آئیب زدہ کے کان میں ان کلمات کا پڑھنا بہر اسکا اچھا ہونا مذکور ہے أَخْرَجَهُ الْحَيَكِيمُ الذِّمْدِيُّ وَأَبُو يَعْقِبَ وَأَبْنُ الْمُنْدَرِ وَأَبْنُ أَبِي حَالٍ وَأَبْنُ السُّتَيْ فِي عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ وَأَبْنُ مَرْوَةَ وَأَبُو تَعْمِيمٍ فِي الْحِلْيَةِ بہر اس نے مشرکوں کی توبیخ اور تفریع کے لیے انکے اعمال کا کھوٹ بیان فرمایا اور فرمایا وَ تَزَيَّجَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ لَا قَائِمًا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝ وَ كُلَّ رَيْبٍ اغْفِرْهَا وَ احْطَ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ اور جو کوئی پکارے اس کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند میں اس کے پاس سوا اسکا حساب ہے اسکے رب کے پاس بیٹیک بیلانہ یا دیگر منکر اور تو کہ اسے رب عاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والوں سے وَ فَاظْهِن كَثِيرٌ فَرَمَاتِ مِّنْ أَمْرِ تَعَالَىٰ رِ شَخْصُكَ وَ اس کے ساتھ اسکے غیر کو مشربک بنا دو اور اسکے ساتھ کسی اور کی عبادت کرے ڈرانا ہے اور خبر دیتا ہے کہ جس نے اس کے ساتھ دوسرا آلہ اور معبود اور حاکم بٹھیرایا اسکے پاس اسکے اس آلہ ٹھیرانے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور فرماتا ہے وَ مَن يَتَّبِعْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ۝ اور لا برہان واجبہ معترضہ ہے اور شرط کا حباب تو اس کے قول فَا مَّا حَسَابُ عِنْدَ رَبِّهِ مِّنْ شَيْءٍ يَفْعَلُ اس کے اسکو سزا دیگا بہر فرمایا

کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس کفار کو لیے فلاح اور نجات نہیں ہے قتادہ کہتے ہیں ہماری لیے مذکور ہو اگے پیغمبر  
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے وہ بولا میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی اور فلاں  
کی اور فلاں کی یہاں تک کہ اس نے (سبت) بتوں کا نام لیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر امنین ہو ایسا  
مسیح کو نسا ہے کہ جب حج کو تکلیف ہو پوچھ اور تو اسکو لپکا کرے اور وہ تیری تکلیف کو اٹھا دیوے وہ بولا ایسا  
تو امہ غر جبل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر حجۃ کو اس بات پر کون حامل ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ان بتوں  
کی پوجا کرے یا تو نے خیال کیا کہ یہ بت اللہ پر غالب ہو جاوے گی کہ وہ بولا میں انکی عبادت کر ساتھ اللہ کا شکر کرتا  
ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو اور وہ بت نہیں جلتے پھر دھرم مسلمان ہو گیا اور مسلمان  
ہونیکے بعد کہتا تھا میں ایک مرد کو ملا جس نے مجھے جبکہ کر سبھایا حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ قتادہ کی حدیث اس  
طریق سے مرسل ہے اور حافظ ابو ہریرہ نے اپنی جامع میں باسناد عمر بن ابی حمزہ سے اس نے اپنے باب  
سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا ہے پھر اللہ نے گناہوں کی معافی کے واسطے  
ایک دعا کی طرف ارشاد فرمایا اَوْفَى قَوْلٍ رَبِّ اَعْفِرْ اَرْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ تو غفر وحب بلا تین  
بیان کیا جاتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ کے مٹنے اور لوگوں کو اسکو درپردہ رکھنے کے اور رحمت کے  
یہ معنی ہیں کہ طالب رحمت کو اللہ تعالیٰ اس کے اقوال اور افعال میں سیدھا چلا دی اور سیدھا چلنے کی توفیق  
دیوے اخیر کتب سیرۃ النبیین فتح کا بیان یہ ہے کہ دعوت و عبادت مراد ہے یعنی جو شخص اللہ کے  
ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرے (یا دوسرے کیلئے کی عبادت کرے اللہ کے سوا) اور لا برہان نہ بہ اللہ کی صفۃ  
کا شفعہ ہے جس کا کوئی مفہوم نہیں ہے یا یہ صفت لازمیہ صرف تاکیدیہ کے واسطے بیان کیا گیا ہے جیسے بجا طبعیہ  
کے قول لطیف بجا حیہ میں آور برہان سے محبت نیزہ اور دلیل واضح مراد ہے اور شرط کا جواب اللہ کا قول فنا  
حساب عند رجہ اور جملہ لا برہان نہ بہ شرط اور جزا کے درمیان جملہ معترضہ ہے بعض نے کہا لا برہان نہ بہ یہی  
شرط کا جواب ہو سودہ ثمنون کو اللہ نے شرف فرمایا ثمنون کی فلاح سے اور ختم کیا کافروں کی عدم فلاح پر  
فَسْتَأْنِ مَا بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالْخَاتِمَةِ پھر ختم کیا اس سورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغفرت اور رحمت  
کی دعا کی تعلیم کے ساتھ اور فرمایا قَوْلُ رَبِّ اَعْفِرْ اَرْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ اللہ نے حضرت صلی  
اللہ کو امر فرمایا استغفار کا اسلئے کہ آپ کی امت آپ کی اس میں پیروی کریں بعض نے کہا یہ استغفار کا امر است  
ہی کے واسطے ہے اور اللہ کے ارحم الراحمین ہونیکا بیان ہو چکا اور رحمت میں زیادت ہو مغفرت پر اور وہ جہاں

کا سپر بچا ہے گناہوں کی صفائی کے علاوہ دوسرا یہ کہ غفران میں کہی احسان نہیں مہربا جو رحمت کو سننے میں ہے  
اور اس آیت کا اقبل کے ساتھ اقبال اور ربط یہ ہے کہ اسے سبحانہ و تعالیٰ تعجب کفار کے احوال کو گو کہ  
بیان فرمایا تو فرمایا کہ تم بھی اسکی مغفرت اور رحمت کی طرف التجا کرو کیونکہ اسکی رحمت جب کسی شخص کو پہنچتی  
ہے تو وہ اسکی غیر کی رحمت سے بے نیاز کر دیتی ہے بخلاف غیر کے رحمت کے کہ وہ اسکی رحمت سے بے نیاز نہیں  
کرتی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَنَعْتُمْ وَاَعَزَّيْتُمْ تَحْتَهُ الصَّالِحَاتِ

## سُورَةُ النُّورِ

یہ سورت مدینہ منورہ میں اتری ہے اس میں چونتیسہ آئین ہیں ابن عباسؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کا یہی قول ہے  
اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرموا مروی ہے کہ عورتوں کو بالافانوں میں نہ رہنے دو اور نہ انکو کنابت  
(کنہا) سکھاؤ اور سکھاؤ انکو کاسا اور سورہ نور اخذتہ الیہم تعقی والحاکمہ و ابن قمر و ذیہ اور مجاہد سے  
مروعا مروی ہے کہ مردوں کو سورہ مائدہ سکھاؤ اور عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ و رواہ الیہم تعقی و ابن النذیر  
سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ اور یروایت مرسل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورَةُ اَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَاَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ يَّبَيِّنُ لَكُمْ كُرْهُنَّ وَاَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ الْاَنۡبِيَاۥ وَ الْاَوۡلَادُ  
فَاٰخِلُوۡا رَاٰكُمْ كَوَاجِدٍ مِّنۡهُمۡمَا مَآثِقَةٌ جَلَدَةٌ ۚ وَلَا تَأۡخُذُكُمْ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اِنَّ  
كُنۡتُمْ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوۡمِ الْاٰخِرِ وَاَلَيْسَ هَٰذَا عَدَنَۥ اَبۡهَمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ اِیۡكُم  
سورت ہر پہنے اناری اور ذمہ پر لایم کی اور انارین اس میں باقرین صاف شامہ تم یاد رکھو بدکاری کرنے  
والا مرد اور عورت سوا مرد ایک ایک کو دونوں میں سے سوچو تمہی کی اور نہ آدمی کو انپر ترس اس کے  
حکم طلبانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پھیلو دن پر اور دیکھیں انکا مانا کوئی لوگ مسلمان ف  
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ ایک سورت ہے کہ جسے انکو انارہیں اس سورت کے ساتھ اعتنا اور اہتمام پر تنبیہ  
کی ہے اور اس میں باعدا کے اعتنا کی نفی نہیں ہے و فرضتھا کا یہ قول  
ہے کہ جسے طلال اور حرام اور امر اور نہی اور حدود کو اس سورت میں بیان کیا اور امام بخاری نے فرمایا



اور جس نے فرضنا ہٹا دیا ہے اسے یہ معنی کیوں فرضنا ہا علیکم وحلی من بعدکم یعنی ذمہ پر لازم کی ہم نے  
تمہاری اور تمہاری پچھلون کی اور آیات بینات و مفسرات اور وضاحت مراد میں اور الزانیۃ والزانی الکاف  
میں زانی کی حد کا حکم ہے اور اہل علم کے اس مسئلہ میں نزاع اور تفصیل ہے کیونکہ زانی دو حال سے خالی  
نہیں ہو یا تو بکر ہوگا اور بکر وہ ہے جس نے نکاح نہ کیا ہو یا محسن ہوگا اور محسن وہ ہے جس نے صحیح نکاح  
کے ساتھ کسی عورت کو ساتھ صحبت کی ہو اور اس سے وحلی کی ہو اور وہ جو حرباً بالغ عاقل ہو آب اگر زانی کو زانی  
ہو یعنی اس نے نکاح نہ کیا ہو تو اسکی حد یہ ہے کہ اسکو سوتا زیادہ مارے جاوے اور اس پر یہ زیادت ہی کہ  
اسکو ایک سال کے لیے سخرے باہر نکالا جاوے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے بخلاف امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ  
کے کہ انکے نزدیک دیس سے نکالنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ یہ امام کی راہ پر موقوف ہو اگر اسکا حلقہ وطہر  
کرنا مناسب پڑے تو جا وطن کر دیوے اور اگر اسکے قیاس میں اسکی شہر سے نکالنا مناسب ہو تو نہ نکالا  
اور جمہور کے پاس ایک سال کی تغریب پر (شہر سے نکالنے پر) وہ حدیث دلیل ہے جو صحیحین میں نہری کی  
روایت کی ہو دی ہے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اس نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد  
جہنی سے کہ دو گنوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے ان میں سے ایک بولا یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا اس شخص  
کے پاس نزدیکی کرتا تھا اور اس نے زنا کیا اس کی بی بی سے تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے سو بکریاں  
خیرات کیں اور ایک نوٹھی آزادی اور بیٹے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ میرے بیٹے  
کو سوتا زیادہ مارو جاوے اور ایک سال کی وسطی شہر سے نکالا جاوے اور اسکی بی بی کو جسم (سگسار) کیا جاوے  
بہرہوں سے مارا جاوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَّذِي قَضَىٰ بِدَلَا قَضَائِكَ بَيْنَكَ  
بِكِتَابِ اللَّهِ الْوَلِيدُ وَالْفَتْمَةُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ ابْنِكَ مِائَةُ جَلْدَةٍ وَتَغْرِيْبٌ عَامٍ وَاعْدُ  
يَا اَنْتَ لِيْ جَلِيْلٌ مِنْ اَسْلَمَ اِلَىٰ امْرَاَوْ هَلْ اَقَانِ اعْتَرَفْتَ فَاَرْجَمَهَا فَعَدَّ اَعْلِيَهَا فَاَعْتَرَفْتَ  
فَرَجَمَهَا يَنْبَغِيْ اَنْ اَفَاتِ كِيْ قِسْمِ جَبَلٍ بَانِ مِيْرِيْ جَانِ مِيْرِيْ نَمِ دَوْلُوْنِ مِنْ بَنِيْ شَكِ اَمْرُ كِيْ كِتَابِ  
ساتھ فیصلہ کر دین گادہ نوٹھی آمدہ بکریاں تو تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو بکریاں ماری  
جاوے اور ایک سال کے لیے شہر سے نکالا جاوے اور اسکی قبیلہ کے ایک مرد کو جسکا نام انیس تھا فرمایا  
اے انیس تو صبح کو جا اس شخص کی عورت کو پاس اگر وہ اقرار کرے کہ میں نے نزدیکی کے ساتھ زنا کیا  
ہے تو اسکو نہروں سے مار ڈال تو اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ زانی جب کھارا ہو اور اس نے نکاح

نہ کیا ہو تو اس کو تسلو فحیان مار کر ایک کل واسطے شہر سے بھی نکالنا چاہیے رہا زانی محسن جس نے صحیح نکاح کے ساتھ کسی عورت سے وطی کی ہے اور وہ آزاد بالغ عاقل ہے تو اس کو رجم کیا جاوے ابن عباسؓ نے عبیدہ ابن عبد المہ بن عتبہ بن مسعودؓ کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطابؓ (خطیبہ کیواسطے) اٹھے پہرہ اس کی تعریف کی اور اس پر ثنا کی پہر فرمایا اما بعد اے لوگو! اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دیکر بھیجا اور اس پر کتاب اللہ کی پہر جو کچھ اس پر اتارا اس میں رجم کی آیت بھی تھی جس کو ہم پڑھتے رہے اور ہم نے اس کو یاد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا آپ کے پیچھے پہر بچہ کو اس بات کا ڈر ہے کہ لوگوں کے ساتھ زمانہ لٹا ہو جاوے لگا اور کہنے والا کیسا گھم تو رجم کی آیت کو اس کی کتاب میں نہیں پاتے پہر ایک فرض کو چھوڑ کر جس کو اس نے اتارا اگر وہ ہو جاوے گئے تو رجم اس کی کتاب میں ثابت ہو اس شخص اور اس عورت پر جو محصور اور محسن ہو کر زمانہ کرے جبے نام کے لیے گواہ موجود ہوں یا محل ظاہر ہو جاوے یا وہ اقرار کر لیں رَوَاهُ الْإِسْلَامُ مَالِكٌ وَآخَرُجَاهُ فِي الصَّحَّاحِينَ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ مُطَوَّلًا حَافِظُ ابْنِ كَثِيرٍ كَتَبَهُ هُنَّ يَأْسِرُ طَوِيلُ حَدِيثِ كَالِ ابْنِ كَثِيرٍ اے اور اسی میں ہمارا مقصود ہے عبد الرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو خطبہ سنا یا تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے اَلَا وَاَيْ نَاسًا يَقُولُونَ مَا الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَاتِّمَامُ فِيهِ الْجِلْدُ وَقَدْ رَجِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجِمْنَا بَعْدَهُ وَلَوْ لَأَنَّ يَقُولُ قَائِلٌ أَوْ يَكَلِّمُ مِنْكُمْ كَلِمَةً أَنْ عُمَرُ زَادَنِي كِتَابُ اللَّهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ لَا بَنَتْنَاهُمَا تَوَلَّكَ يَتْنِے اور سن لو اور بیشک کچھ لوگ کہیں گے رجم کا حکم اس کی کتاب میں موجود نہیں ہے اور اس میں تو نماز زمانہ مارنے نہ ذکر میں حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم آپ کے بعد رجم کرتے رہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ کوئی کہنے والا یا کوئی بولنے والا بولے گا کہ عمرؓ نے اس کی کتاب میں وہ چیز بڑی ہادی جو اس میں نہ تھی تو میں ضرور اس میں رجم کی آیت کو لکھ دیتا جیسے کہ اس کو اس نے فرمایا رَوَاهُ الْإِسْلَامُ أَحْمَدُ وَآخَرُجَاهُ الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَهُ ابْنِ عَبَّاسٍ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ سنا یا تو میں نے فرمایا یہ رجم کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ اس کی حدوں میں ہوا ایک ہے ہوسن لو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا آپ کے بعد اور اگر یہ خیال نہ ہو کہ کہنے والے کہیں گے عمرؓ نے اس کی کتاب میں وہ چیز داخل کر دی جو اس کی کتاب میں نہیں ہے تو میں ضرور صفحہ کرکشی رقی میں اس کو لکھ دیتا اور گواہی

دی عمر بن خطاب و عبد الرحمن بن عوف اور فلان اور فلان نو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا آپ کے بعد سن لو عنقریب کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو رجم کی تکذیب کریں گے اور شفاعت کی تکذیب کریں گے اور عذاب قبر کی تکذیب کریں گے اور ایک قوم کی آگ سے کوئلے ہو کر نکلنے کی ہی تکذیب کریں گے رواہ الامام احمد سعید بن مسیب نے حضرت عمر سے روایت کیا کہ آپ فرمایا جتنے رہو اس سے کہ ہلاک ہو جاؤ رجم کی آیت ہو آخر حدیث تک رواہ الذہبی عن حدیث سعید بن عقیل اور کہا امام ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے ابن عمر کہتے ہیں میں خبر دیا گیا کثیر بن صلت سے اس نے کہا ہم مرغان کے پاس تھے اور ہم میں زید بن ثابت ہی موجود تھے زید بن ثابت نے ہم پر ہمارے تھے اس آیت کو الشیخ والشیخہ اذاکبنا فارجعوا الی اللہ تو مرغان بولا تو نے اس آیت کو مصحف میں کیوں نہ لکھ دیا زید بن ثابت نے کہا میں نے ذکر کیا اسکے مصحف میں لکھنے کا تو عمر بن خطاب ہم میں تھے وہ بولے میں جواب دیتا ہوں تم کو اسکا زید نے کہا ہم نے کہا ہر کیا جواب ہے اسکا فرمایا حضرت عمر نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور اس نے فلان فلان باتوں کا ذکر کیا اور ذکر کیا رجم کا اور وہ بولا یا رسول اللہ رجم کی آیت لکھ دو فرمایا اب میں طاقت نہیں رکھتا یا اسی کی مثل کچھ اور فرمایا قَدْ دَوَّى الشَّكَايُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ لُكَيْثٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَايْرٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الشَّكْتِ عَنْ زَيْدِ بْنِ الصَّامِتِ حَافِظِ ابْنِ كَثِيرٍ فَرَمَانِے ہیں اور یہ متعدد طرق میں جواب یک دوسرے کے متعاضد اور مقوی ہیں اور دلالت کرتے ہیں کہ رجم کی آیت پہلے مصحف میں مکتوب نہی ہر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی اور اسکا حکم باقی رہ گیا جس پر آج تک عمل ہوتا ہے واللہ اعلم اور تحقیق حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعوت کر رجم کر نیکا جولی بی تھی اس شخص کی جس نے مزدوری پر لگا یا تھا الجیر کو جب اس نے اجیر کے ساتھ نہ لگا کیا اور رجم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماغر اسلمی کو ادغام دیا کہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ منقول نہیں ہو کہ آپ انکو رجم سے پہلے قحبیان ماری ہوں اور احادیث صحیحہ متعاضدہ متعددہ الطرق ایسے الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں جنکو الفاظ میں صرف رجم کرنا ہی مذکور ہے اور کسی حدیث میں ان حدیثوں میں کو ایسا لفظ نہیں ہے جس میں ان لوگوں کو تازیانہ مارنے مذکور ہوں ولہذا یہ جمہور کا مذہب ہے کہ زانی محسن اور زانیہ محسنہ کو صرف رجم ہی کیا جاوے اور اس طرح گویا میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ محسن آدمی جب زنا کرے تو اس کی حد میں ان دو نودوں کا جمع کرنا مذہب پہلے اسکو تازیانے ماری آیت

پہل کرنے کے لیے بہر اسکو تہرون کے ماری سنت پر عمل کرنے کے لیے جیسے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہو کہ جب انکو پاس مراحہ لائی گئی اور اس نے زنا کیا تھا اور وہ بیاہی ہوئی تھی تو اسکو جمعہ کے دن تازیانے ماری اور جمعہ کی دن تہرون ہوا اور اسکو فرمایا تازیانے تو میں نے اسلئے ماری کہ اسکی کتاب بڑا نازیانہ ہی مذکور ہیں اور رحم کیا اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محضہ زانیہ کو رحم کیا کرتے تھے عباد بن مسعود کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خُذُوا عَنِّي حَذُّوَاعِثِي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا سَبِيلًا أَيْ كَرِيهًا لِكِرِّ جَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ وَالْعَذِيبُ بِالْقَيْبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالْوَحْجُ يَنْبَغِي لَوْجٍ سے لوجہ سے بیتک نکال دی ہے اصر نے عورتوں کے لیے راہ راہیں سورہ نسا میں جو فرمایا تھا کہ جو عورتیں بدکاری کریں تو شاہد لاؤ چار مرد انپر اگر وہ گواہی دیوں تو ان کو بند کر دو گھر دن میں جینک بہر لویو انکو توبہ پاکر دی اسراہلی کچراہ نوہ راہ اسہ نے اب بیان کر دی ہے اگر اگر اگر گواہی کے ساتھ زنا کرے تو دونوں کو ایک تون تازیانہ مارو اور ایک سال شہر سے نکال دو اور اگر بیاہیا ہی سے زنا کرے تو اسکو ایک سو چھیان مار کر انکو رحم کر دو رواہ الامام احمد و ابی السنن الاربعہ و ترمذی اور نے دین الدین دین سے حکم مراد ہے اور شرع یعنی تم اسکا حکم اور شرع جاری کرنے میں اپن ترس کا ترک حد پر رافت طبعی اور دلی ترس کے نہیں روکا گیا وہ تو اس ترس سے روکا گیا ہے جسکی وجہ سے حد کو چوڑا دیوے تو یہ ترس جائز نہیں اور مجاہد نے فرمایا لَا تَأْخُذْ كُفْرًا بَعِيًّا سَاقَاةً فِي دِينِ اللَّهِ کی تفسیر میں کہا کہ دین اسہ سے حد و کی افاست مراد ہے اور وہ جب عالم کپس ہو پچ جا دین تو بہر عالم پران کا قائم کرنا فرض ہو جاتا ہے اب انکا ترک اور تعطیل جائز نہیں ہے اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح سے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَقَا فَعَالِ الْخُدْرَةَ فَيَمَّا يَبْتَئِكُمْ فَمَا بَلَغْتُمِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجِبَ یعنی تم آپس میں حدود کو صاف کر دیا کرو بہر جو حد میرے تک پہنچ جاوے گی وہ چھوٹ جائیگی اور اسکو صاف کر دو (نگاہ) اور دوسری حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَحْدٌ يُقَامُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكَاهِلًا مِنْ أَنْ تُبَطَّرَ الْأَعْيُنُ صَبَاحًا یعنی حد کا زمین میں قائم کرنا اور جاری کرنا زمین والوں کے لیے اس سے بہتر ہے کہ انپر جاہلیں دن میں نہ بستا رہی اور بعض نے کہا لَا تَأْخُذْ كُفْرًا بَعِيًّا سَاقَاةً فِي دِينِ اللَّهِ کے معنی میں کہ سب اہل حق ایسے حد نہ لگا دو جسپر لگانا لائق ہے سطح کو سخت چوڑ نہ لگاؤ جو اسکو گاہ سے روکر اور یہ غرض نہیں ہے کہ اسکو ایسا مارو کہ اسکی ہڈیاں توڑ ڈالو عامر شعبی نے کہا بیت کی تفسیر میں کہ رافت کی رحمت مراد ہے اور دین اسہ سے سخت مارنا



مُحَمَّدٌ أَوْ عِبْرَتِ أَوْ زَكَلْ ہُوَ بَقِیۃٌ کَیۡتَمِیۡنِ مِیۡنَ لُغَرِیۡنَ عَلَیۡمَہِ سَنَا اَللّٰہِ تَعَالٰی کُرۡقُلْ وَلَکِیۡشَہَدٌ عَمَّا یَعْمَلُوۡنَ  
لَمَّا اُنۡقَضَ مِیۡنَ الْمُؤْمِنِیۡنَ کِیۡ فَخِیۡرِیۡنَ کِیۡ مُؤْمِنُوۡنَ کِیۡ جَاعَتِ کَاۡنَکِیۡ عَذَابِ کِیۡ وَفَتِ حَاضِرُہَا اُنۡکِیۡ مُضِیۡعَتِ کِیۡ  
وہ سطر مقرر نہیں کیا گیا بلکہ مؤمنوں کی جماعت کا وہاں حاضر ہونا تو اسلئے مشرعوں ہوا ہے کہ مؤمنوں کی جماعت  
اندونوں کو توبہ اور رحمت کی واسطے دعا کریں انتہے مافی فیض ابن کثیر فتح کا بیان فاتح یہ ہے کہ لغت میں سورت  
کہتے ہیں منزلت شریفہ کو اسی لیے قرآن کی سورت کو سورت کہتے ہیں اور اسی قبیل سے ہے نہیر کا قول اَلَمْ تَرَ اَنۡ  
اَللّٰہُ اَعْطَاکَ سُوْرَۃً ۙ قَوٰی کُلِّ مَلٰٓئِکَۃٍ تَتَذَبَّبٌ ۙ اَوۡرِیۡہِہٖ کَیۡ اَسۡخَرۡ مِیۡنَ سُوْرَتِہٖ ۙ وَنَزَلَتۡ مُرَادَہٖ ۙ اَوۡرِیۡ  
مبتداً مَحْدُوْفٌ ہُوَ یَعْنِیۡ ہٰذَا السُّوْرَۃُ اَوۡرِیۡہِہٖ اَوۡرِیۡہِہٖ اَوۡرِیۡہِہٖ دَنۡیَ اَسِیۡ کُوۡرِجِیۡہِہٖ دِیۡ ہُوَ کَہتے ہیں اسلئے  
کہ سورت نکرہ ہے اور نکرہ مبتدا بننے کی ہر ایک مقام میں صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا یا نکرہ ہے اور  
جملہ اَنْزَلْنَا ہَاۡلَاۡتِہٖ اَسۡکِیۡ صَفۡتِ ہُوَ اَبۡتَدَا اِیۡتِہٖ کَاۡصِلَہٗ ہُوَ اَوۡرِیۡہِہٖ اَلزَّیۡلِیۡہٗ اَسۡکِیۡ خَبِیۡرَہٗ اَوۡرِیۡہِہٖ اَسِیۡ حَظِّہٖ  
ماہل ہوا ہے ابن عطیہ اور معنی یہ ہونگے سورت منزلہ مفروضہ یہ ہے اور یہ ہے کیونکہ سورت عبارت ہے چند آیات  
سے جبکہ ابتداء اور انتہا ہوا اور یہ معنی صحیح ہیں اور پہلوں کے قول کی کوئی دلیل نہیں ہے بعض نے کہا نقد  
عبارت یہ ہے فِیۡہَاۡ اَوْحٰیۡنَا اِلَیۡکَ سُوْرَۃً ۙ یَعْنِیۡ مَجۡلِہٖ ہَاۡرِیۡ دَیۡ کِیۡ یَہۡدِیۡ سُوْرَتِہٖ اَوۡرِیۡہِہٖ اَسۡخَرۡ مِیۡنَ ہَاۡرِیۡ  
وہ یہ کہ مقام کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس سورت کریمہ کے شان کا بیان ہو نہ یہ کہ من جملہ اس وحی کے جو حضرت  
براہم کی یہ سورت ہو اور سورت مضروب ہی نہ ہو گیا ہے بصورت میں اہل محذوف ہوگا بااقر و یا ازلنا یا  
وذنک قالہ الرخمشری اور ابو حیان نے رخمشری کی ان تقریروں کو رد کیا ہے بعض نے کہا سورت  
احکام سے حال ہے اور معنی یہ ہیں ہنئے انہی احکام حال یہ کہ وہ احکام ایک سورت میں قرآن کی سورتوں  
میں ہو اور فرض کہتے ہیں قطع کو تو فرضنا ہا شد کے تو یہ معنی ہیں کہ ہنئے اسکو توڑا توڑا امارا اور شد  
تفسیر کے لیے ہی یا مبالغہ کے واسطے یا تاکید یا ایجاب کے لیے یا اسلئے کہ اس سورت میں فرائض کثرت ہو نہ کہ  
ہیں جیسے زنا اور زنا اور لعان اور استنہان اور غرض جبراً ملہوں کا نیچے رکنا وغیرہ ذلک اور ضعف  
کے یہ معنی ہیں کہ ہنئے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعض نے کہا اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَلْعَمَلُ بِہَا یَعْنِیۡ تَجۡزِیۡہِہٖ اَسۡخَرۡ مِیۡنَ سُوْرَتِہٖ  
کے ساتھ عمل کرنا لازم کر دیا بعض نے کہا فرض تقدیر مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے حدود کو مقرر فرمایا جو  
اس سورت میں مذکور ہیں اور اسی قبیل سے ہے اَللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ کَاۡقُوْلَ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَرَّضُوۡۤا عَلَیۡکَ الْفُقَرٰۤا  
بعض نے کہا فرض سے احکام کا بیان کرنا مراد ہے قالہ ابن عباس بعض نے کہا فرض سے احکام کا قطعی

جب کرنا مراد ہے اور آیات بنیات سورہ آتین مراد ہیں جنکے دلالت ان پر مدلل پر دھنم ہے اور انزال کا مکر کیا  
 ایسے کاس سورت کو زیادہ اہتمام کے ساتھ انار کیونکہ یہ سورت احکام مفروضہ پر شامل ہے علامہ رازی نے کہا  
 اللہ نے ابتدا سورت میں احکام اور حدود کو اقسام بیان کیے اور اسکے آخر میں توحید کے دلائل تو اللہ نے اپنی  
 قول فرشتا میں احکام کی طرف اشارہ کیا اور اپنی قول لہذا میں دلائل توحید کی طرف اور اللہ کا قول لعلمکم  
 تذکرہ ہمارے اس تقریر کا مؤید ہے کیونکہ احکام تو معلوم ہی نہ تھے تو کہ ان میں تذکرہ کے ساتھ ہم ہمارے  
 ہوتے اور بعض نے کہا تذکرہ سے اطلاق اور پند لینا مراد ہے بعض نے کہا الزانیۃ والرائی آیات بنیات کو کہا  
 کی تفصیل ہے اور ذنا کہتے ہیں آدمی کے عورت کو فرج میں بغیر نکاح اور بغیر شہ نکاح کے دھلی کرنے کو  
 بعض نے کہا وہ داخل کرنا ایک فرج کا ہے دو سر فرج میں نہت کرنا ایسے طور پر جو شرم غلام ہو اور نہت  
 وہ عورت ہے جو زنا کرنے کے واسطے مرد کی فراہم دہا ہو جائے اور مرد کو اپنے نفس پر قدرت دیدی اور عورت  
 کے ساتھ چیز کوئی مرد زنا کرے تو وہ عورت زانیہ نہیں ہے اور یہی حال ہے زانی کا اور زانیہ کو مقدم کیا زانی  
 پر کیونکہ زنا کے بارے میں عورت ہی اصل ہوتی ہے ایسے کہ زنا کی طرف بلانیوالی چیز عورت کے پاس رہے  
 وافر ہوتی ہے اور اگر عورت مرد کو اپنے نفس پر قادر نہ کرے تو زنا واقعہ ہو قال ابو اسعد اور زنا کے حد  
 میں عورت کو مقدم کیا اور چوری کے معاملہ میں مرد کو کیونکہ زنا جو متولد ہوتا ہے تو صحبت کی خواہش ہے اور  
 صحبت کی خواہش عورت میں بہت قوی اور اکثر ہوتی ہے اور چوری دلیری اور قوت اور جرات کی ہوتی ہے  
 اور جرات اور قوت مرد میں عورت کی نسبت زیادہ ہوتی ہے قال الکرجی بعض نے کہا زانیہ کو زانی پر  
 مقدم کیا ایسے کہ اس نے میں اکثر عورتیں ہی زانیہ تھیں یہاں تک کہ کثیر یون اور زیدیون نے اپنی  
 درازوں پر چبھٹے گاڑے تھے تو کہ جو زنا کرنا چاہے وہ پہچان لے دے بعض نے کہا عورتوں میں عار زیادہ  
 ہوتی ہے کیونکہ وہ پردہ ہی کے واسطے بای گئے ہیں تو زانیہ کو تعظیف اور اہتمام مقدم کیا اور جلد کھتے  
 میں ضرب کو کہتے ہیں جلد جب کوئی شخص کسی کے چہرے پر ماری اور کتبہ جب کو بیت پر مارے اور رائے  
 جبا کے سر پر ماری اور اس آیت کریمہ میں خطاب حاکمون کو ہے اور انکو جو انکے جابجا ہوں بعض نے کہا  
 جمیع مسلمین مخاطب ہیں کیونکہ حدود کا قائم کرنا جمیع مسلمین پر واجب ہے اور امام تو انکی طرف مونا ہے  
 کیونکہ حدود کے قائم کرنے پر انکو طاقت نہیں ہوتی علامہ ابو لطیف نے کہا اس آیت میں زانی حرام بکر  
 کی حد کا بیان ہے اور ایسے ہی زانیہ حرہ بالغہ باکرہ کا اور سنت نے ایک سال کے لیے گھر سے نکال دیا زانیہ



کر دیا وہی قول ہے امام شافعی کا اور ابوحنیفہؒ کو کما تقریب امام کی راہی تر موقوف ہے اور حدیث میں اس قول کی تردید ہے اور امام مالکؒ کا یہ قول ہے کہ مرد کو تازیانہ ماری جاوے اور جلاوطن بھی کیا جاوے اور عورت کو صرف تازیانہ ہی ماری جاوے یہ کو شہر سے نہ نکالا جاوے اور باغلام اور نوٹدی تو ان دونوں کو بچاؤن بچاؤن تازیانے مارنے جاہلین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنْ أَتَيْتَ بِغَايِسْتَةٍ فَعَلَيْكَ نِصْفُ مَا عَلَكَ الْمُخَضَّنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ یعنی اگر نوٹدیان بھیجائی کریں تو انہیں آدھی مار ہے اسکی جوبی بیون پر مقرر ہے یہ نص ہے نوٹدیوں کے باری میں اور غلاموں کو بھی نوٹدیوں کے ساتھ اس حکم میں ملایا گیا اسلیے کہ غلاموں اور نوٹدیوں میں کچھ فرق نہیں ہے اور رہا وہ شخص جو احرار (آزادوں) میں سے پایا ہوا مردہ زنارے تو اس پر جرم ہے جو سنت صحیحہ متواترہ ثابت ہے اور اہل علم کے اجماع سے بلکہ قرآن کی آیت سے جس کے لفظ منسوخ ہیں اور ہکا علم باقی ہے اور وہ یہ آیت ہے السَّيِّئَةُ وَالْمُتَكِبَّةُ إِذَا زُنِيَ فَأَرْجُوهُمَا الْبَتَّ اور اہل علم کی ایک جماعت فرمایا ہے ہوئے زانی کچھ میں سوتا تازیانہ کو بھی زیادہ کیا ہے اور جو اس سلسلہ میں حق حقیق ہے اسکو شک کیلئے منتفی الاخبار کی شرح نیل الاوطار میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور زنما کی حد پر گفتگو پور موطور پر گزرجکی اور یہ آیت جس (فتیہ) اور ایذا کی آیت کی ناسخ ہے جو سورہ نساء میں مذکور ہے علامہ نسفی نے مدارک میں کہا اور تقریب منسوخ ہے آیت کے ساتھ اور علامہ نسفی کا یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ سنت صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے جیسے ہم نے اسکیطرات اشارہ کیا اور فی دین اللہ میں دین و طاعت اور حکم مراد ہے جسیر اللہ کے قول مَا كَانَ لِيَاخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ میں یعنی حدوں کے پورا لگانے میں حق کو ترس نہ آوے کہ تم حدوں کا لگانا ہی جو بڑو اور یہ قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور عطا اور سعید بن جبیر اور حنفی اور شافعی کا بعض نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم رافضی کی وجہ سے حد کو ہلکا لگاؤ اور یہ قول ہے سعید بن سبب اور حسن بصری کا زہری کہتے ہیں زنا اور فحش کی حد میں سخت چوٹ لگانی چاہیے اور مثرب کی حد میں ہلکی چوٹ بعض نے کہا صرف زنما کی حد میں سخت چوٹ لگانا چاہیے نہ اور حدوں میں اور حبلہ ان کثرت مؤمنوں بامہ والیوم الآخر کا حاصل یہ ہے کہ مؤمنین پر اللہ کے دین میں تصلب اور رغبت اور متانت کو اختیار کرنا چاہیے اور نہ بڑے مؤمنوں کو نرمی اور عاجزی حد و اتالی کے پورا کرنے میں اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خوب ہے اور آپؐ نے فرمایا اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی چوری کرتی تو میں ہکا ہاتھ کاٹ دیتا اور طائفہ اس جماعت کا نام ہے جو کسی چیز کے ارد گرد ہوا دیر مشتق ہے طوف

سے اور کم سے کم تین آدمیوں کو طائفہ کہتے ہیں کیونکہ یہ عدد اقل جمعہ کا ہے بعض نے کہا طائفہ سے دو نفر اور تین  
 فاکہ عکرمہ بعض نے کہا طائفہ سے ایک نفر مراد ہے قالہ المجاہد بعض نے کہا طائفہ سے چار نفر مراد ہیں کیونکہ  
 یہ زنا کے شامدون کا عدد ہے ابن عباس کہتے ہیں طائفہ ایک آدمی اور ایک سے زیادہ کو کہتے ہیں اور یہ شہود  
 کچھ امام پر اور گواہوں پر واجب نہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماغرا سلی کے رحم کا حکم کیا اور عامدیک کے  
 رحم کا حکم کیا اور آپ کو رحم میں حاضر نہیں کچھ اور مؤمنین کو حضور کے ساتھ خاص کیا گیا ہے ایسے کہ مؤمنوں  
 کا حاضر ہونا اسکو زیادہ فضیلت کر لگا اور فاسق آدمی اپنے لوگوں کو نیکوں کے درمیان شرمندہ ہوتا ہے پس  
 سبحانہ و تعالیٰ نے ایچیز کو بیان کیا جزائی اور زانیہ کے ساتھ خاص ہے اَلْاَزَانِيَةُ لَا يَكْفِيهَا اِلَّا زَانِيَةٌ اَوْ

مُشْرِكَةٌ وَالْزَانِيَةُ لَا يَكْفِيهَا اِلَّا زَانِيَةٌ اَوْ مُشْرِكَةٌ وَحُذِرَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ○ بدکار مردنہیں  
 بیاہتا مگر عورت بدکار یا شریک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہیں لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا اور یہ حرام ہوا  
 ایمان والوں پر **ف** مرد اگر بدکار ہو تو پارسانہ بیاہ لادے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لادے دوہے  
 ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں ہوگا عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگے لیکن اگر کئی تو درست ہے  
 مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے انتہی مافیہ موضع  
 القرآن **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ بدکار زنا کار  
 مرد کا کھنا دی عورت مانتی ہے جو زنا کار بدکار ہو یا مشرک یعنی زنا کار سے زنا کار عورت یا مشرک عورت جو زنا

کو حرام نہ سمجھتی ہو زنا کار اتی ہے اور یہ طبع زنا کار عورت کو ساتھ دی زنا کرتا ہے جسکو یہ علت لگی ہوئی ہے  
 یا مشرک ہے اور زنا کو حرام نہیں جاتا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الزانی لا ینکحہا الا زانیہ اور مشرک  
 کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں نکاح سے نکاح شرعی مراد نہیں ہو بلکہ اس سے قولغوی نکاح مراد ہے اور  
 وہ کیا ہے وطی کرنا دَوَاهُ الْمُؤْمِنِیْنَ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس اثر کا اسناد صحیح ہے اور یہ اثر ابن  
 سے اس طریق کے سوا کسی طریقوں سے مروی ہے اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور عروہ بن زبیر اور  
 ضحاک اور کھل اور مقاتل بن حیان وغیرہ احد سے یہی مروی ہیں اور یہ جو فرمایا وَحُذِرَ ذَلِكَ  
 عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ تو اس سے یہ غرض ہے کہ زنا کرنا کرنا مؤمنین پر حرام ہے یا یہ معنی ہیں کہ خفیض مردوں کو  
 بنایا کے ساتھ نکاح کرنا اور عفاف کا بدکار مردوں کے ساتھ زواج حرام ہے سعید بن جبیر نے ابن عباس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ کے قول و حرم ذلک علی المؤمنین کی تفسیر میں روایت کیا کہ مؤمنوں پر زنا حرام

اور قدامہ اور مقال بن حلین کا یہ قول ہے کہ بنیائے نکاح کو حرام ہے اللہ ہی آیت کی طرح اللہ تعالیٰ کا قول  
 مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَاخِجَاتٍ وَلَا مُتَخِدَاتٍ اَخْدَانٍ یعنی قید میں آئیاں رستی نکالتیاں اور نہ بار کرتیاں  
 جب کہ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَلِّحَاتٍ وَلَا مُتَخِدَاتٍ اَخْدَانٍ یعنی قید میں لانیوالے نہ  
 رستی نکالنے والے اور نہ باری کر نیوالے چپکے اور امام احمد حنبل کا تو یہی مذہب ہے کہ بارسامرد کا بدکار عورت کے ساتھ  
 نکاح جائز نہیں ہے جب تک وہ عورت بدکار ہی بیاتک کہ وہ عورت توبہ کرے اگر توبہ کرے تو پھر عقد صحیح ہو جاتا  
 ہے ورنہ عقد صحیح نہیں ہوتا اور اس طرح عورت بارساحرہ کو بدکار مرد کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو رستی  
 نکالنے کو اسطے نکاح کرے بیاتک کہ ٹیک ٹیک توبہ کرے اسلیے کہ اللہ نے فرمایا وَحَرِّمَ ذٰلِكَ عَلٰی  
 الْمُؤْمِنِيْنَ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عورت کو ساتھ نکاح کرنے  
 کی اجازت مانگے جس کا نام ام مہزول تھا اور وہ رستی نکال لگتی (زنا کر کر) اور جس رستی نکالوائی اسکے ساتھ  
 شتر طکر لیتی کہ کمانا پینا تیرا میرے ذمہ ہے تو اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکے پاس پہننے کی اجازت  
 مانگی یا عورت کا صرف ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر یہ آیت پڑھی اَلْاَنۡفِیۡ لَا یَنۡکِحُہٗ  
 اِلَّا اَزَیۡۃً اَوْ مَشْرِکَۃً وَّالْاَزَیۡۃُ لَا یَنۡکِحُہَا اِلَّا اَزَانٌ اَوْ مُشْرِکٌ وَحَرِّمَ ذٰلِكَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیۡنَ رَوَاہُ  
 ابوامام احمد عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں ایک عورت جس کا نام ام مہزول تھا وہ زنا کر یا کرتی تو حضرت صلی  
 علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک مرد نے اسکو ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے یہ آیت امارسی اَلْاَنۡفِیۡ  
 لَا یَنۡکِحُہٗ اِلَّا اَزَیۡۃً اَوْ مَشْرِکَۃً وَّالْاَزَیۡۃُ لَا یَنۡکِحُہَا اِلَّا اَزَانٌ اَوْ مُشْرِکٌ وَحَرِّمَ ذٰلِكَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیۡنَ  
 رَوَاہُ اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عمر بن عاص کہتے ہیں کہ ایک مرد ابوہریرہؓ کے پاس گیا اور وہ رستی نکال دیا  
 وہ مکہ معظمہ سے قیدیوں کو اٹھاتا اور مدینہ میں چھوڑ جاتا عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں اور کہ میں ایک عورت زینہ  
 بنتی اسکو لوگ عناق کو نام سے پکارتے وہ عورت ابوہریرہؓ کی دوست تھی اور ابوہریرہؓ نے مکہ کو قیدیوں میں سے ایک  
 قیدی کو اٹھالیا لے گا وہ عدہ کیا تھا ابوہریرہؓ نے کہا ہر میں آیا بیاتک کہ میں لکھی دو باروں میں سے ایک  
 دو بار کے ساتھ کے نیچے آیا جاندی رات میں ابوہریرہؓ کہتے ہیں ہر عناق آئی اور اس نے دیوار کے نیچے ایک  
 شخص کا (یعنی میرا) سایہ دیکھا جب میرے پاس آئی تو اس نے مجھے پہچان لیا اور بولی ابوہریرہؓ نے کہا اے  
 میں ابوہریرہؓ ہوں وہ بولے مرحبا دہلا آہر پھر دیوان آج کی رات کاٹ ابوہریرہؓ کہتے ہیں ہر بیٹے کہا  
 عناق اللہ نے زنا کو حرام کر دیا تو وہ بول اٹھے اے خنیمون والو یہ مرد تمہاری قیدی اٹھالیا یا کرتا ہے ابوہریرہؓ



عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو حرام کر دیا ہے ہمیشہ کہ شراب نوشی پر اور مان بانی  
ما فرمان پر اور اس شخص پر جو اپنے گھر میں بدکاری ثابت رکھ کر رَوَاهُ الْاِمَامُ أَحْمَدُ اَيْضًا عمار بن یاسر کا  
رِضَا یہ لفظ ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَيُّوْتُکَ یعنی بہشت میں دیوث نہ جاوے گا انس بن مالک کہتے ہیں میں نے  
سنا حضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے مَنْ ارَادَ اَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ وَهُوَ طَاهِرٌ مُّطَهَّرٌ فَلْيَتَزَوَّجْ  
لِحَدِّائِیْ یعنی جو شخص اللہ سے بالک صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے وہ حرام کر (آزاد عورتوں) سے نکاح کرے  
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ضعیف ہے اور کہا امام ابوالنضر اسمعیل  
بن حماد جو بھری نے اپنی کتاب صحاح میں کہ دیوث لغت میں تفرع کو کہتے ہیں اور تفرع وہ ہے جو بترسم  
ہو اور یہی یہ حدیث کہ ایک شخص حضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی میرے پاس  
ایک عورت ہے جو مجھ کو سب لوگوں کو زیادہ پیاری ہے پر اس میں عیب یہ ہے کہ جو شخص اس کو ہاتھ لگاتا ہے  
اس کو ہاتھ کو نہیں روکتی (بدکار ہے) فرمایا تو اس کو طلاق دیدے (چوڑ دے) بولامین اس کے بغیر صبر نہیں  
کر سکتا فرمایا تو اس سے فائدہ اٹھا تو اس کو نساہی نے اپنی سنن کے کتاب النکاح میں روایت کیا اور کہا یہ  
حدیث ثابت نہیں ہے اور عبداللہ بن عمرؓ جو اس حدیث کا ایک ادوی سے وہ قوی نہیں ہے اور ہارون بن عبد اللہ  
سے زیادہ ثابت ہے اور اس نے حدیث کو مرسل بیان کیا ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث اولی بالصواب ہے  
عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور یہ عبداللہ بن عمرؓ بن ابی الخارق بصری مروی کا بیٹا ہے اور تابعی  
ضعیف الحدیث ہے اور ہارون بن زیاد نے اس کی مخالفت کی ہے اور ہارون بن زیاد ثقہ تابعی ہے اور سلم  
کے راویوں میں سے ہے تو ہارون بن زیاد کی مرسل حدیث عبداللہ بن عمرؓ بن ابی الخارق کے مرفوعہ حدیث کو  
زیادہ بہتر ہے جیسے امام نسائی نے کہا لیکن روایت کیا اسی حدیث کو امام نسائی نے کتاب الطلاق میں  
اسحاق بن راہویہ سے اس نے نصر بن شکیل اس نے حماد بن سلمہ سے اس نے ہارون بن زیاد سے اس نے عبداللہ  
بن عبید بن عمیر سے اس نے ابن عباسؓ سے مسند اتوا امام نسائی نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں اس سنہ  
کے ساتھ بیان کیا اور یہ راوی سلم کے راوی ہیں مگر امام نسائی نے اس کے روایت کرنے کے بعد فرمایا  
اس حدیث کا مسند ہذا غلط ہے اور یہ حدیث مرسل نہیں ہے اور نصر کے سوا اور لوگوں نے اس کو مرسل ہی روایت  
کیا اور اس حدیث کو امام نسائی اور ابوداؤد نے اور طریق سے ہی روایت کیا اور وہ حیدر اسناد ہے اور لوگوں  
نے اس حدیث میں اختلاف کیا ہے کہ یہ تو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے امام نسائی کا قول گذرا اور

کہنے احديث کا انکار کیا جیسے امام احمد نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے اور ابن قتیبہ نے احمدی کے یہ منی بیان کیے  
 کہ یہیابی بخیر ہے کسی ایک نہیں ملتی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دینی ہے اور اس منی کو امام نسائی نے اپنی سنن میں صخر  
 ائمہ سے روایت کیا اور امام نسائی کے لفظ یہ میں وقیل بخیرہ لعلی حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اور یہ منی ارد  
 ہیں کیونکہ اگر بغرض ہوتی کہ وہ سائل کے ہاتھ کو خالی نہیں پہنچتی تو وہ شخص یوں کہتا کہ تَوَدَّ دَيْدُ مَلَقِيسٍ  
 بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ میری عورت کی بحیث اور خلعت اور طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر اس کو کوئی فحش طلب  
 کرے تو وہ انکار نہ کرے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ فاحشہ ہے اور فحش اس سے واقع ہوتا ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم ایسی عورت کی مصاحبت کی تو ہرگز اجازت نہ تھی جو ایسی صفت کے ساتھ موصوفہ ہے کیونکہ اس صورت  
 میں تو ہر سکا خاوند دیوث ہو جاتا اور دیوث کو لیے جو عید ہو وہ گذر لیکن چونکہ اس عورت کی طبع میں ممانعت  
 اور مخالفت نہ تھی اس شخص کے لیے جو اس سے فحش کا ارادہ کرے اسکو تنہا لیا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے اس کے ہمارے دینے کا ارشاد فرمایا جب اس شخص نے اس کے ساتھ اپنی محبت کا ذکر کیا تو اس کے باقی رکھنے کو  
 مباح کر دیا کیونکہ اس شخص کی محبت تو اس عورت کو ثابت تھی اور فحش کا وقوع اس سے امر مہموم تھا اور تو ہم بطل  
 کے لیے ضرر عاقل کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ کہتے ہیں مگر توبہ حاصل ہو جاوے  
 تو اب ان عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے شعبہ کہتے ہیں ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ میں ایک عورت  
 سے زنا کیا کرتا تھا تو اب زنا سے امر تعالیٰ نے مجھے پیرایا ہے اور میں نے زنا سے توبہ کر لی ہو اور میں چاہتا ہوں  
 کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کروں لوگوں نے کہا اَلْاَزَّيْنِ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ابن عباس نے کہا یہ  
 آیت اس شخص کے حق میں نہیں لگتی جا تو نکاح کر لے اس عورت کے ساتھ میں ذمہ دار ہوں اگر اس میں گناہ  
 ہوگا تو مجھ پر ہوگا اور اہل علم کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے مجھے کہتے ہیں سعید بن جب  
 کے پاس آیت اَلْاَزَّيْنِ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَالْاَزَّيْنِ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً کا ذکر  
 ہوا تو سعید بن جب نے لگے کہا جاتا تھا کہ اس آیت کو اس کے پیچھے کی آیت وَ اَنْكِحُوا الْاَيُّوْبٰی نے منسوخ کر دیا  
 اور یہی کہا جاتا تھا کہ اَلَا يَأْفِي مِنْكُمْ سِیِّئَةُ رِوَاہِ ابْنِ اَبِي حَنِیْفَہِ وَهَلْكَ اَرْوَاهُ اَبُو حَنِیْفَہِ  
 الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ فِيْ كِتَابِ التَّائِيْدِ وَالْمُسْتَوْجِبِ لَعْنَةُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَلَبِ اور اس پر امام ابو عباس  
 محمد بن ادریس شافعی نے بھی نص کی ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا لفظ اس آیت کی تفسیر  
 میں یہ ہے کہ غالباً جو شخص زنا کی طرف مائل ہوتا ہے وہ نیک بخت عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں مضام

نہیں ہو تو اور بدکار عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں نیکو کار رجب نہیں ہوتے کیونکہ الفت اور اتحاد کی علت  
مشاکلت ہے اور مخالفت تو نفرت اور افتراق کا سبب ہوتی ہے اور اس آیت کے معنی میں کہی قولوں پر اختلاف  
ہے پہلا آیت کا مقصود زنا اور زانیوں کی تشبیہ ہے اور زنا مومنوں پر حرام ہے صورت میں نکاح سے مراد  
آیت میں عقد نہ ہوگا وہی مراد ہوگی اور معنی یہ ہونگے کہ زانی نہیں زنا کرتا مگر زنا کار عورت کو ساتھ اور زنا کار  
عورت زنا نہیں کرتی مگر زنا کار مرد سے اور شرک اور مشرک کا ذکر کیا اس لیے کہ مشرک معاصی میں زنا سے عام  
ہے اور اس معنی کو زواج نے رد کیا اور کہا نکاح اس کی کتاب میں معروف نہیں ہے مگر تزویج کے معنی کے  
ساتھ اور یہ رد مرد و دہر اس طرح کہ نکاح وہی کے معنی کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے اور اسی قبیل سے ہے  
اس کا قول حتیٰ تنکحہن تزوجا عنکھنہ تھو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کر دیا کہ اس آیت میں نکاح سے  
وہی مراد ہے اور بخدا ان لوگوں کے جو آیت باب میں نکاح کو وہی پر حمل کرتے ہیں سعید بن جبیر ہے اور ابن  
عباس اور عکرمہ جیسے ابن جریر نے ان لوگوں کو یہ معنی حکایت کر اور ابن عباس کہتے ہیں کہ اس آیت میں  
نکاح سے عقد مراد نہیں ہے بلکہ اس سے وہی مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ زنا کار عورت کو ساتھ زنا کار مرد ہی  
زنا کرتا ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ جاہلیت کو زمانے میں زنا کار عورتیں ہوتیں بہران میں سے ایک عورت  
خصوصاً تنہی اسکی کنیت بھی ام جمیل تھی یہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح  
کر لیتے اس خیال سے کہ یہ عورت زنا کار اپنی خرچی سے مجاہد کو کہلا یا پہنایا کرے گی تو اللہ نے منع کر دیا کہ  
کوئی مسلمان ان عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرے اور یہ بدعت مرسل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ  
یہ آیت ان عورتوں کے حق میں اتنی جو جاہلیت کو زمانے میں ظاہر باہر نہ کرتی تھیں اور وہ مشرک تھیں تو  
اللہ نے انکے ساتھ نکاح کرنا مسلمانوں پر حرام کر دیا اور اسی ابن عباس سے مروی ہے کہ جاہلیت میں آل  
فلان اور آل فلان کی زنا کار عورتیں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْاَزْنٰی کَا یٰکُھُ الْاَنَا نِیۃً اور اسی کی  
مثل تابیین کی ایک چٹا عورت سے مروی ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ نے آیت نور میں نکاح  
سے تمام مرد کہے ہیں اور اس سے عقد اور نزدیک مراد نہیں ہے دوسرا قول یہ آیت خاص ایک عورت کو حق  
میں نازل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ خاص ہے جیسے خطاب نے کہا ابن عمر کہتے ہیں ایک عورت تھی ام مہر  
نام وہ زنا کار تھی اور جبکہ ساتھ زنا کرتی اسکے ساتھ شرط کر لیتی کہ میں خود ہی تجھ کو کہلاؤں یا فلاں گی اور  
صحابہ میں سے ایک مرد نے اس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت انامری الخ





زانیہ کے کہ وہ کبھی غیر زانی کے نکاح میں ہی رغبت کرتی ہے اور مقصود مومنوں کو ڈاٹھنا ہے زنا کا عورتوں کے نکاح سے زنا سے ڈھنسنے کے بعد علماء کو بطلان کہتے ہیں قول ارجح الماتوال ہے اور نزول کا سبب اسکا شاید ہے جیسے گذرا آد شعبہ ابن عباس کے غلام آزاد سے مروی ہو کہ میں ابن عباس کے ساتھ تھا اتنے میں ابن عباس کوئی سر ایک شخص آیا اور بولالین ایک عمت کر چپے لگا کر تاہر میں اس سے وہ چیز حاصل کرنا جبکہ اللہ نے مجھ پر حرام کیا رہنے میں زنا کرنا اس کے ساتھ اور اب اللہ نے مجھ پر اس سے تو بے نصیب کی ہے اب میں چاہتا ہوں کہ اس عمت سے نکاح کر لوں لوگ بولے اَلَا اِنَّكَ لَا تَزْنِيْةُ اَوْ مُتْرِكَةٌ ابن عباس نے کہا آیت کا یہ محل نہیں ہے وہ تو زنا کا عورتیں تھیں جبکہ کم از کم تین اور اپنے دروازوں پر نشان کھڑا کرتیں جبکہ پہچان کر لوگ انکو پاس زنا کے لیے آتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو انکار اجا اس عمت سے نکاح کر لے اگر گناہ ہوگا تو میں نہیں ہوں اور اب ہر بڑی عورتی ہے کہ حضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زانی مجبور نکاح نہ کرے مگر زانیہ مجبورہ سے اَخْبَحَہٗ اَبُوہٗ وَ اَبُوہٗ اَلْبُنْدِیُّ وَالْحَاکِمُ اَبْنُ اَبِی حَافِیۃٍ وَ غَیْرُہُمْ امیر المؤمنین حضرت علی کا لفظ یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کو ساتھ نکاح کیا پھر اس نے زنا کیا اور پھر مد قائم ہوئی اور اس کو حضرت علی علیہ السلام پاس لائے تو امیر المؤمنین حضرت علی نے اس شخص اور اس کی عمت کو در بیان جدائی ڈال دی اور فرمایا تو نکاح نہ کر بلکہ بیسی مجبورہ سے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید یہ شخص خرم محسن نہ ہوگا عبد ہوگا یا حکر کیونکہ محسن زانی کی حد تو جرم ہے اور جرم کے بعد کون جتنا گناہ اس میں لوگوں کا خلاف ہو کر آیا جس عمت کو ساتھ کہنے زنا کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں تو شافعی اور ابو حنیفہ تو اس کے جواز کے قائل ہیں ابن عمر اور ابن مسعود اور جابر سے مروی ہو کہ جس عورت کو ساتھ کسی مرد نے زنا کیا اب اس کے ساتھ نہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے ابن مسعود کہتے ہیں جب کوئی مرد کی عورت کو ساتھ زنا کرے پھر اس کے ساتھ نکاح کرے زنا کے بعد تو وہ ہمیشہ زانیہ ہی کیا کریں گے اور یہی مالک کا قول ہے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَلْمُحْصَنٰتِ فَعَلَمَیَا نَعْلٰی اِلَّا بِدَعْوَۃِ شَہَدَآءِ اَرْبَعٍ فَاَجْلِدُوْهُنَّ مِائَتَیْنِ جَلْدًا وَلَا تَقْبَلُوْهُنَّ لِحَاقِہٖۡنَ اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور جو لوگ عیب لگانے میں قیہ والیوں کو بہر نہ لائے چار مرد شاید تو ماروا انکو اتنی چوٹ فحش کی اور نہ مانوا انکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہیں جو حکم مگر جنہوں نے توبہ کی اس بچہ اور سنوار بکری تو اسے بختا ہے مہربان جو فرمایا قیہ والیان تو اس سے مراد یہ ہے کہ کبھی انکو بڑی بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگا دے عیب کیا ہو بدکاری

انتہی نامی موضع القرآن ف حافظ ابن کثیر فرماتا کہ میں اس آیت میں محضہ کو عیب لگانے والے کی حد کا بیان ہے اور محضہ وہ عورت ہے جو حرمہ ہو اور بالغہ اور کہی اسکو کہیں بری بات میں نہ دیکھا ہو سب طرح حب مفزوف مرد ہو تو اسکو عیب لگانے والا کہو یہی تمجیدان لکھیں گی اور اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان نزاع و خلاف نہیں ہے اگر عیب لگانے والا انہی قول کے صحیح ہونے کے گواہ قائم کر دی تو اس پر حد نہ لگو گی و لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا تَوَاتُوا بِآدْبَعَةٍ شُعَدَاءُ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قاذف (عیب لگانے والے) پر حب انہی قول کے صحیح ہونے پر گواہ نہ لادو یہی حکم لگائے ایک تو یہ کہ اسکو انتہی تازیانے لگا دو جو دین دوسرے اسکی گواہی کہی منظور نہ ہو دوسرے وہ بیگم ہے انصاف پسند نہیں ہے نہ اس کے نزدیک اور نہ لوگوں کو نزدیک بہرام نے فرمایا اِلَّا الذِّنِّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَاصْلَحُوا فَآيَاتِ اللَّهِ عَفْوٌ وَرَحْمَةٌ اب اہل علم کا اس استثنائے اختلاف ہے آیا یہ استثناء فقط جملہ اخیرہ ہی کی طرف لٹتا ہے اور تو بہ فقط فسق ہی کو اٹھاتی ہے اور قاذف مرد و بیستہ ہی رہتا ہے ہمیشہ کے لیے اگرچہ تو بہ کرے یا استثناء دو جملوں کی طرف عود کرتا ہے تاہم اور ثالثہ کی طرف تو امام مالک اور احمد اور شافعی کا تو بہ مذہب ہے (کہ استثناء جملہ تین کی طرف عائد ہے) اور جب قاذف تو بہ کرے تو اسکی شہادت مقبول ہے اور وہ فاسق نہیں رہتا اور رض کی ہے اس مسئلہ پر سعید بن مسیب نے جو تابعین کا سردار ہے اور سلف کی ایک حاجت تو یہی اس مسئلہ پر رض کی ہے اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہ مذہب ہے کہ استثناء فقط جملہ اخیرہ کی طرف عائد ہے اور قاذف حب تو بہ کرے تو تو بہ صرف اسکا فسق اٹھاتی ہے اور یہی اسکی شہادت تو وہ کہی مقبول نہیں ہے اور سلف میں جو اس مسلک کی طرف گئی ہیں قاضی شریک ہے اور اب اس پر ہم غمی اور سعید بن جبیر اور کھول اور عبد الرحمن بن زید بن جابر اور شعبی اور صخاک کا یہ قول ہے کہ قاذف اگرچہ تو بہ کرے اسکی شہادت مقبول نہیں ہے مگر ہوقت حب کہے کہ میں نے بہتان لگایا تھا ہوقت اسکی شہادت مقبول ہوگی واللہ اعلم فتح کا لفظ یہ ہے زنی استعارہ ہے زنا کے ساتھ عیب لگانے سے اور زنا کے ساتھ عیب لگانے کو قذف ہی کہتے ہیں اور محضات سورہ عورتین مراد ہیں جو عقیقت میں اور سب طرح محضین سے وہ مرد مراد ہیں جو عقیقت میں اور اس حکم میں عورتوں کو خاص کیا اگر لیے کہ انکو عیب لگانا بہت بجا ہے اور ان میں عار بہت سخت ہوتی ہے اور مرد ہی اس حکم میں عورتوں کے ساتھ ملاؤ گئے ہیں اور اس الحاق میں است کے علماء کے درمیان خلاف نہیں ہے اور امام شوکانی

نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے نزدیک ہی گیارہویں صدی کے علما و متاخرین کی جنہوں نے اپنے زمانہ میں اس مسئلہ میں نزاع شروع کی بعض نے کہا آیت شامل ہے رجال اور اسے اس کو بلا خصوصیت اور اصل عبارت یوں ہی رد کیا کہ **يَوْمَ لَا تَنْفَعُ الْفُحَصَاتُ** اور اس تقدیر کی تائید کرتا ہے اور عز وجل کا قول دوسری آیت میں **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النَّسَاءِ** کیونکہ اسہ تعالیٰ نے محصنات کا نساء کو ساتھ بیان فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصنات کا لفظ غیر نساء کو بھی شامل ہے ورنہ بیان کے کچھ زیادہ معنی نہیں ہیں بعض نے کہا محصنات سے فروج مراد ہیں کہا قال تعالیٰ **وَالَّتِي احْصَنَتْ فَرْجَهَا** اس صورت میں ہی آیت رجال نساء دونوں کو شامل ہوگی بعض نے کہا محصنات کا لفظ اگرچہ مؤنث ہے لیکن بیان ہر دونوں کو شامل ہے تعلیماً اور اس میں نظر ہے کیونکہ عورتوں کی تغلیب جال پر یہ کلمہ عرب کی لغت میں معروف نہیں ہے اور سورہ نساء میں ہم احصان کے لفظ اور اسکے معانی پر گفتگو کر چکے اور علما کی ان شرطوں میں جو مقذوف اور قاذف میں معتبر ہیں طول طویل بحثیں ہیں جو فقہ کی کتابوں میں پوری طور پر مذکور ہیں جنہیں سے بعض شرط تو دلیل سے ماخوذ ہیں اور بعض شرطیں مجروری ہیں جنہوں نے علما کا تو یہ مذہب ہے کہ اگر قاذف کا فریاد کا فرہ ہو تو اس پر حد نہیں ہے اور نہ ہی اور سعید بن مسیب اور ابن ابی لیلہ کا یہ قول ہے کہ قاذف پر حد واجب ہے اگرچہ کا فر کا فرہ ہی ہو اور جبہور تو اس طرف ہی گئے ہیں کہ قاذف اگر غلام ہو تو اس کو چالیس نازیباں لگا کر جادوین اور عمر بن عبدالعزیز اور عبد اللہ بن مسعود اور قتیبہ کا یہ مذہب ہے کہ عیب قاذف کو بھی انہی قیامان لگائی جادوین قرطبی نے کہا اور علما کا متفق ہے کہ اگر آزاد مرد غلام کو زنا کا عیب لگادے تو اس پر حد نہ پڑے گی اس لیے کہ ان دونوں کے مرتبوں میں تباہی اور تفاوت ہے اور بخاری میں ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی لونڈی کو ننا کی ہمت لگادے اس پر قیامت کے دن حد لگائی جادوگی مگر یہ کہ اس نے سچ عیب لگایا ہو اور احصان کی پانچ شرطیں ہیں اسلام عقل بلوغ حریت زنا سے بچنا اور قذف کی حد کے وجہ ہونے میں محسن کا بھی وہی حکم ہے جو محسنہ کا حکم ہے اور اس مسئلہ پر پوری گفتگو کتب فروغ میں ہے پھر اسہ سمجھانہ و تعالیٰ نے قاضی کی شرط کو بیان کیا اس شخص پر محصنات پر عیب لگادے اور فرمایا **لَا تُشَاقُّ لَهَا قَوْلًا وَلَا تَبْتَغِ شَهَادَةً عَلَيْهَا** پھر لادو چار گواہ جو زمانہ کے وقوع کی ان سے اپنی رویت کو ساتھ گواہی دیوں اور ثم کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ قذف کی مجلس میں کچھ گواہوں کا گواہی دینا شرط نہیں ہے بلکہ جائز ہے کہ شاہد قذف

قذف کی مجلس کے سوا دوسری مجلس میں شہادت دیوین اور جہور کا ہی قول ہے اور امام مالک نے جہور کا اس مسئلہ  
 میں خلاف کیا ہے اور آیت کو ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہوں کو اکٹھا گواہی لینا ہی جائز ہے اور جدا جدا  
 ہی اور اس میں خلاف کیا ہے حسن اور مالک نے اور جب چار گواہ پورے نہ ہوں تو تینوں نے گواہی دی ہے  
 وہ سب کے سب قاذف ہونگے اور ان سب کو قذف کی حد لگیگی اور حسن اور شیبی کا یہ قول ہے کہ اس حدت میں  
 نہ گواہوں پر حد ہے اور نہ شہدوں علیہ پر اور یہی قول ہے امام احمد اور ابو حنیفہ اور محمد بن حسن کا اور اس مسئلہ  
 کو رد کرتا ہے وہ جو واقع ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کہ آپ نے ان تین مردوں کو  
 حد لگائی جنہوں نے سفیر پر زنا کی نہت رکھی اور صحابہ میں کہیں حضرت عمر کی اس باری میں لطفت  
 نہ کی پہلے اس کو بیان فرمایا جو قاذف پر واجب ہے فرمایا فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَّ اَيْنَ جَلَدْتُمْ  
 میں ضرب کو اور مجاہدت مضارب کو جلد میں یا مجاہدت کہتے ہیں مضارب بالجلد کو اور لاشی اور تلوار  
 کے ساتھ مارنیکو ہی جلد کہنے لگے وَكَانَتْ لَكُمْ اَلْحَقُّ شَهَادَةً اَبَدًا اور جب تک دیکھتے ہیں انکی گواہی  
 ہی منظور نہیں ہے کیونکہ وہ قذف کو ساتھ عادل نہ رہے بلکہ فاسق بن گئے جیسے اس نے انکو فاسق ہونیکا اس  
 آیت کو آخر میں حکم لگایا اور سزا دی اُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور اس میں دلیل ہے کہ قذف کا بُرہان  
 سے ہے کیونکہ فسق کا اسم واقع نہیں ہوتا مگر صاحب کبیرہ پر یہ کہ بیان فرمایا کہ یہ انکی گواہی کا ہمیشہ  
 مقبول نہ ہونا ان کی عدم توبہ کے ساتھ ہے اور اگر وہ توبہ کریں تو پھر نہ وہ فاسق رہتے ہیں اور نہ انکی گواہی  
 مردود ہوتی ہے اور فرمایا اَلَّذِيْنَ يَتُوبُ مِنْ ذٰلِكَ وَاصْلَحَ اٰمًاۙ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مگر تاہیں کے گناہوں  
 کو اسدغالی صاف کر دیتا ہے اور انپر مہربانی کرتا ہے اب اہل علم کا اس استثنا میں خلاف ہے کہ آیا پہلے  
 دونوں جملوں کو ہے یا جملہ اخیرہ سے اور پہلے کا اتفاق ہے کہ جس جملہ میں جلد نہ کرے اسکی طرف یہ  
 استثنا راجع نہیں ہے بلکہ قاذف خواہ نائب ہو خواہ مختصر ضرر مجلد ہوگا اور پہلے ہی سب کا اتفاق ہے  
 کہ استثنا اس جملہ کی طرف تو ضرر عائد ہے جس میں قاذف کا فاسق ہونا نہ کرے اب محل اختلاف صرف  
 اتنا ہی رہا کہ آیا استثنا اس جملہ کی طرف عائد ہوتا ہے یا نہیں جس میں نہ کرے کہ قاذف کی شہادت  
 ہمیشہ کیلئے منظور نہیں ہے تو جہور کا قویہ قول ہے کہ یہ استثنا دونوں جملوں کو ہے اور قاذف اگر توبہ  
 کرے تو اسکی شہادت ہی مقبول ہے اور فسق ہی اس سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ شہادت کا مردود ہونا تو اس  
 سبب سے تھا کہ قاذف بہ سبب قذف کے فسق کے ساتھ موصوف تھا تو جب فسق توبہ کے ساتھ بالاتفاق

دور ہو جاتا ہے تو شہادت کو مقبول ہونے میں کیا نامل ہے اور قاضی شریح اور ابراہیم نخعی و حسن بصری اور سعید بن جبیر اور کھول اور ابن زید اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ یہ استثنائیں اسی جملہ سے ہیں جس میں قاذف کو فسق کا حکم لگا یا گیا ہے اس جملہ کی طرف عائد نہیں ہے جس میں قاذف کی شہادت کے بعد وہ ہونیکا مذکور ہے تو توبہ کے ساتھ قاذف کو فسق کی وصف ہی دور ہوگی اور اسکی شہادت اصلاً مقبول نہ ہوگی اور ضحاک اور شافعی تفصیل کی طرف گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ قاذف اگرچہ توبہ کرے اسکی شہادت منظور نہیں ہے مگر جب اقرار کرے کہ میں نے بہتان لگایا تھا اب اسکی شہادت مقبول ہوگی اور جمہور کا قول وہ حق اور صواب ہے کیونکہ فقید کو جلد اخیرہ کے ساتھ مخصوص کرنا پہلی کلام کے سوا باوجود کلام کے شرعی واقعہ میں ایک ہونیکا ایک ہی مشکل سے لغت عرب کے مقتضا کے خلاف ہے اور یہ بات کہ قید کو جلد ثانیہ کی قید مینا اسلئے کہ جلد ثانیہ کی قید کے متصل ہے اولی ہے تو اس اولیت سے یہ نہیں نکلتا کہ قید جلد ثانیہ کی قید نہیں ہے غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ جلد ثانیہ کو قید کے ساتھ مقید کرنا جلد ثانیہ کی قید کے ساتھ مقید کرنے سے اظہر ہوگا و لہذا اس پر سب کا اتفاق ہے اور اسکے اظہر ہونے سے ما قبل کے ساتھ مقید ہونے کی ظہور کی نفی نہیں نکلتی اور اصولی الزام نے اس قید میں ایک طویل گفتگو کی ہے جو بہت جملوں کے پیچھے ماقع ہوا گفتگو ان لوگوں کو معلوم ہے جو اصول کے فن سے واقف ہیں اور جن کو وہ جمہور ہی کا مذہب ہے اور یہ مسئلہ کہ قید نہ کہی ان تمام جملوں کی طرف لڑتی ہیں جو اس قید سے پہلے ہوتی ہیں اور کبھی بعض جملوں کی طرف تو اس سے محبت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ یہ قول دلیل لینے کے لائق ہے کیونکہ بعض جملوں کی طرف قید کا لوٹنا بعض کے سوا کبھی کسی دلیل کے ساتھ ہوتا ہے جیسے اس مقام میں ہی سب کا اتفاق ہے اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ یہ استثناء اس جملہ کی طرف عائد نہیں ہے جس میں جلد مذکور ہے تو قاذف کو جمیع کے نزدیک فحشیان لگائی جاوے گی وہ توبہ کرے یا نہ کرے اور ہماری تقریر کی یہ بات مؤید ہے کہ قبول شہادت سے مانع نہ وہ فسق تھا جو قذف کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اب جب توبہ کرے ساتھ فسق نہ رہا تو اب ایسی کوئی چیز نہ رہی جو شہاد کے رد کی موجب باعث ہو اب قاذف کی توبہ کی صورت و کیفیت میں اختلافات ہو تو عمر بن خطابؓ اور شبیہ اور ضحاک اور اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ قاذف کی توبہ منظور نہیں ہوتی مگر اس وقت جب اپنی نفس کی اس قذف میں تذبذب کرے جسکی وجہ سے یہ صرف قائم ہوئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ جن میں سے ہے مالک وغیرہ کہ قاذف کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے حال کو سفارشی اور اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور جو اس سے

قصود ہوا ہے اس پر شمس اس جو اور اس گناہ کی بابت اس کو معافی مانگے اور جب کرے اپنی پرکھ میں ہر اس کا کام  
 نہ رہیں گا اگرچہ اپنے نفس کی تکذیب نہ کرے اور اپنے قول سے رجوع نہ کرے اور اس کا اتفاق ہو اس پر کہ توبہ  
 گناہوں کو دہو ڈالتی ہے اگرچہ گناہ کفر ہو توجیب توبہ حاجی کفر ہے توبہ پر کیا ان گناہوں کی مٹاؤ والی نہ ہو گی  
 جو کفر ہے کم درجہ میں ہیں اس اجماع کو قطعی نے حکایت کیا ابو عبیدہ کہتے ہیں استثناء رجوع کرتا ہے جمل  
 سابقہ کی طرف اور جس نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی توبہ کو گناہ میں زانی سے بڑھ کر نہیں ہے اور زانی  
 جب توبہ کرتا ہے تو اس کی شہادت مقبول ہوتی ہے کیونکہ گناہ سے بہرہ خواہ کی ایسی مثال ہے جیسے اس  
 گناہ کیا ہی نہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے ہندو کی توبہ کو منظور کر لیا تو ہندو کو اس کی توبہ کا منظور کرنا بہت  
 لائق ہے اور اس قسم کو استثناء قرآن میں موجود ہیں جیسے اس نے فرمایا اِنَّكَ جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ  
 اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَیْسُوْنَ فِی الْاَرْضِ كَسَادًا اَوْ یَقْتُلُوْا اَوْ یَسْلَبُوْا اَوْ یَقْطَعُوْا اَيْدِیْہُمْ وَاَرْجُلُہُمْ  
 مِنْ خِلَافٍ اَوْ یَنْفِقُوْا مِنْ اَمْوَالِہُمْ ذٰلِكَ لَہُمْ خِزْيٌ فِی الدُّنْیَا وَلَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ  
 اِنَّ الَّذِیْنَ یَاۡتُوْنَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْہِمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یٰۤہِیْ سَرَا  
 ہے انکی جو لڑائی کرتے ہیں اس سے اور اس کو رسول ہے اور دہوڑے ہیں ملک میں فساد کرنا کہ انکو قتل کرے  
 یا سب لٹائے یا کٹے ہاتھ اور پاؤں مقابل کا یا دہوڑے انکو اس ملک سے یہ انکو رسوائی ہے دنیا میں  
 اور انکو آخرت میں بڑی مار ہے مگر جنہوں نے توبہ کی تمنا کی ہاتھ بڑھنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے  
 والا مہربان ہے ابو عبیدہ کہتے ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ اس آیت میں استثناء جمیع جمل کی طرف  
 عائد ہے گناہ بچانے اور قاذف کا گناہ کو کافر کے گناہ سے بڑھ کر نہیں ہے تو لائق ہے کہ جب قاذف  
 توبہ کرے اور سنوار پڑے اس کی شہادت کو قبول کیا جائے اور ایک کے یہ معنی ہیں ماداً امر قاذفاً جیسے  
 کہ توبہ کو قبول شہادۃ الکافر ایک ایسے جیسے کافر کا فر ہے اس کی شہادت منظور نہیں ہے یہ تو نہیں کہ  
 اگر کافر توبہ کر کر مسلمان ہو جاوے تو بھی اس کی شہادت منظور نہیں ہے اتنے آدمی ابن عباس سے آیت کی تفسیر  
 میں مروی ہے کہ اللہ توبہ کے ساتھ انکے فسق کو دور کر دیتا ہے اور یہی شہادت توبہ جائز نہیں ہے اور عمر بن  
 خطاب نے ابو بکرؓ سے فرمایا اگر توبہ کرے تو تیری گواہی منظور ہوگی اور عمر بن خطابؓ ہی مروی ہے کہ انکی توبہ یہ ہے  
 کہ وہ اپنی جانوں کو جہنم میں بہرہ اگر کہیں کہ ہم نے جہنم بولا تو انکی شہادت مقبول ہے اور ابن عباسؓ سے  
 دوسری روایت میں یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرے اور سنوار پڑے تو اس کی شہادت مقبول ہے اس کی کتاب میں



اور اس سلسلہ میں تابعین کو بہت رویتیں ہیں اور غیر کچھ قذوف کا قصہ جو حضرت عمرؓ کی خلافت میں واقع ہوا ہے وہ طرق معروفہ سے مروی ہے اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ بلال بن مہبشہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اگر اپنی بی بی کو شریک بن چکا کہ ساتھ تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ لا در نہ تیری بیٹی پر حد پڑ گئی وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم میں سے کوئی اپنی بی بی پر کسی شخص کو دیکھے تو وہ گواہ نہ ہو نہ کہہنے جایا کرے (وہ کام نکال کر علیہ لگا) تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی فرما کر رہے آپ گواہ لایے در نہ حد کیا یہ تو بلال بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ دیکر بھیجا میں اس معاملہ میں سچا ہوں اور ضرور اللہ تعالیٰ وہ حکم آمار لگا جس میں میں سے کچھ رہوں گا اور جب بلال اترے یہ آیتیں لائے (لعان کی) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ أَزْوَاجَهُمْ شَیْءًا تَنْکِحُوا لَکُمْ اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ لَکُمْ سَبْعُ مَہْرٍ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہرے اور بلال اور بلال کی بی بی کی طہارت کہلا بھیجا بہر بلال آیا اور اس نے چار بار گواہی دی کہ میری بی بی نے شریک بن سحماہ کو نہ مارا یا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جہنم ہے پھر تم دونوں میں سے کوئی تو بہ کرتا ہے بہر بلال کی عورت اٹھی اور اس نے (چار بار) گواہی دی کہ میں سچی ہوں اور میرا خاوند جہنم ہے (جب وہ پانچویں گواہی پر پہنچی تو اپنے فرمایا اسکو شہید ادا کر ہو یہ بار و جب کر دینی والی ہے) (دو زخ کو) تو وہ رکی اور پیچھے ہٹی بیٹا تک کہ سمجھنے خیال کیا شاید اپنی بات سے رجوع کر لگی بہر بولی میں نے اپنے لوگوں کو ہمیشہ کیواسے خوار نہیں کرتی اور پانچویں بار بھی گواہی دیدی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اگر یہ میری انکھوں والا سوٹے جو ٹروں والا جھوٹی پنڈ لیون والا بچہ لاؤ تو وہ شریک بن سحماہ کا ہے تو وہ اسی قسم کا بچہ لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں لعان کا حکم نہ آتا تو میں اس کے ساتھ کرتا جو کرتا اور اس قصے کو انوکھا طیب لسی اور عبد الرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور ابوداؤد اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے موطا نکالا اور سہ کو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ان دونوں نے مرد اور عورت کا نام نہیں لیا اور قصہ کے آخر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا (راہ بلال) اب میرے لیے اسپر کوئی سیل نہیں بلال بولا یا رسول اللہ میرا مال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے مال نہیں اگر تو سچا ہے (اپنی بی بی کے بہتان لگاتے میں) تو وہ مال اس کے بدلے ہے جو تو نے اس کے فرج کو راپنے پر اٹھا لیا اور اگر تو نے جہنم بولا تو بہر مال کا ملنا تیرے لیے اور یہی زیادہ بعید ہے اور بخاری اور مسلم نے سہل بن

سید نکالاکہ عویمیر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور بولا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر آیا اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس کسی پرانے آدمی کو پاوی اور اسکو مار ڈالے تو اس کے بدلہ مارا جا دینگا یا کیا بصورت ہوگی تو عاصم نے یہ سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل کے پوچھنے کو برا جانا عویمیر بولا بخدا میں حاضر ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھوں گا یہ عویمیر آپ کے پاس آیا اور آپ پر ابر باروی میں (وحی اتر چکی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمیر اور عویمیر کی بی بی کو بلا کر ان کے درمیان طعازن کرایا عویمیر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اب بھی اسکو لیجاؤں تو میں جو ہوا ہوں تو اس نے بی بی کو جدا کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے سے پہلے یہی طریق ہو گیا متلا عنین کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کی طرف اگر اس عورت کا بچہ سیاہ رنگ ہو کالی آنکھوں والا سوٹی رانوں والا تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمیر سچا ہے اور اگر سرخ بچہ جنے جیسے بہنہ بی تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمیر جو ہوا ہے تو اس عورت کی نعمت مکروہ پر بچہ کو جانا اور اس باب میں بہت حدیثیں ہیں اور جس قدر تم غور بیان کیں اتنے میں کفایت ہے اور عبد الرزاق نے عمرو بن خطاب اور حضرت علی اور ابن مسعود سے نکالا کہ متلا عنین یہ کہی کہتے نہیں ہو سکتے یہ اس قدر نفرت کو عام طور پر بیان کرنے کے بعد نفرت کی ایک قسم کا بیان فرمایا اور وہ تمت دینار کا ہے بی بی کو اور فرمایا وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شَهِدَاتٌ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَسَهَّادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنْ لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ إِذَا كَانُوا مِنَ الْكَذَّابِينَ ۝ وَيَذَرُّهُمُ اللَّهُ الْعَذَابُ أَنْ لَشَهِدَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَذَّابِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَكُنَّا مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْ لَا فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتَهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَكَّلْ عَلَيْكُمْ ۝ اور جو عیب لگا دیں اپنی جوروں کو اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس سواری اپنی جان کے تو ایسے کی گواہی یہ کہ چار گواہی ہی اس کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اس کی ہڈی کا ہوا اس شخص پر اگر وہ جو ہوا اور عیب نہ ملتی ہے ماریوں کہ گواہی دے جا رہا ہے اس کے نام کی معتبر وہ شخص جو ہوا ہے اور پانچویں کہ اس کا غضب آدمی اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اور کہی نہ ہوتا اس کا فضل تباری اور اوپر اور اس کی جہر اور یہ کہ اس کے معاف کرنا الہی ممکنین جانتا تو کیا کچھ ہوتا ف موضع القرآن میں کہا ہے اس کے بعد ذکر ہے طوفان کا جو حضرت کی وقت اٹھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جہاد سے پہلے آئے تھے

تھے رات بھر کچھ ہوا نفیرنی و نقارہ نہ تھا ام المؤمنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں ایک مسلمان  
لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کو حکم سے گراڑا اٹھا نیکو ان کو دیکھا تھا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار  
پکڑ کر لشکر میں لا پہنچا یا کھفت منافق لگے اپنا رو سیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چر چار بار پیچھے ہی سنتے آئے  
نفیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دلعین خفا رہتے مہینوں کے بعد حبیب ام المؤمنین نے سنا انکو نہایت غم آٹھا تین  
دن روئے روئے دم نہ لیا تب اللہ تعالیٰ نے باگلی آیتیں بھیجیں دور کو ع تک انتہی مافی موضع القرآن  
**ف** حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں اللہ نے ازواج کی تکلیف کو اٹھایا ہے ابراہیم  
مار کو ٹھایا ہے سطح کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگا دے اور گواہوں کا قائم کرنا اس شخص پر  
دشوار ہو جاوے تو وہ اپنی بی بی سے لعان کرے جیسو اللہ عزوجل نے اس آیت میں حکم کیا اور وہ سطح کہ  
مرد اپنی بی بی کو حاکم پاس لاوے اور وہ دعویٰ ظاہر کرے جسکے ساتھ اس نے بی بی کو عیب لگایا ہے پھر  
اس مرد سے حاکم چار گواہوں کے قائم مقام چار گواہ بیان لیوے کہ وہ مرد اس تہمت لگانے میں سچا  
ہے اور باخچین بار یکھلا دے کہ اللہ کی ہینکا اس شخص پر اگر وہ جو ثابے جب مرد پانچ گواہ بیان دے چکے  
تو وہ عورت صرف اس لعان کے ساتھ اس مرد سے جدا ہو جاتی ہے امام شافعی اور اہل علم کی ایک بڑی  
جماعت کو نزدیک اور ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جاتی ہے اور وہ مرد عورت کو مہر و دیوے اور اس عورت پر  
زنا کی حد لگائی جاوے مگر اس وقت جب عورت ہی لعان کرے اور چار بار کہے کہ یہ مرد جو ثابے مجھ کو زنا کی  
تہمت لگانے میں اور باخچین بار کہے کہ اللہ کا غضب آدمی عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے ولہذا فرمایا یٰۤاَیُّهَا  
عَمَّآ الْعَذَابُ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعٌ شَہَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّہٗ لَمِنْ الْکٰذِبِیْنَ وَالْخٰمِسَۃُ اَنْ غَضِبَ  
اللّٰہُ عَلَیْہَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ تو اللہ نے خاص کیا عورت کو غضب کے ساتھ اسلئے کہ مرد غائب  
اپنی بی بی کی فضیحت کو نہیں اٹھا سکتا اور اپنی بی بی کو زنا کی تہمت نہیں لگاتا مگر اس وقت جب  
سچا ہو اور معذور ہو اور وہ عورت جانتی ہو کہ میرا خاوند مجھ کو تہمت لگاؤ نہیں سچا ہے اسی لیے باخچین  
بار اس سے غضب کی بددعا کرے اور غضوب علیہ وہی ہوتا ہے جو حق کو جانکلا سے نفرت کرے پھر  
اللہ نے اپنی مہربانی کا مخلوقات پر اور اپنا لطف انکو ساتھ بیان کیا اس چیز میں جو اس نے انکو لیے تنگی سے لکھنے  
کے لیے ایک راہ نکال دی جو اور فرمایا لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دَخَلْتُمْ بُرُجًا اِذَا رَاہُکُمْ اَوْ رَاہُکُمْ اَوْ رَاہُکُمْ اَوْ رَاہُکُمْ  
اور نہ ہوں تو تم تکلیف میں پڑتے اور دنیا کے بہت کاموں میں تم پر جرح واقع ہوتا ہے وَاِنَّ اللّٰہَ

تو اب بیٹے اور امیر صاف کو دیتا ہے بندہ کو جب وہ توبہ کرین حکیم ہے اس چیز میں جسکو مقرر فرماتا ہے اور  
جسکا حکم کرتا ہے اور جس سے روکتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور ایسی حدیثیں ثابت ہیں جن کو معلوم ہوتا ہے  
کہ اس آیت کو موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عمل ہوا اور ان حدیثوں میں اس آیت کے  
نزول کا سبب بھی مذکور ہے اور صحابہ میں یہ وہ لوگ بھی مذکور ہیں جنکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے عباد  
کہتے ہیں جب یہ آیت اُتری وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ أَحْصَيْنْتَ لَهُمْ جَلْدَهُمْ لَا يُؤْتَوْنَ بِهَا رُفْعَةً شَهَادَةً فَالْجَلْدُ وَهُمْ  
تَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا تو سعد بن عبادہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ  
آیت اس طرح نازل ہوئی ہے اور سعد انصار کے لوگوں میں رئیس آدمی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا یا معشر اک انصار اک انتم تقولون ما تقولون سید کہہ بیٹے ای انصار کے لوگو تم نہیں سنتے تمہارا امیر  
کیا گزرا ہے لوگوں نے عمر میں کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو حکومت پہنچو یہ نہایت فخرناک آدمی  
ہے امیر کی قسم اس نے کہی کسی عورت کو نکاح کا ارادہ نہیں کیا جسکے ساتھ نکاح کرنے کے لیے کسی بیوی پر  
سے دلیری کی ہو اسکی زیادہ غیرت کے واسطے سعد بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جانتا ہوں یہ آیت  
بے شک حق ہے اور یہ آیت اللہ کی جانب سے آئی ہو لیکن میں نے تعجب اسلیو کیا ہے کہ کیا اگر میں کسی بچے کو  
اپنی عورت کی رانوں پر بیٹھا پاؤں تو میں نہ چھیڑوں اور نہ ہلاؤں یہاں تک کہ میں چار گواہ لیکر آؤں اللہ  
کی قسم (اگر ایسا معاملہ ہو) تو وہ توبہ میرے گواہوں کے لانا تک حاجت پوری کر کر چلے گا ابن عباس کہتے  
ہیں بہر ہوا اسی عرصہ ہوا کہ ہلال بن امیہ آیا اور ہلال ان تین میں کا ایک ہے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے  
اور پچاس دن کے بعد انکی توبہ منظور ہوئی تھی تو اپنی کمیٹی سے عشا کو وقت آیا اس نے اپنی بی بی کے باپ  
ایک مرد کو پایا جس کو اسنے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے اسکی باتیں سنی اور سکو  
چھیڑا یہاں تک کہ صبح کی پہر سویر ہوئی حضرت کو پاس آیا اور بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بی بی کے  
پاس ایک مرد کو پایا جسکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے (اسکی باتیں) سنی تو حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بات کو برا جانا اور آپ پر ہلال کی یہ بات ناگوار گذری اور انصار حضرت صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاس اکٹھے ہو گئے اور بولے ہم تو آڑے گئے اسی امر میں جو سعد بن عبادہ نے حضرت کو  
پوچھا شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال کو (تقدف کی حد) مارینگے اور اسکی شہادت کو باطل کر دیں گے  
لوگوں میں ہلال بولا اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اللہ میری خلاصی کی صورت نکالے گا اس سے اور ہلال

بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھ رہا ہوں جو تکلیف آپکو پہنچی ہے اس بات کو بیان کرنے سے سراسر  
 توجہ تائب ہے کہ میں سچا ہوں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اللہ کی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ  
 ہوا ہی تھا ہلال کو صدف لگانے کا کہ اتنے میں جب وہ علیہ السلام اترے اور جب آپ پر وحی آئی تو صلی اللہ علیہ  
 حالت کو آپ کے چہرے مبارک کے رنگ بدلنے سے پہچان لیتے ہیں لوگ باتیں کرنے سے بند ہو گئے یہاں تک کہ وحی  
 سے فراغت ہوئی اور یہ تین تہیں **وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِذْ عَاثَبُوا**  
**فَتَشْهَدُ أَحَدُهُمْ كَرَجٍ شَهْدَاتٍ بِأَنَّهُ** آخر آیت تک جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی حالت  
 مکمل گئی تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ ہلال اللہ تعالیٰ نے میری لیے خوشی اور غلصہ کی صورت نکال دیا  
 ہے ہلال بولا مجھے اپنے رب کی جانب سے یہی امید تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہلال کی بی بی کی طرف  
 کیسے بھیجے ہر دو ہونے سے کہو بلا بھیجا تو وہ اسکی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتیں ہلال اور اسکی  
 بی بی پر پڑھیں ہر انکو نصیحت کی اور خبر دی کہ آخرت کا عذاب دنیا کا عذاب سے بہت سخت ہے ہلال بولا یا رسول  
 اللہ اللہ کی قسم میں تو سچا ہوں اسکو تہمت لگانے میں وہ بولی یہ جھوٹ بولتا ہے آپ نے فرمایا ان دونوں کو دینا  
 لعان کرو ہلال کو کہا گیا تو گواہی سے تو اس نے گواہی دی چار بار کہ ہلال سچا ہے جب پانچویں گواہی کی نوبت  
 آئی تو کہا گیا لے ہلال اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا اور بہت آسان ہے اور  
 یہ پانچویں گواہی موجب ہے جو تجھے عذاب کو دھب کر دیگی (اگر تو جھوٹا ہوگا) تو ہلال بولا اللہ کی قسم مجھکو اس  
 گواہی پر عذاب نہ کر لگا جیسے اس نے مجھکو اس تہمت پر فتنیوں سے جبر دیا ہے پانچویں بار اس نے یہ گواہی دی  
 کہ ہلال پر اللہ کی لعنت اگر وہ تہمت لگانے میں جھوٹ بولتا ہے ہر عورت کو کہا گیا اب تو گواہی دی چار بار  
 کہ ہلال جھوٹا ہے (مجھکو تہمت لگانے میں) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پانچویں بار فرمایا اور کھڑا  
 کر دیا اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب اور وہ کہہ آخرت کو کہہ کے مقابل ہیچ ہے اور یہ گواہی موجب ہے جو تجھے عذاب  
 دھب کر دیگی ہر ایک گھڑی تک ٹھہری ہی اور اس نے ارادہ کیا کہ اقرار کر ڈالے پھر بولی اللہ کی قسم میں اپنی  
 قوم کو (دانا کا اقرار کر کے) رسوا نہیں کرتی ہوں تو اس نے پانچویں بار میں کہا اس عورت پر خدا غضب اگر  
 ہلال سچا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کرا دی اور فیصلہ کیا کہ اس عورت کو  
 بیٹے کو باپ کی طرف نہ منسوب کیا جاویں اور نہ اس کے بیٹے کو حرام زادہ کہا جاوے (اور نہ اس عورت کو ٹی طعن  
 کرے) پھر جس نے اس عورت پر عیب لگایا یا اس کے بیٹے کو عیب کے نام سے بلایا تو اسکو حد پڑی اور فیصلہ

کیا کہ ہلال اسکو عدت میں دلی نزدیکی سیلے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہوئے طلاق ہوا اور نہ خاوند کے مرنے سے  
 اور فرمایا اگر یہ عورت مسخ رنگ کا بچہ بنے پلا ہو آخر شیدہ پنڈلیوں والا تو وہ ہلال کا بچہ ہے اور اگر  
 خاکستر گون ہو کہونگرلیے بالوں والا موٹا تازہ موٹی پنڈلیوں والا فراخ رانوں والا تو اس شخص کا بچہ  
 ہے جس کے ساتھ ہلال نے اپنی بی بی کو تمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میتھیں نہ کھاتی  
 تو میری لیا اور اسکے لیے ایک شان ہوتا یعنی میں اسکو حد لگاتا مگر یہ کہتے ہیں یہ وہ لڑکا مصر کا امیر ہوا  
 اور مان کی طرف منسوب ہوتا تھا اور کوئی اسکو باب کی طرف منسوب نہ کرتا رواہ ابیہام احمد ورواہ  
 ابوداؤد عن انس بن الحسن بن علی بن یزید بن ہارون یہ صحیحہ مختصراً اور صحیح میں محدث  
 کے شواہد موجود ہیں ابن عباس کہتے ہیں ہلال بن ابیہہ اپنی عورت کو حضرت کعب بن جراح نے کہتا تھا کہ یہ کیا حضرت نے  
 فرمایا (ای ہلال) گواہ لاؤ یا حد کماؤ اپنی بی بی پر تو ہلال نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بچہ دیکر بھیجا  
 میں اپنی بی بی کو تمت لگاؤ میں اسکا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور وہ چیز اتارے گا جو میری بی بی کو حد سے بچا لے گا  
 پھر جب تک اسے اور یہ آیتیں لائے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا مِنَ الصَّادِقِينَ تَمَّ  
 پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے فرغت پا کر ہلال اور اسکی بی بی کو بلا بھیجا پھر ہلال آیا اسانے  
 (چار) گواہ بیان دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے بیشک تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا  
 پھر تم دونوں میں سے کوئی تو بہ بھی کرتا ہے پھر عورت نے اُٹھ کر اچھا  
 گواہ بیان دین جب باپنجون گواہی دینے لگے تو لوگوں نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے  
 کٹا کر لیا اور باپنجون گواہی دینے سے روک لیا اور بولے گواہی تو (اللہ کے عذاب کو) جب کر دیگی  
 ابن عباس کہتے ہیں بہرگز گئے اور پیچھے ہٹی یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا اب اپنے قول سے رجوع کر لیں  
 پھر بولی میں تمام عمر کے لیے اپنی قوم کو رسوا نہیں کرتی (زنا کا اقرار کر کے) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے اس عورت کو دیکھتے رہو اگر بچہ ایسا جنے جسکی آنکھیں سر پہلی ہوں اور سانپ ہوٹی اور  
 پنڈ لیاں چوٹی تو یہ حمل شریک بن سکا کہے تو اس نے اسی مکرہ لغت پر ابجنا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ نہ ہوتا جو اللہ نے اتارا یعنی لعان کا حکم تو میرے لیے ایک بات  
 ہوتی رہے میں اسکو رحم کرتا رواہ البخاری وَاَقْرَبُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ مِنْ غَيْرِ  
 وَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ ابْنِ عَبَّاسٍ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس

حاضر ہو کر اپنی بی بی کو (زنا کا) عیب لگا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد کے اس عیب لگانے کو برا جاننا پہرہ  
 بابا عیب لگاتا رہا یہاں تک کہ یہ آیتیں (اترین وَالَّذِينَ يَدْعُونَ أَزْوَاجَهُمْ أَخْرَآتٍ تَكْ سُبْرَآتٍ  
 یہ دونوں آیتیں پڑھیں اور اس شخص کو جس نے بی بی کو عیب لگایا تھا اور اس کی بی بی کو بلا بھیجا (خبیہ آئی)  
 تو ان دونوں کو ہٹا کر فرمایا اللہ نے تمہاری حق میں حکم آتا رہا کہ اس پر مرد کو ہٹا کر اس پر لعان کا حکم ہے تو اس نے چار بار گواہی  
 دی کہ میں سچا ہوں یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منہ پر (ہاتھ) دیا اور اس کو نصیحت کی اور فرمایا ہر چیز  
 کا اٹالینا (وہ تازیانے ہی کیوں نہ ہوں) اللہ کی لعنت ہے بہت آسان ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے اس کو چوڑ دیا تو وہ بولا اس شخص پر اللہ کی لعنت اگر یہ جہاں ہے یہ عورت کو بلایا اور اس پر لعان کی آیتیں  
 پڑھیں تو اس نے چار بار گواہی دی کہ میرا خاوند مجھ کو زنا کا عیب لگانے میں جہاں ہے یہ اپنے حکم فرمایا تو لوگو کو  
 اس کو بند کیا یہ اس کو غلط فرمایا اور فرمایا مجھ پر ہر چیز اللہ کے غضب سے سہل اور آسان ہے یہ اس کو چوڑ دیا  
 تو وہ بولی سمورت پر اللہ کا غضب اگر یہ مرد سچا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار میں  
 تمہاری درمیان ایک حکم کروں گا جو (حق اور باطل کے درمیان) فاصل ہو گا ابن عباس کہتے ہیں یہ وہ  
 عورت جنی اور عینہ و یاسا بڑا لڑکا مدینہ میں جہاں کوئی نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ  
 حمل فلان کا ہے تو اسکے بچے کی صورت ہوگی اور اگر فلان کا ہے تو یہ صورت ہوگی یہ اس عورت کی اس شخص  
 کا سا بچہ جہاں کے ساتھ اس کو تہمت لگی تھی دَوَاهُ ابْنِ ابْنِ حَاتِمٍ سَعِيدٍ خَیْرِ بْنِ سَعِيدٍ ابْنِ سَعِيدٍ ابْنِ سَعِيدٍ  
 کی بابت پوچھا گیا کیا ان دونوں کے درمیان جدائی کی جاوے ..... یہ پر عینہ نہ جانا کہ میر  
 کیا جواب دونوں پر میں اپنے مقام سے اٹھ کر ابن عمر کے گھر گیا اور عینہ کے پاس اے ابوعبدالرحمن (عبداللہ بن  
 عمر) کی گیت ہے کیا تلامذین کے درمیان جدائی کیجاتی ہے تو ابن عمر بولے سبحان اللہ پہلے جس نے مسئلہ پوچھا وہ  
 فلان تھا فلان گھٹیا اور بولا یا رسول اللہ فرمائیے اگر کوئی مرد اپنی بی بی کو بدکاری کرتا دیکھے اگر وہ بولے تو  
 بڑی بات کو ساتھ بولے گا اور اگر چپ رہے تو بڑی بات چپ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ رہے اور اپنے  
 اس کو چھوچا ہنایا اسکے بعد یہ وہ شخص آیا اور بولا جو مسئلہ عینہ کے درمیان کیا میں اسکے ساتھ  
 آرمایا گیا تو اللہ نے یہ آیتیں سورہ نور میں آتا رین وَالَّذِينَ يَدْعُونَ أَزْوَاجَهُمْ أَخْرَآتٍ تَكْ سُبْرَآتٍ  
 (جب وہ دونوں لعان کرنے لگے) تو اپنے مرد سے ابتدا کیا اور اس کو نصیحت کی اور (اللہ) یاد دلایا (اس کو) اور  
 اس کو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کو عذاب سے بہت آسان ہے وہ مرد بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ



دیکر بھیجائے تو جو بٹ نہیں بولا پھر دوسری بار عورت کو دغلا گیا اور اسکو نصیحت کی اور کہو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے تو عورت بولی اس فرائض کی قسم جس نے انکو سچ دیکر بھیجا میرا غاوند جو نہا ہے (جھک جو حمت لگانے میں) ابن عمرؓ نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد سے گواہیاں لینے لگے اور اس نے چار بار تو یہ گواہی دی کہ یہ شخص (نہایت لگاؤ میں) سچا ہے اور پانچویں بار بولا اسکی لعنت اس شخص پر اگر یہ شخص جو نہا ہے پھر عورت کو گواہیاں لین تو اس نے چار بار یہ گواہی دی کہ یہ شخص جو نہا ہے اور پانچویں بار یہ کہا اس عورت پر اللہ کا غضب اگر یہ شخص سچا ہے پھر انکے درمیان جدائی کر دی ردّ اہل کلام امام احمد و ردّ اہل الشیخانی فی التفسیر میں حَدِیثُ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ ابْنِ سُلَیْمَانَ رَیَہُ وَآخِرُ حَاجَہُ فِی الصَّحِیحِ مِیْنِ حَدِیثِ سَعِیدِ بْنِ جُبَیْعٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعْدٍ کہتے ہیں ہم جمعہ کے دن بچلے پھر جہین بیٹو تھے تو ایک مرد انصار میں سے بولا ہم میں سے کوئی حبیبی بی بی کے ساتھ کسی (برائے) آدمی کو باہر نہ لے گیا کرے) اگر وہ (بیچارہ) اس مرد کو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالو گے اور اگر اس بات کو ظاہر کرے تو تم اسکو فوجیاں لگاؤ گے اور اگر چپے ہے تو ایک غصہ کی بات پر وہ چپ کر لگا بخدا اگر میں تندرست رہ کر صبح کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھوں گا عبد اللہ کہتے ہیں پھر اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی حبیبی بی بی کے پاس (ریگانہ) مرد یا پھر (تو وہ کیا کرے) اگر وہ (بیچارہ) اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالو گے (مخاص) میں اور اگر بے تو تم اسکو مار ڈالو گے اور اگر چپے ہے تو غصہ کی بات پر چپ ہے انہی تو فیصلہ کر عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں پھر لعان کی آیت نازل ہوئی عبد اللہ بن مسعود نے کہا پھر وہی شخص جس سے پہلے اس آیت میں پہنسا اِنَّہٗ یَا سِنَادُہٗ مُسْلِمٌ فَرَدَّ اَہٗ مِنْ حِلِّی عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مَعْرَانَ اَلَا عَمَّشَ یہ سہل بن سعد کہتے ہیں عومیر عاصم بن عدی کو پاس آیا اور بولا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو کیا اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنی بی بی کے پاس باہر سے اسکو مار ڈالے تو اس کے بدلے مارا جاوے گا یا اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے گا عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسئلہ پوچھنے بڑے جانے سہل بن سعد نے کہا پھر عومیر ملا اور بولا تو نے کیا کیا عاصم بولا میں نے تو کچھ نہیں کیا تو نے کوئی اجبی بات نہیں پوچھی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو اپنے ایسے مسائل پوچھا برا جاوے گا عومیر بولا بخدا میں خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاس جاؤں گا اور آپ سے یہ مسئلہ ضرور پوچھوں گا پھر عومیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاس آیا

اور آپ پر لعان کا حکم اتر چکا تھا سہل بن سعد کہتے ہیں بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر اور عویمر کی بی بی کو بلایا اور ان دونوں کے درمیان لعان کیا عویمر بولا اب اگر میں سہور کرتا لیکن یا رسول اللہ تو بیٹے جھوٹ بولا سہل بن سعد کہتے ہیں بہر عویمر نے اپنی بی بی کو جھوٹا کر دیا اس سے پہلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے حکم کرنے کو یہ فراق نکلا عینین کے درمیان سنت ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھتے رہو اگر بچہ جنے جو سیاہ گون ہو اور کالی آنکھوں والا اور موٹی سانون والا تو میں ہی خیال کرتا ہوں کہ عویمر سچا ہے اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے تمہی تو میں خیال کرتا ہوں کہ عویمر نے جھوٹ بولا بہر اس عورت نے مکر وہ کیفیت پر بچہ جنا لقاہ اِلَیْہَا مَا أَحْمَدُ وَآخِرُ حَاجَہِ لِیَ الْعِیْجَہِ وَفَقِیْہُ الْجَمَاعَۃُ اِلَّا التَّوْبَہُ دَرَدَہُ الْجَنَادِیُّ اَیْضًا مِنْ طُرُقِ عَنِ الشُّہْرِیِّ یہ بخاری کے لفظ زہری کے طریق سے یہ ہیں کہ سہل بن سعد نے کہا ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اگر ایک مرد اپنی بی بی کے ساتھ کسیکو یا بیوے کیا اسکو مار دیوے بہر تم اسکو مار دو گے (اسکے قصاص میں) یا کیا صورت کرے تو اللہ نے اس میان بی بی کے حق میں لعان کا حکم اُتار اجماع قرآن مجید میں مذکور ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے فیصلہ کیا تیرے اور تیری بی بی کے حق میں سہل بن سعد کہتے ہیں پھر انہوں نے آپس میں لعان کیا اور میں اس وقت موجود تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس بہر اس شخص نے بی بی کو جھوٹا کر دیا اور یہ طریق پتھر گیا کہ دو لعان کرنا واللہ کو درمیان جدائی کی جادو اور وہ عورت حامل تھی تو سہر مرد نے اسکے حمل کا انکار کیا بہر اسکا بیٹا مان ہی کھڑا منسوب ہوتا تھا بہر میراث میں یہ سنت جاری ہو گئی کہ طاعنہ کا بیٹا طاعنہ کا وارث ہو اور طاعنہ اپنے بیٹے کی وارث ہو جو اللہ تعالیٰ نے اسکی دھڑل سقر فرمایا حدیفہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای ابو بکر اگر تو امردمان (جو تیری بی بی ہے) کے پاس کسی مرد (اجنبی) کو یا دیو تو تو کیا کرے ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ میں برائی کروں اس مرد کے ساتھ فرما بہر تو اسے عمر اگر اپنی بی بی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے (عمر نے کہا بخدا میں (بھی) اس مرد کے ساتھ برائی کروں اور ساتھ ہی یہی کہتا ہوں کہ اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو اسکے ساتھ برائی کرے اگر اسے یہ کہ جنیت (ادیوت) ہے حدیفہ نے کہا بہر تری بہر آیت وَالَّذِیْنَ یُرِیْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَکَلِمَکُنْ لَعْنَةُ شَہِکُمْ اِلَّا اَنْفُسُہُمْ دَرَدَہُ الْحَافِظُ ابُو بَکْرٍ الْبَزَارُ بہر کہا ہم کسیکو نہیں جانتے جس نے اُحدیث کو مست بیان کیا پھر بن شہیل کے سوا ابوس بن اسحاق کو بہر حافظ ابو بکر نے اُحدیث کو روایت کیا فوری سے اس نے ابو اسحاق

اس نے زید بن کثیر سے مرسلہ واسطہ علم انس بن مالک کثیر بن اسلام بن بلاشبہ بلال لعان یہ تھا کہ شریک سحاک کے بیٹے کو ہلال بن امیہ نے زنا کا عیب لگایا اپنی بی بی کے ساتھ اور اس مقدمہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار گناہ لاؤ ورنہ اپنی بیٹہ پر حد کاؤ ہلال بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں اور بلاشبہ آپ پر وہ آیتیں اناری گا جو میری بیٹہ کو حد سے چڑھائیں گی تو اللہ نے لعان کی آیت اناری قال الذین یؤمنون اگر دیکھو آخر تک انس بن مالک کہتے ہیں بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلال کو بلایا اور فرمایا تو گواہی دو اے ہلال کہ تو سچا ہے اس عیب لگانے میں جو تو نے اپنی بی بی کو لگایا ہے تو ہلال نے چار گواہی دیں (کہ میں اپنی بی بی کو عیب لگاؤ نہیں) سچا ہوں بہر پانچویں بار فرمایا اور اللہ کی لعنت تجھ پر اگر تو اپنی بی بی کو زنا کے عیب لگانے میں جو تھا ہے تو ہلال نے کہا ہلال پر اللہ کی لعنت اگر ہلال نے اپنی بی بی کو زنا کی تہمت جھوٹی لگائی ہے بہر ہلال کی بی بی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا اٹھ اور گواہی دو کہ ہلال بلاشبہ جو تھا ہے مجھ کو زنا کی تہمت لگا نہیں بہر عورت نے استعول کے ساتھ چار گواہیاں دیں بہر پانچویں بار فرمایا اور خدا کا عہد تجھ پر اگر ہلال تجھ کو زنا کا عیب لگاؤ نہیں سچا ہے انس نے کہا جوتی گواہی میں یا پانچویں گواہی میں عورت ذرا تھیر گئی یہاں تک کہ لوگوں نے خیال کیا کہ اب اقرار کرتی ہے بہر بولی میں اپنے لوگوں کو ~~خوار~~ خوار میں نہیں ڈالتی اور بات کو پورا کر دیا بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کر دی اور فرمایا دیکھتے رہو اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جسک گنگریلے بال ہوں (اور) پند لیان جھوٹی تو شریک بن سحاک ہو گا اور اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جو سفید رنگ ہو اور سید بال والا اور سکی جھوٹی انکھیں ہوں تو ہلال بن امیہ کا لڑکا ہو گا تو اہل کے ہاں ایسا بچہ پیدا ہوا جسکے بال گنگریلے تھے اور پند لیان جھوٹی تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ان دونوں کو حق میں اللہ تعالیٰ لعان کا حکم نہ آتا تو میرے اور اسکے دہطر ایک حال ہوتا (یعنی میں اس عورت کو سنگسار کرتا مانتے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ازواج جمع ہے زوج کے معنی میں زوجہ کی کیونکہ ناکاذت کرنا زوجہ سے انفع ہے اسکے اثبات کو مگر فرائض میں اور ازواج کو مستفید نہیں کیا محسنات کے ساتھ سیلے کہ لعان تو محسنہ اور غیر محسنہ سب کے قذف میں مشروء ہے البتہ اتنا فرق ہو کہ اگر محسنہ کو عیب لگایا جاوے تو لعان زوج سے حد کو ساقط کر دیتا ہے اور اگر غیر محسنہ کو عیب لگایا جاوے تو لغزیر کو گرا دیتا ہے اور غیر محسنہ وہ عورت ہے جو ذمیہ ہو یا نوٹدی ہو یا بہت جھوٹی ہو لیکن دلی کی

برداشت کر سکتی ہو مخلقات اس غیر کے قذف کو جو وحی کی برداشت نہ کر اسکے اور مخلقات اس بڑی عتد کے قذف کو جس کا زنا گواہوں کے ساتھ ثابت ہوا ہو یا اسکے اقرار کے ساتھ کیونکہ واجب اندون کے قذف میں تو یہ ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے اپنی بی بیوں کو زنا کا عیب لگایا جیسے ہلال بن امیہ اور عویمر عمالی اور عاصم بن عدی اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ وَلَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَبَرٌ لَّکُمْ لِكُلِّ اُمرٍ مِّنْهُمْ مَا اُكْتُسِبَ مِنْ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلَّى کِبْرًا مِنْهُ مُّحَدَّثَاتٌ عَصَابٌ عَصِیْمٌ جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان نہیں ہیں ایک جماعت میں ہم اس کو سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہاری حق میں ہر آدمی کو ان میں سے پوچھتا ہے قبا کا یا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجہ اس کو بڑی ماری ہے **ف** یہ جو فرمایا بلکہ بہتر ہے تمہاری حق میں یہ اس واسطے کہ امیر کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور یہ جو فرمایا ہر آدمی کو پوچھتا ہے قبا کا یا گناہ تو اس سے یہ مطلب کہ بعض خوشیان کر کے کہتے بعضے انوس کر کے بعضے جہیز کر مجلس میں جرجا اٹھا دیتے آپ جیکے سا کرتے بعض سنکر نال میں چپ رہ جاتے اور بعض صاف جھٹکا دیتے ان پھیلوں کو پسند کیا اور سب کچھ تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجہ اٹھانے والا عبد بن ابی تھا منافقوں کا سردار انتہے مانے موضع القرآن **ف** حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ اٹھارہ آیتیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں اتریں جب اہل افک البہتان نے منافقوں میں سوا آپ کے حق میں ایک محض جھوٹ طوفان کٹھڑا کیا جس میں ام المؤمنین اور اپنے پیغمبر صلوٰۃ اللہ وسلم علیہ کے لیے غیرت کی اور ام المؤمنین کی برارت کو اتارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت کی صیانت اور بچاؤ کے لیے اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ جماعت مراد ہے اور غرض یہ ہے کہ طوفان کٹھڑا کرنے والے ایک یا دو نہیں ہیں بلکہ ایک جماعت ہے تو ان میں سے مقدم اور پیشرو اور بڑ بڑ بات کر نیا والا اور بڑا بوجہ اٹھانے والا عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا منافقوں کا سردار کیونکہ اسی نے اس بات کو بنایا اور پہلایا یہاں تک کہ بعض مسلمانوں کو ذہنوں میں اس بات نے ٹھکانا پکڑا اور مسلمان بھی یہ بات آپس میں کرنے لگے اور دوسروں نے اس بات کا آپس میں کرایا جائز رکھا اور یہ جرجا ایک ماہ کو قریب تک رہا یہاں تک کہ قرآن اتر ازہری کہتے ہیں مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو بیان کے حق میں طوفان والوں نے طومار اٹھایا جو اٹھایا اور ام المؤمنین کو

اللہ تعالیٰ نے پاک کیا انکے بہتان سوز نہری کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے حج کو حدیث انک کا ایک ایک  
 ٹکڑا سنا یا لیکن بعض کو بعض سے حدیث زیادہ یاد تھی اور بعض نے دوسرے بعض سے حدیث کو زیادہ ناست کیا  
 ہوا تھا اور میں نے ہر ایک سے وہ حدیث کا ٹکڑا یاد کر لیا جو اس نے سیکر سامنے بیان کیا اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو  
 سچا کرتی ہے ان سب نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سی سفر کے لیے جانیکا ارادہ کرتے تو انجی  
 عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر آپ کے ازواج میں سے جسکے نام کا قرعہ نکلتا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم ساتھ لیجاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے  
 درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں لیجانے کے لیے پھر اس میں میرے نام کا قرعہ نکلا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے ساتھ نکل کر اور ہودت حجاب کا حکم اتر چکا تھا تو مجھ کو ہودج ہی میں اٹھا کر اونٹ پر سوار کر لیتے  
 اور ہودج سمیت مجھ کو اونٹ سوار لیتے پھر پہننے سیر کیا بیان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی  
 جہاد سو فاع ہوئے پھر لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب آئی ایک رات اپنے رات کو کوچ کے لیے اجازت  
 دی پھر میں چلی رہا پانچا نہ کے لیے (بیان تک کہ لشکر سے پار ہو گئی جب منبر اپنی حاجت کو پورا کر لیا اور  
 میں اپنے سواری کے پاس آئی اور میں نے چھاتی پر ہاتھ لگایا تو ناگمان میرا بار جو جوع ظفار کا  
 تہادہ ٹوٹ کر گر گیا تھا پھر میں لوٹی اور میں نے اسکو ڈھونڈا ہوا دھان مجھ کو ڈھونڈنے میں دیر ہو گئی  
 اور وہ لوگ جو میرے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا کرتے تھے وہ آئے اور انہوں نے ہودج کو میرا اونٹ  
 پر رکھ لیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور انہوں نے خیال کیا کہ عائشہ ہودج ہی میں  
 ہوگی عائشہ نہ کہتی ہیں اور عورتوں کا بوجہ ہودت بہت ہلکا تھا اگر انبار نہیں ہوئی تھیں اور نہ انکو  
 گوشت ڈھانکا تھا اسکا کھانا کھاتین اور ہودج کے اٹا نیوالوں نے ہودج کے ہلکا پن کو معلوم  
 نہ کیا بیان تک کہ انہوں نے اگر ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر لا دیا اور میں ذخیر لڑکی تھی اور انہوں نے  
 اونٹ کو اٹھا لیا اور چلے گئے اور میں نے پایا ہار لشکر کے چلے جانے کے بعد اور میں آئی اپنی منزل  
 میں اور وہاں کوئی آدمی باقی نہ تھا نہ کوئی بلا نیوالا اور نہ کوئی جواب دین والا تو میں نے قصد کیا اتر  
 جگہ کا جہان میرا مقام تھا اور میں نے خیال کیا کہ لوگ عنقریب مجھ کو مفقود یا کر میرے پاس لوٹیں گے  
 مجھے بیٹھے بیٹھے جو غنیمت نے غلبہ کیا تو میں سو گئی اور صفوان بن سہل سلمیٰ ذکوانی وہ لشکر کے

چلے جانے کو بعد وہاں رہا اس سویر موجود کیا تو اسکو انسان کا وجود نظر آیا پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے  
 پہچان لیا جب اوس نے مجھ کو دیکھا اور امانتہ پڑھا اور میں اس کے امانتہ پڑھنے کے ساتھ جاگ  
 اٹھے اور میں نے اپنا سونہہ ڈھانک لیا اپنے چادر کے ساتھ اس کی قسم اس ریحاری نے میرے ساتھ کوئی بات  
 نہیں کی اور نہ میں نے اس سے اس کے امانتہ کہنے کے سوا کوئی اور بات سنی جب اس نے اونٹ کو بٹھایا پھر اس  
 سواری کے ہاتھ پر پاؤں رکھا (تاکہ اٹھے نہیں) اور میں سپر سوار ہو گئی پھر وہ سواری پر مجھ کو سوار کر کے  
 لشکر میں لے آیا دو پہر کی وقت پھر روسیاہ کیا جس نے روسیاہ کیا میری شان میں اور ان میں ہر جس نے بڑا  
 بوجھ اٹھا یادہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور میں مدینہ میں آکر بیمار ہو گئی ایک ماہ تک اور لوگ بھی چرچا کر رہے  
 تھے جاہل انکے اور آیا اور مجھ کو کچھ معلوم نہ تھا اور مجھے شک میں ڈالتی تھی یہ بات کہ میں حضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ مہربانی نہ دیکھتی جو میں اس سے آگے بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی اور تو کچھ  
 نہ تھا صرف یہی بات تھی کہ حضرت آؤ گے میں اور السلام علیکم فرماتے اور کہتے ہکا کیا حال ہے پھر یہی بات مجھ کو  
 شک میں ڈالتی تھی لیکن مجھ کو یہ شرارت معلوم نہ تھی یہاں تک کہ میں نقاہت کو بعد حاجت کو واسطے رات کو  
 نکلی اور میرے ساتھ سطح کی مان بھی نکلی تھیون کی طرف اور وہاں جا کر ہم حاجت پوری کر تین اور ہم رات  
 رات ہی ضرورت کے لیے باہر جاتین اور یہ ہر وقت کی بات ہے جب گہروں کے قریب پہنچتے تھے نہیں بنے تھے  
 اور ہماری عادت ویسی ہی تھی جیسے عرب کے پہلے لوگوں کی عورتوں کے ہاتھ نہ کے واسطے باہر جانے میں عادت  
 تھی اور گہروں میں پہنچنا نہ بنانے سے ہلکے تکلیف معلوم ہوتی تھی پھر میں اور سطح کی مان جو ابورہم بن مطلب  
 بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو بیٹی تھی باہر نکلتیں اور سطح کی مان مخضر بن عامر کی لڑکی تھی جو ابوبکر (میر  
 والد ماجد) کی خالہ تھیں اور ام سطح کی بیٹی کا نام سطح تھا جو امانتہ میں عباد بن عبدالمطلب کا بیٹا تھا جب تک  
 سے فارغ ہو چکین تو میں اور ام سطح ہم گہروں کی طرف لوٹیں اور سطح کی والدہ گریزی اپنی چادر میں اڑ کر اور  
 بولی سطح ہلاک ہووے میں نہ کہنا تو نے بڑا کلمہ بولا کیا تو اس مرد کو بڑا کنتی ہے جو بدر میں حاضر ہوا وہ بولی رہی  
 یہوئی تو نے نہیں سنا سطح نے کیا کہا پھر میں نے کہا پھر اوس نے کیا کہا تو ام سطح نے مجھ کو طوفانی لون کی بات سنائی پھر میں تو  
 زیادہ بیمار پڑ گئی جب گہروں میں پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سلام مکہ فرمایا کیا حال  
 ہے تو میں نے عرض کی کیا آپ اعانت دیتے ہیں کہ میں مانا پ کر پاس چلی جاؤں عائشہ کہتی ہیں اور میرا  
 ہر وقت ارادہ یہ تھا کہ میں مان باپ کو اس بات کا پختہ ہونا چاہوں گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جھکوا اجازت فرمائی پھر مین اپنو مان باپ کے پاس آئی اور مین نے اپنی ماں کو کہا امان جان لوگ کیا باتیں کرتے ہیں تو وہ بولیں مینا تو غم کیوں کہانی ہے بھجدا یہ بات تو اکثر ہوتی ہے کہ اگر کسی مرد کو اس خوبصورت عورت ہو اور اس کی سونکین بھی ہوں تو وہ خاوند کو سحور تک صبر کرنے کے لیے باتیں بنایا کرتین مین مینے کہا سبحان اللہ اور لوگوں نے یہ بات بنائی ہے عائشہ کہتی ہیں پھر مین اس بات روتی رہی صبح تک میرا آنسو خشک ہوتا تھا اور مینے دم بہر نیند لی پھر مینے روتی ہوئے صبح کی عائشہ کہتی ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابیطالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا حبیبی نے دیر کی اسنے دریافت کرتے تھے اور میری دعا کرنے میں اسنے مشورہ لیتے تھے عائشہ کہتی ہیں پھر بچا رہے اسانے تو میری برارت بیان کی جو اسکو میری بابت معلوم نہی اور اسکو ہمارے گہرائے محبت ہی تھی اسانے بولا یا رسول اللہ عائشہ صدیقہؓ اکیلی بی بی ہے اور ہم تو جہان تک سمجھتی ہیں وہ نیکو کار ہے اور ہر امیر المؤمنین حضرت علیؓ علیہ السلام تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ آپ پر کچھ تنگی نہیں ہے اور اسکے سوا بہت عورتیں مین اور اگر آپ بریرہؓ کو دریافت کریں گے تو وہ سچ کھدیگی عائشہ صدیقہؓ نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہؓ کو طلب کیا اور فرمایا اے بریرہؓ کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو ہر سے تو عائشہؓ کی بابت کچھ تنگ کریں تو بریرہؓ بولی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ دیکر بھیجا اگر مین اس پر کوئی شب و دیکھتی تو کہیں اسکو چپا نہ رکھتی صرف اتنی بات ہو کہ وہ خوشی لڑکی ہے اپنا آٹا چوڑ کر سوجاتی ہے اور بکری اگر اسکو کھا جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسدن لٹھے اور عبداللہ بن ابی بن سلولؓ کی بات غلط نہی کی اور فرمایا منیر پر پڑے ہو کر اسے سلانوں کوں معذور رکھتا چھو اس شخص کی پٹ جو مجھکو میری بی بی کے حق میں ایذا دی رہا ہے اور وہ ایسے مرد کا نام لیتے ہیں جس سے مینے بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانا اندکبھی میرے گھر مین نہیں آیا مگر میرے ساتھ تو اٹھے سعد بن معاذؓ الضاری رضی اللہ عنہ اور بولے مین آپ کو معذور رکھتا ہوں اس قبیلہ سے اگر وہ قبیلہ اؤس سے ہو تو ہم اسکی گردن انار دیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں کے قبیلہ خزرج سے ہو گا تو آپ ہمو ارشاد فرمائیے ہم آپ کے ارشاد پر عمل کریں گے پھر سعد بن عبادہؓ اٹھ اور وہ خزرج کے سردار تھے اندنیک بخت آدمی تھے لیکن اسوقت انکو اپنی قوم کی حمایت نے پتھر مین ڈال دیا اور بولے تو نے جھوٹ بولا اے سعد بن معاذؓ اسکی قسم تو خزرجی کو قتل نہ کرے گا اور نہ تو اسکو مار سکتا ہے اور اگر وہ تیرے قبیلہ سے ہو گا تو تو اسکا مارنا نہ چاہے گا پھر اسید بن حضیرؓ لٹھے اور وہ سعد بن معاذؓ کے چھاندا تھے اور سعد بن عبادہؓ کو خطاب کر کے فرمایا اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہم ضرور اسکو مار ڈالیں گے تو تو دغا باز ہے دغا بازوں کی عیافت ہو کر



جسکو تمہارے بہادر اور فوج اٹھے اور لڑائی کے لیے طیار ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے اور آپ  
 منبر پر سے اتر کر انکو چپ کر کے رہی بیان تک کہ انکو کچل سکوت کی اور سکوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت نشہ نہ کیا  
 اور میں اسدن بھی روتی رہی میرا آنسو خشک نہ ہوتا تھا اور نہ میں سولی تھی اور میرے ماننا پہ خیال کرتے تھے  
 کہ رونامیرے جگر کو کاٹ دیگا بہرہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں انصار کی ایک  
 عورت نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی تو میں نے اسکو اجازت دی پہر وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ روتی رہی ہم  
 اسی حال میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری اوپر داخل ہوئے اور جب یہ لوگوں نے جوجھا کیا تھا آپ  
 میرے پاس نہیں بیٹھتے تھے اور ایک مہینہ گزر گیا تھا کہ آپ کی طرف میری بابت کچھ حکم نہ اترتا تھا بہر حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے اس کے ایک ہونے کی گواہی دی اور گواہی دی اپنی رسالت کی بہر فرمایا اے ابعد ای حالت مجھ کو تجھ سے  
 یہ بات پوچھی ہے اگر تو اس سے بُری ہے تو مجھ کو عنقریب اس پر لایگا اور اگر تو گناہ کے ساتھ آلودہ ہو گئی ہے تو  
 اس سے معافی مانگ اور اسکی طرف توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ کرنا ہے تو اسے تعالیٰ اسکو  
 توبہ کو منظور کر لیتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات کو پورا کر لیا تو میری آنسو بند ہو گئی یہاں تک کہ  
 میں ایک قطرہ گرا بھی معلوم نہ کرتی تو میں نے کہا اپنے باپ سے آپ میری طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب  
 دین تو ابو بکر بڑے اس کی قسم میں نہیں جانتا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دوں پہر بننے اپنی ماں  
 سے کہا تو جواب دے میرے طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو انہوں نے بھی ہی فرمایا بخدا میں نہیں جانتی  
 میں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دوں تو میں نے کہا اور میں تو خیر شکر کی تھی میں نے کچھ بہت سنا دیا  
 نہیں پڑا تھا بخدا میں نے جان لیا کہ تم نے یہ بات سنی یہاں تک کہ یہ بات تمہاری جہول  
 میں جم گئی اور تم نے اسکو سچا جانا بہر اگر میں برات بیان کروں اور اسے تو جانتا ہی ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری  
 تصدیق نہ کرو گے اور اگر میں اس امر کا اقرار کروں حالانکہ اس امر سے میرا بری ہونا اس کو معلوم ہے تو تم میرے  
 اقرار کی تصدیق نہ کرو گے بہر بخدا میں نہیں جانتی کوئی مثال اپنے لیے اور تمہارے لیے مگر جیسے یوسف علیہ  
 السلام کے باپ (یعقوب) علیہ السلام نے فرمایا کھڑے جینیل وَاَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ میں نے  
 بہر سبب اچھی چیز ہے اور اسے مددگار ہے بہر جو تم بیان کرنے ہو بہر دہان سے ہٹ کر اپنے بھائی پر لپٹ رہی  
 اور میں بخدا اس وقت جانتی تھی کہ میں اس نعمت سے پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پاک کرے گا بہر سبب میرے  
 بری ہونے کے وکن مجھ کو یہ خیال نہ تھا کہ میرے حق میں قرآن اترے گا اور اسکو لوگ پڑھا کرین گے اور میں

اپنی حالت کو اس بہت حقیر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری بابت کوئی حکم اتار دے اور اسکو لوگ بڑا کرین اور مجھ کو تو یہ خیال تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں میری بابت معلوم ہو جاوے گی پھر نجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملے اپنی مجلس سے اور نہ گھر والوں کو کوئی باہر گیا بیان تک کہ اللہ نے اپنے پیغمبر پر وحی انامی پھر آپ کو وہ گرمی ہونے لگی جو وحی کے نازل ہونے کے وقت ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ آپ کے مبارک چہرہ سے سوتیوں کی طرح قطرے گرنے لگے پسینے کے اور وہ سوئی کا دن تھا اسقول کی سختی سے جواب پڑا ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فزع ہوئے اور آپ نہیں ہے تھے پھر پہلا کلمہ جواب نے مونہ سے نکالا یہ تھا کہ فرمایا خوش ہولے عائشہ! اللہ عزوجل نے تجھے پاک کر دیا میری مان بولی اڈا اے بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو بیٹے کما میں تو نجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہ اٹھوں گی اور میں اب عزوجل کے سوا کسی اور کی تعریف نہ کر دوں گی اسہی نے میری پاکی اور برات نازل فرمائی ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے اور وہ خرچ کیا کرتے تھے سطح بن امانہ پر سبب اسکی رشتہ داری کے اور اس کے محتاج ہونے کو بخدا میں اس پر اب خرچ نہ کروں گا اس کے پیچھے کہ اس نے عائشہ کے حق میں برا بولا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انامی قَا کَا یَا تٰلِ اُولَ الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعٰۃ اِنْ یُّوْتُوْا اُولٰی الْفَضْلِ مِّنْ سَعٰۃٍ فَاُولَٰئِکَ یُحِبُّوْنَ مَا یُکْفٰیہُمْ اُوْرَۃٌ مِّنْ کَمَا دِیْنِ ثُبٰۤی وَاِلٰے فَمِنْ اِنْد کثا لیش وَاِلٰے اس کے کہ دیوین مانتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے معاف کرین اور درگزر کرین کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تو ابو بکر بولے کیوں نہیں بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو معاف کرے پھر سطح کو وہی خرچ دینے لگے جو سکودیا کرتے تھے اور فرمایا بخدا میں کہی اس خرچ کو ان سے بند نہ کر دنگا عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میری بابت پوچھتے اور فرماتے اگر زینب تو عائشہ کو کیسی جانتی ہے یا تو نے کہی کچھ دیکھا ہے تو وہ کہتی ہا رسول اللہ میں بچا پی ہوں اپنی کان اور اپنی انگلیں رکھ کر میں سم کے لہر دو چیز ثابت کروں جو انہوں نے نہیں سنی اور انکھوں کے لیے وہ چیز جو انہوں نے نہیں دیکھی (بجدا میں تو نہیں جانتی عائشہ کے حق میں مگر بھلائی عائشہ کہتی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں میں بھی زینب میرا مقابلہ کیا کرتی تھی اس لیے کہ اسکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آسمانوں میں اللہ عزوجل نے کر دیا جبکہ مذکور سورہ خراب میں ہر اللہ کے قول وَذَرَجَتْکَآ مِیْنِہٖ سَکَرًا اللہ تعالیٰ نے اس کے تقویٰ کی وجہ سے بچا لیا اور نہ اس کے مجھ کو متہ کرنے کا یہ

خوب موقعہ تھا) اور حسنہ بنت جحش اسکی بہن زینب کے لیے لڑائی کرنی رہی (دھو فغان والوں میں مٹر یک ہو گئی  
 اپنی بہن زینب کی خاطر کہ عائشہ میری بہن کی سوکن ہے کس طرح عائشہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نہ  
 رہی) اور وہ بھی ہلاک ہو گئی ان میں جنہوں نے اپنا روباہ کیا کہا ابن شہاب نے بہرہ وہ خیر ہے جو ہم کو پچھڑ  
 طوفان والوں کو امر سے رواہ اَلَا مَامُ أَحْمَدُ دَاخِرَجَہُ الْجَارِی وَ سَلِمَ مِنْ خَدِیثِ الزُّهْرِی  
 وَ هَکَذَا رَوَاهُ أَبُو نُحَاقٍ عَنِ الزُّهْرِی کَذَلِكَ قَالَ وَ حَدَّثَنِي یَحْیٰی بْنُ عَمَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 الزُّبَیْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو  
 الْبَزْجَنِيِّ أَنَّ نَصَارِيَّ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا تَقَدَّمَ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا بَخَارِی نے کہا اور کہا ابو  
 اسامہ نے مشام بن عروہ کو روایت کر کے اس نے کہا مجھکو میرے باپ عروہ نے خبر دی حضرت عائشہ سے کہا  
 ام المؤمنین سے جب چرچا ہوا میری بابت جو چرچا ہوا اور مجھے معلوم نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے  
 حق میں خطبہ سنا یا پہلے امیر کے ایک ہونیکے شہادت اور اپنی رسالت کی شہادت بیان کی پھر امیر کی تعریف  
 کی اور پھر شاکی جیسے اسکے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد مشورہ دو مجھکو ان لوگوں کی بابت جنہوں میرے گمراہوں  
 کو عیب لگایا زنا کا امیر کی قسم میں انہیں معلوم کی اُن سے کوئی برائی اور انہوں نے عیب لگایا میرے گمراہوں  
 کو اس شخص (صفوان بن معطل سلمیٰ ذکواتی) کے ساتھ جس میں مجھ کو کوئی برائی معلوم نہیں ہے اور وہ کہی  
 میرے گمراہ میں نہیں آیا مگر اس وقت جب میں گمراہ میں موجود ہوتا ہوں اور جب میں سفر میں جاتا ہوں (تو وہ  
 کہی میرے پیچھے نہیں رہتا) میرے ساتھ ہی جاتا ہے تو سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور بولے یا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اجازت دیجیے میں طوفان والوں کی گردنیں اُٹا دوں تو ایک مرد خزیج کے قبیلے سے  
 اٹھا اور حسان بن ثابت کی ان خزیج میں سے تھی وہ بولا تو نے جھوٹ بولا خبردار اگر وہ لوگ اُس میں سے  
 ہونگے تو تیری طبیعت کہی اُنکے مارنیکو نہ چاہے گی یہاں تک کہ اُس اور خزیج تو مسجد میں لڑائی کو طیار ہو  
 عائشہ کہتی ہیں اور مجھے کوئی خبر نہ تھی جب اسدن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض ضرورت (یا پچانہ) کے لیے  
 باہر نکل اور میرے ساتھ سطح کی والدہ بھی تھی تو وہ گر پڑی اور بولی سطح ہلاک ہو مینے کہا امان جان تم اپنی  
 بیٹے کو کیوں بُرا کہتی ہو تو وہ چپ رہی پھر دوسری بار گر پڑی اور بولی سطح خواب ہو دے مینے کہا اما جان  
 تو بیٹے کو بُرا کہتی ہے دوسری بار گر پڑی اور بولی سطح ہلاک ہو دے تو مینے اسکو ڈانٹا تو وہ بولی اسکو  
 بُرا نہیں کہتی مگر تیرے ہی لیے تو میں نے کہا میرے کس حال میں تو اس نے میرے اُگے اہل انک کی

حدیث سنائی سینے کما اور لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اُمّ سلمہ بولی ہاں امہ کی قسم پہرین گھر کو لوٹی گویا میں جس کام کے لیے نکل تھی وہ مجھے حاجت ہی نہ رہی نہ تنہوری اور نہ بہت اور مجھ کو بخار ہو گیا اور میرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ مجھے میرے باپ کے گھر بھیج دیجیے تو آپ نے میرے ساتھ لڑکا بھیجا اور میں اگلی باب کے گھر میں پہرینے پایا ام رومان کو نیچے اور ابو بکرؓ اوپر بالا خانے میں تھے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو ام رومان بولی تو کیوں آئی اس نے بیٹی اور میں نے اسکو خبر دی اور وہ بات بیان کی اور اسکو بھی ابھی تک پوری طرح بات معلوم نہ تھی تو ام رومان بولی اسے بیٹی تو اس بات کو اپنے اور بھلاکار امہ کی قسم ایسا بہت ہوتا ہے کہ جس مرد کے نکاح میں جو بصورت عورت ہوتی ہے اور وہ اسکو ساتھ محبت کرتا ہے تو اسکی دوسری بیبیاں (جو اس عورت کی سو کنین ہوتی ہیں) اسکے ساتھ حسد کیا کرتی ہیں اور بہتان بھی لگادیتی ہیں اور ابو بکرؓ کو بھی افسردہ خبر نہ ہوئی تھی جب قدر مجھ کو ہوئی میں نے کما میرا باپ کو بھی یہ بات معلوم ہے اس نے کہا ہاں میں نے کما اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی معلوم ہے پہرین تو آنسو بہا کر لگی اور روئے لگی اور ابو بکرؓ نے میرا آواز سُن لیا اور آپ گھر کے اوپر قرآن مجید پڑھ رہے تھے پہر اترا آئے اور فرمایا میری ماں کو یہ کیوں روتی ہے میری ماں بولی اسکو وہ بات پوچھنا ہے جو لوگوں نے اسکی بابت چرچا کیا تو میرے باپ کی آنسو بہنے لگے امہ اسنے رضی ہووے اور فرمایا میں تجھے پر قسم ڈالتا ہوں اے بیٹی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں چلی جا پہرین لوٹ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں آئے ہوئے تھے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری خادم (بربرہ) سے پوچھا تو وہ بولی نہ امہ کی قسم میں تو اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی ہاں اتنی بات ہے کہ یہ سوچا جاتی ہے اور بکری اگر آتا کما جاتی ہے اور بعض اصحاب (حضرت امیر المؤمنین علیؓ) نے اسکو جبر کا کہ تو سچ بول اور غلطی کرانے لگے اس سے بات میں تو وہ بولی سبحان امہ امہ کی قسم مجھے تو سکا حال ایسا معلوم ہے جیسے سنار سرخ سونے کی ڈبیا کو پہچان لیتا ہے (اس میں تو کوئی عیب نہیں ہے) اور یہ بات اس شخص کو بھی پہونچی جسکو ساتھ لوگوں نے مجھ کو عیب لگایا تو وہ بولا سبحان امہ امہ کی قسم میں تو کسی پر ایسی عورت کا کر دہ نہیں کہولا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو وہ شہید ہوا امہ کی راہ میں پہر صبح کی وقت میری ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس ہی ہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے عصر کی نماز پڑھ کر اور میرے داہنے اور بائیں میری ماں باپ بیٹھو تھے پہر اپنے امہ کی تعریف کی اور

اس پر تانگی پہ فرمایا اما بعد اسے عائشہؓ اگر تو نے کی ہے برائی یا تو نے بڑا اضافی کی ہے تو تو تو بہر کہ اس کے طہارت کیونکہ اس  
 اپنے بندوں کی تو بہ نظر فرماتا ہے عائشہؓ نے کہا اور انصار کی ایک عورت اگر دروازہ میں بیٹھی تھی تو بیٹھنے کہا آپ  
 اس عورت سے شرم نہیں فرماتے یہ جا کر بیان کر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط فرمایا اور میرے باپ کی  
 طرف التفات فرمایا اور بیٹھنے کہا اپنی باپ سے آپ جواب دیجئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بولے  
 بہر میں کیا کہوں بہر میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا تو بیٹھنے کہا اتان تو ہی حضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دے وہ بولی میں کیا کہوں جب میرا ماں اپنے کچھ جوائے یا بیٹو اس کی وحدانیت اور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اور تعریف کی اس کی اور شاکی اس کی جیسے وہ لائق ہے  
 بہر بیٹھنے کہا اما بعد بہر اس کی قسم اگر میں تم کو کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اسے گواہ ہے کہ میں سچی ہوں  
 تو یہ میرا گنا کچھ تمہاری نزدیک کار آمد نہیں ہے شے اس بات کا چرچا کیا اور تمہاری دونوں میں یہ بات راج گئی اور  
 اگر میں کہوں کہ میں نے یہ کلام کیا ہے اور حالانکہ اللہ جانتا ہے میں نے یہ کام نہیں کیا تو تم کو کہو گے اس نے اقرار کر لیا  
 اور میں قسم اس کی نہیں پاتی اپنی اور تمہاری مثال مگر ابو یوسف کی طرح حبس نے کہا کَھَبْرٌ جَبِيلٌ وَاللّٰهُ  
 الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ اور یعقوب علیہ السلام کے نام کو بیٹھنے سچا تو سہی لیکن مجھ کو ہوقت یا نہ آیا بیٹھنے  
 کہا مگر یوسف کی طرح اور اللہ تعالیٰ نے ہیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی بہر جب ہو گیا بہر  
 جب آپ اس حالت سے بہرے اور مجھے خوشی آپ کے مبارک چہرے میں معلوم ہو رہی تھی اور آپ پوچھ رہے تھے  
 اپنی بیٹائی اور فرماتے تھے خوش ہو جا اسے عائشہؓ نے تیری برادرت کو اتارا اور میں بہت غصہ میں بیٹھی تھی  
 اور میرے ماں باپ فرمچو کہ فرمایا ابھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کر بیٹھنے کہا اس کی قسم میں تو کہی  
 حضرت کی طرف نہ اٹھوں گی اور نہ آپ کی تعریف کروں گی اور نہ تمہاری تعریف کروں گی و لیکن میں تو اس  
 اس کی تعریف کروں گی جس نے میری برادرت اناری تھنے سنا بہر اسکا انکار نہ کیا اور نہ اسکو بد لایا اور نہ ہی سب  
 بنت جحش تو اسکو اللہ نے بچا لیا اس کی دینداری کی وجہ سے اس نے تو کچھ نہ کہا (میرے حقین) بھلائی کے سوا  
 اور اس کی بہن حمزہؓ وہ ہلاک ہو گئی ان لوگوں میں جنہوں نے طوفان اٹھایا اور جو لوگ یہ بات کرتے تھے  
 ان میں تھما سطر اور حسان ثنابت کا بیٹا اور عبد اللہ بن ابی بن ابی بن سلول اور اسی نے اسکا برا بھلا کیا  
 اور حمزہؓ جحش کی بیٹی اور ابوبکرؓ نے قسم کی کہ میں سطر پر خرچ نہ کروں گا تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْكُلْ  
 اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعْيُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ اور اس آیت میں اولوا الفضل السعہ سوا ابوبکرؓ

اور اولی القربی دہا کین و المہاجرین ہر سطح مراد ہے تو ابو بکرؓ بولے کیون نہیں ہم چاہتے ہیں اسے ہمارے مالک  
 کہ تو ہم کو معاف کرے اور پہلا سبب خراج کرنا شروع کر دیا ہلکا آرواہہ البخاریؒ میں ہذا الوجه معلقاً بصفیۃ  
 الجذع عن ابی اسامۃ بخاری بن اسامۃ أحد الأئمة الثقات وقد رواه بن حبان عن ابی حنبلہ عن  
 سفیان بن زید عن ابی اسامۃ مطولاً یہ مثلاً اذ نحن ورواہ ابن ابی حاتم عن ابی سعید  
 الکلبی عن ابی اسامۃ بن جراح عن ابی اسامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتے ہیں جب میرا عذر آسمان سے نازل ہوا تو میرے  
 پاس حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور خبر دی اس امر کی تو میں نے کہا میں اس کی تعریف کرتی ہوں آپ کی تعریف  
 نہیں کرتی رواہ الامام احمد عائد عن ابی اسامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ جب میرا عذر قرآن مجید میں اس نے اُتار تو حضرت  
 صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور اس امر کا بیان کیا اور قرآن مجید پڑھا جب منبر پر سے اترے تو آپ نے حکم کیا دو  
 مردوں اور ایک عورت کو حد لگائی کہ ان کو حد لگائی گئی رواہ الامام احمد ورواہ اہل الثن  
 الاصبغ وقال الثمینی ہذا حدیث حسن اور ابوداؤد نے اس کے نام لیے جب حد لگائی گئی حسان  
 بن ثابت اور سطح بن امانہ اور جندب بن جندب کی بیٹی حافظ بن کثیر کہتے ہیں فقہانہ طرق متعلکہ عن  
 امیر المؤمنین عائشہؓ فی المسائید والصحاح والثن وغیرہا یعنی تو بہت حد طریق ہیں جو مسانید  
 اور صحاح اور سنن میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں اور ام رومان حضرت عائشہؓ کی والدہ سی  
 بھی یہ حدیث مروی ہے مرفوعہ نے ام رومان سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا میں عائشہؓ نے پاس ہی کہ انہوں  
 میں اس کے پاس انصار کی ایک عورت آئی اور بولی میرے بیٹے کو خدا اسماء اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو  
 عائشہؓ نے کہا اور یہ کیوں تو وہ بولی وہ بھی ان لوگوں میں شرکیہ جنہوں نے ایک بات کا چرچا کیا ہے عائشہؓ  
 عائشہؓ نے کہا اور کس بات کا چرچا وہ بولی فلاں فلاں بات کا چرچا عائشہؓ نے کہا اور چرچا حضرت صلوات  
 اللہ علیہ وسلم کو شن ہوتا تھا یہی پوچھ گیا یہ وہ بولی فلاں پوچھ گیا یہ عائشہؓ نے کہا اور ابو بکرؓ کی بات پوچھی وہ بولی ابوبکرؓ کو  
 بھی پوچھ گئی پھر عائشہؓ بیویوں پر ہرگز بڑی پھر ہوش میں آئی یہاں تک کہ اس کو پتہ ہو گیا ام رومان نے کہا بہتر  
 اشی اور میں نے اس پر کثیر اذالہ دیا پھر حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور فرمایا اس کا کیا حال ہے میں نے کہا  
 یا رسول اللہ اس کو تپ لرزہ ہو گیا فرمایا شاید وہ بات سن کر جس کا لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے پھر عائشہؓ  
 اس کو مٹھ گئی اور بولی بخدا اگر میں تمہارے لیے قسم کروں تو تم میری تصدیق نہ کرو گے اور اگر تمہاری پاس  
 کچھ عذر خواہی کروں تو تم مجھے معذور نہ کہو گے تو میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور اس کو

میںوں کی مثال کی طرح ہے جس کے کما قَصَبٌ وَجَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ بہر حضرت صلی اللہ علیہ  
 اہ وسلم لکھے اور اس نے عائشہ کا مذر اُتار دیا بہر حضرت لڑا اور آپ کے ابو بکر یہی تہ بہر حضرت اندرا لڑا اور فرمایا ای عاتقہ ائمتہ اعزہ  
 اُتار دیا تو عائشہ بولی میں امی کی تعریف کرتی ہوں نہ آپ کی تو ابو بکر تو بولے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ اہ وسلم کے واسطے  
 یہ کہتی ہے وہ بولی ہاں ام رومان نے کہا اور چرچا کر نیا لون میں ایک مرد (سطح نام) متاجس کو ابو بکر خرچ دیا کرتا  
 تے تو ابو بکر نے قسم کھائی کہ اب میں اس پر خرچ نہ کروں گا ہر اس نے یات اُتاری دلا کیا قیل اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ  
 وَالتَّعَةِ اخْرَآئِثَ تَمَّکِ تو ابو بکر بولے کیوں نہیں میں تو چاہتا ہوں کہ مجھ کو اس معاف کرے ہر اس پر خرچ کرنے  
 لگے رَدَّاهُ الْاِکَامَ اَحْمَدٌ وَتَقَرَّرَ بِهِ الْبُخَارِيُّ دُونَ مُسْلِمٍ مِنْ طَرِيقِ حُصَيْنٍ حَافِظِ ابْنِ کَثِیْرٍ کہتے ہیں  
 اور سکور رویت کیا بخاری نے موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابو عوانہ سے اس نے محمد بن سلام اور محمد بن فضیل سے  
 ان دونوں کو تصحیح احمدیث کو اور ابو عوانہ کے لفظ یہ میں حَدَّثَنِي اُمُّ رُومَانَ اور اس میں تصحیح ہے  
 مسروق کے سنو کی ام رومان سے اور حافظوں کی ایک جماعت نے مسروق کے سماع کا ام رومان سے انکا کیا  
 ہے ان میں سے ہے خطیب بغدادی اور یہ اسلئے کہ اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ ام رومان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے عہد سعادت مدین ہر گئی کہا خطیب نے اور مسروق احمدیث کو مرسل بیان کرتا تھا ہر کہتا میں پوچھا گیا  
 ام رومان سے بہر حدیث کو بیان کرتا تو شاید بعض راویوں نے سُنَّیَتْ کو سَأَلَتْ سَجَّ لَیَا الْفَتْ کُ سَاثَہُ اور  
 اس نے خیال کیا کہ سَأَلْتُ ابصیفہ منکم ہے بہر رویت کو مقفل خیال کیا خطیب نے کہا اور بخاری نے ہی احمدیث  
 کو بیضی طرح روایت کیا ہے اور یہ کہ یہ علت معلوم نہیں ہوئی کَنَّا اَقَالَ الْخَطِیْبُ وَاللَّهُ اَعْلَمُ اور انک کہتے ہیں  
 جوث اور ہنسان اور افتراء کو عصبہ جماعت مراد ہے اور لا تحسبہ میں آل ابو بکر مخاطب ہیں اس نے میں  
 کہ اے ابو بکر اے آل سینے عائشہ قسم اس جہے کو اپنے لیے برابر مت خیال کرو یہ جو چاہو تو تمہاری عزت کا موجب  
 ہے دنیا اور آخرت میں دنیا میں تو تمہارا سچا بول ہر گاہ اور آخرت میں مراتب بلند ہونگے اور اس میں عائشہ بھی  
 شرافت کا اظہار ہے جو اس نے اسکی برات کو قرآن عظیم میں نازل فرمایا جسے جوث کا دخل نہیں آگے سے اور نہ  
 پہچے سے جو تمہاری ہے حکمتوں والے سب جنہوں میں اس کے پاس ابن عباس آئے اور وہ  
 موت کے سیاق میں تین تو بولے اَلْیَئِزِیْ فَاِنَّکَ رَوْحَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمٌ وَکَانَ یُحِبُّکَ  
 وَکَلَّمَ بِذَرْجٍ یُّکْرَا اَعْدَکَ وَنَزَلَ بِرَأْسِکَ مِنْ السَّمَآءِ یُنِیْ تَوْحِیْرُ ہُوَ اَسْلَمَ کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی بی بی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے ساتھ پیار کرتے تھے اور تیرے سوا کسی کو بکر نکاح نہیں



کہا اور اتنی تیزی بارات آسمان پر محمد بن عبد اللہ بن جحش کہتے ہیں عائشہ اور زینبؓ آپس میں ایک دوسرے پر بخر گیا  
 زینب بولی اَنَا الَّذِي نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَا الَّذِي نَزَلَ عَذْرَايَ مِنَ السَّمَاءِ حِينَ  
 حَمَلْتِي صَفْوَانُ بْنُ الْمُحَلَّلِ عَلَى الرَّاحِلَةِ یعنی میں وہ ہوں جسکی ترویج آسمان پر نازل ہوئی اور عائشہ بولی  
 میں وہ ہوں جسکا عذر آسمان پر اُترا جب عیب لگایا مجھ کو اہل انکاف صوفوان بن محطل کے ساتھ جب  
 مجھکو اونٹ پر سوار کر لایا تو زینبؓ بولی اے عائشہ تو نے کیا کہا جب تو سوار ہوئی عائشہ بولی میں نے کہا جی  
 اور نعم الوکیل یعنی میں ہے مجھ کو کہ اسے اور کیا اچھا کار ساز ہے زینبؓ بولی تو نے سو نہیں کا کلمہ کہا دَوَاهُ ابْنُ  
 جَرِيرٍ فِي تَقْسِيْرِهِ اور یہ جو فرمایا لِكُلِّ اِمْرٍيْ مِنْهُ مَا اَلْتَبَّ مِنْ اِلَاشِعَ یعنی ہر ایک کو اسے جنوں  
 نے یہ چچا کیا ہے اور ام المومنین کو عیب لگایا ہے فحش کا عذاب کا ضیغ عظیم ہے اور قوی کبر ہے چچ  
 کا اٹھانا اور شروع کرنا مراد ہے یا اسکا اکٹھا کرنا اور بیلانا بہر اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کثرا بوجہ اٹھانوں  
 عبد اللہ بن ابی تہا فَحَقَّ اللَّهُ وَكَلَّمَ اللَّهُ اور اسی شخص کے متولی کبر ہونے پر حدیث میں نص گندی اور  
 مجاہد اور بہت لوگوں کا یہی قول ہے بعض کہ متولی کبر حسان بن ثابت تھا اور یہ غریب قول ہے اور اگر  
 صحیح بخاری کی ایک روایت اس غریب قول کے صحیح ہونے پر موجود نہ ہوتی تو ہم اس قول کو اپنی کتاب میں  
 بیان ہے نہ کرتے کیونکہ حسان بن ثابتؓ ان صحابہ میں سے ہے جنکو فضائل اور مناقب اور آثار میں اور  
 اس کے عمدہ محاسن اور نکلام میں سے یہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار کے طعن کو اپنے  
 اشعار میں دفع کرتا اور سب کو حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَجِدْهُ وَجَاهِدْهُ مَعَكَ يَوْمَ  
 اَنْ حَسَانَ تَوَكَّلَارْ کی سچو اور مذمت کر اور جبریلؑ تیرا مددگار ہے مسروق کہتے ہیں میں عائشہ کے پاس تھا  
 تو حسان بن ثابتؓ آئے تو حکم کیا عائشہؓ نے اس کے لیے تکیہ ڈالنے کا بہر اس کے لیے تکیہ ڈال گیا جب چلو گئے  
 تو میں کہہ لیا آپ اجازت دیجئے میں ایسے شخص کے لیے جسکی بابت اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ  
 عَذَابٌ عَظِيمٌ تو ام المومنینؓ نے فرمایا اور کونسا ذکر ہے بڑا ہے اندھا ہونے سے اور حضرت حسانؓ کی  
 میامی کموی گئی تھی تو شاید ان کے لیے اللہ نے اسی کو عذاب عظیم گردانا بہر ام المومنینؓ نے فرمایا یہی حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار کے ساتھ سوال و جواب کرتا اور ایک روایت میں یہ کہ حسانؓ نے شعر ہے  
 جب ام المومنینؓ کے پاس آئے مدح کی حسان نے ان شعر میں ام المومنینؓ کی  
 حَسَانَ رَدَاكَ مَا تَزَنُّ بِرَبِّكَ وَكُنْتُ مَعَهُ فِي مِثْلِهِمْ الْغَوَا فِی

یعنی آپ ہارساہین اور اپنی مجلس کی عزت اور کسی ہمت کو ساتھ آپ ستمہ نہیں ہیں اور آپ صبح کرتی ہیں اسی حالت میں کہ آپ نے کسی عورت کی غیبت نہیں کی ہوتی ام المومنینؓ نے فرمایا دکن آپ تو ایسے نہیں ہیں دقائہ الکاعش عن ابی النضر عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کسی شخص کے شعر حسن کو نہ سنا اور نہ سنی اور میں نے کبھی حسن کے شعر نہیں سنا ہے مگر مجھے خیال آتا ہے کہ حسنؓ جی ہر ابو سفیان بن حرب بن عبد المطلب کے جواب میں ارشاد فرمایا

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَأُجِبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فَوْقَ الْخِزَانِ  
فَإِنَّ أَبِي دَدَالِدُهُ وَغَيْرُي لِعَرَضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَائِدُ  
أَسْتَيْمُهُ وَاسْتَلَّ لَهُ يَكْفُو فَشَرُّكُمْ لِحَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ  
لِسَانِي صَارَهُ لَا عَيْبَ فِيهِ وَجَرَّحَنِي لَا تَكْذِبُهُ الدَّلَالُ

تو کہنے پوچھا یا ام المومنینؓ کیا یہ شعر لغو نہیں ہیں تو ام المومنینؓ نے فرمایا یہ اشعار لغو نہیں ہیں لغو تو وہ اشعار ہوتی ہیں جو عورتوں کے پاس ان کے محاسن کی مدح اور توصیف میں کہے جاویں (بہرہ) کہنے پوچھا کیا اس نے نہیں فرمایا وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ تو ام المومنینؓ نے فرمایا کیا حسنؓ کو بڑا دکھ نہیں پوچھا کیا اسکی بیانی نہیں کہی گئی اور جو کنگلی اسکو تلوار کی اور عائشہؓ کی اس جو ک سے وہ جو ک مراد ہوتی جو اسکو صفوان بن سطل سلمیٰ نے لگائے حسب اسکو یہ بات پوچھی کہ حسنؓ نے مجھ کو زنا کا عیب لگایا ہے تو وہ تلوار لیکر حسنؓ پر چڑھ آیا اور قریب تھا کہ حسنؓ کو مار ڈالے انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اس سے وہ آئین ہر دو ہوئی ہیں جن میں انکے بیان ہے اور وہ اشارہ آئین میں جو ختم ہوئی ہیں اس کے قول اُولَٰئِكَ مُبْتَدِئُونَ الْآيَةِ رَاٰهُمْ كَذَبَ اَوَّلُ فَخْشٍ كَذَبَ اور افتح کذب کو اور یہ محاورہ ماخوذ ہے اَنَّا لَشَيْءٌ سَبَّحْنَاهُ كَرَامَتِ بَلَدِ دَالِے اور انکے وہ بات ہو جو البطلت کی ہوئی ہو اور بعض نے کہا انکے بہتان مراد ہے اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آیت باب میں وہ انکے مراد ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بابت لگایا گیا اور اس نے اسکو انکے فرمایا اسی لیے کہ ام المومنینؓ کی حالت تو اسکو برخلاف معروف ہر واحدی نے کہا اور قلم کے معنی اس بات میں جبکہ اہل انکے نے چرچا کیا یہ ہیں کہ عائشہؓ سبب اپنی حسانت اور شرافت اور عقل اور دیانت اور علو نسب اور سبب اور عفت کو ثنا کا استحقاق کہتی تھیں نہ قذف کا استحقاق بہر جنہوں نے آپؐ کی طر فحش کو منسوب کیا تو انہوں نے حقیقت حال کو اولت دیا تو یہ انکے قبیح اور کذب ظاہر تھا اور عصبہ کا اطلاق دس سے جا لیس نفرت

آتا ہے اور اس کے مراد اس آیت میں عبد اللہ بن ابی بن سلول جو منافقوں کا سردار تھا اور زید بن رفاعہ اور حسان بن ثابت اور سطح بن اثاثہ اور حمزہ بنت حبشب اور اور لوگ بھی جو ان کے ساتھ موافق تھے بعض نے کہا عصبۃ کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے بعض نے کہا دس سے پندرہ تک اور لعنت میں عصبۃ اگر جماعت کا نام ہے جو بعض بعض سے مدد لین اور بخاری اور سلم اور اہل سنن وغیرہم حضرت عائشہؓ کی طویل حدیث کو ان آیات کو نزول کے سبب میں نکالا الفاظ مسعودہ اور طرق مختلفہ کے ساتھ جبکا حاصل یہ کہ ان آیات کے نزول کا سبب وہ بہتان ہے جبکا جماعت مذکورین نے چرچا کیا عائشہؓ کے حق میں اور وہ اس طرح کہ عائشہؓ اپنے ہودج (بارگاہ کجائے) سے نکلیں ہار ڈھونڈتے ہوئے واسطے جو ان کے گلے سے ٹوٹ کر گریا بہر لوگوں نے کوچ کیا اور خیال کیا کہ عائشہؓ اپنے کجاوے میں ہوگی پھر عائشہؓ ٹوٹیں اور لشکر کوچ کر چکا تھا پھر آپ اس مکان میں ٹھہر گئیں اور صفوان بن عطل آپ کے پاس سے گذرا اور وہ لشکر کا گرا ٹپا اٹھانے کیوہر سطح پیچھے رہ گیا تھا تو اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت عائشہؓ کو اس پر سوار کر لیا حب اہل افک نے اس امر کو دیکھا تو اوہوں نے عیب لگایا اسکو جو عیب لگایا پھر بے عیب کہا یا اسکو اور تعالیٰ نے یہ طویل قصے کا سمیت اختلاف طرق کے حاصل ہے تو ہم طویل قصے کے ذکر کے ساتھ طویل نہیں دیتے اور جملہ ماتحتیہ شرکاء اگر ان الذین کی خبر ہے تو تو ظاہر ہے اور اگر ان کی خبر عصبۃ منکم ہے تو یہ حیاہ مستلفہ ہو اور اس کے مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو بکرؓ اور صفوان بن عطل جسکو حضرت ام المؤمنین کے ساتھ تہم کیا گیا اور اس آیت میں تسلی ہے ان سب کے واسطے اور ضمیر منصوب لا تحسبن میں افک طرف اچھے ہلوہر خبر چیز جو ہے جبکا نقصان اکرتے ہو چیز جو چیز جو جبکا نفع کم نقصان کی بدلتہ اور یہی بھلائی ہی بھلائی جس میں نقصان اور شرارت نہ ہو تو وہ بہشت ہے اور یہی شرارت جس میں بھلائی نہیں ہے تو وہ دوزخ ہے اور اس افک کی مذکورین کے واسطے خیر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مذکورین کو اس کے باعث ثواب عظیم حاصل ہوگا باوجود اسکے کہ اس مذکورین ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی برات اور عفت کا بیان ہے اور ام المؤمنین کے اس قصے کا واقعہ ایک شرع عام ہے اور اس میں انکی غایت شرافت اور فضیلت کا بیان ہے اور ان لوگوں کے لیے ہر ناک و عیب ہے جنہوں نے یہ چرچا کیا اور انکی تعریف ہے جنہوں نے مذکورین کے حق میں حسن ظنی سے کلام لیا اور کوئی کبرہ فہد ابالخص فیہ مراد ہے یعنی اس میں خوض کرنا اور اسکو مشہور کرنا مشہور کیا اور یہ بتولی عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا ایک جماعت کو کبر کبضم کان پڑا ہے

فراتے کہا اور کبر کا مضموم الکاف ہونا نہایت عمدہ وجہ یہ کیونکہ عرب کے محاورے کے مطابق ہے اور مکسور الکاف  
 ہی ڈبکا گیا ہے بعض نے کہا ان دونوں لغتوں کو سمجھنے واحد میں اور بعض نے کہا مضموم الکاف سے مضطرب  
 مراد ہو اور مکسور الکاف سے اس چرچ کا شروع کرنا مراد ہے بعض نے کہا مکسور الکاف اتم ہے اور سمجھنے میں کہ  
 جو شخص مضطرب الکاف کا عصبہ سے متولی بنا اور جس نے یہ وجہ اٹھایا اسکے لیے بڑا دکھ ہے دنیا یا آخرت میں یا دونوں  
 میں اب اس متولی کبر میں اختلاف ہو کہ آیا متولی کبر عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ہے یا حسان بن  
 ثابت پہلا قول صحیح ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الکاف میں دو  
 مردوں اور ایک عورت کو فتحیان لگائے اور وہ دو مرد مسطح بن اثاثہ تھا اور حسان بن ثابت اور ایک عورت  
 حمہ بنت محبت تھیں بعض نے کہا آپ نے حد لگائی عبد اللہ بن ابی اور حسان بن ثابت اور حمہ بنت محبت کی بیٹی کو  
 اور مسطح کو حد نہ لگائی اس لیے کہ اس نے قذف کی تصریح نہیں کی و لکن وہ اس چرچے کو سن کر پہلا تا تھا تھیر  
 کے سوا بعض نے کہا ایک کو ان میں سے حد نہیں لگائی کہما قرطبی نے جو اخبار سے مشہور اور علما کے نزدیک  
 معروف ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے حسان بن ثابت اور مسطح اور حمہ کو تازیانے لگائی اور یہ نہیں لگائی کہ عبد اللہ  
 بن ابی کو بھی حد لگی اور قرطبی کے قول کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابو داؤد میں حضرت عائشہ سے مروی ہے  
 کہ جب میرا غدر (قرآن مجید میں) اُترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کٹے ہوئے اسکا بیان کیا اور قرآن پڑھا  
 جب منبر سے اُترے تو وہ مردوں اور ایک عورت کو حد لگانیکا حکم دیا انکو حد لگائی گئی اور ابو داؤد نے ان کا  
 نام لیا حسان اور مسطح اور حمہ اب جہلانات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی بن  
 سلول کو حد کیوں نہیں لگائی تو بعض نے کہا اسکو اس لیے حد نہیں لگائی تاکہ آخرت میں اسکو سخت عذاب  
 ہو دو مردوں کو حد لگائی تو کہ یہ حد لگانا انکے گناہوں کا کفارہ ہو جاوے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے حد حد میں ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا حد و دانکے لیے کفارہ میں جبکو لگین بعض نے کہا عبد اللہ کو حد نہیں  
 لگائی اسکی قوم کا دل پر جانے کے لیے اور اسکے بیٹے کی عورت کے لیے کیونکہ وہ نیک بخت ایمان  
 دار دن و رات اور فتنے کی آگ بجھانے کے لیے اور یہ فتنہ بلاشبہ ظاہر ہونے لگا تھا سعد بن عبادہ اور ان  
 لوگوں کی طرف سے جو سعد بن عبادہ کے ساتھ تھے (جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار اور ماجرین  
 سے چرچ جانے کو نواہن کی بابت غدر خواہی کی اور انکی بابت مشورہ لیا ان سے) جیسے یہ قصہ صحیح مسلم میں  
 موجود ہے اور بخاری اور ابن مسعود اور طبرانی اور ابن مردودہ اور بیہقی نے دلائل ثبوت میں مذہری کے

نکالا کہ انہوں نے کہا میں لید بن عبد الملک کے پاس تھا تو لید عبد الملک کا بیٹا بولا جس نے اس چرچے کا بڑا  
 بوجھ اٹھایا وہ امیر المؤمنین علیؑ تو میری کہانی میں امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے متعلق کبریت ہے مجھ کو سعید بن مسیب اور وہ  
 زہری کے بیٹے اور علقمہ بن وقاص اور عبد السمہ بن عبد السمہ بن عتبہ بن سعدان سے خبر دی کہ انہوں نے سنا  
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے جکیتی تھیں جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس لٹک بہتان و افتراء کا اہل انکس و عیوب  
 بن ابی ہریرہ بولا پھر اس کا کیا گناہ تھا جس کی وجہ سے متولی کبریا میں نے کہا مجھ کو دوستانہ ذوق تو میری قوم کی  
 حدیث بیان کی ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف اور ابو بکر بن عبد الرحمان بن عارف بن ہشام نے کہ اندو  
 نے سنا عائشہؓ سے کہتی تھیں عبد السمہ بن ابی بن سلول میری امر میں برائی کرنے والا تھا اور سلیمان بن یسار شاہ  
 بن عبد الملک کے پاس آئے تو ہشام نے کہا اسے سلیمان متولی کبر کو نہ تھا (جس کا آیت سورہ نور میں مذکور ہے)  
 تو سلیمان بولا وہ ابن ابی تھا ہشام بولا تو نے جوٹ بولا وہ تو علیؑ تھا سلیمان نے کہا امیر المؤمنین علیؑ علیہ  
 السلام اگر متولی کبر تھے تو وہ خوب جانتے تھے اچیز کو جو انہوں نے فرمایا پھر زہری داخل ہوئے تو ہشام بولا ای  
 ابن شہاب وہ کون تھا جس نے عائشہؓ کو انکس میں بڑا بوجھ اٹھایا تو زہری نے یہی جواب دیا کہ متولی کبر وہ علیہ  
 ابن ابی تھا ہشام بولا تو نے جوٹ بولا وہ تو علیؑ تھا زہری نے کہا میں جوٹ بولتا ہوں تیرا باپ نہ ہو بخدا  
 اگر آسمان سے کوئی پکارنے والا یہ پکارے جو اس نے جوٹ کو مباح کر دیا ہے تو یہی میں جوٹ بولوں  
 مجھے عروہ اور سعید اور عبد السمہ اور علقمہ نے خبر دی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہ انہوں نے فرمایا جس نے میرے  
 ار کا بڑا بوجھ اٹھایا وہ عبد السمہ بن ابی بن سلول تھا رَوَاهُ يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُسْنَدِهِ بِإِسْنَادٍ  
 نے خطاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان لوگوں سے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے  
 کیا پیر لیا اور مخاطب کیا منون کہ اَوْفَرَا لَوْ كَلَّا لَإِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُتَوَكِّلُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا  
 وَقَالُوا هَذَا أَفْكٌ مِّنْهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا عَلِيمِينَ ۚ بَارَبَعَةَ شَهَادَاتٍ فَإِذْ لَمْ يَكُنْ أَمَّا الشَّهَادَاتُ  
 عِنْدَ اللَّهِ هُمْ الْكَذِبُونَ ۚ کیونکہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں نے اور  
 عورتوں نے انہوں کو لوگوں پر بھلا خیال اندکھا ہوتا یہ صحیح طوفان ہے کیونکہ نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد  
 بہرہ یہ نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اس کے مان وہی ہیں جوٹے و موضع القرآن میں کہا ہے چاہیے  
 مسلمان جب سن کر کہ لوگ ایک نیک بخت شخڑ بری تہمتیں لگاتے ہیں ان کو جہلاد سے بھیج دینے فرمایا جو  
 کوئی پیٹ پیچھے بہائی مسلمان کی مدد کرے اسے پیٹ پیچھے اس کی مدد کرے اور بے تحقیق کی تہمتیں کر لیں

ایمان سے بعید ہیں انتہائی منہج القرآن و تفسیر میں کثیر میں کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ایمان والوں کو ادب سکھایا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصے میں جہاں میں سے بعض نے بری باتوں میں چرچا کرنا شروع کیا اور فرمایا کیوں نہ جب تم نے اس بہتان کو سنا جس کے ساتھ حضرت ام المومنین کو مستحکم کیا گیا خیال کیا ہوتا ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے نفوس پر بہلا خیال یعنی قیاس کرتے کہ آیا یہ بہتان اور افتراء ہم اپنے نفوس کی بابت مان سکتے ہیں تو جب انکو نزدیک اپنی نفوس کر لیں اس بہتان کا لگنا لائق نہیں ہے تو ام المومنین بطریق اولیٰ و احری اس سے برتر ہیں اور کہا گیا ہے کہ یا مہاجر ابو ایوب خالد بن زید انصاری اور اسکے بی بی رضی اللہ عنہما کے حق میں اُتریں جیسے امام محمد بن اسحاق بن یسار نے اپنی روایت کیا اس نے بنو النجار کے بعض آدمیوں کو کہ ابو ایوب خالد بن زید انصاری کو سکی بی بی ام ایوبؓ کے کہا ابو خالد نے سنا جو لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں چرچا کیا ہے ابو ایوبؓ کو ہان مینے سنا ہے اور یہ چرچا جوٹ ہے بہلا بخلا تو ایسا کام کر لگی ام ایوب بولی میں تو ہرگز ایسا کام نہیں کرنا گی ابو ایوبؓ نے کہا تو عائشہؓ اس کی قسم تجھ سے (بدرجہا) بہتر ہیں ابو ایوبؓ نے کہا جب قرآن مجید میں عائشہؓ کی برات نازل ہوئی تو اس نے بیان کیا اہل افک میں سوان لوگوں کا جنہوں نے یہ چرچا کیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْکِ فَاتِّعَصَبُوْا لَهُمْ جَمَاعَةٌ حَسَنٌ تِہِمْ اُولَئِکَ سَآئِیْ جَنٰہُوْنَ نے کہا جو کہا بہر اللہ نے فرمایا لَوْ کَا اَذِیْمٌ مَّوْجٌ مَّطَّنَ الْفَٰسِقُوْنَ اٰخِرَآیْتَ تٰکِ یٰمُیْمُوْنَ مردوں اور عورتوں نے کیوں نہ کہا جب یہ چرچا سنا جیسے کہا ابو ایوب اور اس کی بی بی نے افلح ابو ایوبؓ کے سولی سے مردی ہو کہ ام ایوبؓ کو ابو ایوبؓ کو کہا تو نے نہیں سنا وہ چرچا جو لوگوں نے عائشہؓ کے بارے میں کیا ہے ابو ایوبؓ بول رہا ہوں میں نے سنا ہے اور وہ جوٹ ہے ام ایوبؓ بہلا تو جیسا ہی کرتی ہو لی نہیں اس کی قسم فرمایا بہر عائشہؓ اس کی قسم تجھ سے (بدرجہا) بہتر ہے تو جب اللہ نے قرآن مجید میں اہل افک کا بیان کیا تو فرمایا کیوں نہ جب لیا نذا مردوں اور ایماندار عورتوں نے یہ چرچا سنا تو اپنے لوگوں پر بہلا خیال کیا اور کیوں نہ کہا یہ میرا بہتان ہے جیسے ابو ایوبؓ نے ام ایوبؓ کو کہا رَاٰہُ مُحَمَّدٌ بِنِ عُمَرَ الْوَاقِدِیُّ اور بعض نے کہا یہ ابی بن کعبؓ نے کہا اپنی بی بی کو اور افک میں سے کذب ظاہر اسے کیونکہ جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان بن محصل سہمیؓ کے درمیان واقعہ گندہا یہ کچھ شک اور قلق میں لائے والا واقعہ تھا اس لیے کہ ام المومنینؓ ظاہر باہر صفوان بن محصل کے اوٹ پر سوار ہو کر آئیں عین دوپہر کے وقت میں اور شک کہ کمال اس کا نظارہ

کر رہے تھے اور حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان موجود تھے اور اگر یہ امر موجب حلق اور ریب ہوتا تو سطح اور اجاگر نہ ہوتا اور حضرت ام المومنین اور حضرت صفوان علیہ السلام اٹھانے آتے بلکہ یہ کام اگر فرض کیا جاوے تو مخفی اور مستور ہوتا تو متعین ہوا کہ اہل انک کا یہ چرچا اور تہمت جو انہوں نے عیضین مذکورین کے حق میں اور اُمی وہ کذب بحت اور قول زور اور دعوت فاحشہ فاجرہ اور صفحہ خاصہ ہے لولا جاؤا علیہ سے لولا جاؤا علیہ ماقالوہ مراد ہے معنی اہل انک اور زور کیوں اپنے قول اور اپنے دعویٰ کے صحیح ہونے پر جاہر گواہ نہیں لائے حبیبانوں نے اپنے قول کی صحت پر گواہ پیش نہیں کیے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک اس کے حکم میں کاذب ہیں اور فاجر فحش میں کہا ہے لولا تخصیص کا حرف ہے معنی میں ہلا کے اور اس میں تاکید ہے اُمی تقریب اور توجیہ کی اور سالفہ ہے اُمی معاتبہ میں اور شروع ہے اُمی توجیہ اور تعمیر میں اور انکو ڈانسا ہے نور جردن کے ساتھ پہلی زجر ہے لولا اذ سمعتموہ سے انک میں تک دوسری لولا جاؤا علیہ سے کاذبون تک تیسری دولا فضل اللہ سعدا عظیم تک اور چوتھی اذ لمقودہ عظیم تک پانچویں لولا اذ سمعتموہ سے بہتان عظیم تک چھٹے بیظکم اللہ سے حکیم تک ساتویں اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّشِیْعَ الْفَاحِشَةُ وَ اَنْ یُّنْمَ لَا تَعْلَمُوْنَ تک آٹھویں دولا فضل اللہ علیکم ردوف حرم تک نویں یا ایہا الذین آمنوا لا تتبعوا خطوت الشیطان کی سیمع علیم تک اور آیت باب کو یہ معنی ہیں کہ مومنوں کو لائق تھا کہ حبیبانوں نے اہل انک کا مقالہ سنا تا یہ کہ اس مقالہ کو کہی جانوں پر قیاس کرتے اگر اس مقالہ کو اپنے لیے بعید سمجھتے ہیں تو اس امر کا ام المومنین سے واقع ہونا زیادہ بعید ہے بعض نے کہا معنی یہ میں کہ تم کو اسے ایماندار مردود اور ایماندار عورتوں اس مقالہ کے مجروح سننے کو ساتھ ام المومنین کے حق میں نیک گمان کرنا لائق تھا تا یہ کہ تم اس مقالہ کو تفتیش سے سنتے نہ یہ کہ تم اسکو سماع کے بعد اس پر اصرار کرتے اور جن نے کہا کہ بالفہم سے بابل و نیم مراد ہیں معنی اپنے لوگوں پر پہلا گنا کرنا تھا کیونکہ سب سلمان ایک جان کی طرح ہیں شریعت ایمانی کی وجہ سے تو نہیں دیکھتا اللہ کے قول دلاقتلوا انفسکم کطیر زجاج نے کہا اور جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں ان کے حق میں کہتے ہیں اِنَّہُمْ یَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَہُمْ اَلَمْ یَعْلَمُوْا کہ اس کی مثل ہے اللہ کا قول فاقتلوا انفسکم ربی اسرائیل کے قصے میں) مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے ادا ہی کی مثل ہے اللہ کا قول دلاقتلوا انفسکم ربی اسرائیل کے قصے میں کہ اس نے کہا بالفہم سے باخو انہم مراد ہے بعض نے کہا انفس ابناء جنس مراد ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ جب کسی شخص کو



دیکھیں کہ وہ کسکو تہمت لگا رہا ہے اور بڑی بات کے ساتھ ہکویا کر رہا ہے جس بڑی بات کو مسلمان اس شخص میں نہیں پہچانتے تو مسلمان تہمت لگانے والا برا نکار کریں اور اسکی بات کی تکذیب کریں اور یہ عمدہ ادب ہے جس پر عمل کریں تو اسے بہت کم لوگ ہیں اور جسکی حفاظت کریں تو اسے بہت قلیل ہیں اور ایسے لوگ نادار الوجود ہیں جو سکر چپ رہیں اور اپنے سمیع کو نہ پہچانیں اور آدمی کو یہی گناہ ہے کہ جو کچھ کہنے سے ہکویا کر دیں کسا علمائے اس آیت میں دلیل ہے کہ ایمان اور عفاف کو درجہ کو محتمل خبر نامل نہیں کرتی اگرچہ وہ خبر پھیل جاوے اتنی مافی الفتح والو کا فضل اللہ علیکم ورحمۃ فی اللہ نیا والاخذہ لمستکم فوما انقضت فیہ عذاب عظیم ۰ اذ تکلونہ بالسنۃ تکلونہ و تقولون یا فواہکم ما لیس لکم فیہ علم و تحسبونہ ہتیا و هو عند اللہ عظیم ۰ اور کہیں نہ ہوتا اس کا فضل تمہارا اسکی مہر دنیا اور آخرت میں البتہ تمہارے اس چرچا کرنے میں کوئی آفت بڑی نہ ہے یعنی اللہ نے اس بات کو پیغمبر کے حقیقی دنیا کے عذابوں سے بچا یا ہے نہیں تو یہ بات قابل ہی عذاب کے ت جب نیسے لگے تم اسکو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے سونہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اسکو علی بات اور یہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہے ف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تمہارا اسکی رحمت دنیا اور آخرت میں آئے عائشہ صدیقہ کی شان میں خوص کرنے والو اس طرح کہ اس نے تمہاری توبہ کو منظور کیا اور تمہاری امانت کو اپنی طرف دنیا میں قبول فرمایا اور پسب تمہاری ایمان کے تمہارے گناہ معاف کر دیے تو البتہ بڑی تم پر اس چرچا کرنے میں کوئی آفت بڑی اور اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جو ایماندار تھے جبکہ ایمان کی وجہ سے اللہ نے انکی توبہ کو دنیا میں منظور و مقبول فرمایا جیسے سطلہ اور حسان بن ثابت اور حمزہ بنت حبشب و زینب بنت حبشب کی بہن اور ہے وہ لوگ جنہوں کو اس چرچے میں پہلو قدم ڈالے اور ہکویا یا سنا فقولہ میں ہے جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اسکے احزاب و مشایخہ و انظار و امثال تو وہی اس آیت میں مراد نہیں ہیں کیونکہ ان دعا بازوں کو پاس ہستہ ایمان اور عمل صالح نہیں ہے جو انکے اس گناہ کا فدیہ ہو یا معارضہ کر سکے اور یہی حال ہے اس عید کا جو معین فضل پر وارد ہوتا ہے اور یہی طرح جو عید کسی فصل میں پڑا ہو تو ہا ہی وہ ہی عدم توبہ کے ساتھ مشروط ہے یا یہ کہ اسکو تعالیٰ میں کوئی عمل صالح نہ ہو جو اسکو سادی ہو یا یہ کہ مجاہد اور سعید بن جبیر نے اللہ کے قول اذ تکلونہ بالسنۃ تکلونہ کے معنی میں کہا ہے یہ وہ بعضک من بعض ليقول نہ سمعہ من فلان وقال فلان کذا و ذکر بعضہم کذا یعنی جب نقل کرتا کوئی تمہارا کسی سے کہتا

تہا یہ تو بیٹے فلان مرد سے سنا ہوا اور فلان مرد یہ کہہ رہا تھا اور فلان بزرگ کر رہا تھا اور دوسروں نے اس کو تَقْوٰۃ کہا ہے مثال دواوی سے یعنی دلق بَلَق سے بخاری علیہ الرحمۃ نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا کہ وہ اس لفظ کو اس طرح بڑھا کرتی تھیں کہ یہ محاورہ ماخوذ ہے دلق لسان سے اور دلق اس جھوٹ کو کہتے ہیں جس پر اس کا صاحب اداست کہہ جو شخص ہمیشہ سافر ہو عرب کہتے ہیں دلق فلان نے اس پر بیٹے فلان ہمیشہ سفر کرتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور پہلی قرأت بہت مشہور ہے اور سیمر جہوہ میں دلقن دوسری قرأت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ابن ابی سلیم کہتے ہیں اَعْلَمُ بِمَا مِنْ عَدْرِهَا جِئْنَا ام المؤمنین اس قرأت کو اپنے بغیر سے زیادہ جانتی ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور یہ جو فرمایا وَتَقُولُونَ بِآخِرِهِمْ لَنْ نَكْنُزَهُ عَلٰی قَوْمٍ مِّنْهُمْ يَدْرُسُونَ یہ مراد ہے کہ تم کہتے تھے جو نہیں جانتے تھے اور یہ جو فرمایا اور تم سمجھتے تھے اسکو ہلکی بات اور یہ اس کے ہاں بہت بڑی ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم جو چا کرتے ام المؤمنین کی شان میں جو چہا کرتے تھے اور خیال کرتے تھے اسکو ذرہ بقدر اور اگر عائشہؓ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نہ ہوتی تو یہی یہ بات اسکو حق میں ہلکی نہ تھی یہ کہیں کو یہ بات ہلکی ہوگی عائشہؓ کے حق میں حالانکہ وہ نبی امی خاتم الانبیاءؐ اسید المرسلین کی بی بی ہے پھر بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے ہاں کہ اس کے بغیر اور اس کے رسول کی بی بی کے حق میں ایسا چرچا کیا جاوے اللہ سبحانہ کو اس سے عزت آتی ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے کسی نبی کی زوجہ کی تقدیر میں ایسا خُش نہیں لکھا حاشا کَلَّا اور جب ایسا خُش کسی نبی کے زوجہ کے لیے اللہ نے مقدر نہیں کیا تو یہ خُش بغیر ان کی بیویوں کی سردار اور اس ذات ستودہ صفات کی زوجہ کے حق میں کیونکر مقدر ہوگا جو علی الاطلاق دنیا اور آخرت میں آدم کی اولاد کے سردار ہیں وَلِهَذَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی فَرَمٰی قَوْلَهُ هٰذَا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ حَدِيْثٌ مِّنْ اَيَّاسٍ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْتُمُ بِالْاٰيَةِ مِمَّنْ سَخَطَ اللّٰهُ لَا يَدْرِيْ مَا يَكْتُمُ يَهْوٰى بِهَا فِى النَّارِ اَبَدًا مَّا يَكُنِ الشَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ يَخْتَفِيْنَ اَوْ مِمَّنْ اَمَرَ

کی غصہ کی بات کر بیٹھا ہے نہیں جانتا کہ اس بات کا گناہ کس قدر ہے گرجاتا ہے اسکی وجہ سے دوزخ میں اسقدر دور جعفر آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے رَدَّاهُ الشَّيْخَانِ فَمَحْ بَايَانِ یہ ہے کہ اس آیت میں سامعین کو خطاب ہے اور اس میں زجر عظیم ہے اور یہ کُلُّ تَخْصِيْفِيَّةٍ نہیں ہے بلکہ استناعیہ ہے یعنی اس جملہ میں ایک چیز کا عدم ہے دوسری چیز کے وجود کے واسطے اور سننے پر یہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں مقدر کر دی ہیں اپنے فضل سے دنیا میں تمہارے واسطے نعمتیں جن میں سے ہے مکمل مہلت دنیا تو

کے وہ سطر اور یہ بات بھی نہوتی کہ میں نے مقدر کر دی ہو تمہارا یہ واسطے معافی آخرت میں تو تم پر اس جہ چاکی وجہ سے حضرت  
 آنت پڑتی بعض نے کہا یہ معنی میں اگر اسد کا تم پر فضل نہ ہوتا تو تم پر دنیا اور آخرت میں آنت پڑتی لیکن یہ ہر  
 کی مہربانی ہے کہ اس نے تم پر دنیا میں پردہ ڈال دیا اور آخرت میں مہربانی فرما دیگا اسکے حال پر جس نے توبہ کی تلقین  
 مستحق ہے تلقی سے اور تلقونہ اصل میں تلقونہ ہے بدو ما، مجاہد اور مقاتل کا اسکے معنی میں یہ قول ہے پردہ  
 بعض حکم عن بعض یعنی بعض تمہارا بعض سے روایت کرنا تھا کہ کلبی نے اور یہ اس طرح کہ انہیں ایک مرد و دوسرے مرد  
 کو ملتا تو کہتا مجھے فلان فلان بات پہنچی ہے اور الفا کو یہی پڑا گیا ہے زجاج کا اسکے معنی میں یہ قول ہے  
 یَلْقَیْہٖ بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ یعنی بعض تمہارا اس جہ سے کہ وہ آتا تھا بعض کی طرف علامہ نے کہا اور یہ معنی  
 وضم میں اور تلقونہ فتح نما اور کسر لام و ضم فاف کہ ساتھ ہی پڑا گیا اور یہ ماخوذ ہے عرب کے قول الق  
 الرطل ملین ولفا سے جب آدمی جھوٹ بولے اور دین میں فریضہ نقل کیں پھر کہا کہ تلقی اور تلقف اور تلقن  
 ان لفظوں کے قریب قریب معنی میں اتنی بات ہے کہ تلقی میں استقبال کے معنی موجود ہیں یعنی دوسرے آدمی سے  
 خود بخود بات کو اخذ کرنا اور تلقف میں اچانک لینے کے معنی ہیں اور تلقن میں جنس اور مہارت کے معنی ہیں کیا لغت کے معنی نیز معنی  
 کہ بہترین تصحیح کے معنی میں دعا اور حیلہ کرنا اور یہ جو فرمایا قُلُّوْا کُلُّوْا یَا قَوْمَ اَکْھِکُمْ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تمہارا یہ  
 قول افواہ کہ ساتھ ہی خاص ہے اس کو سوا کے خارج میں واقع ہو اور تمہارے دلوں کو اس کا اعتقاد ہو بعض نے  
 کہا افواہ کو ذکر کیا تاکید کے لیے جیسے اس کے قول طیر بجا حیہ میں جناح کا لفظ تاکید کے لیے واقع ہو ہے  
 بعض نے کہا ان میں سے بعض لوگ مریض وقت گہرائے تو ان کو کہا گیا کیوں گہرائے ہو تو فرمایا میں اس گناہ سے  
 ڈرتا ہوں جس کے ارتکاب کے وقت میں کچھ پرواہ نہ کی اور اس کو ملکا جانا اور وہ اس کے ہاں بہت بڑا ہے  
 لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَّکَلَّمَ بِہِذَا اسْتَحْذٰکَ ہٰذَا اِبْہَتَانِ عَظِیْمٌ ۝ یَعْظَمُکُمْ  
 اللہ اَنْ تَعُوْا وَاَلَمْ یَلٰہِ اَبَدًا اِنَّکُمْ مَّقْمُوْمِیْنَ ۝ رَبِّیْنَ اللہ لَکُمْ اَلٰیْبٌ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ  
 اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لاویں یہ بات اسد تو پاک ہے یہ بہتان بڑا  
 ہے اسد تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کہی اگر تم یقین کہتے ہو اور کہو نا ہے اسد تمہارا یہ واسطے ہے  
 اور اسد سب جانتا ہے حکمت والا ف یعنی پتا اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے  
 جو ہمیشہ جیسے دشمن تھے اگلی آیت میں پتا بنا دیا اتنے مافی موضع القرآن ف حافظان کثیر رحمۃ اللہ علیہ  
 فرمائی ہیں یا اسد کی طرف سے دوسری تادیب ہر پہلی تادیب کے پیچھے جس میں ظن خیر کا امر ہے یعنی جب نیک لوگوں

کے حق میں ایسا قول کہا جاوے جو انکی شان کے نمایان اور انکے حال کے سزاوار نہیں ہے تو ادلی اور نسبت بات ہے کہ انکو حق میں بہتر خیال کیا جاوے اور اپنے نفس میں انکی خیریت کو سوا اور دوسرا خیال نہ لاوے بہر اگر اسکو حرجی میں کچھ اسکی بابت وسوسہ یا خیال آوے تو نہ سکون نہ سے نہ کھلے کیونکہ حضرت صلوات اللہ علیہ اجمعین نے فرمایا ان الله تجاذبكم متى عما حلت انت به انفسها ما لا تغفل او تعمل بعينه اسنے معاف کر دیے ہیں میری بات کو وہ خیال اور وسوسہ جو میری امرت کے لوگوں کے جیون میں آوین جیتک میری ہمت کر لوگ ہکونہ سے نہ نکالیں یا اسپر عمل نہ کریں اخر خواہ نے لصیحیحین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کیون نہ کہا جیتے اس طرف اشارہ کو سنا ہمکو سزاوار نہیں اور ہم کو زیبا اور لائق نہیں کہ ہم یہ بات کریں اور اسکو نہ پر لا دین اور کسی کے آگے اسکو بیان کریں یا اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے یعنی اللہ پاک ہے اس سے کہ اسکے رسول کی مذبح اور اسکے خلیل کی علیحدگی کی نسبت یہ کہہ کہ کما جاوے بہر فرمایا اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ بہر نہ کرو ایسا کام یعنی تم کو منع کرتا ہے اور تمکو ڈراتا ہے کہ بہر متے کوئی ایسا کام وقوع میں نہ آوے زمانہ آئندہ میں دلندہ فرمایا ان کذبت مني منازر یعنی اگر اللہ اور اسکے شرع کے ساتھ ایمان لاؤ ہو اور اسکے رسول کی عظمت کرتے ہو تو تم کو اس سے روک دیا گیا ہے کہ تم نے بہر ایسی بات منہ پر نہ لانا اور ایسا کام نہ کرنا اور رہا وہ شخص جو مصطفیٰ بالکفر ہو یعنی کافر ہو تو اس کا دوسرا حکم ہے بہر فرمایا اور کہو کہ تمہاری واسطے احکام شرعیہ اور حکم قدر یہ وہ جاتا ہے اپنی بندوں کے مصلحتوں کو حکیم ہے اپنی شرع اور قدر میں فتح میں کہا کہ اس آیت میں غلبہ ہے جمیع مومنین کے لیے جیسے جب تم نے اس چہرے کو سنا تم نے کیون نہ اس میں قدم ڈالنے والوں اور اس افترا کو باندھنے والوں کی تکذیب کی اور کیون نہ مجبور سماع کے وقت کہا ہم کو لائق نہیں ہے اور نہ ہم سکتے ہیں کہ ہم اس چہرے کو منہ پر لا دین یہ اور ہم سے بوجہ من الوجہ صادر نہ ہوگا اللہ پاک ہے یہ تو بہتان عظیم ہے اور بہتان کبھی معنی میں کہ بیان کیجاوے کسی کی بابت وہ بات جو اس میں نہیں ہے یعنی یہ بڑا جھوٹ ہے کیونکہ ام المؤمنین کے بارے میں کہا گیا اور ایسی عورتوں سے ایسی بات کا صدور شرعاً مستحیل و ناممکن ہے بہر اللہ نے چہرے میں قدم ڈالنے والوں کو وعظ کیا اور فرمایا يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْحَيَاتِ أَبَدًا یعنی اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے یا تمپر حرام کرتا ہے قالہ ابن عباس یا تم کو منع کرتا ہے مبادا بہر وہی کام کرو اگر تمکو یقین ہے کہ چونکہ ایمان ایسی باتوں کے کرنے سے مانع ہو جاتا ہے اور اس میں بے غیر عظیم اور تقریباً بیخ ہے اور کہو کہ تمہاری واسطے آیات امر میں اور نہی میں ترکہ ان پر عمل کرو اور اللہ کے آداب کے ساتھ متادب ہو اور اسکے محارم میں واقع ہونے سے رک جاؤ وہ جاتا ہے جس

کو ظہر کر گئے ہو اور خبردار ہے اس سے جسکو تم چاہتے ہو یا وہ علیم ہے صفوان اور عائشہؓ ہر امر سے حکیم چاہتی  
تدبیر و ان میں اپنی مخلوق کے لیے یا حکیم ہے اس میں کہ اس نے صفوان اور عائشہؓ کی برادرت کا حکم تار اہر اس نے  
دائما بہتان لگا کر دیا اور ان لوگوں کو جو جنوں کے عیون پر لوگوں کو مطلع کرتے ہیں اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ  
يَحْتَبُونَ اَنْ يَنْشِئَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ دَا لَلّٰهُ  
بِعِلْمِهِ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں انکو دکھ کی مار ہے  
دنیا اور آخرت میں اور اسے جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف ابن کثیر نے کہا ہے یہ تیری تادیب ہر اس شخص کو  
واسطے جو بڑی بات سنا اور اس بڑی بات کا کچھ حصہ اسکے ذہن میں بٹیر جاوے اور اسکو منہ سے نکال بیٹھے تو اب  
اسکو بہت ہونہ پر نہ لادو اور اسکو ذلّ اور شائع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان  
والوں میں بدکاری کا چرچا ہو اور وہ مؤمنوں سے فبیہ بات کا ظاہر ہونا پسند کرتے ہیں انکے لیے دنیا میں  
طیار ہی اور آخرت میں دردناک عذاب ہیا اور اسے جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہر امور کو اسکے طرف لوٹاؤ  
ہدایت پاؤ گے تو بان سے سر فو عام دی ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُؤْذُوا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا  
تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَقْلُبُوْا عَوْنَهُمْ فَإِنَّهُ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ أَحَدِهِمُ الْمُسْلِمِ طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ  
حَتَّى يَفْضَحَهُ فَبَيِّنْتِهِ يَنْفَعُ اللّٰهَ كَيْفَ يَبْدُوْنَ كَوْنُ كَلِیْفِ مَتَدُوْا اَوْرَ اَنُكُوْ عِیْبَ لُکَا و اَوْرَ اَنُکُوْ عِیْبَ مَت  
و ہونڈو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ہونڈتا ہے اللہ اسکے عیب ہونڈتا ہے بیان تک کہ ہر  
کو گھر بیٹھے ذیل کر دیتا ہے رَدَّاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فَمِنْ كَمَا هِيَ فَاحِشَةٌ مَزْنَا اَوْبَرِيْ بَا تَدْرَابِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ  
حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں فاحشہ کا قائل اور وہ جو اسکو پسلاو گناہ میں برابر ہیں اور الذین آمنوا  
محصنین عیضین مراد میں باہر وہ شخص جو مصف بالایمان ہو دنیا میں عذاب الیم سے اپنے حد کا قائم کرنا مراد ہے  
اور آخرت میں عذاب الیم سے دوزخ کا عذاب مراد ہے وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهُ وَ اَنَّ اللّٰهَ  
رَوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ یَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ  
فَاِنَّهٗ بِاَمْرِی الْفَحِشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهُ مَا كُنْ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ  
اَبَدًا وَ لٰكِنْ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور کہی نہ ہوتا اللہ کا فضل تیرا اور اسکی مہر اور یہ کہ  
اسے نرمی کرنیوالا ہر مہر نہ تو کیا کہہ سکتا ہوا یا ان چلو قدموں پر شیطان کی اور جو کوئی چلیگا قدموں پر شیطان کے چوہی  
تا دیگا بجیائی اور بڑی بات اور کہی نہ ہوتا فضل اللہ کا تیرا اور اسکی مہر نہ سوزنا تم میں ایک شخص کہی و لکن

اللہ سنوارتا ہے جسکو چاہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے جانتا انتہی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت بہتر نہ ہوتی اور یہ ہی نہ ہوتا کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو اور کام ہوتا (یعنی بہتر دنیا میں عذاب آتا اور آفت آتی) وکن وہ تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کر نیا لایا ہے اور مہربان ہے اپنے بہرہ ور پہ آتا ہے مہربانی کے ساتھ اسکی طرف پشیمان ہو کر اپنے گناہوں کو بہرہ آوے اور اس نے توبہ منظور کر لی اسکی جس نے اس طوفان کی توبہ کی اور پاک کر دیا اسکو جس نے پاک ہونا چاہا جو پاک کر نیا لایا جس کے ساتھ بہرہ فرمایا اے ایمان والو شیطان کے ساتھ رہو اور سلکوں میں نہ چلو اور اس کے حکم کی اتباع نہ کرو اور جو شخص چلے گا شیطان کے طرائق اور مساک اور ادا میں تو وہ توبہ ہی بتاتا ہے جیسا یان اور مہربانی با تین اس آیت میں اللہ نے بندوں کو شیطان کے لئے راہوں میں چلنے اور اس کے اتباع سے نفرت دلائی ہے اور اس سے ڈرایا ہے افسح اور ابلغ اور وجہ اور حسن عبارت کے ساتھ ابن عباس نے کہا خطوات شیطان ہوا سکر عمل مراد میں قالہ علی بن ابی حمزہ رادی عن ابن عباس اور عکرمہ نے کہا خطوات شیطان کی نزعات شیطان مراد میں یعنی شیطان کی چپڑ چاڑ اور قاذو نے کہا تمام گناہ شیطان کے خطوات ہیں میں ابو مجاز نے کہا گناہوں میں دوڑنا خطوات شیطان کی ہے مفسر کہتے ہیں ایک مرد نے ابن مسعود سے سوال کیا کہ میں نے فلاں کمانا کیا ہے (اب میں کیا علاج کروں) اور اس مرد نے اس کمانے کا نام لیا ابن مسعود نے کہا یہ تیرا فعل نزعات شیطان سے ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کہا نا کفارہ اور کہا شعبی نے اس شخص کو جس نے تذرمانی اپنے بیٹے کو فوج کرنے کی کہ تیرا نزعات شیطان سے ہے اور اسکو فتویٰ دیا کہ وہ سینہ بانی فوج کرے اور افسح کہتے ہیں میں اپنی عورت پر غصہ ہوا تو وہ کہنے لگی میں ایک دن یہودیہ ہوں اور ایک دن نصرانیہ ہوں اور میرے سب غلام آزاد ہیں اگر تو اسے افسح مجھ کو طلاق نہ دے پھر میں عبد اللہ بن عمر پاس آیا (اور میں نے یہ سہلہ اُٹے پر چھا) تو انہوں نے فرمایا یہ تو نزعات (چپڑ چاڑ) شیطان کی ہے اور ایسا ہی کہا زینب ام سلمہ کی بیٹی نے اور وہ اسوقت مدینے میں بڑی سمجھ والی عورت تھی اور عاصم بن عمرو کی بیٹی نے بھی یہی کہا کہ یہ نزعات شیطان کی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو اسکی مہربانی تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہ ہوتا یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے توبہ اور اپنی طرف رجوع اور انابت بخشتی ہے اور نفوس کو ان کے شرک اور فجور اور دس سے پاک کر دیتا ہے اور ان اخلاق ردیہ کو جو نفوس میں موجود ہوتے ہیں نکال دیتا ہے تو کوئی

نفس اپنے نفس کے لیے باکی حاصل نہ کرتا اور کوئی جی ملنے کے لیے خیر نہ جمع کرتا مگر اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سو اور گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ڈالتا ہے اسکو ممالک و مملکت اور غنی میز وہ اپنے بندوں کے اقوال سنتا ہے جانتا ہے ان میں سے انکو جو ہدایت کراہل میں اور انکو جو ان میں سو گمراہی کے مستحق ہیں فقہرین کہتا ہیں اگر اللہ کا فضل اور رحمت پہنچ نہ ہوتا اور یہ کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو تم کو جلد عذاب کرتا اور یہ سب اس لیے بندہ پر رافت ہو کہ انکو جلد معذب نہیں کرتا اور اسکی مہربانی ہے انکی واسطے کہ انکو توبہ کی جا بچ سکے انہیں اور یہ جملہ مکر ہے اسکو دوبارہ بیان فرمایا اپنے احسان کی یاد دہانی کے واسطے جو اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے جلد عذاب نہ کرنے کے ساتھ خطوات جمع ہے خطوۃ مفتوح الفکار کی اور خطوت کہتے ہیں اس فاصلے کو جو دو پاؤں کے درمیان ہوتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ شیطان کے مساکل اور مذہب اور اثر پر نہ چلو اور نہ چلو اسکو راہوں میں جن میں چلنے کی طرف تھکوا جاتا ہے اور خطوات کو فتح خا اور طاک کے ساتھ ہی پڑھا گیا ہے اور ضم خا اور طاک کے ساتھ ہی اور یہ دونو قرأتیں سبعیہ ہیں اور جلد میں متبع خطوت الشیطان کا جواب بخدوف ہے اور وہ یہ ہے کہ نقد غوی یعنی جو طبا شیطان کی راہوں میں تو وہ مقرر ہے سے ہکا یا جلد فائے یا مبالغہ اور لشکر سی شرط کا جواب ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو شخص اسکی راہوں میں چلے تو اسکی خاصیت ہی شیطان کی خاصیت ہو جاتی ہے اور وہ خاصیت یہی خشا اور منکر کے ساتھ حکم کرتا ہے اور خشا وہ چیز ہے جو زیادہ متبع ہو اور منکر وہ ہے جسکا شرع انکار کرے اور ضمیر آیت میں شیطان کی طرف عود کرتی ہے یا ضمیر شان کی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر عاید ہو من کی طرف کیونکہ جو شخص شیطان کو بھیجے چلتا گوہ امر بالمعشا والمنکر میں اسکا مقتدی نجاتا ہے اور آیت شامل ہے ہر ایک کو عام ہے ہر ایک کے حق میں کیونکہ جو شخص مکلف ہو اسکو اس سے روکا گیا ہے اور اللہ کا قول مازکی سنم دوسری دلولہ کا جواب ہے یعنی اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہو تو کوئی شخص اپنے نفس کو اسکی برائی اور سبیل کبیل کو نہ نکال سکے جب تک جیتا رہے اور یہ لفظ تخفف اور مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور تشدید کی صورت میں یہ معنی ہونگر کہ اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تب تو وہ تم میں سے کسی کو پاک نہ کرے مقابل نے کہا مازکی سے مصلح مراد ہے یعنی کوئی شخص نیک نہ ہوتا اور بہتر یہ ہے کہ زکوۃ کی تفسیر نظم اور تزکیہ کی تطہیر کے ساتھ کیجاوے اور ابن قتیبہ کا یہی ہے قول ہر اور ابن عباس نے کہا اس لفظ کی تفسیر میں ما اھتدای احدتین الخ لا ینبغی الخ لا ینبغی الخ یعنی مخلوق میں سے کوئی شخص کسی بہلائی



کی طرف راہ نہ پاتا اور یہ آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک کو بعض نے کہا ان لوگوں کو ساتھ خاص ہے جنہوں نے  
 انک میں قدم ڈالنا ہر پاک ہوئے اس آلودگی سے اور توبہ کی اور انہوں نے عبد اللہ بن ابی بن سلول کے سوا کیونکہ  
 وہ تو اڑ رہا اپنی بد بختی اور کم بختی پر بیان تاک کہ گر گیا اور آیت کو عام نہیں مانا ہر ایک کے حق میں اولیٰ ہے  
 اور اس سے اگلے جملہ میں اللہ نے ترغیب دی ہے اخلاص میں مبالغہ کر نیکی اور اپنے توبہ کی نیا لے بندوں کو  
 برا کیجئے کیا ہے ہر اور سخت ڈرایا ہے انکو جو شیطان کے پیچھے چلے اور چاہے ہیلین بدکاری کا اللہ کے  
 مومن بندوں میں اور اللہ سبحانہ کو زواجہ کے ساتھ اپنے نفس کو منہر جزہ کرے **وَلَا يَأْتِلْ دُولُوا الْفَضْلَ**  
**مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُعْضِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا**  
**أَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ** اور قسم نہ کہا دین بڑی والے تم میں اور کثایت  
 والے اس سے کہ دین نامتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑو والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہے  
 معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے ہر بان و  
 جب طوفان بولنے والے چھوٹے پڑے اور انکو حداری گئی اتنی کوڑے جوان میں دو تین سلمان تو ایک  
 شخص تھا سہم ابو بکر صدیقؓ کا باخا مفسح اسکی خبر لیتے تھے ابے قسم کہاں کہ اسکو میں کچھ ندون گا  
 اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تمام احبارین سے اہل بدر سے بڑائی والے کہا صدیق اکبرؓ کو جو انکی بڑائی  
 نہ مانوہ اللہ سے جھگڑے پھر انہوں نے قسم کہاں کہ جو دیتا تھا وہ کبھی بند نہ کرونگا **وَحَافِظِ ابْنِ كَثِيرٍ**  
**مِنْ لَا يَأْتِلْ شَيْءٌ هِيَ الْيَتَىٰ وَالْوَالِيَتِ كُنْتُمْ مِنْ حَلْفٍ كُوجِعْنِي مِنْ سُوْغَدٍ وَتَمَّ كَسَبِي عِنْدَ الْمَدَائِدِ**  
 اور خیرات کرنے والے اور احسان والے اور کثایت والے نا تو والوں اور محتاجوں اور اپنا وطن چھوڑنے  
 والوں کو دینے سے قسم نہ کہا دین یعنی لے سلمانوں نہ قسمین کہاؤ کہ نہ جوڑو اپنے محتاج نامتے داروں  
 اور اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑنے والوں کو اور اس میں ترغیب دینے والے داروں کو ساتھ مراقت  
 اور معاف کرنے کی **وَلَا تَذْكُرُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا** یعنی جو بڑائی لےنے وقع میں آئی اور جو انداز  
 ان کو صادموی اس سے درگزر کریں اور اسکو معاف کریں اور یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اور اسکا  
 کرم اور لطیف اپنی مخلوق کے ساتھ باوجود انکی بے انصافی کے اپنی جانوں پر اور یہ آیت صدیق اکبرؓ کے  
 حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے قسم کہاں کہ سطح بن انا نہ پکھی کچھ خرچ نہ کریں گے اسکے بعد کہ سطح  
 نے عائشہ صدیقہؓ کے باری میں عیب لگانے کے ساتھ لب کولی جیسے یہ مضمون حدیث طویل میں گذرا

تو جب اللہ نے ام المؤمنین کی بابت کو نازل کیا اور ایسا نذر نفس خاص ہوئے اور انہوں نے قرار رکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی توبہ منظور فرمائی جنہوں نے ام المؤمنین کے باری میں جرح کیا اور حد لگی انکو جسکو حد لگی تو اللہ تعالیٰ صاحب فضل و العزت نے ابوبکر صدیق کی مہربانی کا بیان فرمایا جو وہ اپنے ناتے وار ذوق و سبب سے اس طرح بنانا شروع فرمایا کرتے تھے اور سطح صدیق کی خالہ کا بیٹا تھا اور محتاج تھا اور اس کے پاس کچھ نہ ہوتا مگر وہی جو ابوبکر صدیق سے خرچ کر نیکے لیکر دیتے اور تھا یہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا اور عائشہ صدیقہ کے معاملہ میں پہل گیا پھر اللہ نے انکو اس گناہ کو معاف کر دیا اور اس تہمت پر انکو حد لگائی گئی اور اللہ تعالیٰ نے انکو معروف و المعروف تمہارا قارب اور احباب کو دودنیو اور انکی پرورش کرتے حب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا واللہ غفور رحیم تاکہ یعنی بڑی والے اور کشادہ دل والے قسم نہ کہا دین قرابت والوں کو دینے سے اور محتاجوں اور مصاحبوں کو اللہ کی راہ میں تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ ہی ہے یعنی جزا عمل کی جس سے ہوتی ہے پھر جیسے تو معاف کر لگا اس شخص کا قصور جو تجھ کو ستا دی اللہ تجھ کو معاف کر لگا اور صبر تو درگزر کرے گا اللہ درگزر لگا تجھ سے تب ابوبکر صدیق نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم چاہتے ہیں تو ہم کو معاف کرے اسی ہماری مالک ہے ہر سطح پر وہی خرچ کرنے لگے جو آگے سے خرچ کیا کرتے تھے اور بولوا اللہ کی قسم جو میں دیتا ہوں اسکو کہیں بند نہ کرو لگا اور یہ قسم اس قسم کے مقابلہ میں کہا میں جو فرمایا اللہ نے تم میں کہیں اسکو کوئی فائدہ نہ پہنچاؤں گا اسی لیے صدیق صدیق نے افتخار میں کہا ہے کہ انفی کانین ہے بلکہ نہیں ہے اور فضل مجزوم ہے حذف باد کہ ساتھ کیونکہ ناقص ہے جیسے اتلی یا ملی اتھے بنتھی کے وزن پر اور یہ مشتق ہے الیہ سے جو بدیہ کے وزن پر ہے اور الیہ کہتے ہیں قسم کو اور اسی محاورے سے ہے اللہ کا قول لِلَّذِينَ يُولُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ اور ایک جماعت نے کہا یہ مشتق ہے اٰلی یا لُو سے اور ہوتی معنی یہ ہونگے اور قصور نہ کریں بڑی والے اور کشادہ دل والے اور ہی محاورے سے ہے اللہ کا قول لَا يَأْتِيَنَّكُمْ حُبَابٌ وَلَا اور عرب کا محاورہ الْوَلَدُ فِي كَذَا وَلَكِنَّهُ اَلْجَهْدُ اَلْاِسْكِنُ اَلْاِسْكِنُ ہلکا قول اولے ہے اور سبب بول کل پہلے قول پر دلیل ہے کہ ابن عباس نے قسم نہ کہا کسی کو فائدہ پہنچانے سے عائشہ کہتی ہیں سطح بن امانہ ہی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے انکا کڑوا بوجہ اٹھایا اور ابوبکر کے رشتہ دار تو اور انکی پرورش میں تو ابوبکر نے قسم کہا میں اس کے ساتھ کہیں سلوک نہ کروں گا تب اللہ نے یہ آیت انارسی عائشہ صدیقہ نے کہا پھر ابوبکر نے اسکو اپنے عمال میں ملا لیا اور اس پر خرچ کرنے لگے اور فرمایا میں کسی امر پر قسم نہ کہاؤں گا جس کے غیر میں میں پہلایا دیکھوں اس سے مگر

متم کا غارہ دیدون گا اور وہ کام کروں گا جو اس سے بہتر ہے اخراجہ ابن المنذر وقد روى من طريق  
عن جماعة من التابعين ابن عباس سے آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے حضرت  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عیب لگایا تھا اور اس کا چرچا کیا تھا اور اس میں قدم ڈالا تھا اس پر حضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے دو سر بارون نے قسمیں کھائیں کہ جنہوں نے یہ چرچا کیا اللہ کو پہلایا اور اس میں قدم ڈالا  
ہم ان پر خرچ نہ کریں گے اور نہ ان کے ماتے جوڑیں گے ان تم کہانیوں میں ابوبکر صدیق ہی تھے تو اس نے  
فرمایا قسمیں نہ کھاؤں بڑائی والے تم میں سے اور کٹا ایش والے یہ کہ اپنی ماتے نہ جوڑیں گے ادا ان کو اپنے مالوں  
میں سے نہ دیں گے میری اس سے پہلے دیا کرتے تھے تو اس نے حکم کیا کہ تم ان کو معاف کرو اور اس سے درگزر کرو ہم  
مکو معاف کریں گے اور تمہارے گناہوں سے درگزر کریں گے کما زجاج نے ان یؤثقوا میں لا محذوف ہر اوستی  
یہ میں نے قسمیں کھا دیں آپ کہ دو بیرون اور ابو عبیدہ نے کہا لا کر اضاہر کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور تا خطاب  
کے ساتھ بھی اسکو لوگوں نے بڑا ہے التفات کو طریق پر ان الذین یرموا المحصنات الغفلات  
المؤمنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولعنہم عن ابی عظیمہ ۰ یوم تشہد علیہم لیسۃ  
واحدین ۰ یوم تشہد علیہم لیسۃ ۰ یوم تشہد علیہم لیسۃ ۰ یوم تشہد علیہم لیسۃ ۰ یوم تشہد علیہم لیسۃ ۰  
ان اللہ ھو الحق المبین ۰ جو لوگ عیب لگاتے ہیں فید والی بے خبر ایمان والیوں کو انکو ہٹکا رہے  
دنیا میں اور آخرت میں اور انکو بڑی ماحسبہن بناوینگی انکی زبان میں اور ہاتھ پاؤں جو کچھ کرتے تھے اسدن پور  
دیگا اللہ انکی مزا جو چاہیے اور جانیں گے کہ اللہ ہی ہے سچا کہولنے والا ف اس میں اللہ نے ڈرایا ہے  
ان لوگوں کو جو بے خبر یا کداسن عورتوں کو عیب لگاتے ہیں اور سونات کی فیدہ خرچ غالب کے طہر پر واقع ہوئی  
ہے تو اہمات المؤمنین مومنوں کی مائیں (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی بیان) بطریق اولی اس میں  
داخل ہیں اور ان کا اس حکم میں داخل ہونا ہر ایک محصنہ سے بڑک رہے خاص کردہ عورت جو ان آیات کے نزول کا  
باعث ہو جوبہ سبب ہے اور وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہیں جسے اللہ عنہا وارضاہا عنہا حافظ ابن کثیر فرماتے  
ہیں سب عالموں کا اتفاق ہے اس پر کہ جو شخص عائشہ صدیقہ کو اس کے بعد گالی نکالے اور اسکو عیب لگا دی عیب  
لگا دی اس کے بعد جو اس آیت میں مذکور ہے تو وہ (مردود) کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن مجید کو روک دیا اور اگر کوئی  
حضرت عائشہ کے سوا دوسری حضرت کی بی بیوں کو گالی نکالے یا عیب لگا دے تو اس میں علما کے دو قول  
ہیں ان میں سے صحیح یہ قول ہے کہ دوسری بی بیوں کو عیب لگانا اور گالی نکالنا بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے

عائشہ صدیقہ کو اور اس کا قول لعنوا فی الدنیا والآخرہ الایہ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الدِّینَ یُعْذِرُونَ اللّٰهَ  
 نَ رَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنی جو لوگ ستاتے ہیں اس  
 کو اور اسکے رسول کو انکو ہر کھار امیر نے دنیا میں اور آخرت میں اور کسی انکے وسط ذلت کی مار اور بعض نے  
 کہا یہ لعنت خاص ہے حضرت عائشہ صدیقہ کے فاؤنڈیشن کے ساتھ اگر کوئی کسی اور بی بی کو عیب لگا دے تو وہ ملعون  
 نہیں ہوتا سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی عنہما کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ آیت خاص عائشہ صدیقہ کے  
 حق میں نازل ہوئی ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبْنِی حَکْمٌ اور سعید بن جبیر اور قتال بن حیان کا یہی قول ہے اور اس  
 قول کو حافظ ابن جریر نے باسناد حضرت عائشہ رضی عنہا روایت کیا ہے کہ مجھ کو عیب لگا جو عیب لگا اور میں  
 بے خبر تھی اور مجھ کو بچھڑے معلوم ہوا ہر ایک وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے میرے پاس جو آپ  
 پر وحی نازل ہوئی اور جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو نیند سی آتی تھی اور آپ پر وحی اتری اس وقت جب  
 آپ میرے پاس بیٹھے تھے پہر آپ بیٹھ گئے برابر ہو کر پوچھتے تھے اپنا مبارک ماتا اور فرمایا اسے عائشہ خوش  
 ہو جائیے کہ میں اللہ کی تعریف کرتی ہوں آپ کی تعریف نہیں کرتی پہر آپ نے ٹہری یہ آیتیں اِنَّ الدِّینَ  
 یُعْذِرُونَ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا کہ آپ پر پوچھو اولنگ مہرون مایقولون لہم مغفرۃ و  
 زرق کریم تک ھکذا اورد ابن جریر نے اپنے ابن جریر نے اسکو سیطاح بیان کیا اور اس سیاق میں کہی  
 ایسا لفظ نہیں ہے جس سے نکلے کہ یہ حکم عائشہ رضی عنہا کے ساتھ خاص ہے اس میں صرف اتنا مذکور ہے کہ عائشہ رضی  
 عنہا ان آیات کو نزول کا سبب ہونے لگے سو انکوئی اور عورت اگر یہ حکم عام ہے شامل ہے عائشہ کو اور غیر عائشہ  
 کو اور شاید ابن عباس اور ان کے موافقین کے قول مذکور سے بھی مراد ہوگی کہ آیات کا سبب نزول  
 عائشہ رضی عنہا ہے نہ اسکو سوا دوسری عورت واللہ اعلم صحا کہ اور ابو الجوزا اور سلمہ بن شیط کا یہ قول ہے کہ  
 محصنت غفلت ثمنات و آیت میں خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہیں نہ انکے  
 سوا اور عورین عورتی نے ابن عباس رضی عنہما سے آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی بیبیان مراد ہیں عیب لگایا انکو اہل نفاق نے پہر انکو وسط امیر نے غضب اور لعنت کو دھب کر دیا اور  
 لے آئے وہ اللہ کا غصہ ہر اسکے بعد یہ آیت اتری وَ الدِّینَ یُعْذِرُونَ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا  
 یا رُبَّعۃ شَھَدَآءَ سے لیکر غفور رحیم تک تو اس میں اس نے نازیائے لگا کر اور توبہ کرنا نازل فرمایا پہر توبہ منظور  
 ہو جاتی ہے اور نہ مات متظور نہیں ہوتی ابن عباس رضی عنہما نے سورۃ نور کی تفسیر بیان کی جب پوچھی اس آیت پر









طرف متوجہ اور انہوں نے اپنے نفسوں کو آخرت ہی کے ساتھ مشغول کیا ہوتا ہے اور مومنات سے مومنات بالمرہ  
رسولہ مراد ہیں اب اس آیت میں خلاف ہو کہ آیا یہ آیت خاص ہے یا عام ہے تو سعید بن جبیر کا تو یہ قول ہے کہ یہ وعید  
انہیں لوگوں کے ساتھ خاص ہے جنہوں نے عائشہ کو عیب لگا یا اور قتال نے کہا یہ وعید خاص ہے عبداللہ بن  
ابی بن سلول منافقوں کے سر وار متولی کبر انکاک کے ساتھ اور ضحاک اور کلبی کا یہ قول ہے کہ اس آیت میں مصنات  
غفلات مومنات سے عائشہؓ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بی بیان مراد ہیں نہ اور مومن مرد اور عورت میں بہر  
جو شخص امات المؤمنین میں ہو کسی کو عیب لگا دے تو وہ اس وعید کا مستحق ہے جو وعید اس آیت میں مذکور ہے فقہاء  
نے کہا اور اس آیت کو حکمون میں سے ایک یہ حکم ہی ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں میں سے  
کسی بی بی کو عیب لگا دے اس کے لیے توبہ نہیں ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
ازواج مطہرات کے سوا اور کسی عورت یا مرد کو عیب لگا دے کیونکہ اس کے لیے اللہ نے توبہ رکھی ہے۔ صبر اللہ نے  
آیت والذین یرمون لمحضتہ کہ آخر فرمایا اور الذین تابوا بعض نے کہا یہ آیت اسی شخص کے حق میں خاص ہے جو  
عیب لگا دے بہر اس سے توبہ نہ کرے بعض نے کہا یہ آیت مشرکین کو کے حق میں خاص ہے کیونکہ جب کوئی عورت  
اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر نکلتی تو وہ کہتے یہ تو ایسے نکلی ہے کہ دانا کیا کرے اور بعض نے کہا یہ آیت  
عام ہے شامل ہے ہر قاذف اور ہر مفذوف کو مصنات اور مصنیع ہے اور اسی کو نحاس نے اختیار کیا کہا علامہ  
ابو الطیب نے اور بی قول اہل اصل کی تقریر کے مطابق و موافق ہے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ  
سبب خاص ہو نہ کیا کہا اہل علم نے کہ اگر اس آیت میں وہ قاذف مراد ہیں جو ایماندار ہیں تو لعنت سزا وہ  
حق تعالیٰ کے قول لَعْنُوا فِی الدُّنْیَا وَآلِ الْآخِرَةِ مِمَّنْ جَسَّعَ الْاِبَادِیۃ اہل ایمان کی زبانوں پر اور حد کا انکو  
لگنا اور تمام مسلمان کا انکو چھوڑ دینا اور انکار بربہ عدالت سے گرجانا اور اہل ایمان کا اسنے نفرت کرنا اور  
اگر اس آیت سے خاص عائشہ صدیقہؓ کو قاذفین مراد ہیں تو لعنت عبداللہ بن ابی بن سلول کے حق میں خاص ہوگا  
اور اگر اس آیت سے مشرکین کو مراد ہیں تو وہ تو دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں یَقْتَتَلُکُمْ عَنْہُمْ اَللّٰہُ لَمَّا تَکُنْ  
تفسیر میں ابو سعید مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اس کے عمل ختائے جاوید کے بہر  
وہ انکار کرے گا اور جگڑے گا بہر حکم ہوگا قسم کھاؤ کہ یہ گناہ تم نے نہیں کیے (وہ قسم کھا لیں گے) بہر اللہ انکو  
گوڑا کر دیگا (یعنی انکو مومنوں پر مہر لگا دیگا) اور انہر انکی زبانیں اور ہاتھ گواہی دیں گے بہر اللہ انکو دفعہ  
میں والدے کا اَخْرَجَہُ الْعَلْبَرَانِیُّ وَابْنُ اَبِی حَاتِمٍ وَابْنُ مُرْدَوِیۃ کما علامہ نے اور مروی

میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کو طریق سے وہ حدیثیں جسے عصاة کو حلال و ارکان عصا  
 پر شہادت دینا ثابت ہوتا ہے اور حق ہو خزانہ ثابت ہوا ہے جسکی ثبوت میں شک نہیں ہو اور یونہی کہ کو باب افعال  
 سے ہی بڑھا گیا ہے اور باب تفصیل سے ہی اور حق کو مرفوع بڑھا گیا اس تقدیر پر کہ وہ اللہ کی نعت ہو اور مضمون  
 ہی اس تقدیر پر کہ وہ دینیم کی نعت ہو کہا ابو عبیدہ فرما اور اگر لوگوں کے خلاف کے مکروہ ہونیکا ڈرنہ ہوتا تو حق  
 کا مرفوع بڑھنا شکیب تھا تو کہ وہ اللہ کی نعت ہو جاوی اور تو کہ موافق ہووے ابی بن کعب کی قررت کو اور مردی  
 ہے یہ قررت ابن مسعود سے کہا خاص ہے اور یہ ابو عبیدہ کی کلام پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ اس نے دلیل لی اس  
 قررت سے جو سواد اعظم کے مخالف ہو اور اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جاوی کہ ابی بن  
 کعب کے مصحف میں الحق کا لفظ دینیم سے پہلے ہے تو جائز ہے کہ وہ حق ہو بدل ہو اور ابن عباس نے دین کی  
 حساب کے ساتھ تفسیر کی اور کہا دین کا لفظ جہاں کہیں قرآن میں ہے حساب کے معنی میں ہے نہ بن حکیم  
 عن جہہ کہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی یہ آیت (اسطرح) اِنَّكَ مَبْدُؤُا لِّمَنْ يَدْعُحُ اللّٰهُ الْحَقِّ  
 دِيْنَهُمْ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِي وَحَكِيْمُہ اور جو فرمایا اَنْ يَّعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ یعنی حساب اس  
 کا معانیہ کرینگے اور یہ امر ویسا ہی واقع ہو گیا جیسے کتاب غزیر نے بتلایا تو جان لین گے کہ اللہ وہی ثابت ہو اپنی  
 ذات اور صفات اور افعال میں ظاہر کرنے والا ہے ایسا کو ہو ہو اور اللہ سبحانہ حق کو ساتھ سے ہوا کیونکہ اسی کی  
 عبادت وہی حق ہو اسکے غیر کی عبادت کو سواد و سوا یہ کہ حق کہتے ہیں موجود کو اور اللہ موجود ہے اور اسکا تفضیل  
 یعنی باطل وہ معدوم ہے اور اللہ نے قرآن مجید میں کسی گناہ پر گناہوں میں سو اسقدر تغلیظ نہیں کی جس قدر عاصیہ  
 کے قذات و افاتین تغلیظ و نمائی تو ایجاب سے کام لیا اللہ نے ہتمام میں اور شیعاع کیا اور تفصیل کی اور احباب  
 کیا اور تاکید کے ساتھ بیان فرمایا اور مکرر بیان فرمایا اور نہیں ہے یہ مگر وہی جو مروی ہے ابن عباس سے کہ جو شخص  
 گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہے مگر انکی توبہ منظور نہیں ہے جنہوں نے عائشہ کے امر میں قدم ڈالا  
 اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تعظیم ہے اور مبالغہ ہے افات کے امر میں اور اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کو بری  
 کیا اور بے عیب کہے دیکھا یا چار چیزوں کے ساتھ بے عیب کیا یوسف علیہ السلام کو ایک گواہ کے ساتھ زانیہ کے  
 لوگوں میں سے اور موسیٰ علیہ السلام کو اس جہر کے ساتھ جو آپ کے کپڑے لیکر ہاگ گیا اور مریم علیہا السلام کو  
 اسکا میٹا بلوا کر اور حضرت عائشہ صدیقہ کو ان آیات غلطیہ کے ساتھ جنکو اللہ نے اپنی معجز کتاب میں انما سحوتا  
 قوام ساعت و جہد ہر تلاوت ہوتی رہینگی ان مبالغات کے ساتھ جنکو تو نے دیکھ لیا اب تو غور کر اور سوچ

کہ عائشہ کی برات اور ان لوگوں کی برات کو درمیان کثرت تفاوت ہی طرح کہ نہیں رہی ہوا اللہ سبحانہ عائشہ کے لیے کسی لڑکے کی برات کو ساتھ اور نہ نبی کی برات کے ساتھ یہاں تک کہ بری کیا اسکو اچھی کلام کے ساتھ قذف اور بہتان سے اور یہ کام نہیں کیا مگر اپنے رسول کی منزلت و مرتبت کی بلندی کے اظہار کے لیے اور اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم کی عمار کے لائق ہیں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَجْمَعِیْنَ بِہِ اِنَّہُ سَجَانُہُ اَنْ اَیَاتِہُ کَوْجَاہِلِ اَنْفَکَہِ حَقِّ مِیْنِ دَارِہِیْنِ اَبَکَ جَابِحِ کَلَامِ رِخْتَمِ کَیَا اور فرمایا اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ اُولَئِکَ مُکْرَدُوْنَ وَمِمَّا یَقُوْلُوْنَ کَلُمٌ مُّعْصِفٌ ذَرَدَقٌ کَرِیْمٌ گندیان میں گندوں کے وسط اور گندیوں میں واسطے گندیوں کے اور ستمراں میں ستمروں کے اور ستمراں میں واسطے ستمروں کے وہ لوگ بے لگاؤ میں ان باتوں سے جو کہتے ہیں انکو بخشنا ہی اور روزی ہر عزت کی ف ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عودت بدکار نہیں ہوئی یعنی اللہ کے ناموں میں نہ تھا ہے انتہائی موضع القرآن ف ابن کثیر لکھا ہے کہ خبیثات سے ہر دو مقام میں احوال خبیثہ مراد ہیں اور خبیثین سے ہر دو مقام میں رجال خبیثین مراد ہیں اور طیبات سے دو جگہ میں احوال طیبہ مراد ہیں اور طیبین سے دو جگہ میں رجال طیبین قالہ ابن عباس کما ابن عباس نے اور تری یہ آیت عائشہ اور اہل انک کے حق میں اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور عطاء اور سعید بن جبیر اور شبی اور حسن بن ابی الحسن اصبہی اور حبیب بن ابی ثابت اور صحاک سے اور سیکو ابن جریر نے پسند کیا اور کہا کہ بری بات بڑی لوگوں کے ساتھ اولیٰ ہے اور ستمری بات ستمرے لوگوں کے ساتھ نسبت سے اور غرض یہ ہے کہ جرأت کو اہل نفاق نے عائشہ کی طرف منسوب کیا وہ کلام انہیں منافقوں کے ہی لائق ہے اور عائشہ اولیٰ ہے برات اور عزت کے ساتھ منافقوں کے قول سے کہندہ فرمایا اُولَئِکَ مُکْرَدُوْنَ وَمِمَّا یَقُوْلُوْنَ عبد الرحمن بن زید بن سلم کہتے ہیں کہ خبیثات سے دو مقام میں نہا خبیثہ مراد ہیں اور خبیثین سے دو جگہ میں رجال خبیث مراد ہیں اور طیبیت سے ہر دو مقام میں نہا طیبہ مراد ہیں اور طیبین سے دو جگہ میں رجال طیب اور اسفل کا حاصل ہی یہی ہے جو پہلے لوگوں کے قول کا قائل و انجام ہے التزام کے طور پر اور سننے یہ ہیں امہ ایسا نہیں تھا کہ عائشہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی بنانا مگر اس وقت جب یہ طیبہ تھیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طیب بشر سے طیب ہیں اور اگر عائشہ خبیثہ ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق نہ تہی نہ شرعاً اور نہ قدرماً ولہذا فرمایا اُولَئِکَ مُکْرَدُوْنَ وَمِمَّا یَقُوْلُوْنَ یعنی یہ لوگ اہل انک

وعدوان کو بہت دور میں لے کر معذرت کی ایک بخش ہوگی بسبب اس کذب جو انکی حق میں انہوں نے مشہور کیا ورنہ زنی کی بے اور انکو اس کے ہاں غرت کی روزی ملیگی جنات نعیم میں اور اس میں وعدہ ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیاں جنات میں جاوے گی اسیرین جابر عبد اللہ کے پاس آئے اور بولے میں نے ولید بن عقبہ سے آج ایک بات سنی ہے جو مجھ کو آپؐ نہ آئی تو عبد اللہ نے کہا ایماندار کو دلیمن ایک ستم اقول ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے اسکے سینہ میں (اور) نہیں ٹھہرتا یہاں تک کہ اسکو مونہ پر لے آتا ہے پھر ہتھول کو وہ آدمی ستر لیتا ہے جو اسکے پاس ہوتا ہے اور اسکو اپنی (باتوں میں) ملا لیتا ہے اور بد آدمی کے دل میں ایک اچھی بات ہوتی ہے اور وہ حرکت کرتی ہے اسکے سینہ میں قرار نہیں پکڑتی یہاں تک کہ اسکو مونہ پر لے آتا ہے پھر اس اچھی بات کو وہ آدمی سن لیتا ہے جسکے پاس اچھی باتیں ہوتی ہیں تو وہ سنکر اسکو اپنی اچھی باتوں میں ملا لیتا ہے پھر یہی عبد اللہ نے یہ آیت الْحَيِّثُ لِلْحَيِّثِ وَالْحَيِّثُ لِلْحَيِّثِ وَالْحَيِّثُ لِلْحَيِّثِ وَالْحَيِّثُ لِلْحَيِّثِ اخراست تک اور اسی کی مثل ہے وہ حدیث جبکہ امام احمد نے اپنی سند میں مرفوعاً روایت کیا کہ اس شخص کی مثال جو سچ کی بات سنتا ہے پھر نہیں بیان کرتا مگر ربی وہ بات جو اس نے سنی اس شخص کی طرح ہے جو ایک چر داہر کے پاس آیا اور بولا مجھ کو ایک عمدہ بکری جن دی تو وہ بولا جا اور جس بکری کو تو لیا جا ہے اسکا کان پکڑے پھر وہ گیا اور اس نے بکریوں کے کتے کا کان پکڑ لیا اور دوسری حدیث میں ہے الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَتَّىٰ وَجَدَهَا أَخَذَهَا بِئْسَ سَجْدَةٍ كَانَتْ مَوْزِنَ كَاضِلًا ہے جہاں اسکو پاوے لے لیے شیخ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے

باطل ست آنچه دے گوید خستہ راختہ کے کند بیدار

مرد باید کہ گیر داند گوش در فتنہ است بند بردیوار

فتح کا لفظ یہ ہے کہ خبیثات سے نا حقیتہ مراد ہیں اور خبیثین سے رجال خبیث یعنی گندی جن کو گندہ مردوں کے ساتھ خاص میں بنیں قریب ہیں کہ تجاوز کریں انکے غیر کی طرف کہا علامہ ابو لطیف مرحوم نے یہ کلام فتح ہے یعنی ہے سنت الہی کے قاعدہ پر جو مخلوق میں جاری ہے اسکے مطابق کہ اللہ نے ایک ملک مقرر کیا ہے جو جلاتا ہے اہل کو اسکے اہل کی طرف اور ایسے ہی خبیث مرد خاص میں گندی عورتوں کے ساتھ نہیں تجاوز کرتے گندی عورتوں سے کیونکہ مجاہست انصاف کی طرف بلانیموالی چیزوں میں سے ہے اور ایسی ہی ستمری عورتیں خاص میں ستمری مردوں کو ساتھ اور ستمری مرد ستمری عورتوں کے ساتھ

مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطاء اور اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ خبیثات سرکلمات خبیثہ مراد ہیں اور خبیثین سے حال  
 خبیث اور طبیات سرکلمات طیبہ اور طیبیوں سے حال طیب اور ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور زیادہ کیا  
 ابن عباس سے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور لوگوں کے حق میں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ام  
 المؤمنین عائشہ صدیقہ کو بہتان لگایا اور قنادی سے بھی اسکی مثل مروی ہے اور ایسا ہی مروی ہے تابعین  
 کی ایک جماعت سے خاص ہے کہ اس قول احسن الاقوال ہے بزجاج نے کہا اس آیت کو یہ معنی ہیں کہ بری باتیں نہیں  
 کرتے مگر بری آدمی اور بری عورتیں اور ستمی باتیں نہیں کرنے مگر ستمی آدمی اور ستمی عورتیں اور ستمی  
 مذمت اور برائی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے عائشہ کو زنا کا عیب لگایا اور اس میں مح ہے ان لوگوں کی  
 جنہوں نے برائی کہا حضرت عائشہ کو بعض نے کہا یہ آیت سبھی ہے اس کے قول الزانی لایکھ الا زانیۃ پر تو خبیثات  
 سے تو زنا کا عورتیں اور طبیات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اس طرح خبیثوں سے زنا کا مرد اور طیبوں سے پارسا  
 مراد ہیں ابن زید کہتے ہیں یہ آیت عائشہ صدیقہ کے حق میں نازل ہوئی ہے حسب شافعیوں کو انکو بہتان لگانا  
 تو اللہ تعالیٰ نے اسکو معیب کر دیا یا اس عیب سے اور عبداللہ بن ابی بن سلول و خبیث تھا اور وہ لائق تھا  
 کہ اس کے واسطے گندی عورت ہو اور وہ گندا اسکے واسطے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستمی تھے تو لائق  
 تھا کہ آپ کے واسطے ستمی بی بی ہو تو عائشہ طیبہ تھیں اور لائق تھا کہ عائشہ ستمی مرد کے گھر میں ہوں اور انک  
 میں اشارہ ہو طیبین اور طبیات کی طرف بعض نے کہا اشارہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کی  
 طرف بعض نے کہا اشارہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ صدیقہ اور صفوان بن مہطل کی طرف بعض نے  
 کہا فقط عائشہ اور صفوان بن مہطل کی طرف کہا فرارنے اور یہ جمع ویسی ہی ہے جیسے اس کے قول فاسکان لہ  
 اخوة میں جمع کیا حالانکہ اخوہ سرد بہای مراد ہیں کہا ابن زید نے بیان سے عائشہ صدیقہ کی برادرت ثابت ہوئی  
 اور یہ جو فرمایا لہم مغفرۃ تو یا سئلے کہ کوئی بشر زلات و خطیئات سے خالی نہیں ہے اور رزق کریم سے جنت کا  
 رزق مراد ہے مردی ہو کہ عائشہ فخر کرتی کچھ اسٹیا کر ساتھ جو اور کسی عورت کو وہ شیا نہیں دی گئیں ایک  
 چیز ان میں سے یہ کہ جبیر بن عبد اللہ عائشہ صدیقہ کی صورت کو ریشم کے کپڑے میں چبا کر لائے حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم پاس اور فرمایا یہ تیری بی بی ہے (دنیا اور آخرت میں) اور سر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے  
 سوا اور کسی کنواری کو نکاح نہیں کیا اور آپ نے وفات پائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں اور ان کی  
 ماہی میں اور دفن ہوئے انہیں کے گھر میں اور آپ پر وحی اترا اور یہ آپ کے ساتھ ہوتی ایک کپڑے میں اور

اتری انکی برات آسمان کو اور یہ صدیق اکبر اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہین اور پیدا ہوئیں  
یہ ستمری اور انکو وعدہ ملا بخشش اور عزت کی روزی کا اور سروق حب حضرت عائشہ صدیقہ سرحدیث بیان کرتے  
تو فرماتے جب یہ حدیث بیان کی صدیقہ صدیق کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ جسکی برات  
آسمان کو نازل ہوئی اور حسان و زہد کر کے انکے حق میں یہ شعر کہے ۔

حَصَانٌ زَدَانٌ مَا تَزُنُّ بِرَبِّهَا ۖ وَ تُصْبِرُ غَرَّتِي مِنْ لُحْمِ الْفَوَاقِلِ  
حَلِيلُكَ خَيْرُ النَّاسِ دِينًا وَمَنْصِبًا ۖ نَبِيُّ الْهَدَىٰ وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاقِلِ  
عَفِيفٌ لَّحْمٍ مِّنْ لُّحْمٍ مِّنْ غَالِبٍ ۖ كَرَامِ الْمَسَاغِرِ مَجْدُهَا غَيْرُ ذَاوِلِ  
مُهَذَّبَةٌ قَدْ كَلَبَ اللَّهُ خِيَمَهَا ۖ وَ طَهَّرَ هَامُوكَ لِيَلَّيْنِ وَ بَاطِلِ

یعنی عائشہ پارسا ہین اور اپنی مجلس میں عزت والی اور کسی تہمت کو ساتھ ساتھ نہیں ہین اور صبح کرتے ہین ہو گئے  
رہ کر بے خبر عورتوں کو گزشتہ سے کہنے کی غیبت نہیں کرتی بی بی ہین اس بلک شخص کی جو سب لوگوں کو دین اور  
منصب کے رو سے بہتر ہے اور وہ نبی ہے جو ہدایت اور جو انمزدی اور فضائل کی طرف راہ بتاتا ہے اور عائشہ عقل  
والی ہے لوی بن غالب کے قبیلہ سے جو جو دار کرم میں سرگرم ہین اسکی بزرگی زوال پذیر نہیں ہے اسکے ظن  
پاکیزہ ہین اسنے پاک کیا اسکی خواہ اور طبیعت کو اور ستم کیا اسکو ہر عیب اور نشستی اور جھوٹ سے اور جب اللہ  
فلان ہوا زنا پر ڈانٹنے سے اور قذف کو بیان کرنے سے تو گھر دن میں بلا اجازت داخل ہونے پر زحیر کرنا شروع  
کیا کیونکہ بلا اجازت چلو جانے میں مردوں کے عورتوں کو ساتھ ملجانے کا اندیشہ ہے اور سب اوقات مرد عورتوں  
کے ختملاط سے ان دونوں امر دن میں جو بند کوڑ ہوئے کوئی امر ظاہر ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ انسان اپنے گھر  
میں اور اپنی تنہائی کے مکان میں کہی ایسی حالت پر ہوتا ہے کہ اسکی طرف غیر کو نظر کرنا حرام ہو جاتا ہے تو  
اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کے گھر دن میں بلا اجازت چلے جانے کو منع فرمایا اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَلَمَّا سَأَلْتُمُوهُنَّ لَبِئْسَ مَا تَكُونُنَّ ۚ لَكُمُ الْكُرْهُنَّ فَادْخُلُوهُنَّ  
فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارجِعُوا فَارجِعُوا  
هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ يُمَا تَعْمَلُونَ عِلْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ  
فِيهَا مَسَاحُ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ اے ایمان والو! مسکونہ جا کر کسی گھر میں اپنی  
گھر کے سوا جگہ بل چال کر دو اور سلام دی لو ان گھر والوں پر یہ پتہ ہے تمہاری حق میں شاید تم یاد رکھو۔

**ف** یعنی بخیر کیلئے گھر میں نہ گھس جاؤ کی کیا جائزہ کس حال میں اول آواز دیوے سے بہتر آواز سلام کی کہ  
 پہر گزرتا پاؤں میں کوئی تو اس میں نہ جاؤ جب تک پردا لگی نہ ہو تم کو اور اگر تم نہ کہنے کے پہر جاؤ تو پہر جاؤ پس میں  
 خوب سہل علی ہے ہمتاری اور اندہ جو کرتے ہو جاتا ہے **ف** کوئی گھر میں نہ ہو اور پردا لگی دیوے کی ہو تو  
 گھر میں چلو جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پہر جاؤ کہے سو رہا نہ مانو اس میں آپس میں ملاقات صاف رہتی ہے  
 ایک کا دوسرے پر بوجہ نہیں پڑتا **ف** نہیں گناہ ہے اس میں کہ جاؤ ان گھر دن میں جہاں کوئی نہیں رہتا  
 اس میں کچھ چیز ہو ہمتاری اور اندہ کو معلوم ہے جو کہو تو ہو اور چھپتا ہو **ف** شاید ستے والوں کے دل میں  
 آیا ہو گا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس پردا لگی کیو یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جس کے دل میں ہے اور جو ایک گھر  
 کے لوگ ہیں جیسے ٹنڈی غلام یا اولاد انکو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں مگر تین وقت غلط کر وہ اس سورت کو آہن  
 میں مذکور ہیں اسنے مافی موضع القرآن **ف** ابن کثیر کہتے ہیں یہ فرعی ادب ہیں جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 ایامدار بندوں کو ادب نے یا اور یہ گھر میں جانے کی واسطے اجازت لینے کے آداب ہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں  
 کو ارشاد فرمایا ہے دوسرے لوگوں کو گھر میں چلے نہ جایا کریں یہاں تک کہ بول جال کر لین اور اند جانے سے  
 پہلی اجازت لے لیا کریں اور اجازت کے بعد سلام علیکم کہہ لیا کریں اور تین بار اجازت لینا چاہیے اگر اجازت  
 عبادے تو بہتر نہ بہر آنا چاہیے جیسے صحیح بخاری میں ہے کہ ابو موسیٰ نے حضرت عمرؓ کے گھر جانے کے لیے تین  
 بار اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہ دی گئی وہ دہس ہو گئے وحب ابو موسیٰ وہس ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا  
 میں نے عبد اللہ بن قیسؓ کو ابو موسیٰ کا آواز نہیں سنا تا وہ تو اجازت مانگا ہم تو نے انکو اند جانے کی اجازت  
 دو لوگوں نے انکو جا کر دیکھا تو وہ چل گئے جب ابو موسیٰ پہر لائے تو عمرؓ نے کہا آپ کیوں چلے گئے ابو موسیٰ نے  
 کہا میں نے تین بار اجازت مانگی تھی جب مجھ کو اجازت نہ ملی تو میں چلا گیا اور میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے جب ایک تمہارا تین بار اجازت طلب کرے اور اسکو اجازت نہ ملی تو وہ لوٹ  
 جاوے تو عمرؓ نے کہا احدث برگاہ لاؤ ورنہ میں آپ کو سخت پیٹوں گا تو ابو موسیٰ انصار کی ایک جماعت کے  
 پاس گئے اور انکے اگر بیان کیا جو کہا عمرؓ نے تو وہ بولے نہ گواہی دے گا یہی دیکھتے ہوئے اس پر پھر ہم میں سے جو ہوتا  
 رہا (یعنی اس امر کو چھوٹے چھوٹے کے جانتے ہیں) پہر اٹھا ابو موسیٰ کے ساتھ ابو سعید خدریؓ اور عمرؓ کو جا کر  
 احدث کو خبر دی تو عمرؓ نے کہا عجیب احدث کے سننے سے بازاروں میں تجارت کرنے نے روک لیا اسنے  
 باکی اور سے مردی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن عبادہؓ کو گھر جانے کے لیے اجازت طلب



کی توفیق فرمایا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وسلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جواب  
 دینا یہاں تک کہ تین بار سلام کہا اور سعد نے تین بار جواب دیا لیکن آپ کے گوش باہوش تک سعد کو جواب  
 آواز نہ پہنچا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ گئے اور سعد آپ کے پیچھے گئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے  
 ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ نے جتنی بار سلام کہے انکو میرے کان سنتے رہی اور میں انکا جواب دیتا رہا اور  
 بلند آواز سے جواب دیکر مینے انکو نہیں سنا یا اور مینے ارادہ کیا کہ آپ میری واسطے سلامتی کی دعا بہت  
 بار کریں اور میرے واسطے بہت برکتیں مانگیں بہر بعد آپ کو گھر میں لایا اور منقی آپ کے آگے رکھا بہر خیر خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منقی کہا یا حبیب آپ کہا کر فراع ہوئے تو فرمایا اکل طعامکے کما لا یزاد  
 مکت علیک کما الملک شکۃ وَاَقْطِرْ مِنْکَ کُمُ الصَّائِقُوتَ یعنی کیا یا تمہارا کمانا نیکیوں نو اور  
 رحمت طلب کرتی ہیں اور دعا کرتے ہیں تمہاری واسطے فرشتے اور روزہ کہو لا تمہاری پاس روزہ داروں  
 نے رَوَّاهُ اَلَا یَا مَ اَحْمَدُ قیس بن سعد کہتے ہیں آئے ہمارے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا اسلام  
 علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وسلم تو سعد نے آہستہ آواز کے ساتھ جواب دیا قیس کہتے ہیں مینے کہا اپنے باپ کو تو حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت کیوں نہیں دیتا تو وہ بولا تو جو پڑ دے انکو بہت بار سلام کریں ہمیں بہر حضرت  
 نے فرمایا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وسلم تو سعد نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرت نے فرمایا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وسلم تو سعد نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اگلے اور سعد ہی پیچھے پیچھے گیا اور بولا یا رسول اللہ میں سننا رہا آپکا سلام اور جواب  
 دیتا رہا آپ کے سلام کا آہستہ تو کہ آپ بہت بار ہمیں سلام کریں قیس نے کہا بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سعد کو ساتھ آئے اور سعد نے ارشاد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ لایا کہ آپ نے غسل کیا بہر سعد نے  
 دی آپکو ایک اور مہنی جو زعفران سے یا ہارنگار کی بوٹی سے رنگی ہوئی تھی بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپ فرماتے تھی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوتَکَ وَحِجَّتَکَ عَلٰی اِلٰی سَعْدِ  
 بْنِ عُبَادَةَ یعنی الہی کر مہربانی اور رحمت اپنی سعد بن عبادہ کے گمراہوں پر بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے کہا نا کہ یا بہر جب آپ نے واپس ہو نہکا ارادہ کیا تو سعد نے گدبا آپ کے نزدیک کہا جسکی چٹیر پر  
 جادر بچپائی تھی بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر حار ہوئے سعد نے کہا اے قیس تو حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا قیس کہتے ہیں بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوار ہو جا تو میں نے انکار  
 کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا سوار ہو اور یا تو میں داپس ہو گیا رَوَّاهُ اَبُو دَاوُدَ وَالتَّشَاطُیْ مِیْنِ







ابن حزم کہتے ہیں میں نے عیسیٰ کو چاہا کیا مرد اپنی بی بی کے پاس جانے دیتے ہی اجازت کو عطا نہ کیا نہین لکھا  
 ابن کثیر کہتے ہیں اور بطل کا قتل محمل ہے عدم وجوب پر ورنہ بہتر توبہ ہے توبی بی کے پاس جاتے ہوئے اس کو  
 خبردار کر دے اور اجازت سکرا پاس نہ بٹلا جاوے اسلئے کہ احتمال ہے کہ اسکو ایسی حالت پر دیکھے جس حالت پر یحییٰ  
 سحجہ کو برا معلوم ہووے زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا خاوند عبد اللہ بن سحجہ (جس کی ضرورت کیلئے جاتا) تو  
 اس ضرورت سے واپس ہو کر گھڑا تا تو دروازہ پر کھڑے ہو کر کہہ نکارتا اور تنوک ڈالتا اس فریاد کے مارکہ کہ میں ہم کو  
 ایسی حالت پر نہ دیکھے جس کو وہ برا جانے دے اَلْحَافِظُ أَبُو جَعْفَرٍ ابْنُ حَبْرٍ حافظ ابن کثیر نے کہا محدث  
 کا اسناد صحیح ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ جب اپنی گھر میں آتا تو بول جابل کر اور آواز بلند کر کرتا رَوَاهُ  
 ابْنُ اَبِي حَاشٍ اور مجاہد نے سنیناس کی تفسیر کی نخخہ اور تنوک ڈالنے کے ساتھ اور فرمایا امام احمد بن حنبل  
 رحمہ اللہ نے جب مرد اپنے گھر میں آوے تو اس کے پیچھے گزنا یا پاؤں کا زمین پر مارنا مستحب ہے و لکن صحیح میں حضرت  
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے منع کیا اس بات سے کہ کوئی آدمی رات کو گھر میں آدمی (سفر سے)  
 اور ایک دہت میں ہر لیلًا یَتَخَذُ رَحْمَةً یعنی تو کہ غم نہ کہاوی انکی طرف سے اور دوسری حدیث میں آیا ہے  
 کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انحر مدینہ میں مذکور تواجہی سواری کو مدینہ کے میدان میں نہا دیا اور فرمایا راہ دیکھو  
 اور تھیر جاؤ بیات تک کہ ہم جاوین (مدینہ کے اندر) پچھلو ہر اتنے میں جن عورتوں کے بال پراگندہ ہیں وہ بادلوں کی  
 پراگندگی دور کر لینگے اور جن عورتوں کو سوئی نہ ہا رہیے زمانہ گزر گیا ہے وہ اپنا زیر ناف صاف کیا کر لی  
 ابو ایوب کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سلام ہے (جو ہماری درمیان مرد و عورت)  
 پھر سنیناس کیا ہے (جس کا سورہ نور میں مذکور ہے) فرمایا بات کرے آدمی سبحان اللہ کہنے کے ساتھ یا اللہ اکبر  
 کہہ کر یا الحمد للہ کہہ کر اور خلق صاف کرے (کہہ نکارے) تو کہ اجازت دین گہروالے رَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَاشٍ کہا  
 حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث غریب ہے قنادہ نے کہا سنیناس سے تین بار اجازت لینا مراد ہے پھر جسکو اجازت  
 نہ ملے وہ لوٹ جاوے لیکن پہلی بار اجازت لینا تو وہ گہروالوں کو سننے کے واسطے ہے اور دوسری بار کی  
 اجازت لینا اسلئے کہ گہروالے اپنا بچاؤ لے لیں اور تیسری بار میں وہ چاہیں تو اجازت دیدیوں چاہیں  
 نہ دیوں اور جنہوں نے جبکو اجازت نہیں دی انکے درمیان پرست کثرا رہ کیونکہ لوگوں کو ضرورت میں ہوتی  
 ہیں اور اللہ عند قبول فرماتا ہے (تو تم کیوں عذر نہیں دیتے) اور کہا مقاتل بن حیان نے اللہ تعالیٰ کے قول  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْلُوا بَيْنَهُمْ فَيَذَرُوكُمْ خَالِفِينَ تَسْتَأْذِنُوا لَأَنَّهُمْ فِيكُمْ خَوَافٌ كَثِيرٌ

کہ کفر کے زمانہ میں جب کوئی اپنے دوست کو ملتا تو اسکو سلام نہ کرتا اور کتا چیت صبا و حیثیت مسکتا  
 یعنی تو صبح شام کمرے زندگی و اور لوگوں کی اپنے درمیان طنز کی یہی دعا تھی اور جب ان میں سے کوئی کسی کے گھر  
 جاتا تو بلا اجازت اندر چلا جاتا اور کتا میں آگیا یا اسی معنی میں کچھ اور لفظ کتا تو یہ بات اس شخص پر ناگوار  
 گذرتی اور بعض وقت وہ شخص جسکے گھر دوسرا آدمی جاتا وہ اپنی بی بی کے ساتھ مشغول ہوتا تو اسنے ان  
 سب باتوں کو ستر و عفت کر ساتھ بدل دیا اور مقرر کیا ایسا طریق جو پاک صاف ہو میل و میل سب طرح کی  
 آلودگیوں سے اور فرمایا یا ایتھا الذین امنوا لا تذخّلوا بیوتکم غیر بیوتکم محض کتنا سواد کسلوا  
 علی اھلھما الا یہ کہما حفظا بن کثیر نے اور مقاتل بن حیان کا یہ قول بہت عمدہ ہے ولہذا اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ذلکم خیر لکم لعلکم تتذکرون یعنی اجازت لینے میں طرفین کی بہترائی ہے اجازت لینے والے  
 کی اور اہل بیت کی اور یہ سترائی اور صفائی تمکو سوج کرنے اور غور کرنے کے بعد معلوم ہو سکتی ہے اور  
 یہ جو فرمایا ہر اگر نہ پاؤ اس میں کوئی تو نہ جاؤ جب تک تم کو اجازت نہ ملے تو یا سلیے کہ اس میں بلا اجازت غیر  
 غیر کے ملک میں تصرف ہو وہ جاہے اجازت دیوے جاہی دیوے اور یہ جو فرمایا اگر تم کو کما جاؤ کہ  
 چلے جاؤ تو چلے جاؤ اس میں سترائی ہے تمہارا واسطے یعنی تمہاری چلے جانے اور ہر جگہ میں تمہارے  
 واسطہ صفائی اور بہترائی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری اعمال سے واقف ہو قیادہ کہتے ہیں کما بعض مباحین  
 نے البتہ میں خود شہد رہا ساری عمر اس آیت پر عمل کرنے کا تو نہ پایا میں نے وہ زمانہ جس میں اجازت مانگتا  
 اپنے بعض پر اور میں پر اور وہ مجھکو فرماتے تو لوٹ جا اور میں لوٹ جاتا اور میں آرزو کرتا ہوں کہ مجھ پر  
 زمانہ آوے جس میں اللہ کے قول دَانِ قِیلَ لَکُمْ اَرِجِعُوا فَاَرِجِعُوا ھُوَ اَنْکَ لَکُمْ وَاللّٰھُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ  
 عَلَیْکُمْ بِرِئَاسَہِ عمل کروں اور کما سعید بن جبیر نے آیت باب کی تفسیر میں کَاتِفِقُوا عَلٰی اَبْوَابِ النَّاسِ  
 لوگوں کے دروازوں پر مت کہڑے ہو دو اور یہ جو اللہ نے فرمایا تم کو اس گھر میں جانا گناہ نہیں ہے جس پر  
 میں آبادی نہیں ہے اور اس میں تمہارا سب باب پڑا ہے تو یہ کہ یہ پہلی آیت سے خاص ہے کیونکہ اس آیت سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد گھر دن میں جن میں اپنا سب باب پڑا ہو بلا اجازت جانا نہ ہے اس گھر کی طرح جو  
 رہائوں کے واسطہ طیار کیا جاتا ہے اور اس میں جانے کے واسطہ صرف ایک باب کی اجازت ہی کافی ہوتی  
 ہے کما ابن جریر نے اللہ کے قول اَنْتُمْ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بَیْوتَ غَیْرِہِمْ مَسْکُوْنَةً فِہِمْ مَتَاعٌ لَّکُمْ مِنْہُمْ سِتْنَاءُ  
 ہے آیت لاتدخلوا بیوتنا غیر بیوتکم سے اور ایسا ہی مردی ہے عکرمہ اور حسن البصری سے اور دوسروں نے



کہا بیوتاغیر مسکنہ سے بیوت تجارتی میں جیسے سرائین اور سنازل اسفار اور مکہ معظمہ کے گھر اور سہ حفاظ  
 ابن جریر نے پسند کیا اور حکایت کیا بقول کو ایک جماعت سے لیکن ہذا قول بہت ظاہر ہے واللہ اعلم اور  
 مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ بیوت غیر مسکنہ سہ بابون کو گھر مراد ہیں فتح کا بیان یہ ہے کہ بیوتاغیر بیوت  
 سے وہ گھر مراد ہیں جو تھاری ملک میں نہیں ہیں اور نہ تم ان میں بست ہو اور نہ تمہارا بزرگ کوئی شرعی قبضہ  
 ہے یہ وہ گھر جنکو مننے کا یہ پر لیا ہے یا مانگ کر لیا ہے تو انکا حکم وہی ہے جو اپنے گھر وں کا ہے اور  
 استیناس سے استعلام اور استخبار مراد ہے اور معنی یہ ہیں یہاں تک کہ تم جان لو کہ گھر والے نے تمکو جان  
 لیا ہے اور یہی جان لو کہ صاحبیت نے تمکو اندر جانے کی اجازت دیدی ہے جب تکو یہ بات معلوم ہو جاوے  
 تو پھر اندر چلے جاؤ اور اسی محاورے سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول فَإِنْ أَسْتَمْتُمْ مِنْهُ حَرُّشَدًا - اِیْ عَلَیْكُمْ  
 مِّنْهُ حَرُّشَدًا یعنی پھر اگر جانو متیمون میں ہوشیاری کا طیل استیناس سے شکاف مراد ہے  
 اور یہ ماخوذ ہے النس الشیء سے جب کسی خبر کو دیکھے جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنِّیْ اَسْتَمْتُ نَارًا  
 یعنی بننے دیکھی ہے آگ کہا ابن جریر نے تَسْتَمْتُوْا مَعْنٰی مِنْ تُؤْمِنُوْا اَنْفُسَکُمْ کے ہے یعنی یہاں تک  
 کہ تم اپنی جانوں کو آرام دو کہا ابن عطیہ نے فعل کا استفعال ہے ہونا افعال کے معنی میں ہونے کو لکار کر  
 ہے کہا علامہ ابو طیب نے اور ابن جریر کی اسکلام کے یہ معنی ہیں کہ بیان استیناس سے استیناس  
 مراد ہے جو استیجاش کے خلاف ہو کیونکہ جو شخص دوسرے کے دروازے پر جاتا ہے اسکو معلوم نہیں ہونا جاوے  
 بلکہ یا نہیں تو وہ مستوش کی طرح ہے یہاں تک کہ اسکو اجازت دیجادے پھر جب اسکو اجازت مل گئی تو اب  
 اُس نے آرام پایا پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اور لوگوں کے گھر وں میں جانے سے منع فرمایا یہاں تک  
 جانوالے کو اجازت دیجادے بعض نے کہا استیناس اس آیت میں انس سے ماخوذ ہے اور انس ہے کہ  
 پہچانے آیا بیان انسان ہے یا نہیں ہے واحد ی نے کہا مفسرین کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ  
 استیناس سے استیذان مراد ہے اور اسکی مؤید ہے وہ چیز جنکو حکایت کیا قرطبی نے ابن عباس اور ابوالبر  
 اور سعید بن جبیر سے کہ انہوں نے تَسْتَمْتُوْا کی جگہ تَسْتَاذِنُوْا پڑھا ابن وہب سے امام مالک سے حکایت  
 کیا کہ استیناس جاری رہی میں استیذان ہے اگر اللہ جانے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ کتاب کی  
 غلطی ہے جو اس نے تَسْتَاذِنُوْا کے بدل تَسْتَمْتُوْا لکھ دیا طبرانی نے ابویوب سے نکالا کہ حضرت صلوات اللہ علیہ  
 اٰلہ وسلم نے فرمایا اَلَا سَتِیْنٰسُ اَنْ تَدْعُوْا الْخَادِمَ حَتّٰی یَسْتَاْیِسَ اَهْلَ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ سَلَّمَ





کمرے رہنا پھر اسے سجانے بیان کیا کہ الحاح اور بار بار اجازت لینو اور دروازے پر بیٹھنے اور انتظار کے لیے جمے رہنے سے بچنا کہ میں بہتر اور اچھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گہروں میں حدیث مسکینہ کے واسطے جاتے اور دروازے پر بیٹھے ہتے اور اجازت نہ لیتے یہاں تک کہ گہروں والا نکلتا اور اچھو دیکھتا اور کہتا یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو احدثتیني بمكانك يعني اونی غیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد اپنے غیر دی ہوئی ہیکو اپنے آنے کی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہلکذا امرنا ان نطلب العلم بغير علم کے طلب کرنے کے لیے ہیکو سیدھا ارشاد ہوا ہے اور بیوت غیر مسکونہ سے وہ گھر مراد ہیں جو کسی مخصوص جماعت کی رہائش کے واسطے نہیں بنائے گئے بلکہ وہ ایسے بنے ہیں کہ اس میں ہر محتاج آجایا کرے اور لوگوں کا ان گہروں کی مراد میں اختلاف ہے تو محمد بن حنفیہ اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے کاروانسرائین مراد ہیں جو شوارعام میں مسافروں کے واسطے بنی ہوئی ہیں راہ گذران میں آکر رہتے ہیں اور ابن زید اور شعبی کا یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے تاجرون کے گھر اور ان کے بازاروں میں دکانیں اور سافر خانے مراد ہیں کما شعبی نے کیونکہ تاجر اپنی تجارت کے اسباب لاکر سافر خانوں میں کمدیتے ہیں اور لوگوں کو کھتے ہیں اور اسباب خرید وادعطا کا یہ قول ہے کہ ان سے مراد ویرانی میں جن میں بول اور غلطی کے واسطے چلے جاتے ہیں تو لوگوں کا وہاں بول غلط کیوں سٹے جانا یہ بھی انکا ایک متاع ہے اور بعض نے کہا ان سے بیوت مراد ہیں محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے اور یہ قول ان لوگوں کے قول کے مطابق ہے جو کہتے ہیں لوگ کے گہروں میں سبساوی ہیں علامہ نے کہا لیکن اللہ سبحانہ نے ان گہروں کو جو آیت میں مذکور ہیں غیر مسکونہ کے ساتھ مفید کیا ہے متاع مغفوت و لغت والوں کے نزدیک تو آیت کے یہی معنی ہونگے ان گہروں میں تمہارے واسطے فائدہ ہے جیسے گرمی اور سردی سے بچنا اور اسباب کا وہاں محفوظ رہنا اور خرید و فروخت کرنا اور شعبی نے اپنی گذشتہ کلام میں متاع کی ان اعیان (اشیاء) کے ساتھ تفسیر کی ہے جنکی خرید و فروخت ہوتی ہے کما جابر بن زید نے متاع سے اسباب مراد نہیں ہیں وکن متاع سے اسباب کو سوا اور ضرورت اور حاجت کی چیزیں مراد ہیں خاص نے کہا اور تفسیر عمدہ ہے اور لغت کو موافق ہے اور یہ جو فرمایا اور علامہ نے ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چپاتے ہو تو اس میں ڈرا یا ہے اس شخص کو جو اللہ کے آداب کو ساتھ متادب نہ ہو غیر کے گہروں میں داخل ہونے میں اور ان بدکاروں کو ڈرایا ہے جو ویرانوں اور خالی گہروں میں فسق و فجور کے لیے چلے جاتے ہیں اور جب اللہ سبحانہ نے استیذان کا حکم بیان فرمایا اسکو

بعد نظر کا حکم ہی عام طور پر بیان فرمایا اور فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَيْصَارِهِمْ وَيَحْضُوا أَرْجُلَهُمْ  
 ذَلِكِ أَزْكَ لَكُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ کہہ دیا میں واللہ کو پہچنے رکھیں ٹانگ اپنی انگلیں اور  
 تھامنے رہیں اپنے سر اس میں خوب سترائی ہو انکی اسہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں و تھامنے رہیں ستر لینے نہ کسی  
 کا ستر و کمپین اور نہ اپنا دکھا دین اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم میں اسبات کی قید نہ تھی و حافظ  
 ابن کثیر نے کہا یہ ایسے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ جن عورتوں کو انہر حرام کیا ہے اور جن چیزوں کو انکو روکا  
 ہے ان کو نگاہ نیچے رکھیں بہرہ و کمپین مگر ان چیزوں کیطرح جنکی طرف دیکھنا انکو لیے جائز ہے اور  
 محارم کو اپنی نگاہ میں نیچے رکھیں اور اگر اتفاقاً کسی محرم پر نظر پڑ جاوے مقصد کو سوا تو اس سے جلد نظر کو  
 پہلے سے جبریں عبد اللہ بن جلی کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اچانک نظر پڑ جائے  
 کی بابت تو آپ نے فرمایا کہ نظر کو پھیر لیا کر دَوَاهُ مُسَلِّحٌ فِي صَاحِبِهِ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ عَدِيٍّ عَنْ  
 عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي ذُرَّةٍ رَضِيَ عَنْهُ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ  
 عَبْدِ عَدِيٍّ اور سہو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا اسی کچھ روایت ہے اور کما ترمذی نے یہ حدیث حسن  
 صحیح ہے اور ان میں سے بعض کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَطْرَافُ بَعْرِكَ  
 یعنی زمین کیطرح دیکھ اور نظر کا پھیرنا عام ہے شامل ہے زمین کیطرح دیکھنے اور اوپر طرف دیکھنے کو واللہ  
 اعلم ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا يَا عَلِيُّ لَا تُبْجِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةُ فَإِنَّ  
 لَكَ الْأُولَىٰ وَلَكِنَّكَ لَكَ الْآخِرَةَ یعنی علی (اگر ایک بگئی) نظر پڑ جاوے تو دوسری بار نہ دیکھ کیونکہ  
 تمہارے پہلی نظر (جو اتفاقاً پڑ گئی) معاف ہو اور دوسری بار دیکھنا (جو تو قصداً دیکھے) معاف نہیں ہے رَوَاهُ  
 أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكَ وَقَالَ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ  
 کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا يَا كُتَيْبُ عَلَى الطَّرَافَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يُدْرِكُ  
 لَمَّا مَنِ مَجَالِسِنَا نَقْعُدُ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَيْمَكُمْ فَأَعْطُوا الطَّرَافَ  
 حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرَافِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَضُّ الْبَعْرِ وَكَفُّ الْأَذَىٰ وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ  
 بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی بچو راہوں میں بیٹھنے سے لوگوں کو عرض کیا یا رسول اللہ تمہکو تو ناجائز  
 راہوں میں بیٹھنا ہی پڑتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم نہیں مانتے (مگر راہوں میں  
 بیٹھنا) تو راہ کی حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا اور راہ کا حق کیا ہے یا رسول اللہ تو فرمایا نگاہ کا ٹانگ



جگہوں کو دیکھ کر اپنی نگاہ کو نیچے کر لیتا ہے تو اسے تعالیٰ اس کے نصیب میں عبادت کرتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے رَوَاهُ الْإِسْلَامُ أَحْمَدُ اور یہ حدیث مرفوعہ ابن عمر اور حذیفہ و عایشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ہے لیکن ان لوگوں کی حدیثوں کے اسناد میں ضعف ہے اور یہ حدیثیں ترغیب میں مروی ہیں اور سند میں غیب میں سماحت کیا کرتا ہے ابواثر مرفوعاً کہتے ہیں لَتَعْظُنَّ أَبْصَارَكَ لَتَحْظُنَّ فَرْجَكَ وَلَتَقِيمَنَّ وُجُوهَكُمْ أَوْ لَتَكْسِفَنَّ وُجُوهَكُمْ یعنی تم ضرور اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو اور اپنی ستروں کو بچاؤ اور ضرور ہیکر رکھو اپنے مومنوں کو یا اللہ تمہاری صورتوں کو بدل دیگا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ ع عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا فَخَافَتِي أَبَدَ لَتَهُ إِيْمَانًا يَجِدُ حَلَالَاتَهُ فِي قَلْبِهِ يَنْتَظِرُ أَيْ نَظَرَ أَيْ نَظَرَ رُؤُودِهِ تیرے شیطان کے تیروں میں سے جس شخص نے نظر کرنا مجھ سے ڈر کر چھوڑ دیا میں اس کے بدلے میں اس کو ایمان دیتا ہوں جس کی لذت پاتا ہے ابناہر ولین رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ اور یہ جو فرمایا ان الحسیر بالیصنعون تو یہ ایسا ہی ہے میرے اللہ نے فرمایا یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ یعنی وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینوں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کَتَبَ عَلَيَّ ابْنُ آدَمَ خَطَّةً مِنْ آثَانَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَرَزْنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرَ وَرَزْنَا الْأُذُنَيْنِ الْإِسْتِمَاعَ وَرَزْنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشَ وَرَزْنَا الرِّجْلَيْنِ الْخُلُقَ النَّفْسُ تَمْنَى تَمْنَى وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يَكْذِبُ بِكَيْفِيَّةِ ابْنِ آدَمَ پر لکھا گیا ہے اس کا حصہ نما سے جس حصہ کو وہ ضرور پائیو الا ہے تو دونوں انھوں کا زنا (برگانی عورت کی طرف) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (بدکاری کی) باتیں کرنا ہے اور کانوں کا زنا (بدکاری کی باتیں) سننا ہے اور دلوں کا زنا پکڑ لینا ہے اور دونوں پاؤں کا زنا ان کے ساتھ چلکر جانا ہے اور جی زنا کئے آرزو کرنا ہے اور خواہش کرتا ہے اور ستر اس آرزو کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے رَوَاهُ الْإِسْلَامُ تَعْلِيْقًا وَمُسْنَدًا مِنْ وَجْهِ آخَرَ اور بہت سلف منع کرتے تھے بریش کی طرف تیز نظر کرنے سے اور صفویوں کے بہت الاموں نے اس میں تشدید کی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت نے بے ریش ٹرکوا کی طرف دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے اور اولوگوں نے بھی اس میں سخت تشدید کی ہے ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُلُّ مُعَانٍ بِأَكْبَرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الْعَيْنَ مَخَّضَتْ عَنْ حَافِرِ اللَّهِ وَعَيْنٌ سَهَرَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَيْنٌ

يُخْرِجُ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذِّبَابِ خَشْيَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَعْنِي قِيَامَتِكَ دَنِّ هَرَاكِبِ الْكَلْبَةِ وَلِيْ هُوَ كِي سَكَّرَ  
 وَهَ الْكَلْبَةِ جَسْنُ لِهْ كِي مَحَارِطُ نَدِكِيَا اِرْ وَهَ الْكَلْبَةِ جَسْنُ اِسْ كِي سَا هَ مِيْنِ بِيْرَهْ دِيَا اِرْ وَهَ الْكَلْبَةِ جَسْنُ مِيْنِ سَوَكِي كِي  
 سَرَكِي بَارَا اَنَسُو كَلَامَهْ عَزَّ وَجَلَّ كِي خَوْفُ سَوَا هَ اَبْنُ اَبْنِ الدُّنْيَا اَتَسَّ مَا قَالِ ابْنُ كَثِيْرَهْ فَيَسْفِرُ فَتَحَ الْبَيَانَ  
 كَالْفَظِيَهْ هِيْ كِي اِسْ آيَتِ كُو تَحْتِ مِيْنِ مَسَاوِنِ (اِجَا زَتِ لِيْنِ دَا لَكِي كِي نَظَرُ اَكَا نِيْجَهْ كِهْنَا سِيْ اَهْلُ هِيْ صَبِيْرُ فَرِيَا  
 حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ اَتَسَّ جَعَلَ اِلَا ذَنْ يَكْجَلِ الْبَصَرِ يَعْنِي اِجَا زَتِ لِيْنَا تُو اِسِيْ نَظَرُ كِي دَسْطِيْ مَقْرُورُ  
 هِيْ اَوْ خَاصُ كِيَا اِسْ حَكْمُ كُو مَسْمُونُ كِي سَا تَهْ بَا دُجُو نَظَرُ كِي حَرَامُ هُونِيْ كِي كَفَارُ پَرِ بِيْ ذِرَاعُ زَا كُو قَطْعُ  
 كَرْنِيْ كِي لِيْ جَنِّ مِيْنِ سَوَ نَظَرُ هِيْ هِيْ اَسْلِيْ كِي اِيْمَانُ وَ اَلْوَبَهْتِ لَانَقُ مِيْنِ اِسْ حَكْمُ كِي سَا تَهْ لِيْ غِيْرَهْ اِسْ  
 بَهْتِ اَوَّلِيْ مِيْنِ اِسْ اَمْرُ كِي سَا تَهْ اِيْنُو سَا سِيْ بَعْضُ نِيْ كَمَا آيَتِ مِيْنِ دِلِيلُ هِيْ كَفَارُ كِي شَرْعِيَا تِ كِي سَا تَهْ  
 دِيْ خَاطِبُ هُونِيْ پَرِ جِيْ هِيْ بَعْضُ اَهْلُ عِلْمُ كَا قَوْلُ هِيْ اَوْ خُضْ لَجَرُ هِيْ پَلَكُونُ كَا اَنَكُونُ پَرِ طَا دِيَا مَرَادُ هِيْ اِسْ  
 طَرَحُ كِي اَنَكُونُ كُو دِيْ كِهْنِيْ سِيْ رُو كُ هُوَا دُو سِيْ اَدَمُ مَنِ الْبَصَارِ هَمُ مِيْنِ حُرُفِ مَنِ بَعْضِيَهْ هِيْ اَوَسِيْ كِي مَنِ اَكْثَرُ  
 لُو كِي سَيِّطَرُ اَوِ سِيْ اَقْصَارُ كِيَا قَا ضِيْ حِيَاضُ نِيْ كَشَا فِ كِي طَرَحُ اَوِ بَيَانُ كِيَا اَوَنُونُ نِيْ كِي سِنِيْ يَمِيْنُ  
 نَحْضُ الْبَصَرِ عَمَّا يَخْرُجُ يَعْنِي نِيْجَهْ رَكْنَا نَگَا هَ كَا مَحَارِطُ سِيْ اَوِ زَا كَا هَ كَا رُو كِيَا اِنِ حِيْزُونُ كِي دِيْ كِهْنِيْ پَرِ  
 جَنُكَا دِيْ كِهْنَا حَلَالُ هِيْ بَعْضُ نِيْ كَمَا تَبْعِيْضُ كِي دَجَبِيَهْ هِيْ كِي نَا ظَرُ كُو بِلِيْ بَارُ كِي نَظَرُ مَعَا فِ هُوَا بِلَا قَصْدُ پَرِ طَا  
 اَوِ اخْفِشُ نِيْ كَمَا يَهْ زَا مَدُ هِيْ اَوِ سِيْ بُو يَهْ نِيْ اِسْ حُرُفُ كِي زَا مَدُ هُوَنِيْ كَا اَنَكَارُ كِيَا بَعْضُ نِيْ كَمَا بَيَانُ حُرُفِ  
 مَنِ بَيَانُ حُرُفِ كِي وَاسْطِيْ هِيْ قَا لَهْ اَبُو الْبَقَاءِ اَوِ اَبُو الْبَقَاءِ كِي قَوْلُ پَرِ اَعْتَرَا ضُ هُوَا هِيْ اِسْ طَرَحُ  
 كِي اِسْ سِيْ پِلِيْ كُو يِ سَبْمُ نَبِيْنُ كَذَرَا تُو كِي اِسْ كِي حُرُفِ مَنِ كُو سَا تَهْ نَفْسِيَهْ كِيَا دُو بَعْضُ نِيْ كَمَا بَيَانُ حُرُفِ  
 مَنِ اَبْتَدَا غَا يَتِ كِيَا وَاسْطِيْ هِيْ قَا لَهْ اَبُو عَطِيَّةٍ اَوِ سِيْ اَقْصَارُ كِيَا اَوِ حِيَاضُ نِيْ اِبْنِيْ كَمَا بَيَانُ حُرُفِ  
 نَهْ نَامُ هِيْ بَعْضُ نِيْ كَمَا عَضُ سِيْ نَقْصَانُ مَرَادُ هِيْ كِهْتِيْ مِيْنِ غَضُ فُلَانُ مَنِ فُلَانُ يَعْنِي فُلَانُ مَرْدُ  
 نِيْ فُلَانُ كُو كُو مَعَا فِ كَرْدِيَا تُو اَنَكِهْمِيْنِ جَبِ اِنِيْ عَمَلُ پَرِ قَا دَرُ نَدُ هُونُ تُو كُو يَا اَنَكِيْ عَمَلُ مَنِ نَقْصَانُ هِيْ  
 اَصُوْرَتِ مِيْنِ حُرُفِ مَنِ غَضُ كَا صِلَهْ هُوَا اَوِ مَعَا فِ اَرِ لَوِيْ مَنِ سِيْ جُو نَدُ كُو رُو سِيْ كِي سِنِيْ كِي لِيْ نَهْ كَا  
 اَوِ اِسْ آيَتِ مِيْنِ دِلِيلُ هِيْ اِسْ جِيْزِ كِي طَرَفُ دِيْ كِهْنُو كِي حَرَامُ هُونِيْ پَرِ جَسْ كِي طَرَفُ دِيْ كِهْنَا حَلَالُ نَهِيْجُ هِيْ كَمَا  
 اِيْنِ عِبَاسُ نِيْ لِيْ عِيْضُو اِلِ الْبَصَارِ هَمُ يَعْنِي مَنِ شَهْوَا تَهْمُ مَا كِيْرَهْ اِسْ يَعْنِي نِيْجَهْ رَكْنِيْنِ اِجْنِيْ نَگَا مَنِ اِبْنِيْ اِنِ  
 خَوْشِيُونُ سِيْ جَبُكُو اِسْ بَرَا جَانَا سِيْ جَرِيْدَهْ كِهْتِيْ مِيْنِ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرِيَا (اَرَا كِيَا بَارُ كِيَا)



نظر پڑ جاوے اور اس کے بعد دوسری بار (قصداً) نہ دیکھ کیونکہ تھی کہ اتفاقاً قیہ نظر سماعت ہو اور دوسری بار کا  
 وکسما سماعت نہیں ہے اخراجہ ابوداؤد والترمذی والبیہقی فی سندہم جریحی کہتے ہیں میں نے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نظر فحاشات (اچانک نظر پڑ جانے) کی بابت پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اپنی آنکھیں پیر لیا کروں اخراجہ مسلمہ و ابوداؤد والترمذی والبیہقی  
 ابوسعید کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راہون میں نہ بیٹھا کرو لوگوں نے عرض کی یا رسول  
 اللہ راہون میں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے باتن کیا کرتے ہیں ہم راہون میں بیٹھ کر فرمایا اگر  
 تم نہیں مانتے تو راہ کی حق دو لوگوں نے عرض کی راہ کا کیا حق ہے یا رسول اللہ فرمایا نگاہ کا نیچے رکھنا اور  
 ایذا کی چیزوں کا راہ سے ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف کرنا اور بری بات سے روکنا۔  
 اخراجہ فی الصحیحین و غیرہما فی کتبہم حفظ فروج سے انکا ان جگہوں میں استعمال کرنے کو  
 بجا نامراد ہے جہاں انکا استعمال کرنا حرام ہے اور حلال نہیں ہے بعض نے کہا حفظ فروج سے فروج کا ان  
 لوگوں کو نہ کہنا مراد ہے جنکو انکے فروج کا دیکنا درست نہیں ہے علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے کہا اور  
 دونو معنوں کے مراد لینے کو کوئی مانع نہیں ہے تو ان میں سے ہر ایک حفظ فروج میں داخل ہے بعض نے کہا  
 حرف من کے البصار میں لانا کی وجہ فروج کے سوا یہ ہے کہ نظریں نے الجملہ فراحتی اور وسعت ہو کیونکہ دیکنا  
 حرام نہیں ہے مگر انہیں چیزوں کی طرف جو شنی ہیں تو نہیں دیکنا کہ محارم کے بالوں اور سینوں کی  
 طرف دیکھتے ہیں کچھ مضائقہ وجہ نہیں ہے اور ایسا ہی ان لونڈیوں کے بالوں اور محاسن کی طرف جو  
 خرید و فروخت کے واسطے پیش کی جاتی ہیں بخلاف حفظ فروج کہ اس میں تنگی ہے اور اسکا استعمال  
 کرنا حلال نہیں ہے گری بیویوں یا لونڈیوں میں بعض نے کہا وجہ یہ کہ بعض صبر مثل متعذر کے ہے نہ جگہ  
 حفظ فروج کے کہ وہ علی الاطلاق ممکن ہے کہا ابو العالیہ نے قرآن مجید میں جہاں فوج کی حفاظت کا  
 مذکور ہے وہاں نام سے انکا بجا نامراد ہے مگر اس جگہ میں اللہ نے ہتھار مارا دی ہے اس طرح کہ غیر کی نگاہ

اس پر پڑ جاوے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا یُبْدِينَ

زینبہنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَیْسَ لِهِنَّ جُنَاحٌ عَلَیْ جُیُوبِهِنَّ وَلَا یُبْدِينَ زینبہنَّ إِلَّا

لِیَعُوْنَهُنَّ أَوْ أَبَاتَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءَ بَنَاتِهِنَّ أَوْ إِخْوَاتَهُنَّ

أَوْ بَنَاتِ إِخْوَاتِهِنَّ أَوْ بَنَاتِ إِخْوَاتِهِنَّ أَوْ مَا مَلَکَتْ أَمَانَتُهُنَّ أَوَّالَاتٍ



غَيْرِ اُولَئِكَ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الْفِطْلُ الَّذِيْنَ لَمْ يَنْظُرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَخْفٰوْنَ بِاَرْجُلِهِمْ  
 لِمَعْلَمَةٍ مَا يَخْفٰوْنَ مِنْ زَيْنَتِهِنَّ وَتَوْبُوْا اِلَىٰ شَيْءٍ جَمِيْعًا اَيُّهُ الْمُوْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور کہے  
 ایمان والیوں کو بھیجے رکمیں تک اپنی آنکھیں اور تماشہ میں رہیں اپنے ستر اور نہ دکھا دیں اپنا سنگار مگر جو کھلی  
 چیز ہے اس میں سر اور ڈالیں اپنی اور نہ اپنی گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے  
 یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بہائی کے یا اپنے بہن کے  
 یا اپنے بہن کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمرے کے جو مرد کو چھری نہیں کہتے بارگاہ  
 کے جنہوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے سید اور نہ وہم کا دیں اپنے پاؤں کے جانا پڑے جو چہاں تھی میں اپنا  
 سنگار اور توبہ کروادے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید بدلہ پاؤ ف موضح القرآن میں کہا ہے کہ سنگار  
 میں جو کھلی چیز یا ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور نئی یا پوش یا یہ کیا عورت کو سونہ توڑا سا اور ہاتھ کی  
 انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کہوں درست ہے نا جاری کو ہر ہاتھ کی ہندی کہے گی یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا جھلا  
 اور باقی بدن اور گنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر کہ اپنے محرموں سے چھپانی سے نہ لڑا کہ اس کا اپنی عمر میں جو نیک  
 جال کی ہون لے ہی تا ضرور ہے اور بد راہ عورتوں کو گناہ پڑا اور جنگو غرض نہیں وہ جو کھانے اور  
 سونے میں غرق ہیں فوضعی نہیں کہتے اور لڑکا دس برس تک آدرا بنا غلام ہی محرم ہے بہت علما کو نزدیک  
 اور پاؤں کی دھبکی سے معلوم ہوتا ہیں کہ گندو یا گوجری آدرا بار یک کپڑا جس سے بدن نظر آوے تنگی  
 برابر ہے اور آتا ہی نہ کہے تو بہتر ہے اتنے مافی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ فرماتے  
 ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ ایمان والی عورتوں کو ارشاد فرمایا ہے اور اس میں اللہ سبحانہ نے غیرت فرمائی ہے اپنے  
 ایمان والے بندوں کے واسطے جو ایمان والی عورتوں کے ازواج ہیں اور ایمان والی عورتوں کو جاہلیت  
 کے زمانہ کی عورتوں کے اوصاف پر روکا ہے اور ستر کہ عورتوں کے اغفال سے ایمان والی عورتوں کے اغفال  
 کو ممتاز و تمیز فرمایا ہے اور اس آیت کو آئینہ سبقت ہے جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ اسما و مرشدہ کی  
 بیٹی اپنے گھر میں تھی بنی حارثہ کے قبیلے میں تو عورتیں بلا ازار انکے پاس لڑکیاں اور گوجریاں جو انکے پاؤں  
 میں تھیں وہ تنگی ہوتی تھیں اور ان کی چاٹیاں اور سینہ ہیاں ہی کھل ہی تھیں تو کہا اسما زو ماکہ  
 ہذا یعنی ان عورتوں کا طریق کیا برا اور بد طریق ہے تو اللہ نے اس آیت کو امارا قائل لیلو مینت  
 یعضضن من ابصارہن آخر آیت تک ذکرہ مقاتل بن حیان قال بلغنا واللہ اعلم ان حابر



بن مسعود نے جسکا چہا ہاکن بنین ہے وہ جیسے چادر اور کپڑے جو عورتوں کی باریک اور مہینوں پر ڈھانکے ہوتے  
 ہیں اور نیچے کی طرف سے عورتوں کے کپڑے نظر آتے ہیں تو اس میں عورتوں پر حرج بنین ہے کیونکہ اسکے چہانے  
 پر عورتیں قادر بنیں مگر بنین اور عورتوں کے لباس کو دیکھنا بھی اسی قبیل سے جسکا اخفا ارکان ہے باہر سے ادنیٰ  
 قول ہے حسن اور ابن سیرین اور ابو الجوزی اور ابوسعید نخعی وغیرہم کا ابن عباسؓ کہتے ہیں سنگار میں کملی چیز کہا عورت  
 کے منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو اور اسکے چہلے کو دواۃ الاغشش عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ اور  
 ابن عمرؓ اور عطاء اور عمرہ اور سعید بن جبیر اور ابو الشعثاء اور ضحاک اور ابوسعید نخعی وغیرہم سے ایسا ہی مروی  
 ہے عبد اللہ بن مسعود نے ولید بن زینب سے الاماظر منہا کی تفسیر میں روایت کیا کہ زینب اور سنگار سوا لیا اور  
 بازو بند اور گوجریان اور ہر مرد ہے دواۃ ابوالنجاکی السیعی عن ابی الاخوص عن عبد اللہ اور  
 ہناد کہ ساتھ عبد اللہ بن مسعود سے یہی دوی تھا کہ سنگار و دوسم کے سنگار میں ایک وہ سنگار ہے جسکا دواۃ  
 کے سوا اور کسیکو جائز نہیں ہے وہ چہلے میں اور گنگن اور ایک وہ سنگار جسکو پائے دیکھ سکتے ہیں وہ اوپر  
 کے کپڑے ہیں کہا زہری نے نہ ظاہر کریں عورتیں (اپنے سنگار کو) ان لوگوں کے لیے جسکا اللہ نے نام لیا ہے  
 اور یہ عورتیں انہر حرام ہیں مگر گنگنوں اور اور مہینوں اور بالیوں کو جانکر کہولنے کے سوا اور یہ عام لوگ  
 تو نہ ظاہر کریں انکے واسطے مگر چہلے اور ماکے زہری سے روایت کیا کہ سنگار میں جو چیز کہلی ہے اس سے چہلے  
 اور پاؤں کی گوجریان مراد ہیں اور احتمال ہے کہ ابن عباسؓ اور جو ابن عباسؓ کے مع ہیں انہوں نے مامہر منہا  
 کی تفسیر کی ہے منہ اور ہاتھوں کے ساتھ اور یہی تفسیر حمزہ کے نزدیک شہ ہے اور اسقول کی مؤید ہے امام الشیخ  
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بروایت کہ اسماؓ ابوبکر کی بیٹی (میری سوتیلی بہن) حضرت صلے اللہ علیہ  
 الہ وسلمؐ پاس آئی اور وہ باریک کپڑے پہنے تھی تو آپؐ اس سے سو نہ مبارک پیر لیا اور فرمایا یا اعمام ان  
 المرءة قد ابلغت الحیض لہ یحکم ان یزنی منہا الا لہذا اذا اشار الی وجہہہ وکفہہ ینسے اس  
 اسلام عورت جب بالغہ ہو جاوے تو اسکو بدن میں کسی حصہ کا دیکھنا جائز نہیں ہے مگر اسکا (اور اسکا) اور  
 آپؐ اشارہ کیا انہو نہ اور دلو ہاتھوں کی طرف دواۃ ابوداؤد کے فی مسندہ لیکن کہا ابوداؤد اور ابو یوسف  
 رازی نے یہ حدیث مرسل ہے خالد بن ولیدؓ کے عائشہ سے بنین سنا واللہ اعلم اور عمرؓ سے مراد وہ باریک کپڑے  
 جنکے ساتھ عورتیں اپنے سینے اور چہانیاں ڈھانکتی ہیں ثریٰ جادرون کے نیچے اہل جاہلیت کی عورتوں  
 کی رسم کی مخالفت کو واسطے کیونکہ جہالت کے زمانے میں عورتیں اپنے سینے اور چہانیاں اور مہینوں کو ساتھ

نہ دُعا کتنی بلکہ مکمل کمال عورتوں کے درمیان ہو گذر جائیں اور بیا اوقات اپنی گردن اور سینہ میان اور کانوں کی بالیاں بھی نہ ڈالیں کتنی تو اس نے ایماندار عورتوں کو اپنی ہمتوں اور حالتوں میں پردہ کرنے کا حکم دیا جس پر فرمایا یَا کُنْھَا الشَّيْبُ قُلْ لَا زَوْجَکَ وَبَنَاتِکَ وَلَسَاءَ الْمَوْتِ مِنْھَا بَدَنَیْنِ عَلَیْھِمْ مِّنْ حَیْثُ یَبْیْھِمْ ذَٰلِکَ لَکَ اَنْ تَعْرِفْنَ فَلَا یُؤْذِنَنَّ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ایسے ہی کمدے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اور اپنی چادر میں اس میں لگتا ہے کہ پہچانی جاوے تو کوئی نہ ستاوی اور ہر شخص نے دالامہ راں اور میان فرمایا وَلَیْخَیْرَ مِنْ حَیْثُ مَرَّھِمْ عَلٰی جُیُوْہِھُمْ یعنی ارد ڈال لیں اپنی خماریں (اور مہنیاں) اپنے گریبانوں پر اور خرچہ ہے خمار کی اور خاروہ کپڑا جس کے ساتھ عورتیں اپنی سر ڈھکتی ہیں اور لوگ انکو متابع (اور مہنیاں) کہتے ہیں کما سعید بن جبیر نے جو یوبہ کھڑا اور صدر مراد ہے یعنی اپنے گریبان اور جہانیاں ڈھانک لیوں پہر ان میں سے کوئی چیز نظر نہ آوے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ رحم کرے صاحبزادے اُنکے (پہلی بار) پاکہر باجوڑ نیالوں) چربا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُنکی وَلَیْخَیْرَ مِنْ حَیْثُ مَرَّھِمْ عَلٰی جُیُوْہِھُمْ تو انہوں نے اپنی چادروں کو ہاڑ کر اور مہنیاں بنالیا رِقَاعُ الْجَنَارِ صَفِیْبَتِ خَیْبِہِ رضی اللہ عنہا سے وہیت کرتی ہیں کہ جب اللہ نے اس آیت کو اُنارَا وَلَیْخَیْرَ مِنْ حَیْثُ مَرَّھِمْ عَلٰی جُیُوْہِھُمْ تو عورتوں نے اپنے تہ بندوں کو ہاڑ دالا حواشی کی طرف سے اور اُنکی اور مہنیاں بنالیں رِقَاعُ الْجَنَارِ اَيْضًا صَفِیْبَتِ خَیْبِہِ کہتی ہیں ہم عائشہ کے پاس تھیں تو ہم نے قریش کی عورتوں کا بیان کیا اور بیان کیا اُنکی فضیلت کا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بوشک قریش کی عورتیں افضل ہیں لیکن میں نے انصاف کی عورتوں سے بڑھ کر فضیلت دالی کوئی عورت نہیں دیکھی وہ اللہ کی کتاب کی زیادہ تصدیق کر گیا لیا ان میں اور جو اللہ کی طرف سے اُنرا اسکو زیادہ مانتی تھیں البتہ تحقیق اتری آیت سورہ نور کی وَلَیْخَیْرَ مِنْ حَیْثُ مَرَّھِمْ عَلٰی جُیُوْہِھُمْ لَالۃ اور انکے مردوں نے اس آیت کو عورتوں کو لباس جا کر بڑا حواجز اُترا اور بڑھتا تھا مرد اپنی بی بی کے پاس اور بیٹے کے پاس اور بہن کو پاس بہر ان میں کوئی ایسی عورت نہ تھی جو اپنے نقشہ دار چادر کی طرف نہ اُٹھی ہو اور اس نے اسکو ہاڑ کر خمار نہ بنایا جو اللہ کی کتاب کی تصدیق اور سپر ایمان لایا کو لیے ہر صبح کی انہوں نے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (نماز میں) اور مہنیاں لیکر گویا انکو سر پر کوسے تہ رِقَاعُ ابْنِ اَبْنِ حَاتِمٍ وَرِقَاعُ ابُوْدَاوُدَ مِنْ خَیْرِ خَیْبِہِ عَنْ صَفِیْبَتِ خَیْبِہِ تَبَہ اور احمدیث کو ابن جریر نے دو سر طریق کے ساتھ عائشہ سے نکالا اور ابن جریر کے الفاظ کا ترجمہ گذرا اور ابو داؤد نے بھی احمدیث

کو ابن مہر ہے روایت کیا اور یہ جو فرمایا اور نہ کہولین عورتیں اپنے سنگار مگر اپنے خاوند کو آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنی بہائی کے یا اپنے ہتیجوں کے یا اپنے بہانوں کے تو یہ سب لوگ عورت کے محرم ہیں عورت کو جائز ہے اپنی زینت کا ظاہر کرنا لیکن تبرج کے سوا شعبی اور عکرمہ سوا اس آیت کی تفسیر میں مردی ہو کہ اسہ تعالیٰ نے چھا اور مامون کا ذکر نہیں کیا کیونکہ انکے بیٹوں کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے اور وہ بیان کر سکتے ہیں اس عورت کو محاسن اپنے بیٹوں کیو سطر کہا اُن دونوں نے اور نہ رکھے عورت اپنی اوڑھنی چھا اور مامون کے پاس اور ہار و جہ جو عورت جو کچھ سنگار لگاتی ہے زوج ہی کیواسطے لگاتی ہے تو اسکے سامنے وہ بائیں کر سکتی ہے جو اسکے سوا دوسرے کے سامنے نہیں کر سکتی اور ناسخ سے مسلمانوں کی عورتیں مراد ہیں ذمیوں کی عورتوں کے سوا اور اہل ذمہ کی عورتوں کے سامنے زینت کو کہولنے سے منع کیا اسلئے کہ وہ اپنی مردوں کے پاس جا کر سیلا کر نیکی اور یہ کہولنا اگر ہر عورتوں کے سامنے مشبہ ذالت ہے کہ وہ اپنے ازواج کے پاس بیان کر نیکی لیکن اس کہولنے کے کراہت اہل ذمہ کی عورتوں کے سامنے سخت ہے کیونکہ انکو تو ازواج کے پاس سیلا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے بغلات مسلمان عورتوں کے کہ وہ بیان کرنے کو حرام جانتی ہیں بہر بیان کرنے سے رک جاتی ہیں اور فرمایا حضرت صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تَبَايَسُ الْمَرْءُ الْمَرْءَةَ الْفَاحِشَةَ لِزَوْجِهَا كَمَا لَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا بَيْنَهُمَا أَيْک عورت نکلی ہو کر دوسری عورت کے ساتھ (ایک کپڑے میں) نہ لیٹے بہر وہ عورت اس عورت کی تعریف کر لگی اپنے خاوند کے لیے گویا اسکا خاوند اس عورت کی طرف دیکھتا ہے أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَمْرٍ بن خطاب ابو عبیدہ بن جراح کی طرف لکھا اسہ کی تعریف اور حضرت کی رسالت کی شہادت کو بعد واضح ہو مجھے پہونچا ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں نہ نکولن کی عورتوں کے ساتھ ملکر مامون میں جاتے ہیں تو یہ تیری سستی ہے بہر حلال نہیں ہے کسی عورت کو جو باہر ہے اسہ کو اور پچھلے دن کو کہ اسکے ستر کو کوئی عورت دیکھو مگر اسکے ملت کی عورت رَدَّاهُ سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ فِي تَفْسِيرِهِ عَمَّا نَهَى عَنْ نَسَائِهِنَّ سَوَاسْمَانِ عَمْرٍ بن مراد ہیں مشرکہ عورتیں مسلمانوں کی عورتوں میں نہ نہیں ہیں اور نہیں جائز ہے مسلمان عورت کو یہ کہ نکلی ہو دے مشرکہ عورت کو سامنے ابن عباس نے کہا نَسَائِهِنَّ کی تفسیر میں وہ مسلمان عورتیں ہیں نہ کہول سنگار کیو وہ یہ کے لیے اور نہ عیسائیہ کو اور جبر کا کہولنا جائز نہیں ہے وہ نحر (سینہ) ہے اور بالیان اور گلو بند (ہار) اور وہ چیز جسکے محرم کو سوا کوئی اور

اور منین دیکھ سکتا رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ فِي تَفْسِيرِهِ عَنْ الْكَلْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَجَاهِدٌ كَتَبَ مِنْ  
 نہ کہ جو مسلمان عورت اپنی اور بہنی اور ناماری اپنے سر سے مشرک عورت کو باس کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْفِيَا لَكُمْ  
 اور مشرک عورت مسلمانوں کی عورتوں سے نہیں ہے رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي مُبْتَدِئِهِ اور محمول اور عبادہ  
 بن لہی نے راجا باجوہ عیسائیہ عورت یا ہیرون یا مجوس مسلمان عورت کی قابلہ (دای) اپنے رجب جناب کے مسلمان  
 عورت کو اور رہی عطا کی یہ روایت کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیت المقدس میں آئے تو صوا  
 کی عورتوں کی دایان رجب جناب نے والیان ایہودیہ تھیں یا عیسائیہ رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَاشِمٍ تَوَدَّعَ رُوَيْدُ بَيْتِ الْكُرْبَاتِ  
 ہو جاوے تو محمول ہوگی ضرورت پر یا یا مستان کے قبیل سے ہر ہر اس میں بلا ضرورت عورت کو نہیں کہو لاجا  
 ابن جریج نے کہا مملکت ایما نہیں ہے مشرکوں کی عورتیں مراد ہیں جائز ہے عورت کو اپنی زینت کا ظاہر  
 کرنا ٹوٹتی کے لیے اگرچہ ٹوٹتی مشرک ہو کیونکہ وہ اسکی مملو کہ ہے اور یہی مذہب ہے سعید بن مسیب کا اور  
 اکثر کا یہ قول ہے جائز ہے عورت کو ظاہر ہونا اپنے غلاموں پر وہ غلام مرد ہوں یا عورتیں اور اسکی دلیل التشر  
 کیمیدیت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کے باس ایک غلام لائے جو فاطمہ کو بخش دیا تھا انہی نے کہا اور  
 فاطمہ علیہا السلام پر ایک چوٹا سا اکبر اتنا حبیب اسکو سر پر لیتیں تو باؤن کسل جاتے اور حبیب اسکو ساتھ  
 باؤن کو ڈھانکتیں تو سر کھلار مباحب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ تکلیف اٹھا رہی ہے تو فرما  
 اِنَّهُ لَيْسَ بِحِلِّكَ بَابُ اِنَّهَا هُوَ ابْنُكَ اَوْ غُلَامُكَ يَنْفَعُ تَوَكُّيْنِ تَكْلِيفِ اِثْمَانِي هِيَ بَيَانِ تَوَتِرِ بَابِ هِيَ  
 اور تیرا غلام رَوَاهُ ابْنُ اَوْدٍ اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں خیر جمعی معاویہ کے مولیٰ کو ترجمہ میں  
 بیان کیا کہ عبد اللہ بن سعدہ قراری سخت کا لال آدمی تھا اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی  
 فاطمہ علیہا السلام کو بخش دیا تھا پھر فاطمہ نے اسکی پرورش کی پھر اسکو آنا دکر یا پھر اسکے بعد اسنے معاویہ  
 کے ساتھ ملکر علی کا مقابلہ کیا ایام مصیف میں اور یہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا غلام آزاد حضرت علی  
 علیہ السلام کا سخت مخالف تھا ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا كَانَ لِاِحَدٍ مِّنْكُمْ  
 مَّكَاتٌ وَكَانَ لَهُ مَا يَفْقَدُ فَيُفْقَدُ فَيُفْقَدُ مِنْهُ بَعْدَ بَعْدٍ كَيْسِي عورت کو باس مکتا ب غلام ہو اور اس  
 غلام کے باس اسقدر مال موجود ہو جو اسکے بل کتابت کو کافی ہو سکے تو وہ عورت اس سے پردہ کیا کرے  
 رَوَاهُ الْاِمَامُ أَحْمَدُ اور تابعین غیر اولی الاربع سے احزاب اور اتباع مراد ہیں عورتوں کی کفو میں سے  
 نہیں ہیں اور باوجود اسکے انکی عقلوں میں برکت تھی ہے اور عورتوں کا انکو بالکل خیال نہیں ہر اور



نہ عمر تون کو چاہتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا غیر اولی الارباب سے وہ بوجہ مراد ہے جس میں شہوت نہ ہو اور مجاہد  
 نے کہا اس سے ابلہ (حمق) مراد ہو اور عکرمیہ نے کہا غیر اولی الارباب وہ پیغمبر مراد ہے جسکی آیت لکھی نہ ہو اور  
 یہی اکثر سلف کا قول ہے حضرت عائشہؓ سرمدی ہو کہ ایک مخنث راہبؓ را حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہروں  
 میں آیا جا بایکرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہروں میں اسکو غیر اولی الارباب سے سمجھتے ہیں ہر حضرت صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو ایک دن) آخر تودہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ تاتا اِذَا أَقْبَلْتُ أَقْبَلْتُ بِالرَّحْمَةِ  
 وَإِذَا أَدْبَرْتُ أَدْبَرْتُ بِبُخَائِي یعنی جب وہ سامنے ہو کر آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور جب جاتی ہے  
 تو اسکی پیٹ پر آٹہ شکن ہو تو میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا أَرَىٰ هَذَا يَعْلَمُ مَا هَهُنَا لَا  
 يَدْخُلُ عَلَيْكَ كُهُ فَآخِرَجَهُ فَكَانَ بِالْبَيْدِ لَا يَدْخُلُ يَوْمَ كُلِّ جُمُعَةٍ لَيْسَتْ طَعِمَ یعنی میں نہیں  
 جانتا تھا کہ یہ شخص عمر تون کے حال سے واقف ہو اب تہر و اہل نہ ہو کرے پھر اسکو نکال دیا یہ وہ بیدار میں تھا  
 کرتا اور جمعہ کے دن آتا اور ہیک ناگ کر لیجاتا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ  
 عَائِشَةَ أُمِّ سَلَمَةَ كَتَبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 تاتار میرا (ہامی) اور پیچھا (اسکو) کہہ رہا تھا اگر کل کے دن اسے تمہارا واسطے طائف کو فتح کر دے گا تو میں  
 تجھے کو عیلاں (طائف کو سردار) کی بیٹی دے گا تو ان کا کہ جب آتی ہے تو اسکی پیٹ پر چار شکن نہ ہو اور  
 ہوتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹہ (چار سطر اور چار سطر) اسکی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے گوش باب میں تک پہنچی آپ نے فرمایا اے ام سلمہؓ یہ پیچھا تیرے پاس نہ آیا کرے رَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلُ  
 أَحْمَدُ وَأَخْرَجَاهُ فِي الْعُصْحَانِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ يَهُدِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَرَفَظٍ يَمِينِ  
 کہ ایک مخنث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے پاس آیا جا بایکرا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم اسکو کبیر خیال کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ مخنث اپنی ایک بی بی کو  
 پاس لے گیا اور وہ تعریف کر رہا تھا ایک عورت کی کہتا تھا جب وہ آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور  
 جاتی ہے تو آٹہ لیکر جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورتوں کے  
 احوال سے واقف ہو یہ تمہاری واپس آیا کرے پھر اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج پر وہ کر لے  
 لکین رَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلُ أَحْمَدُ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَهُدِي عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ  
 اور جو فرمایا أَوْ الْوُفْلُ الدُّوَيْنِ لَمْ يَكْظُرُوا عَلَى عَوْدَاتِ الدِّسَادِ یعنی باوڑ کے جنہوں نے نہیں



بچاؤ عورتوں کے بید تو اسے مراد ہے کہ وہ سبب لکھیں عورتوں کے احوال نہیں سمجھتا اور انکے سیدھے  
 بچاتے اور نہیں اٹھتے ہو تو انکی نرم کلام اور سہتہ چال اور انکی حرکات اور سکات کو جب بچ چوٹا ہوا اور  
 ایسی باتوں کی خبر نہ کسی تو اسکی عورتوں کو پاس آنے جانی میں قباحت نہیں ہو اور اگر لڑکا مراد ہے (قریب المکتوم)  
 ہو اور عورتوں کے احوال بچاتا ہوا اور بد صورت اور خوبصورت کو درسیان فرق کر سکتا ہو تو وہ  
 عورتوں کو پاس جایا کرے صحیحہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپؐ فرمایا اَيُّكُمْ ذَا لِحُلِيِّ  
 عَلَى النَّسَاءِ قَبْلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَصَى قَالَ الْحَصَى لَكُنْتُ يَغِيْرُ بِي كَانِي عَوْرَتِي كَمَا بَسَ نَحْوِي كَمَا كُنِي  
 نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ فرمائیے دیور جیٹہ رجوع عورتوں کے خاوند کی وجہ سے عورت کو سنا  
 اور لوگوں کو زیادہ علاقہ رکھتا ہے یہی اسکے پاس جاوے فرمایا دیور جیٹہ کا تو عورت کے پاس جانا ہر گز ہے اور  
 بچو فرمایا وَ لَا يَضْرِبَنَّ بِأَجْلَعَيْنِ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفَيْنِ مِنْ زِينَتِهِنَّ يَنْهَى عَنْهُمَا مِنْ بَاؤُنَ زَيْنِ بَرٍّ  
 تو کہ جانا جاوے جو چسپاتی ہیں اپنی زینت تو یہ اسلئے کہ کفر کے زانیہ عورتیں جب امون میں چلتیں اور انکو  
 باؤن میں گجریان ہوئیں جنکا مست و چال سے آواز نہ نکلتا تو اپنے باؤن کو زور دے سنا  
 زمین پر بار تین تو کہ لوگ اسکا آواز سنیں تو اللہ نے ایمان والی عورتوں کو اس سے منع فرمایا اور اسی طرح اس  
 میں داخل ہے وہ صورت بھی جس میں عورت کے پاس کوئی زینت پوشیدہ ہو اور حرکت کر کر اسکو جانا چاہے  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَا يَضْرِبَنَّ بِأَجْلَعَيْنِ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفَيْنِ مِنْ زِينَتِهِنَّ اور اسی باب سے عورتوں  
 کا منع کیا جانا قطر اور طلیق ہے جب وہ اپنے گمرون سے نکلیں ہر بو پاؤں گئے لوگ اسکی خوشبو سے  
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپؐ فرمایا كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْءُ  
 إِذَا اسْتَعْطَرَتْ قَدَرَتْ بِأَجْلَعٍ فَهِيَ كَذَّاءٌ وَ كَذَّاءٌ يَنْهَى عَنْهُ زَانِيَةٌ بَعْنُ هَرَّابِكِ الْمَرْءُ سَ زَانِيَةٌ هُوَ هُوَ (جب  
 وہ محارم کی طرف نگاہ کرتی ہے) اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزے تو وہ بھی زانا کا رہے رواہ  
 أَبُو عَلِيٍّ السَّيِّدِي الرَّمِذِيُّ كَمَا ابْرَعِي تَرْذِي نَعْنِي ابْنِ رُوَيْتٍ هُوَ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَ اَوْرَ  
 حدیث حسن صحیح ہے وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ بْنِ عَمَّارَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عنہ سے مروی ہے کہ اسکو ایک عورت ملی جس سے خوشبو آئی اور اسکے دامن گرد اٹھائے چلتے تھے  
 تو ابوہریرہؓ نے کہا اے حیار کی لوندی تو مسجد سے آئی ہے بولی ہاں فرمایا میں نے سنا اپنی جانی یا راہِ اقام  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ امْرَأَةٍ تَطِيبُ لِهَذَا السَّجْدِ حَتَّى تَرْجِعَ

مَقْعَتِ غَسَّكَا مِنْ الْجَنَابَةِ مَعْنِي نَبِيْن قَبْلُ كَرَامَتِ كِي نَا زُجُو اس سجد میں آنے کے بعد نظر لگا دے  
بیانت کہ لوٹ کر نہادی جیسے جنابت سے غسل کیا جاتا ہے رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ بْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ بُکَيْرٍ  
ابْنِ شَيْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رِبِّهِ سَمِوْنُ بَنْتُ سَعْدٍ كَثُرَ فِيْهِنْ حَضْرَتِ صَلَواتِہِ عَلَیْہِہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ نے فرمایا  
اَلْزَيْنَةُ فِي الزَّيْنَةِ وَغَيْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا نُورَ لَهَا يَنْتَبِھُ لَكَ كَرْجُنْہِ دَالِی اور  
وہاں کہنے والی زینت اگر اپنے گھر کے باہر اندھیری کی طرح ہوگی قیامت کے دن جس میں روشنی نہ ہو رَوَاهُ  
اَلْزَمِيْنِیُّ اَيْضًا اور اسید انصاری کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صَلَواتِہِ عَلَیْہِہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ سے اور آپ سجد سے نکلے تھے  
اور لوگ عورتوں کے ساتھ نکلے راہ میں ملے ہے تھے تو حضرت صَلَواتِہِ عَلَیْہِہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ نے عورتوں کو فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ  
کیونکہ تم کو لائق نہیں ہے کہ راہوں کے پیچھے میں ہو کر چلو راہ کے کنارے چلو تہر تو عورت دیوار کے ساتھ چھٹ  
کر گزرتی بیانت کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اڑ جاتا بالکل دیوار کے ساتھ ہو کر چلنے سے اندھیرہ جو فرمایا اور توبہ  
کردار کی طرف امر ایمان والوں کو کہ مراد پاؤ تو اس سے یہ مراد ہے کہ جن صفات جمیلہ اور اخلاق جمیلہ کا تم کو حکم  
مہا ہے انہر چلو اور جا بلوں کی رسمیں اور انکی رذیلہ صفتیں چھوڑ دو کیونکہ فلاح ساری فلاح اللہ اور رسول  
کے حکم سے جانے میں ہے اور اس چیز کے ترک میں جس سے اللہ و رسول نے روک دیا ہے اور اللہ تعالیٰ مدد کا ہے  
انتہی، اَمَّا ابْنُ کَثِیْرٍ فَمَعْنِیْهِ فِتْحُ الْبَيَانِ كَالْفَتْحِ یہ ہے باوجود اسکے کہ عورتیں مومنین کے خطاب میں تعلیماً  
داخل ہیں جیسے قرآن مجید کے ساری خطابوں میں مردوں کے ساتھ عورتیں ہی شریک ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیانت  
عورتوں کو خاص کر مخاطب کیا زیادہ تاکید کے واسطے اور اللہ سبحانہ نے دونوں مقام میں غرض بصر کو مقدم فرمایا  
حفظ فرج پر اسلئے کہ نظر فرج کے نہ بچنے کا وسیلہ ہے اور وسیلہ متوسل الیہ سے مقدم ہوتا ہے پہر جابر بن  
عبد اللہ انصاری کی وہی حدیث بیان کی جسکو ہم نے ابن کثیر سے نقل کیا مقابل کے طریق سے بالجملہ اللہ سبحانہ  
نے ایمان و المرءون اور ایماندار عورتوں کو نظر کے نیچے رکھنے کا حکم کیا ہے پہر نہیں جائز ہے کہ مرد کسی عورت  
عورت کی طرف دیکھو اور نہ عورت کو پرانے مرد کی طرف دیکھتا جائز ہے کیونکہ عورت کا مرد کے ساتھ وہی تعلوق  
اور علاقہ ہوتا ہے جو مرد کو عورت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور عورت کو مرد سے وہی مقصود ہوتا ہے جو مرد کا عورت  
سے مقصود ہوتا ہے مجاہد نے کہا جب عورت آتی ہے تو شیطان اسکے سر پر بیٹھ جاتا ہے اور اسکو مزین کرتا  
ہے دیکھنے والوں کے لیے اور جب پہرتی ہے تو اسکی دہر پر شیطان بیٹھتا ہے پہر اسکو مزین کرتا ہے ہر

کے واسطے جو اسکو دیکھتا ہے اور یہ آیت شامل ہے پچیس ہونٹ منیر من پرچین میں سے کوئی مرد فوج منیر ہے اور کوئی  
موجود اور اس شان میں اسکی کوئی نظیر قرآن میں موجود نہیں ہے پھر فرمایا یَحْظَنُ فَرْجَهُ یعنی جسے نظر کا  
نیچے رکھنا عورتوں پر واجب ہے اسی طرح فروج کی حفاظت ہی واجب ہے ہنرین مکیم عن ابیہ عن جہ سے  
مردی ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَوْرَاتُنَا مَا نَا فِي مِنْهَا وَمَا نَدُّ قَالَ لَحْظُ  
عَوْرَتِكَ اِذَا مِیْنُ ذَوْجِیْكَ اَوْ مَا مَلَّكَتْ یَدَیْكَ اِیْنِیْ یہ ہماری شرمگاہیں ہیں ہم انکو کس کے سامنے  
چھپا دیں اور کس کے روبرو نہ چھپا دیں فرمایا بچا اپنا ستر (برائیکے) مگر اپنی بی بی سے یا لڑکی سے مینے  
عرض کی لے اللہ کے نبی جب لوگ آپس میں ملے بیٹھے ہوں فرمایا اگر تو سکے کہ نہ دیکھے تیرے ستر کو کوئی  
تو پھر کوئی نہ دیکھے اسکو مینے عرض کی جب ہم میں کوئی تنہا ہو فرمایا اَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْہُمْ مِنَ  
النَّاسِ یعنی لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے شرم کرنی چاہیے اَخْرَجَ الْجَارِیُّ وَاَهْلَ الْبَیْتِ وَغَیْرُہُمْ  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ابن آدم پر اسکا حصہ زنا  
سے لکھ دیا ہے جسکو وہ لاحالہ پانے والا ہے تو انکھوں کا زنا (بدکاری) انکا دیکھنا ہے اور زبان کا  
زنا بولنا ہے (بیگانی عورت کو ساتھ) اور کانوں کا زنا (بدکاری) سنا ہے (بیگانی عورت کی باتیں  
شہوت کے ساتھ) اور ہاتھوں کا زنا پکڑ لینا ہے (بیگانی عورت کو) اور پاؤں کا زنا چلکر جانا ہے (بیگانی  
عورت کی طرف) اور جی للجا تہ ہے اور فرج یا اسکو سچ کر دکھاتا ہے یا جوٹ کر دکھاتا ہے اَخْرَجَ جَارِی  
الْعِیْصِیَّیْنِ وَغَیْرُہُمْ اِنْ کُتِبَ لَہُمْ خَدِیْعَۃٌ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نظر کرنا (اجنبیہ  
عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی طرف) ایک زہر آلودہ تیر ہے ابلیس کے سہام سے جس نے نظر کرنا چھوڑ دیا  
اللہ کے ڈر سے ہسکو اللہ اسکے بدلہ ایمان نصیب کرتا ہے جسکی لذت وہ دل میں پاتا ہے اَخْرَجَ  
الْحَاکِمُ دَحْیَۃً کہ علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور اس باب میں بہت حدیثیں ہیں زینت سے وہ خیر ہے  
مراد میں زبرد وغیرہ سے جبکہ ساتھ زینت لگائی جاتی ہے جیسے گوجریاں اور مہندی لگانا پاؤں میں  
اور ننگن ہاتھوں میں اور بالیاں کانوں میں اللہ بارگردن میں تو عورت کو جائز نہیں ہے ان چیزوں  
کا ظاہر کرنا پرانم مردوں کے سامنے اور جائز نہیں ہے پرانی مردوں کو عورت کر ان چیزوں کی طرف  
دیکھنا پھر اللہ سبحانہ نے اس نبی سے استنسا کیا اور فرمایا اَلَا تَاْخُذُ مِنْہَا لَمْرَۃٌ زینت جبکا عاۃ کہلا  
رہنا جائز ہے اب لوگوں کا اختلاف ہے ظاہر زینت میں کہ وہ کیا ہے تو ابن مسعود اور سعید بن جبیر نے کہا

ظاہر زینت کے کپڑے مراد ہیں اور معید (موندہ) کو زیادہ کیا اور کما عطا اور افزائی فرمایا ہر زینت سے موندہ اور دونوں  
 ہاتھ مراد ہیں اور کما ابن عباس اور قتادہ اور سوربن مخزومی نے ظاہر زینت سے سرمہ اور چہلے اور کنگن اور  
 ہاتھوں کی ہندی مراد ہیں وہ کہتے ہیں جائز ہے عورت کو ان کا ظاہر کرنا محارم کے سوا اجانب کو سنا  
 اور کما ابن عطیہ نے عورت اپنی زینت میں سونہ ظاہر کر کے کسی چیز کو اور اپنی ساری زینت کو چھپا دے  
 اور ظاہر زینت کا اشتنا ضرورۃً واقع ہوا ہے کما علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور مخبر پرخنی نہیں ہے  
 کہ قرآن مجید کی ظاہر نظم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو زینت کا ظاہر کرنا حرام ہے مگر جو ظاہر ہوا اس سے  
 جیسے چادیریں اور اور بنیان اور ایسا ہی وہ زیور جو ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں ہو اور زینت سے سوا وضع  
 زینت مراد ایسے جادین تو اشتنا ان اعضا کی طرف راجع ہوگا جنکا ڈھانگنا عورت پر مشکل ہے جیسے دونوں  
 ہاتھ اور دونوں پاؤں و نحو ذلک اور یہی طرح حب ظاہر زینت کی نہی کو سوا وضع زینت کو اظہار کی نہی لازم  
 ہے موافق خطاب کہ تو اشتنا دونوں صورتوں کو شامل ہوگا جیسے ہم نے بیان کر دیا اور یہی یہ صورت کہ  
 زینت کا لفظ سوا وضع زینت کو بھی شامل ہے اور ان چیزوں کو بھی شامل ہے جنکے ساتھ عورتیں زینت لگاتی  
 ہیں تو اس صورت میں امر واضح ہو اور اشتنا جمیع سے ہوگا قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا زینت دو طرح ہے  
 قدرتی اور مصنوعی تو قدرتی زینت تو مسکمانہ ہے اور مصنوعی زینت وہ ہے جسکا عورت قصد کرتی ہے  
 اپنی خلعت کے حسین بنانے میں جیسے کپڑے اور زیور اور سرمہ لگانا اور ہندی لگانا اور اس کے قول خدا  
 زینتکم میں ہی مصنوعی زینت مراد ہے ابن مسعود سے مروی ہے کہ زینت وہ کنگن ہیں اور بازو بند اور گوجیان  
 اور بالیان اور ہار اور ان سے ظاہر زینت عورت کو کپڑے اور اسکی چادر ہے اور کما عبد الصمد بن مسعود فرماتا  
 سنگار دو طرح کے ہیں ایک کما سنگار اور ایک چھپا سنگار ہے جسکو خاندہ کے سوا اور کوئی نہیں  
 دیکھتا کما سنگار کپڑے ہیں اور چھپا سنگار سرمہ ہے اور کنگن اور چہلے اور ایک بیت میں یوں  
 ہے بہر ظاہر زینت تو یہ کپڑے ہیں اور چھپی زینت وہ گوجیان ہیں اور بالیان اور کنگن اور ابن عباس سے  
 ظاہر زینت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اوہنوں (فرمایا ظاہر زینت سرمہ ہو اور چہلے اور بالیان اور ہار  
 اور اسی سے مروی ہے کہ ظاہر زینت ہاتھوں کی ہندی ہو اور چہلے اور ابن عمر سے مروی ہے کہ اوہنوں  
 نے فرمایا زینت ظاہرہ موندہ اور دونوں ہاتھ ہیں اور ابن عباس سے مروی ہے کہ زینت ظاہرہ عورت کا  
 موندہ ہو اور اسکے دونوں ہاتھ اور چہلے اور اسی سے مروی ہے کہ ظاہر زینت موندہ کا مطلب ہے اور ہاتھوں کی

ہنسیاں اور عائشہؓ زینت ظاہر کا سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا زینت ظاہرہ کنگن ہین اور چھلے اور وک  
لیا احسنے اپنی ہتھین کا کنارہ اہوداؤد اور بقی اور ابن مردویہ نے عائشہؓ کو نکالا کہ سہارا ابو بکر کی بیٹی تیلے کپڑے  
پسند حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم باس آئی تو آپؐ اس کی طرف سے موند پیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغہ ہو  
تو نہیں جائیے کہ دیکھا جاوے اسکو وجود سے مگر یہ اور اشارہ کیا آپؐ موند اور ہاتھوں کی طرف اودھ دیکھ  
مرسل ہے کیونکہ خالد بن ولید کے طریق سے ہے اور اس نے عائشہؓ کو نہیں سنا اور عورت کو اس قدر ظاہر کرنے  
میں رخصت دی گئی ہے اس لیے کہ عورت جب کسی چیز کو کپڑے کی توضر و دونوں ہاتھوں سے کپڑا ہوگا اور  
شہادت اور محاکمہ اور نکاح میں منہ بھی کھولنا پڑتا ہے اور چہرے سے بھی کوئی چادر نہیں ہے اور جب چوڑی دونوں  
ہاتھوں کے لیے گنگا جگہ لال الدین محلے نے اپنی مرد کو عورت کی زینت ظاہر کی طرف دیکھا جائز ہے اگر فتنہ کا  
خوف نہ ہو ایک قول میں اور دوسرے قول میں اگرچہ فتنہ کا خوف نہ ہو حرام ہے کیونکہ فتنہ کا خیال ہے اور اس کے  
فتنہ کے انداد اور قطع کے لیے ترجیح دی گئی ہے انتہی خمر جمع ہے خمار کی اور خاروہ کپڑا ہے جسکو ساتھ عورت  
اپنا سر ڈھانکے اور جیوب جمہ ہے جیب کی اور وہ کروٹوں کے گریبانوں کی جگہ میں ہین بعض نے کہا جیسے  
اس جگہ گردن مراد ہے ورنہ جیب اصل میں طوق متیص کو کہتے ہیں کہا مسخرن نے جاہلیت کی عورتیں  
اپنی اور ہنسیاں پیچھے کی طرف لٹکا چوڑ میں اور آگے کی طرف انکو گریبان فراخ ہوتے تو انکے سینہ اور بار  
کھلے رہتے تو ان کو حکم ہوا کہ اپنی چادر وں کو گریبان پر لیا کریں تو کہ جو چیز انکے بدن سے نکل رہی تھی وہ  
درپردہ ہو جاوے اور جھوٹے جیوب کی وہی تفسیر بیان کی جو ہننے بیان کی اور یہی جیسے حقیقی معنی ہین کہا  
مقابل نے معنی علی جیو ہین کے علی صدور ہین ہین تو مصنف محذوف ہوا علی مواضع جیو ہین یعنی اوٹھنا  
لین اپنے گریبانوں کی جگہ ہین پر بخاری نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اپنی  
اپنی سنن میں حضرت عائشہؓ کو نکالا کہ انہوں نے فرمایا اللہ رحمہ کسے مہاجرات اول پر جب اللہ نے انارایت  
وَالْيَصْرَيْنِ يَمْشِيْنَ عَلٰۤی جُجُوۡبِهِنَّ كَوَۤاۡسِفٍ اَنْتَ اَبْنُ كَاۡثِرٍ يَّحْمِلُ مِثْلَ ثِقَلَيْنِ اَمَّا اَنْتَ اَبْنُ اَمِيۡنٍ اَمَّا اَنْتَ  
فرمایا وَاَلَيْسَ بِرِزْنٍ تَوْبَانِ زَيْنَتُكَ زَيْنَتُكَ بَاطِنُكَ جگہ میں مراد ہین اور وہ حد ہے جو منہ اللہ ہاتھوں  
اور پاؤں کے علاوہ ہر جیسے سینہ اور پٹلی اور سر وغیرہ باخطیب نے کہا یہاں زینت و زینت خفیہ مراد ہے  
جبکہ کہوٹا عورتوں کو نماز میں جائز نہیں ہے اور اسکا کہوٹا اجانے کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہا ابولسوف  
نے اس ہین میں بعض مواضع رخصت کا اشتباہا اعتبار ناظر کے ہے اور پہلی ہین میں بعض موارد رخصت

[illegible]

انکر مشرک ہیں اور خدمتِ باحیث کے ساتھ انکر ہم رفیق ہیں اور اہل ذمہ میں سرکفار کی عورتیں اور انکے سوا  
 مشرکوں کی عورتیں لئے خارج ہیں تو مسلمان عورتوں کو جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا سنگار کافروں کی عورتوں کے  
 سلسلے میں ظاہر کریں کیونکہ وہ بلا کفر و جحیم مسلمانوں کی عورتوں کو محاسن کی وصف اپنی مردوں کو سلسلے میں بیان  
 کریں گے اور اس مسئلہ میں اہل علم کی درمیان اختلاف ہے کہ ابن عباسؓ نے لڑائیوں میں مسلمان عورتیں  
 ہیں مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنا سینہ اور بالیاں اور بارہو کی عورتوں اور عیسائیوں کی عورتوں  
 کے سامنے ظاہر نہ کریں اور اسچیز کو بھی انکے سلسلے میں نہ کہیں جس چیز کا محرم کے سامنے کہوں جائز ہے عید  
 بن منصور اور بیہقی اور ابن مندرد نے عمر بن خطابؓ کے نکالاکہ انہوں نے لکھا ابو عبیدہ بن جراح کی طرف  
 مکتوب کیا کہ یہ بات پوچھی ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں محاسن میں مشرکوں کو گونگ کی عورتوں کے ساتھ ملکر جاتی ہیں  
 تو تو انکو اس سے روک اپنی طرف سے اسلئے کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو جانتی ہے اللہ کو اور پچھلے دن کو یہ  
 کہ اس کے سر کو کوئی عورت دیکھ کر اسکی ملت کی عورت اور لڑکی کو بھی اپنی مالک کی طرف دیکھنا جائز ہے مگر  
 مات و گھٹنے تک کہ اس بن کا ظاہر کرنا لڑکیوں کے سامنے ہی حرام ہے ازواج کے سوا قالہ الحلی اور  
 آیت کا ظاہر عبیدہ اور ابابوب سب کو شامل ہے اور اس میں غلاموں کو مسلمان اور کافر ہونے کے درمیان  
 بھی کوئی فرق نہیں ہے اور یہی اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے اور یہی مذہب ہے اہل المؤمنین حضرت  
 عائشہ صدیقہؓ اور ام سلمہؓ اور ابن عباسؓ اور امام مالکؓ اور کما سعید بن مسیبؓ نے مکتوب آیت دہو کے میں  
 نہ ڈالے اللہ کی مملکت ایمانہ سے لڑنے والے مراد ہیں اس سے عبیدہ مراد نہیں ہیں اور شبیؓ نے کہا جانتے  
 تھے کہ مملوک اپنی مولاء کو باہون کی طرف دیکھو اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین کا اور  
 یہی مروی ہے ابن مسعودؓ سے اور یہی قول ہے ابو حنیفہؓ اور ابن جریرؓ کا اور کما ابن عباسؓ نے اس میں کچھ  
 معنائے نہیں ہے کہ غلام اپنے سیدہ کو بال بچے اور نکال لا بیہقی اور ابو داؤد وغیرہ نے انس بن مالکؓ  
 کہ حضرت صلہ اللہ علیہ آو سلمؐ فاطمہؓ کو پاس ایک غلام لائے جو اسکو بخشد یا تھا اور فاطمہؓ نے ایک کپڑا تھا کہ  
 جب اسکو ساتھ لڑائی باؤں پہل جاتے اور جب باؤں ڈھانکتی سر پہل جاتا جب حضرت صلہ اللہ علیہ آو  
 سلمؐ نے دیکھا کہ فاطمہؓ تکلیف اٹھا رہی ہے تو فرمایا تو کیوں تکلیف اٹھا رہی ہے یہ تو باتیرا باپ ہے (یا)  
 تیرا غلام کما علامہ ابو بطیب علیہ الرحمۃ نے اور یہی قرآن مجید کا ظاہر ہے کما سلیمان حمل نے اپنے استاد کو  
 روایت کر کے لکھا جائز ہے عورتوں کو غلاموں کے سامنے بدن کا کہوں مگر مات و گھٹنے تک اور جائز ہے



غلاموں کو عورتوں کے بدن کا دیکھ لینا مکرمات سے گننے تک لیکن محنت اور عدم شہوت کی شرط کے ساتھ طرفین کو اور  
اربا اور ارب اور ماریاں تینوں لفظوں کے معنی حاجت میں اور جمع آ رہے اور ارب معنی میں جو اکلے کے ہے اور یہی  
معنی میں اسد خالی کے قول **وَلَا يَفِيضُ كَمَا رِبُّ الْغُرَى** میں بعض نے کہا مردوں میں سے غیر اولی المار بدہ جو حق  
ہر جنکو عورتوں کی ضرورت نہیں ہے بعض نے کہا اس کے اظہار ہے بعض نے کہا عین (نامرد) مراد ہے بعض نے  
کہا خصی مراد ہے بعض نے کہا خشت (سیحڑا) مراد ہے بعض نے کہا بہت بڑا مراد ہے بعض نے کہا محبوب (دکڑ  
کا) مراد ہے اور ان تخصیصوں پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ محبوب بکرا ٹیمین باقی ہوں اور خصی جسکا ذکر بانی  
ہو اور نامرد اور خشت (سیحڑا) اور بہت بڑا ان کا حکم نہ کا حکم ہے اور کہا صاحب اہل نے خصی کو عورت کی  
طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بڑا ہو جاوے یا بہت بڑا ہو جاوے اور اسکی شہوت نہ بجاوے یہی حکم ہے سیحڑے کا  
اور یہی قول ہے صاحب اہل کے اسناد قاضی ابو لطیف کا اور ابو خالد بصری نے خصی اور خشت میں دو وجہیں بیان  
کیں اور آیت کی اسکا ظاہر مراد ہے اور غیر اولی المار تہ دیکھ کر میں جو کمانے پینے کی واسطے کسی اہل بیت کو ساتھ  
لے ہوتے ہیں اور انکو عورتوں کی بالکل حاجت نہیں ہوتی اور نہ ان سے یہ بات کیسیت میں اوقات میں کو ظاہر ہوتی جو  
قواس حکم میں وہ شخص داخل ہے جسکو عورتوں کی طرف میلان اور جو بکاؤ نہیں ہے اور عورت سے بالکل بے حاجت ہے اور جنکو  
حاجت ہے یا انکی طبع عورتوں کی طرف رغبت کرنی ہے اگرچہ قادم نہیں ہیں تو وہ اس حکم سے خارج ہیں اور ابن عباس  
نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس سے عورتیں شرم نہ کریں اور ایک آیت میں ہے ابن عباس سے کہ یہ وہ آدمی ہے جس  
لوگوں کو ساتھ رہتا ہے لیکن اپنی عقل سے بے خبر ہے عورتوں سے بے پرواہ ہے اور نہیں جانتا عورتوں کو اور ایک  
روایت میں ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے لگا جاتا اور وہ اس سے شرم نہ کرتا اور نہ عورت اسکو سامنے  
اور نہ ہنی رکھ دیتی تھی اور وہ ایسا بیوقوف ہوتا کہ اسکو عورتوں کی ضرورت نہ ہوتی اور ایک آیت میں  
غیر اولی المار بدہ سیحڑا ہے جسکی آلت کثری نہ ہو مطلق کا اطلاق مفرد معنی مجموع سب پر آتا ہے اور بیان  
مطلق سے مراد جنس مطلق ہے جو جمع کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور دلیل اس پر ہے کہ اسکی صفت جمع واقع ہوئی  
ہے اور آیت میں کہ **فَمَنْ مِّنْكُمْ فَاعْلَمْ** کے ساتھ **فَالَّذِينَ لَا يَفِيضُونَ** کے ساتھ **فَالَّذِينَ لَا يَفِيضُونَ** کے ساتھ  
وہ بچہ ہے جو شہوت کی حد کو نہ پہنچا ہو یہی قول ہے فرار اور زجاج کا اور معنی یہ ہیں کہ نہیں جانتا انہوں نے  
عورتوں کے سرون کو اور نہیں کہولی انہوں نے عورتوں کی شرمگاہ صحبت کو اور سوطا یہ معنی کہ وہ جام  
کی طاقت نہیں جانتے تبصیر نے کہا یہ مراد ہے کہ وہ بالغ نہیں ہو اب اہل علم کا اختلاف ہے کہ موندنا اور نہ

ہاتھوں کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا اگر کون بوجھ کر یا نہیں تو بعض نے کہا وہ نہیں ہے کیونکہ اگر کاہی مکلف نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا اگر کے سے عورت اور دونوں ہاتھوں کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا واجب ہے کیونکہ اگر کاہی عورت کی خواہش کرتا ہے اور ایسا ہی اختلاف ہے بہت بڑھ کر ستر کی طرف دیکھنے میں جبکہ شہوت ساقط ہو گئی ہو تو اولیٰ تو یہ ہے کہ حرمت کو باقی رکھا جاوے اور اس کی شرکاء کی طرف نہ دیکھا جاوے اب اہل علم کا عورت کی حد میں اختلاف ہے کہ قریبی نے مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ عورت اور مرد دونوں کی شرکاء عورت میں اور عورت کا سارے بدن عورت ہے مگر اس کا سونا اور اس کے دونوں ہاتھ اور اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹے تک ڈھانکنا واجب ہے گویا مرد کی عورت کی حد ناف سے گھٹے تک ہے کہا ابن عباس نے وہ زینت جس کو نزع کے سوا اور محرم کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے وہ عورت کی بالیاں ہیں اور ہکا مار اور اس کے ٹنگن اور ہر گچہ پائے اور بازو بندہ اندر سینہ اور بالوں کو ان کو نظر نہ کرے مگر اپنے نزع کے واسطے پہن فرمایا و لیٰ غیر بن بار طہن الا یہ فی عورت چلنے وقت اپنی پاؤں زمین پر نہ مری تو کہ اس کی گوجریوں کی آواز لوگ سنیں یہ چہ جائز کہ عورت کے پاؤں میں گوجریاں ہیں کیونکہ یہ امر ایسا ہے جس سے مردوں کو عورتوں کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کو مردوں کی طرف جھکاؤ ہے اور اس میں محرمات کو دروازہ کو بند کیا ہے اور احوط امر کی تعلیم کی ہے ورنہ عورتوں کا آواز بھی عورت نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک ان کی گوجریاں کا آواز تو بجا توڑ کا تھا چہ نہ زینت کا صلح شہوت کو زیادہ اٹھاتا ہے ہر گچہ کر کے سے کہا ابن عباس نے اتنی کی تفسیر میں وہ یہ ہے کہ ایک گوجری کو دوسری گوجری کے ساتھ مارا جاوے تو گون کے پاس یا یہ کہ عورت کے پاؤں میں گوجریاں ہوں اور وہ ان کو ہلاوی مردوں کے پاس تو اس نے منع فرمایا اس سے کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے اور زینت کی آواز کا سنانا اس کی ظاہر کی طرح ہے و لہذا ازوید کے آواز کو دوسوہیں کہتے ہیں قریبی کی تفسیر میں ہے جو عورت یہ کام اپنی زلیوہ کے ساتھ خوش ہو کر کرے تو یہ مکروہ ہے اور حجام میں سے دکانے کی طرح کر کے حرام ہے اور مذموم ہے اور ایسا ہی اپنی جوتی زمین پر مارے اگر اس نے غریب جوتی کو زمین پر مارا ہے تو حرام ہے کیونکہ غریب کی ہلاکت ہے اور اگر دکانے کی طرح ماری تو حرام نہیں ہے پھر اگر اس نے سچا نہ اپنے عباد کو تو یہ کی طرف ارشاد کیا اور فرمایا توبوا لکم اللہ جَمِيعًا اِنَّہُ الْکُفُّ مَبْنُوْنَ یعنی اے ایمان والو توبہ کرو اس دیکھنے سے جو تم سے واقع ہوا اور حالانکہ وہ دیکھنا تم پر حرام تھا اور توبہ کو جمیع معاصی کے کما علامہ نے اس آیت میں توبہ کا ارشاد ہے اور مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے کہ توبہ کرنا معاصی سے واجب ہے اور توبہ بایں سرخص ہے دین کے فرضوں میں سے اس میں کسی کا اختلاف

ہنیں ہے بعض نے کہا کوئی بندہ ہو خالی نہیں ہے اور وہ اگرچہ کوشش کرے پہ پہی اس کے ادا اور نواہی میں قصور  
 کر سیتا ہی تو اس لیے اتنے سسکے تو بہ کبیرت ارشاد فرمایا اور سورہ النامین تو بہ پر گفتگو گذر چکی بعض نے کہا یہاں  
 ان اعمال سے تو بہ کرنا مراد ہے جبکہ وہ جاہلیت میں مرکب ہوتے تھے اور اول اولیٰ ہے کیونکہ حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ  
 اسلام ان گناہوں کو گرا دیتا ہے جو اسلام لانے سے پہلے آدمی کے ہوتے ہیں اور حدیثوں میں تو بہ کا اور تو بہ کا  
 استکثار وارد ہوا ہے بعض نے کہا تو بہ کبیرت وہ شخص اور لوگوں کو زیادہ محتاج ہے جو خیال کرتا ہے کہ مجھ کو تو بہ  
 کی ضرورت نہیں ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عسایان البان کے سنائی نہیں ہے بہرہ بات بیان فرمائی جو  
 لوگوں کو تو بہ کبیرت و عت و لادری اور فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنی تو کہ تم دنیا و آخرت کی سعادت پاؤ یا آخرت  
 کے عذاب سے جھوٹ جاؤ اور آیت میں ذکر کی تعلیم کے اثاث پر اور جب اللہ سبحانہ نے غصہ العبار اور حفظہ  
 کا ارشاد فرمایا تو اس کے بعد نکاح کا بیان فرمایا جو بندہ دن کی واسطے حلال ہے اور شہوت کے نکالنے کا ایک واسطہ  
 اور وسیلہ ہے اور نہ اور بدکاری کی طرف بلانے والی چیزیں اس کے ساتھ پھیر جاتی ہیں بہر آدمی باسانی جمیع محرمات  
 سے نظر کو بچا سکتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور فرمایا تَاْتِكُمُ الْكَاثِبَةُ مِنَ الْكَاثِبِينَ  
 مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِيَّاكُمْ كُذِّبَ إِنْ يَكُنْ نَوَافِقًا يُفْتِنُهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَلَيْسَتْ غَفِيرٌ  
 الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُفْتِنَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ  
 أَيْمَانُكُمْ فَكُلُوا مِنْهُمْ أِنْ عَمِلْتُمْ فِضْلًا خَيْرًا وَأَتَوْهُم مِّنْ سَائِلِ اللَّهِ الَّذِينَ أَنَاكُمْ وَلَا تُكْرِهُوا  
 قُلُوبَكُمْ عَلَى الْبَغْيِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَخَصُّصًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُمْ وَإِنْ اللَّهُ مِّنْ  
 بَعْدِ أَكْرَاهِهِمْ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ وَمَثَلًا لِّمَنِ الَّذِينَ  
 خَلَقُوا مِنْ قَبْلِكُمْ وَكَوْضَلًا لِّلْمُتَّحِينَ ۝ اور بیاہ و دراندون کو اپنے اندر اور جو نیک مہن ہمارے  
 غلام اور لونڈیاں اگر وہ ہونگے مجلس امہ انکو غنی کرے گا اپنی فضل سے اور امہ ساری الاسب سے بجا نواف  
 رسول نے فرمایا ہے علی بن کا مہن و دینہ کرنا نافرمانی کا حب و فت آدمی جانہ جب موجود ہو راند عورت حب و  
 ملے اسکی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب کو اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک مہن لونڈی  
 غلام بنے بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاوین کہ ہمارا کام جوڑ دین فت اور آپ کو تہا سے مہن جب کہ  
 نہیں لہنا بیاہ جب تک سے دور دی انکو امہ اپنے فضل سے اور جو لوگ گناہ میں ہمارے ہاتھ کے مال میں تو انکو لکھا وید  
 اگر سمجھو ان میں کچھ نیکی اور دوان کو امہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے اور نہ زور کرو اپنی جو کربوں پر بدکاری

کیونکہ اگر وہ چاہیں قید ہو سنا کہ کیا چاہا ہو سبباً دنیا کی زندگی کا اور جو کسی سنجیدہ فکر سے نواسہ انکی بے بسی پہنچے بخشنے والا ہے مہربان و بے جوفرمایا لکھا چاہیں بیٹے کسی کا غلام نژدی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا محنت کو کما دوں گا تو مجھ کو آزاد کر یہ اقرار رکھو الامین سکونت بت کہتے ہیں اگر یہ جوفرمایا اگر سمجھوان میں نیکی تو انکو لکھا دے دو تو فیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید و چوٹ کر چوری بدکاری نہ کر گیا اور دو تہہ مند و ن کو فرمایا کہ اس پر غلام نوٹدی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو وین خواہ مال نہ کہے سے خواہ اور خیرات سے اور نوٹدین ہو بدکاری کروانی مال کمانے کو ثواب ملے خواہ وہ خوش ہوں خواہ وہ ناخوش ہوں ناخوشی پر اور زیادہ دے مال سب مایاک ہے اور ناخوشی میں نوٹدی بگناہ ہے و اور بننے انارین ہمارا واسطے آیتیں کہلی اور ایک دستور انکا جو ہر جگہ میں سے آگے اور نصیحت ڈروالون کو و یعنی سبلی امتون پر ہی ایسے ہی حکم ہے انتہے مافی موضع القرآن و تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ آیت کریمہ منبیلہ احکام محکمہ اور ادامہ سربرہ پر شامل ہیں نواسہ سبب سے انہی قول و انکھوا الایامی شکم الایہ میں تزیج کارشاد فرمایا اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو سکونکاح کرنا واجب ہے اور انہوں نے دلیل لی ہے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی ظاہر قول سے کہ آپ فرمایا یا معشر الشباب من استطاع منکم البکارة فلیکثر زوج فانیہ اعظم للبرکات و احسن للفرج ومن لم یستطع فلیکثر بالصوم فانیہ کہ و حاکم نے لے جو انون کی حجت تم میں سے جو بیاہ کرنے کی طاقت رکھو وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے انکسین نیچے رہتی ہیں اور ستر بچا رہتا ہے اور جو شخص بیاہ کرنے کی طاقت نہ رکھو وہ روزہ رکھے کیونکہ وہ اسکو خاصی کی طرح بنا دین گے اخراجہ فی الصحیحین میں حدیث ابن مسعود اور سنن ابی یوسف میں بہت طریقوں سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تزوجوا الکو لود نیکوا فانی مبادیکم الا مہدیوم القیمۃ یعنی جنہ والی عورتوں سے نکاح کرو مہناری نسل بڑھے گی اسلئے کہ میں ہمارے ساتھ اور امتون پر فخر کر دین گا قیامت کے میں اور ایک روایت میں ہے یہاں تک سقط کے ساتھ سقطہ نام نامی بچہ جو مادہ کے پیٹ سے گر جاتا ہے اور ایامی جہم ہے ایم کی اور ایم احمر کہ کہتے ہیں بکاغادہ نہ ہو اور اس میں کو جسکی عورت نہ ہو برابر ہے اندونون میں سے کسی کو نکاح کیا ہو اور پھر اسکا زوج مر گیا ہو یا نکاح ہی نہ کیا ہو اسکو جوہری نے اہل لغت سے حکایت کیا کہتے ہیں جمل ایم داصرۃ ایم اور یہ جوفرمایا ان نیکو تو افکارہ یغنیہم اللہ من فضلیہم الایہ قول بن ابی طلحہ نے آیت کی تفسیر میں مذہب کیا کہ اس نے لوگوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دی اس آیت میں اور نکاح کرنے کا حکم احرام







حاج کے بل کتابت کو کفایت کر گیا تو کیا جبکہ اسکا مکان کرنا واجب ہے تو عطا اور حجاب دیا میں تو ایسے غلام  
 کا مکان کرنا واجب جتنا ہون لکھما عمرو بن دینار نے عطا کو کیا تو کسی سے استقل کو نقل کرتا ہے وہ بولنا نہیں  
 پہر عطا اور خبری جبکہ کہ کسی بن انس نے خبر دی عطا کو اور اسکو خبر دی سیرین نے کہ اس نے انس سے مکان تب طلب  
 کی اور سیرین مالدار آدمی تھا تو انس نے کتابت کو لکھ دینے سے انکار کیا پہر سیرین حضرت عمرؓ پاس آیا اور حضرت عمرؓ  
 نے انس کو فرمایا تو اسکو کتابت لکھدی انس نے نہ مانا تو عمرؓ نے اس کو درہ کے ساتھ مارا اور سیرین حضرت عمرؓ نے یہ  
 آیت فکایتوہم ان علیکم فیہم خیدا پہر انس نے اسکو مکاف کر دیا ہلکذا اذکرہ للبحارۃ معلفا  
 اور روایت کیا احمد بن عبد الرزاق نے ابن جریر سے کہ اس نے پوچھا عطا سے کیا وجہ ہے مجھ پر حبس میں  
 معلوم کروں کہ میری غلام کے پاس مال ہے یہ کہ میں اسکو مکاف کر دوں کہا عطا نے میں خود وجہ ہی خیال  
 کرنا ہوں پہر ابن جریر نے اپنی اسناد کو ساتھ انس بن مالک سے روایت کیا کہ سیرین (انس سے غلام نے) ارادہ  
 کیا کہ انس اسکو کتابت لکھ دیوے تو دیر کی انس نے اسکو تو حضرت عمرؓ نے فرمایا لکن کایتیہ فیہ ضرور سیرین  
 کو مکاف کر دے حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ اس نے کہا حب غلام کتابت  
 لکھوانا چاہے تو اسکو مکاف کرنا واجب ہے رواہ سعید بن منصور اور یہی شافعی کا قدیم قول ہے اسکے دو قولوں  
 میں سے اور اسکا جدید قول یہ ہے کہ اسکو کتابت لکھ کر دینا واجب نہیں ہے اسلئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا لا یحل نکاح امیرۃ مسلمۃ الا بطیب نفس یعنی کسی مسلمان کا مال حلال نہیں ہے مگر وہ خوش  
 ہو اور ابن وجبہ امام مالک سے روایت کیا کہ کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ حب غلام سے مکاف کتابت  
 طلب کرے تو سید کو اسکا مکان کرنا واجب نہیں ہے اور نہ مینے کسی امام سے سنا جو اس نے کسی پر خبر کیا ہو  
 اس پر کہ وہ ضرور غلام کو مکاف کر دیوے کہا امام مالک نے اور یہ امر کا امر احتجاج کے طور پر ہے یہ امر وجوب کو دیکھ  
 نہیں ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور شعبان ثوری اور عبد الرحمن بن زید بن سلم وغیرہم کا اور ابن جریر سے  
 وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے ظاہر آیت پر عمل کے اور یہ جو فرمایا ان علیکم فیہم خیدا تو خیر بعض  
 کے نزدیک امانت مراد ہے اور بعض نے کہا صدق مراد ہے اور بعض نے کہا خیر مال مراد ہے اور بعض  
 نے کہا خیر ہنر اور کسب مراد ہے بھی بن ابی کثیر کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیت فکایتوہم  
 ان علیکم فیہم خیدا کی تفسیر میں کہ خیر کے پیچہ مراد ہے فرمایا اور نہ جو بڑو غلاموں کو کہ وہ لوگوں  
 پر بار ہو جو دین رکھ رکھنا اور نہ فی المسائل اور یہ جو فرمایا دائوہم من مال اللہ الذی انزلکم



اسکی تفسیر میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے بدل کتابت سے انکو کچھ حصہ معاف  
 کر دو پھر مقدار وضع میں اختلاف ہے بعض نے کہا ثلث معاف کر دو بعض نے کہا ربع معاف کر دو بعض نے کہا نصف معاف کر دو بعض نے کہا بدل  
 کتابت کا ایک حصہ کسی حصہ معاف کے سوا اور دوسروں نے کہا اس آیت کو بمعنی ہیں کہ انکی زکوٰۃ میں سے مدد کر  
 اور اس کے وہ نصیب حصہ مراد ہے جو ان کے لیے اللہ نے مقرر فرمایا ہے یہی قول ہے حسن بصری اور عبدالرحمن بن اسلم  
 امداس کے باپ زید بن اسلم اور قتال بن حیان کا اور سکیو ابن جریر نے پسند کیا ہے اور ابواسمٰعیل بخاری نے اس آیت  
 کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ نے سید اور غیر سید کو مکاتیب کی مدد کا حکم دیا اور اسکی مدد کرنے کی ترغیب دی ہے  
 اور یہی قول ہے بریدہ بن حصیب سلمی اور قتادہ کا اور کہا ابن عباس نے اللہ نے حکم کیا ہے مومنوں کو غلاموں  
 کے آزاد کرنے میں مدد کرنے کا اور گزرجکا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی اللہ پر مدد و حبیب  
 پیران تینوں میں سے ایک اس مکاتیب کا نام لیا جو بدل کتابت کو ادا کرنا چاہتا ہے اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے  
 ابن عباس کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے اپنے ایک غلام کو مکاتیب کیا اسکی کنیت ابواسمٰعیل تھی جب اسکی قسط کا وقت  
 گزر چکا تو وہ اپنی قسط لیکر آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا ابا اس قسط کے ساتھ اپنی بدل کتابت میں مدد لے وہ بولا  
 یا امیر المؤمنین کاش آپ مجھ کو چھوڑ دیں اور اسکو لے لیتے تو کہ میں پہلی قسط ادا کرنا فرمایا میں فرمایا ہوں کہ میں  
 میں اسوقت تک زندہ نہ ہوں بہرہ آیت پر ہی نکالیں گے انھیں اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا فَاُولَٰئِكَ مِنْ تَحَاتُّبٍ  
 اللہ الذی انکھ عکرم کہتے ہیں یہ سلام میں پہلی قسط ادا ہوئی رداء ابن ابی حاتمہ سعید بن جبیر کہتے  
 ہیں ابن عمرؓ جب کسی غلام کو مکاتیب کرتے تو اسکی پہلی قسطوں میں سے کوئی قسط معاف نہ کرتے سوا دوسرا  
 ہو جاوے اور سب اسکا صدقہ لوٹ آدو لیکن جب غلام آخر بدل کتابت کی ادا کر چکے فکر میں ہوتا تو اسکو  
 قضا چاہتے معاف کر دیتے رداء ابن جرییر ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ضَعُوْهُ عَنْهُمْ یَعْنِی  
 مِنْ مَّكَاتِبِهِمْ یعنی انکو بدل کتابت سے کوئی معاف کر دو رداء ابن جرییر ابی حاتمہ سعید اور یہی قول ہے مجاہد  
 اور عطاء اور قاسم بن ابی مرہ اور عبدالکریم بن مالک حنبلہ اور سدی کا اور محمد بن سیرین نے اس آیت کی تفسیر  
 میں کہا کَانَ فَحْصُهُمْ اَنْ یَّذَعَ الرَّجُلُ لِمَا یُعْطِیْهِ طَائِفَةً مِنْ مَّكَاتِبِهِ یعنی سلف کو یہ بات پسند  
 آتی تھی کہ آدمی اپنی مکاتیب غلام کو اس کے بدل کتابت کا ایک حصہ معاف کر دیوے امیر المؤمنین حضرت علی  
 علیہ السلام فرماتا کہتے ہیں کہ اس کے بدل کتابت سے ربع کا معاف کر دیا مراد ہے رداء ابن ابی حاتمہ



جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَكُونُوا أَقْتِبًا مِّنْ عَلَى الْبَغْيِ إِنَّ أَرْدَنَ سَخَصْنَا غُفْرًا وَرَحِيمًا  
 رَفَاقًا لِّذَٰلِكَ زَبْرِي كَتَمْتُمِينَ کہ مسکرون ایک قریشی فید میں آیا اور وہ عبدالمطلب بن ابی کے پاس رہا اور عبدالمطلب  
 بن ابی کی ایک چھوٹی سی مضافہ نام وہ قریشی اس چھوٹی کے ساتھ زمانا ناچاہتا اور وہ لوٹدی مسلمان  
 تھی وہ سب سب انہو سلام کے ہنگامہ نہ تھی اور عبدالمطلب بن ابی اس لوٹدی پر زور دیتا کہ نہ مارے اور مارتا نہ سکو  
 اس امید پر کہ اگر قریشی کا حمل نہیں جاوے گا تو اس سے اس کے والد کا فدیہ لون گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَكُونُوا  
 فَتَنِي تَكُونُوا عَلَى الْبَغْيِ إِنَّ أَرْدَنَ سَخَصْنَا رَفَاقًا مِّنْ عَلَى الْبَغْيِ کما سدی لہ آیت کہ میرا تری ہے عبدالمطلب  
 بن ابی بن سلول منافقوں کے سردار کے باب میں اسکی ایک لڑمی تھی مضافہ نام حبیب عبدالمطلب کے ہاں کوئی جہا  
 آتا تو وہ لوٹدی کو مہمان کے پاس مسجد تیا تو کہ وہ مہمان اسکی لوٹدی کے ساتھ ہم کاری کرے اور اس میں تو اب  
 کی نیت کرنا اور اس مہمان کی عزت کرنا وہ بیجاری حضرت ابوبکر صدیقؓ باس نکایت لائی اور ابوبکرؓ نے حضرت  
 صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بیان کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ لوٹدی کو رو کر رہے (اور عبدالمطلب  
 کے پاس جانے والی تو عبدالمطلب آیا اور بولا کون حکم معذور رکھتا ہے محمدؐ کی طرف سے چہنیتے میں ہم سے  
 ہماری لوٹدی بہر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ہماری مقابل بن حبان کہتے ہیں مجھ کو یہ بات پہنچی ہے لگے اللہ بہتر  
 جانے کہ یہ آیت دو مردوں کے حق میں اتری ہے جو اپنی لوٹدیوں سے جبراً نہا کر اتے ایک لوٹدی کا نام مسک  
 نہا یہ انصار کی ایک مرد کی (لوٹدی تھی اور دوسری کا نام احمیہ تھا اور یہ مسیک کی ماں تھی اور یہ عبدالمطلب  
 ابی کی لوٹدی تھی تو مسیک اور مسیک کی ماں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس بات کا بیان کیا حضرت  
 کے سامنے تو ہماری اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ آیت وَلَا تَكُونُوا أَقْتِبًا مِّنْ عَلَى الْبَغْيِ إِنَّ أَرْدَنَ سَخَصْنَا  
 لَتَتَّبِعُوا أَعْرَضَ الْحَيَوةِ الدُّنْيَا بِنَارِ سَمَرَادِہے اور شرط مخرج غالب کی طریق پر واقع ہوئی ہے تو اس  
 شرط کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور حیات دنیا کے عوض سے انکا خراج اور انکا مہر اور اولاد مراد ہے اور منع کیا حضرت  
 صلے اللہ علیہ وسلم نے چھپنی لگانے والے کے کہ سبے اور زانیہ کی خجی سے اور خجی کی شہائی سے اسکا ایک روایت  
 میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِثْلُ الْبَغْيِ حَيْثُ دَكُسِبَ لِحَاجِمٍ حَيْثُ دَكُسِبَ الْكَلْبِ حَيْثُ  
 یعنی زانیہ کی خجی ملیدی اور چھپنی لگانے والی کی کسائی ملیدی ہے اور کتو کا مسل ملیدی ہے اور وہ بت کیا ابن ابی  
 طلحہ نے ابن عباسؓ سے فان المہرین بعد اکر اہل غفور رحیم کی تفسیر میں کہ اگر تم لوٹدیوں پر زور کرو گزنا کے  
 دوسرے تو اللہ انکو معاف کر دیگا وہ مہربان ہے اور گناہ انکا اس شخص پر چس نے اپن جبر کیا اور یہی قول ہے مجاہد



ذلک اتفاق کیا ہے کہ ایمان میں اس صحت کو کہتے ہیں جس کا خاندان نہ ہو وہ عورت بکر ہو یا ثیب ہو کہا ابو بصیر نے لفظ  
 شامل ہے مرد اور عورت دونوں کو کہتے ہیں بعل ایم و امردہ ایم اور اکثر اس کا استعمال نسائین ہی تھا ہے تو یہ لفظ  
 گویا مستعار ہے رجال میں اور آیت میں خطاب اولیا اور مرد و لون کو ہے بعض نے کہا ازواج کو خطاب ہے اور بعل  
 سے راجع ہیں اور اس میں دلیل ہے کہ عورت اپنا آپ نکاح نہیں کر سکتی حضرت عائشہ کہتی ہیں اُنَّیَا اَوْ اَمْرَءٌ  
 نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنٍ وَلَیْسَ بِهَا فَدَیْكَ اَحْکَامُ اَبَیْلَ نَلْکُنَا بِنَیْ جِیْمِ مَمْتِ لِرَاجِیْ دَلِیْ کِی اِجَازَتِ كِی سَوَا اِنَا نَکَاحِ  
 کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہے یہ آپ نے فرمایا اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ وَ اَلْزَمِیْذِی اَبُو مَوْسٰی اشْعَرِی کہتے ہیں  
 حضرت علی امیر علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّا نَکَاحُ اَلْاَبْوَی بِنَیْ دَلِیْ كِی سَوَا اور اس کے اجازت کو بغیر نکاح نہیں ہوتا  
 اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ وَ اَلْزَمِیْذِی اَبُو اَحْمَدُ وَ اَلْزَمِیْذِی اَبُو اَحْمَدُ اَبُو اَحْمَدُ اَبُو اَحْمَدُ اَبُو اَحْمَدُ اَبُو اَحْمَدُ اَبُو اَحْمَدُ  
 نکاح کرنا اپنے نفس کا اور اہل علم اس نکاح کے حکم میں اختلاف کیا ہے کیا یہ نکاح مباح ہے یا مستحب یا حرام  
 ہے تو اول قول کے خاص فی وغیرہ قائل ہیں اور دوسرے قول کے مالک اور ابو حنیفہ اور تیسرے قول کے بعض اہل علم  
 اس تفصیل کے مطابق جو انہوں نے اس میں بیان کی ہے پہر کہا انہوں نے اگر اپنی جان پر مصیبت ہو تو  
 ہونے سے ڈر ہو تو سب نکاح کرنا واجب ہے ورنہ وجہ نہیں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ ااحت یا احتیاج  
 کے قائل ہیں وہ بھی اس خشیت کو ساتھ جو جب کہ قول کے فاکمین کے مخالف نہیں ہیں بالجلد نکاح باوجود عدم  
 خشیت کر سن میں کر سنت ہو کہ وہ ہے کیونکہ حضرت علی امیر علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں نکاح کی ترغیب فرمائی  
 کے بعد فرمایا یٰ اَیُّهَا الرَّسُولُ بَشِّرِ نَفْسِیْ بِخَیْرِ وَ بَشِّرِ نَفْسِیْ بِخَیْرِ وَ بَشِّرِ نَفْسِیْ بِخَیْرِ وَ بَشِّرِ نَفْسِیْ بِخَیْرِ  
 ہے لیکن یہ جب کہ حلی طاقیت رکھی ہے ہر ابن مسعود کی حدیث کو بیان کیا ہے ابو بکر کا اثر ہے کہ اَوْفَتْ  
 سے مروی ہے کہ اس نے کہا ہمارے لیے مذکور ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا مَا اَرَاَیْتُ لَوْ حَلَّ لَکُمُ الْفَیْءُ الْغَنَی  
 فِي الْمَاکَةِ وَقَدْ وَعَدَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا وَعَدَ فَقَالَ اِنْ بَکُمْ فَاَنْتُمْ اَفْهَرُ اَمْ بَعْضُھَا اللّٰهُ مِنْ فَعَلِیْہِ بَیِّنَہُ  
 و بیاں بیعت اُمی کوئی نہیں کیا جس نے غنا کو نکاح میں طلب کیا حالانکہ اس نے وعدہ کیا ہے اس میں  
 جو وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے اگر نکاح کرنے والے محتاج ہوں گے تو اسے انکو غنی کر دیگا اور اس میں مسخو بھی ایسا ہی  
 مرد کی حضرت عائشہ فرمائی ہیں حضرت علی امیر علیہ وسلم نے فرمایا اِنْکُحُوا النِّسَاءَ فَاَنْتُمْ یَا بَنِیْکُمْ بِالْمَالِ اَمِنْ  
 عورتوں کے ساتھ نکاح کرو وہ تمہاری پاس مال لادیں گی اَخْرَجَهُ اَلْزَمِیْذِی وَ اَلْزَمِیْذِی وَ اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ  
 فِيْ مَدَنِیْ عَنْ عُرْقَةَ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ اَبُو طَالِبٍ عَنْ اَبُو طَالِبٍ عَنْ اَبُو طَالِبٍ عَنْ اَبُو طَالِبٍ عَنْ اَبُو طَالِبٍ

کر لڑکا چل نہیں ہو اور اس آیت میں ایامی ہو احرار (آزاد مرد) اور زائر (آزاد عورتیں) مراد ہیں اور یہی  
 مالیک تو انکو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے اپنے قول *وَالْقِيلِ بْنِ مِنْ عِبَادِ كُذِّبَ كُذِّبَ مِنْ* اور عباد کم کو  
 عبید کم ہی پڑا گیا ہے اور صلاح کو صلاحین میں ایمان مراد ہے بعض نے کہا صلاح کو حقوق نکاح کے ساتھ  
 قائم ہونا مراد ہے یہاں تک کہ عبید ابھیر کے ساتھ قائم ہو جو بی بی کو لازم ہے اور نوٹدی ابھیر کے ساتھ قائم ہو  
 جو زوج کو لازم ہے یا صلاح سے مراد ہے کہ عباد ارادت ایسے چھوٹے نہ ہوں جنکو نکاح کی ضرورت نہ ہو اور ظاہر  
 کیا صلاحین کو ذکر کرنے کے ساتھ تو انکا دین بچا رہے اور انکی صلاحیت محفوظ رہے اور اسلئے کہ غلاموں اور  
 نوٹدیوں میں جو جنیک میں انہیں پرانے مالک تھے س کھاتے ہیں اور انکو اولاد کی حاجت سمجھتے ہیں اور جو  
 نیک لگ ہوتے ہیں وہی اس لائق ہیں کہ انکے لیے وصیت کی جاوے اور انکے واسطے اہتمام کیا جاوے اور جو  
 شخص نیک نہ ہو تو اسکا حال سکے الٹ ہو اور بیان کیا اللہ نے صلاح کا مالیک میں احرار کے سوا اسلئے  
 کہ غالباً احرار میں صلاحیت ہی ہوتی ہے بخلاف مالیک کے کہ ان میں غالباً عدم صلاحیت ہوتی ہے اور اس  
 میں دلیل ہے اس پر کہ ملوک اپنا آپ نکاح نہیں کر سکتا اور اسکا نکاح کرتا ہے اسکا مالک اور متولی ہوتا ہے  
 اسکی زوجہ کا اسکا ستید اور جہور اس طرف گئے ہیں کہ سید کو جائز ہے کہ اپنے غلام اور نوٹدی کو نکاح پر جبر  
 کرے اور اپنے زور کرے کہا امام مالک نے سید کو جبر کرنا غلام نوٹدی پر نکاح کے لیے جائز نہیں ہے پھر اللہ نے  
 احرار میں غلام کرنے کی طرہ رجوع فرمایا اور فرمایا *اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُعْنِجُہُمْ اللّٰهُ مِنْ فَتْنٰہِہٖ یُعْصِیْ اَحْرَارُ*  
 کے نکاح کرنے سے نہ کہ اس خیال سے کہ مرد و پانچ عورت کے پانچ و نوک پاس مال نہیں ہو کیونکہ نکاح کرنا مال اگر  
 محتاج مجلس ہونگے تو انکو اللہ غنی کر دے گا اور فضل کرے گا اور ان پر غنا کے ساتھ کیونکہ اللہ کے فضل میں مال  
 سے بے نیازی ہے اور اللہ کا فضل صبح شام آنیوالا ہے کہا زجاج نے اللہ نے رغبت دی ہو نکاح کی اور  
 جنوایا ہے کہ نکاح مجلس کے دور کرنا سبب ہے اور یہ لازم نہیں ہے کہ غنا ہر ایک مجلس کو حاصل ہو جاتی ہے  
 حبہ نکاح کرتا ہے کیونکہ غنی ہونا مشیت کر ساتھ مقید ہو اور خارج میں ایسے مجلس بہت موجود ہیں کہ  
 انکے واسطے نکاح کرنے کی وجہ غنا حاصل نہیں ہوئی بعض نے کہا اس غنا سے غنائی نفس مراد ہے یعنی  
 نکاح کر لے والے کو قناعت حاصل ہو جاتی ہے بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ جو لوگ نکاح کے محتاج ہیں انکو  
 اللہ اپنے فضل سے حلال کے ساتھ غنی کر دینا کہ وہ زمانہ سے بچیں اور پہلے سے اولیٰ میں بعض نے کہا اس سے  
 دور بزقون کا ہم ہونا مراد ہے زوج اور زوجہ کا رزق بعض نے کہا اللہ نے وعدہ کیا ہے غنی کرنا نکاح



اور تفرق کر ساتھ (نکاح کے ساتھ غنی کرنا کا وعدہ تو آیت باب میں مذکور ہے) اور تفرق کر ساتھ غنی کرنا کا اصرار کہ قول  
 فَإِنْ يَتَفَرَّقَا يَغْرِسْ اللَّهُ مَكَانَ سَعْيِهِمَا مِنْ بَيْنِ أَكْضَامٍ مَرْدُونَ زَوْجًا مَرْدًا وَنَحْوَهُمَا مِنْ طَلَاقٍ بِكَرَاهٍ أَوْ مَرَدٍّ  
 ہر ایک کو محفوظ کر کے گا اپنی کٹائیں سے ہر ایک سجانہ لڑاں لوگوں کا بیان کیا جو نکاح کی طاعت نہیں کہتے اور نکاح  
 کرنے سے عاجز ہیں انکی مناکحت کو حوا کے بیان کے بعد اور انکو اولیٰ کی طرف ارشاد کرنے کے بعد اور فرمایا  
 لَيْسَتْ عَفِيفَاتٍ لِّلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا اسْتِغْفَارُ عَفْثَةٍ كَاتِبَةٍ كَرِيمَةٍ لِّمَنْ زَنَّا أَوْ جَرَمَ  
 سے بچنے کو اور سننے میں کہ جو شخص نکاح کا سبب پاؤ اس کے پاس مال نہ ہو تو وہ زنا اور حرام سے بچتا رہے بعض  
 نے کہا نکاح سے بچنا وہ چیز مراد ہے جو ساتھ عورت کو نکاح کیا جاتا ہے اور وہ مہر اور نفقہ ہے جس پر حیات اس بچنے کا  
 نام ہے جو اور لیا جاتا ہے اور لباس اس بچنے کا نام ہے جو پہنی جاتی ہے کہا ابن عباس نے وہ شخص نکاح کر لے جو نکاح  
 کے لیے مال نہیں پاتا کیونکہ اللہ اسکو عقیقہ غنی کر دے گا ہر اس نے استغفار کی یہ غایت بیان فرمائی حَتَّىٰ يَصِلَ  
 اللَّهُ مِنْ فَعْلِهِ لِمَنْ لَمْ يَزَلْ يَدْعُوهُ يَوْمَ ذَا الْقُرْبَىٰ دُعَاؤُهُ لَمْ يَزَلْ يَدْعُوهُ يَوْمَ ذَا الْقُرْبَىٰ دُعَاؤُهُ لَمْ يَزَلْ يَدْعُوهُ  
 اور اس آیت میں دلیل ہے کہ جملہ اولیٰ نے اس کا قول اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَعْلِهِ مَشِيَّتُ كَرَاهٍ  
 مقید ہے جس پر غنی بیان کیا کیونکہ اگر پہلے جملہ میں وعدہ و حرج ہو تا جبکہ حصول میں کوئی شے نہیں ہے تو غنا اور  
 نکاح کے درمیان تلازم ہوتا ہے اس وقت مغلجی کے وقت استغفار کر ارشاد میں چنداں فائدہ نہ تھا کیونکہ مغلجہ نے  
 تو نکاح کرتے ہی بالضرور غنی ہو جانا تھا مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ استغفار کا حکم اس شخص کو کیا ہے جو مبادی نکاح  
 کی تحصیل سے عاجز ہے اور مبادی نکاح کے حاصل کرنے سے عاجز ہو نا نکاح کے بعد اسکے غنی ہونے کی سنائی  
 نہیں ہے اب اس شخص جو مبادی نکاح سے عاجز ہے یہ بات صلوٰۃ ہو کہ اس نے نہیں پایا یا نہ کہ اس کے پاس  
 وہ اسباب نہیں ہیں جن کے ساتھ نکاح حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب میں کڑی اسباب مال ہے اور اس نے ان  
 ادا میں کمی کی وجہ دیکھی تو اس بچنے کے ساتھ حکم کیا جو فتنہ سے بچاؤ اور مصیبت میں گرنے سے و در رکھ اور وہ  
 نگاہ کا نیچے رکھنا ہے ہر حکم کیا نکاح کا جو دین کو بچاؤ والا ہے اور حرام سے بڑا نیاز کرنا والا ہر نفس کی محنت  
 کا جو امارہ بالسور کی شہوت کی طرف خیال کرنے سے عاجز ہو بیاتنگ کہ قادر ہو کہ اسباب  
 نکاح پر ہر چیز لائق غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح میں غنیت و لالی تو مالکون کو ایسے طریق کی طرف  
 راہ بتا یا جس کے ساتھ مملوک منجملہ احرام کے ہو جاوین اور فرمایا وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ اِلَيْكَتَبَ يَمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ  
 مملکت ایمانکم سے غلام لونڈیاں مراد ہیں اور کتاب مصدر ہے باب مفاعله کا جیسے رکاشت کشتی میں کاشت



یکتا کتاب کا بار کا جنہ جیسے کہا جاتا ہے قابلِ قتال مقابلہ قتال بعض نے کہا کتاب سے بیان کا کتاب مراد ہے  
 جس میں کوئی چیز لکھی جاتی ہے اور یہ ایسی ہے کہ جب غلام کو کتاب کرتے تو وہ اسکے باوجود میں ایک کتابت نامہ لکھ  
 لیتے تو صورت میں یہ معنی ہونگے اور وہ لوگ کتابت کی کتاب کو طلب کرتے ہیں اور کتابت شرع میں اسکو  
 کہتے ہیں کہ مرد اپنے غلام کو نکہد دیے کہ تو اتنے مال ادا کر دینے پر غلام کو اساتہ آزاد ہو جب غلام اس  
 کتابت کو موافق مال ادا کر دیوے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میرا باپ جو یطیب بن عبد اللہ  
 کا غلام تھا تو میرے باپ نے اس سے کتابت طلب کی جو یطیب نے نہ مانا یہ آیت اتری اور اللہ کے قول  
 فکا تبوہم کا ظاہر یہ ہے کہ جب غلام اپنے سید کی کتابت طلب کرے تو اس پر اس غلام کو کتابت کرنا واجب ہو جاتا  
 ہے اس شرط کو موافق جو اللہ کے قول اِنْ عَلٰی لَکُمْ فِدَیٌّ مِّمَّکُمْ خَیْرًا میں مذکور ہے خیر سے بدل کتابت کو ادا کرنے  
 پر قادر ہو نامراد ہے اگرچہ غلام کے پاس کتابت کر وقت مال موجود نہ ہو بعض نے کہا خیر سے فقط مال مراد  
 ہے اور یہی مذہب ہے مجاہد اور حسن بصری اور عطاء اور عطاء اور طائوس اور مقاتل کا اور یہ مردی جو علی مارد  
 اور ابن عباس سے خیر کا دواؤ ادا ماننے کے ساتھ معسر ہونا بھی مردی ہے اور اسی مردی ہے اگر  
 تو جانے کہ تیرا غلام ادا کر دیگا اور اسی کو خیر سے حلیم مراد ہے اور تم مسلمانوں پر غلاموں کا بوجہ نہ ڈالو  
 اور گیا ہے قول اول کی طرف ابن عمر اور ابن زید اور پسند کیا یہ اسکو مالک اور شامی اور فرار اور زجاج نے  
 کہا فرار نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم کو امید ہو کہ انکے پاس ادا کرنے کی طاقت ہو اور زجاج نے کہا نفیم کے  
 لفظ سے تو ظاہر یہ ہے کہ خیر کے کتب وفاد اور ادا امانت مراد ہے اور کہا نخی نے خیر سے دین اور امانت  
 مراد ہے اور اسی کی مثل مردی ہے حسن کے اور کہا عبید مسلمان نے خیر سے نماز کا قائم کرنا مراد ہے  
 طحاوی نے کہا اور اس شخص کا قول جو کتابت خیر سے مال مراد ہے سہارنزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ غلام تو خود  
 مولیٰ کا مال ہوتا ہے تو پھر کیسے غلام کا مال غلام کا مال ہو گا کیا طحاوی نے اور سہارنزدیک اسکو معنی یہ ہو  
 اگر تم جانو ان میں دین اور سچائی ابو عمرو بن عبداللہ نے کہا جو شخص کتابت خیر سے بیان مال مراد نہیں ہے  
 وہ انکار کرتا ہے اس محاورے سے کہ بولا جاوے ان علمت نفیم مال کہا کرتے ہیں میں نے جانے اس میں بہتری  
 اور صلاحیت ادا امانت اور پر نہیں کہتے میں نے جاننا اس میں مال یہ اس اختلاف کا حاصل ہے جو اعلیٰ علم کے  
 درمیان واقع ہوا ہے خیر کے لفظ میں جو آیت میں مذکور ہوا ہے جب بختیہ معلوم ہو چکا تو اب معلوم ہو کہ  
 کہ گئے ہیں موجب کی طرف جسکو امر کا ظاہر چاہتا ہے جو آیت میں مذکور ہے مکرر اور عطاء اور سرفق اور عمرو

بن دینار اور خفاک اور اہل ظاہر اور کہتے ہیں احباب ہر سردار پر اپنے ملک کا مکتب کرنا حسب ملک کی کتاب  
طلب کرو اور اس میں غیر معلوم کرے اور جو ہو علما کا یہ قول ہے کہ کتب نہیں ہو اور انوں کے دلیل لی ہو عدم وجوب  
اس اجتماع سے کہ اگر غلام سیکھ سوال کرے تو مجھ کو کسی اور کو پاس بھیجے تو سید بڑا سکافیر کے پاس بھیج دیا وہ  
ہے اور نہ غیر کے پاس بھیجے کیواسطے اسپر نور کیا جاوے گا تو یہی حال ہے کتاب کا کیونکہ کتابت میں معاوضہ ہے اور  
تجربہ پر پوشیدہ رہے کہ یہ دلیل مست ہی اور بیش بہ دیگر بنوا لہے اور درست قول ہی ہو جو پہلوں نے کہا اور  
اسی کو قائل ہو کر عمر بن خطاب اور ابن عباس اور سیکولسند کیا ابن جریر نو انس بن مالک کہتے ہیں مجھے ہر سیرین  
کتابت طلب کی تو میں نے انکار کیا سپر ہودہ آیا عمر بن الخطاب نے پاس تو عمر مجھ کو دروں سو مار گئے اور فرمایا اسکا  
کر سکو اور پھر ہی آیات فَكَانَ يُؤْتِيهِمُ الزَّكَاةَ كَمْ تَتَذَكَّرُونَ کہتا ہے میں تو میں نے سیرین کو مکتب کر دیا ابن کثیر  
نے کہا احمد نیکا اسناد صحیح ہے شافعی کے نزدیک و فسطون کو کم پر کتابت جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے جواب  
رکی ہو ایک فطر پر بعض نے کہا امر طلق ہے تو بل کتابت کا اس وقت ہی ادا کرنا جائز ہے اور مدت کو بعد اور  
فسطون کے ساتھ اور بلا فطر ہر اللہ سبحانہ فرموالی کو مکتبتیں کے ساتھ حسان کر نیکا حکم کیا اور فرمایا وَآتُوهُمْ  
مِنْ ثَمَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَى الْيَهُودَ نَقِصَاتٍ مِّنْهُنَّ لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسْبًا إِنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ  
پر دو طریق سے خواہ کچھ انکو اپنے مال میں رو دیدیویں دیا انکو انکے بدل کتابت سے کچھ عاف کر دیں آیت کا ظاہر  
یہ ہے کہ معاف کر نیکا کوئی معین مقدار نہیں ہے بعض نے کہا ٹٹ معاف کرنا چاہیے بعض نے کہا راجع ست  
کرنا چاہیے بعض نے کہا عشر معاف کرنا چاہیے اور اس امر کے ساتھ موالی کی تخصیص کی یہ وجہ ہو کہ گفتگو موالی میر  
ہو رہی ہے اور گفتگو کا سابق ہی موالی کے ساتھ ہو کیونکہ وہی کتابت کے ساتھ مامور ہیں اور حسن بصری اور ربیع  
غنی اور بریدہ کا یہ قول ہے کہ خطاب اسد کو قتل دا تو ہم میں جمیع ناس کو ہو اور زید بن سلم نے کہا خطاب دا تو ہم  
میں دلالت کرتا ہے اس طرح کہ مکتبتیں کو زکوۃ کے مال سے انکا حصہ دین جیسے امیر نے فرمایا آیت صدقہ میں وَفِي  
الزُّكَايِبِ اور مکتب کو دھڑ احکام معروف ہیں جب بدل کتابت کا کچھ صداد کر دیو کہتا ابن عباس نے اس  
آیت کی تفسیر میں کہ معاف کر دو انکو انکی مکتابت ہو اور نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس غلام کے  
مکتاب کرنے کو جو صاحب بیہ ہوا اور فرمائے فَلْيُعْتَبَرُوا مِنَ الذَّلِيلِ تو مجھ کو لوگون کی میل کھیل کھلا دینگا  
ابن عباس سے مروی ہے آیت کی تفسیر میں کہ امیر تعالیٰ نے حکم کیا ہے موسنون کو خلاصوں کو آزاد کر نیکا اور علی  
بن ابی طالب اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ انہ نے حکم کیا ہے ستید کو یہ کہ مکتب کو اسکے کتابت کو مال

سے آہوان حصہ جان کر دیے اور یہ اس کی طرف سے تعلیم ہے بلکہ کچھ فرما نہیں ہو سکتا اس میں اس وجہ سے کہ اس نے  
 جمل نے اس آیت میں وجہ کے واسطے ہے اور تہذیب کے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس نے لوگوں کو رغبت دی ہے غلام ہو  
 کچھ چیزات کرنے کی بہرہ یہ سب جہان کی ممالیک کے ساتھ احسان کرنے اور ان میں سے نیکوں کے نکاح  
 کر دینے کا حکم کیا تو مسلمانوں کو منع کیا جاہلیت والوں کو سکھانے کے لئے جو لوڈیوں کو زور دیتے زنا پر اور فرمایا کہ  
 لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِيهَا نِكَاحٌ فَتَمْنَنَ فِتْنَاهُ (لوڈیان) اس مراد میں اگرچہ فتنے اور فتنہ کا اطلاق دوسری  
 جگہوں میں احرام پر ہوتا ہے اور فتنی جو ان کو اور فتنہ جو ان کو بھی کہتے ہیں اور بخار سے زنا اور فتنہ مراد ہے تو  
 ہمارا کالفظ سنا کر نہا کے ساتھ خاص ہے تو نہ کہا جاوے گا مرد کے لیے حب وہ زنا کرے اِنَّهُ فَعَلَ كَالَّذِي  
 اَدْنٰى كَيْفَ يَكُنْ مِنْ فِتْنَةٍ كُوْنُ زَنًا سَبْعَ مَرَّاتٍ ہو کیونکہ اصل میں نو فتنہ اسکے واسطے ہے کہ فتنہ  
 اور اللہ تعالیٰ نے اس نئی کو شرط کیا ہے اس قول ان اردن شخص کے ساتھ کیونکہ اگر وہ اس وقت تصور  
 آتا ہے جب وہ بچنے کا خیال کریں کیونکہ جو عورت شخص کا ارادہ نہ کرے اس کو مکہ پر علی الزنا کہنا جائز نہیں ہے  
 اور شخص کے اس جگہ تعفف اور تزوج مراد ہے بعض نے کہا یہ قید ایامی کی طرف راجع ہے کہ اس کا راجع اور حسن بن  
 فضل نے کہ کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر عبارت کی یوں ہو دَانِكُمْ اَلَا يَمٰفِي مَنَاسِكُمْ وَ اَلَصَّلٰتِ  
 مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اَسْمَاكِكُمْ اِنْ اَرَدْتُمْ تَحَنُّنًا بِعَظْمٍ قَدَرًا ہر بعض نے کہا یہ قید باعتبار اس  
 امر کے ہے جو پھر ہے کیونکہ وہ لوڈیوں کو زور دیتے زنا پر اور وہ زنا سے بچنا چاہتے ہیں اور یہ مراد نہیں ہے کہ  
 جب لوڈیان زنا سے بچنا چاہیں تو ان کو زنا پر زور نہ دینا چاہیے اور جب بچنا چاہیں تو زور نہ دینا چاہیے  
 بعض نے کہا یہ قید تعلیق کے طریق پر واقع ہوئی ہے کیونکہ غالباً اگر وہ نہیں ہوتا مگر اس وقت جب لوڈی شخص  
 کا ارادہ کرے تو اس کے لازم نہ آوے گا اگر وہ اس کا جو شخص کے عدم ارادہ کو وقت اور ان وجوہ میں سے بہرہ  
 بہت مذہب است اور زور آور ہو کیونکہ لوڈی کا ارادہ کسی نہ حلال کا ہوتا ہے اور نہ حرام کا جیسے وہ عورت  
 جس کو نکاح کی غرضت نہیں یا چھوٹی لڑکی تو اس کو مکہ پر علی الزنا کے ساتھ وصف کر سکتے ہیں باوجود اسکے  
 عدم ارادت کو شخص کے واسطے ہے کہ وہ نام نہ ہو گا کہ اگر وہ مستور نہیں ہے مگر شخص کے ارادہ کو وقت مگر  
 کہ اس کا جو شخص کے بیان صرف تعفف مراد ہے اور یہ کہ جو عورت نواج (نکاح) کا ارادہ کرے اس پر یہ  
 صاف نہیں آتا کہ وہ شخص کا ارادہ کرتی ہے اور یہ عبید ہے بہر تحقیق کہا جاوے کہ حضرت عبداللہ بن عبد  
 رضی اللہ عنہما نے کہ شخص کے تعفف اور تزوج مراد ہے اور اس کی متابعت کی اس پر اسکے غیر نے جابر بن عبداللہ

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کیسیک ایک لڑکی تھی وہ اسکو کہتا تھا اور زنا کر کر کہو کچھ لاؤی اور وہ مجبور تھی تب اسہ  
 تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اَنكِحُوا مَنِّمٌ وَسَعِيدٌ مِّنْ مَّنْ مِّنْكُمْ وَانِ الْاَيْتُ كَيْفَ وَهَآئِمْ اور سلم نے اپنی صحیحہ میں  
 جابر سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن ابی کی ایک مسکے نام لڑکی تھی اور ایک ایسی نام وہ دو کو زنا پر مجبور کرتا ان دونوں نے  
 حضرت سلمہ علیہ السلام سے اس کی فرمائیت کی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ہزار وعیز نے انس سے جابر کی پہلی  
 حدیث کی طرح لکھا اور علی بن ابیطالب سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت اپنی لڑکیوں کو مجبور کرتے (زنا پر) تو وہ منع کیے  
 گئے اس امر سے اسلام میں ابن عباس کہتے ہیں اہل جاہلیت زور دیتی لڑکیوں پر زنا کے واسطے انکی خرچہ لینے کے  
 لیے تب یہ آیت اتاری اور منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ کی خرچہ لینے سے اور بچہ پنی لگانے والے کی  
 کماٹی ہو اور بخوبی کی مٹائی ہو ہر اس کے جانے اس نہی کی حکمت بیان کی اپنے قول لَيْتُكَوْا عَرَضَ الْحَيَوةِ  
 الدُّنْيَا کے ساتھ اور عرضِ حیات دنیا سے مراد بیان وہ چیز ہے جسکو لڑکی اپنے فرج کے ذریعہ حاصل کرے اور  
 یہ حکمت تغلیب کے طور پر ملحق ہوئی ہے اور معنی یہ ہیں کہ یہی عرض ہے جو غالباً انکو لڑکیوں کے زنا کے لیے مجبور کرے  
 پر ابھارتی ہے کیونکہ آدمی کا لڑکی کو زنا پر مجبور کرنا اس میں اسلگچہ فائدہ نہیں ہے ایسا کام عقل والوں سے  
 وقوع میں نہیں آتا تو اس تغلیل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ستید کو لڑکی پر زور دینا زنا کے واسطے جائز ہے حب دنیا  
 کی زندگی گانی کے فائدہ کا طالب ہو بعض نے کہا یا اگر اہل کی تغلیل اس اعتبار سے ہے کہ انکی عادت یہی تھی اور یہ غیر  
 نہیں ہے کہ یہ لڑکیوں کے اکراہ کی نہی کا مدار ہے اور یہ معنی اول کے موافق ہے معنی اول کے مخالف نہیں ہے اور  
 اکراہ کا عذاب اکراہ کہ نہی والوں پر ہی ٹوٹتا ہے نہ ان لڑکیوں کی طرف جنہ زور کیا جاتا ہے میسر اس پر عبداللہ  
 بن مسعود کی فرات دلیل ہے اور وہ یہ ہے فان اس غفور رحیم بہن بعض نے کہا اور اس تفسیر میں بعد ہے کہ چونکہ حیر  
 عورت پر جبر ہوتا ہے وہ تو گنہگار ہی نہیں ہوتی تو اسکی اسافی کے کیا معنی اور اسکا جواب یہ ہے کہ لڑکی  
 پر اگر جبر ہوتا ہے و لکن لیس اوقات تصاعیف زنا میں وہ سطاوت کرتا ہے سے خالی نہیں ہو سکتی یا وجہ  
 بشریت کے حکم کے ساتھ دیا گیا ہے اکراہ بعض دفعہ معتد نہیں ہوتا جس میں وہ بچہ نہ سکے اور یا زنا کے امر سے  
 ڈرایا ہے اور مکرات کو ترغیب دی ہے ان سے دور رہنے میں ثابت رہنے پر اور زور دینے والوں کے ڈرانے میں  
 تشدید فرمائی ہے : بیان کر کے کہ جنہ زور ہوتا ہے زنا کے لیے وہ ہی عذاب کے لیے پیش کی جانیں اگر انکو  
 مغفرت اور رحمت نہ پائی ہاں جو اس امر کے کہ انکا عذر ثابت ہو ہر ان کو گناہ کا کیا حال ہے استحقاق عذاب میں  
 جو انہیں زنا کے واسطے زور دیتی ہیں اور بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ غفور رحیم ہے مگر میں کے لیے یا سطلق دیا تو یہ

کی شرط کے ساتھ اور جب اللہ تعالیٰ قانع ہو ان احکام کے بیان کرنے سے تو قرآن مجید کی تین مصنفین بیان کیں  
 اور فرمایا لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبٰیِّنٰتٍ لِّمَنْ اَلَّذِيْنَ خَلَقْنَا مِنْ قَبْلِكَ وَفِيْ مَوْعِظَةٍ لِّلْمُتَّقِيْنَ  
 پہلی صفت یہ کہ قرآن مجید اپنی ذات میں پہلی نشانی ہے کیونکہ پہلی کتاب میں اور سب ہی مصلحین کو سجا کر لی  
 ہیں یا نبیات و مومنات اور مہینات مراد ہیں پھر ان میں وہ آئین ہیں وہی وہی جو اس سرت میں مذکور ہیں  
 بطریق اولیٰ اور قرآن مجید کی دوسری صفت یہ کہ یہ کتاب ان لوگوں کا دستور ہے جو پہلے ہو چکے ہیں یعنی  
 یہ ایک عجیب کتاب ہے جس میں پہلے لوگوں کے عجیبے مذکور ہیں اور ان کی مثالیں جو کتاب سابقہ میں مذکور ہیں پھر  
 عائشہ کے قصے و تعجب کرنا دیا ہی جیسے یوسف اور یم علیہما السلام کے قصے سے کوئی تعجب کرے اور عائشہ  
 کو بھی ایسے ہی تہمت لگی جیسے یوسف اور یم علیہما السلام کو تہمت لگی اور اس کی تہمت بھی ایسی ہی ہے اہل  
 ہے جیسے یوسف اور یم علیہما السلام کی تہمت باطل تھی اور عائشہ اس تہمت کو بھی ویسے ہی بری ہے جو  
 وہ دونوں بری تھے اس کے ان سب سلام اور قرآن مجید کی تیسری صفت یہ کہ یہ پند ہے اور عبرت ہے ہر  
 پرہیزگار نصیحت لینے کا صبر کر کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے غیر کے دونوں پر توہم کر دی ہے اور ان کی گناہیں بڑھ  
 ڈال دی ہیں پھر وہ پہلے لوگوں کے قصوں اور ان کی اخبار و وعظ اور عبرت نہیں لیں اور اس کو نہیں سمجھتے جس  
 کے کہلی آئین شامل ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی وصف کے چھ اپنا نیت کمال اور نہایت جمال میں  
 ہونا بیان کیا اور فرمایا اللّٰهُ نَزَّلَ الْمَوْحِیَّتَ الْاُولٰٓئِیْہِ الْاَوَّلٰی مِثْلَ نُوْرٍ مُّکْشَفٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ مِّنْ مَّصْبُوحٍ  
 فِیْ سُبْحٰنَہٗ ذَا الْاَرْجَاۃِ کَا نَظْمٍ کَرِیْمٍ ذُرِّیُّ نُوْرٍ قَدْ مِّنْ شَیْءٍ مِّمَّا رَاٰی رَبُّہٗ فِیْہَا مِصْبَاحٌ مِّنْ مَّصْبُوحٍ  
 عَرِیْقٌ یُّرِیُّکُمْ نُوْرَہَا یُفِیْئُکُمْ وَاُوْلٰٓئِکُمْ مَّسْمُومٌ تَاُوْلٰٓئِکُمْ عَلٰی نُوْرٍ یَّہْدِیْ اللّٰهُ لِنُوْرٍہٗ مِنْ اَمَّاۃٍ وَتَضَرِّبُ  
 اللّٰهُ الْاَمْتِنَالِ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ یُکَلِّمُ مَنۡ یَّشَآءُ عَلَیۡمٌ ۝۱۰۱  
 کی جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ دہرا ایک شیفہ میں خیمہ صبر ایک تار ہے چمکا نیل جلتا ہے سینہ  
 ایک درخت برکت کے وہ زیتون ہے سورج نکلنے کی طرح نہ ڈوبنے کی طرح لگتا ہے سکا تیل کس لگا  
 اٹھے ابھی نہ لگی ہو سکا لگا روشنی پر روشنی اس راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بتاتا ہے اس  
 کہا دین لوگوں کو اور اسے سب چیر جاتا ہے ف میں اس سے رونق اور سب سے زمین اور آسمان کی اس کی  
 مدد نہ ہو تو سب پران ہو جاوین اور اس کی روشنی کی کہاوت اہل عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی  
 ہے کہنے پر وہ مومن پران ہو جاوین اور اس کی روشنی کے کہاوت اہل عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی

کامیابی کے پیچ کا صبح کی دھوپ کماؤ نہ شام کی خوب ہوا اور چاندی یا سیمیر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہو اس لئے وہ ملک عرب میں پیدا ہو کر نہ مشرق میں نہ مغرب میں اسکا تیل بے آگ سکنے کو طیار ہے جسے موسیٰ کے دل میں بے ریاضت انکی صحبت سے روشنی پیدا ہوئی ہے اگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس کے جن سعد بن میں کامل آگ بندگی کو نہ میں صبر اور شام و دان لگا رہے و تفسیر ابن کثیر میں ہر علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ابن عباسؓ سے اسے نور السموات والارض کی تفسیر میں کہ نور سے ہادی ہادی ہے جسے وہ ہادی ہے آسمانوں اور زمین کا کما ابن جریر نے کہ کما مجاہد اس ابن عباسؓ نے اس کے قول **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** کی تفسیر میں کہ تیر کے ساتھ چلا تا ہے آسمان و زمین میں انکے بخم اور آفتاب اور ماہتاب آس بن ملک کہتے ہیں اسے فرماتا ہے سیر نور ہریت ہے **رَدَّاهُ أَبُو حَازِمٍ** اور بے مذکب کیا اس قول کو ابن جریرؓ ابو العالی نے ابی بن کعبؓ کے قول اسے نور السموات والارض مثل نور کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ اس موسیٰ کی کماوت ہے جسکے دل میں اس نے ایمان اور قرآن کو رکھا ہے اس آیت میں اس نے ایسے ایمان والے کی مثال بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے اسے روشنی جو آسمان و زمین کی اس میں اس نے اپنے نفس کی روشنی سے شروع کیا ہے ہر وہ کی روشنی کا بیان کیا اور فرمایا **مَثَلُ نُورٍ مِّنْ أَمْنٍ يَّبْرِضُ نَاسٍ خَفَرٍ كِىَ رُشْنِي** کی مثال جو اس کے ساتھ ایمان لایا ابو العالیہ کہتے ہیں ہر ابی بن کعبؓ اس آیت کو اس طرح پڑھتے **مَثَلُ نُورٍ مِّنْ أَمْنٍ يَّبْرِضُ نَاسٍ خَفَرٍ كِىَ رُشْنِي** کی مثال ہے جسکے سینہ میں اسے تعالیٰ نے ایمان اور قرآن کو رکھا ہے **رَدَّاهُ أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِزِيُّ** اور اس طرح اس کو روایت کیا سعید بن جبیر اور قیس بن سعد نے ابن عباسؓ کو کہ ابن عباسؓ ہی اس آیت کو اسی طرح پڑھتے **مَثَلُ نُورٍ مِّنْ أَمْنٍ يَّبْرِضُ نَاسٍ خَفَرٍ كِىَ رُشْنِي** اور بعض نے **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** کو **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** پڑھا ہے اور کما سدی نے اس کے قول **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** کی تفسیر میں کہ اس کی روشنی کے ساتھ حکیمت میں آسمان اور زمین محمد بن اسحاقؓ نے اپنی سیرت میں روایت کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا تھا اپنی دعا میں جس دن آپؐ کو طائف والوں نے تکلیف دی **أَعُوذُ بِنُورِ جَبَّارِكَ الَّذِي سَلَّمَ لَكَ الظُّلُمَاتِ وَصَلَّى عَلَيْهِنَّ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ يَحِلَّ بِي غَضَبُكَ أَوْ يُزِيلَ بِي سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبَىٰ حَتَّى تَضْحَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** یعنی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے منہ کی روشنی کے ساتھ جسکے ساتھ اندھیر و حکیمت میں اور درست ہو جاتا ہے اس کے ساتھ دنیا اور آخرت کا کام یہ کہ اترے مجھ پر یا غضب یا نازل ہو و مجھ پر غصہ بھئی کو راضی کرنا چاہیے یہاں تک کہ تو راضی ہو جاوے اور گناہوں کے



پہنے کی طاقت نہیں اور نیکیوں کی توفیق نہیں مگر اس کی مدد کے ساتھ ابن عباس کہتے ہیں حضرت صلوات اللہ علیہ  
 وسلم حیات کر (محبوب کے لیے) اہم تر فرماتے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قُوَّةُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مَنْ فِيْهِمْ  
 ذَلِكَ لِحُكْمِكَ اَنْتَ قَيُّوْمُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِمْ اَيْنَ تَبْرُكُ اَيْنَ تَعْرِيفُ اَيْنَ تَجَبُّ  
 کو مہر سہا چاہیے نور بخشی ہے آسمان زمین کی اور اُنکی جہاں زمین میں ہیں اور تیرے ہی واسطے تعریف ہے  
 اور تہائے آسمانوں اور زمین کا اور ان لوگوں کا جو آسمان میں ہیں آخر حدیث تک واہ الشیخان  
 ابن مسعود کہتے ہیں اِنْ رَّبُّكَ لَئِنْ عِنْدَ لَيْلٍ وَلَا نَقَارُ نُورُ الْعَرْشِ مِنْ نُورٍ وَجْهِ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی  
 مالک کے پاس نہ رات ہے اور نہ دن ہر عرش چمکتا ہے اسکے سونہ مبارک کی حکایت اور مثل نور کی ضمیمہ میں دو قول  
 ہیں ایک یہ کہ ضمیمہ اس عرّس کی طرف لوٹتی ہے اور معنی یہ ہیں مَثَلُ هٰذَا فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اِنَّمَا  
 ہر ایت کی مثال مومن کے دل میں جیسے ایک طاق قالہ ابن عباس دوسرے یہ کہ ضمیمہ عاید ہے من کی طرف  
 اور اس کی دلیل کلام سابق ہے اور فقہ عبارت یہ ہے مَثَلُ نُورِ الْمُؤْمِنِ الَّذِي فِيْ قَلْبِهِ كَيْفَ تَكُونُ بِنِعْمَةِ  
 مسلمان کے نور کی مثال اسکے دل میں جیسے ایک طاق تو اس نے مومن کے دل اور اشکات کو جیسے وہ مخلوق و  
 مفطور ہوا ہے اور اس چیز کو جسکو وہ قرآن مجید سے اخذ کرتا ہے اور وہ اس ہر ایت کو مافیہ ہے جیسے وہ مفطور  
 ہوا ہے ان سب چیزوں کو اس نے انکی صفائی میں لطیف بلور کی قندیل کے ساتھ مشابہت دی ہے اور قرآن  
 کے وہ احکام اور نعرے جس سے مدد لیتا ہے انکو عمدہ اور صاف اور معتدل تیل کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس میں  
 کی طرح کی کدورت نہیں ہے کہ ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن کعب اور غیر واحد نے مشکوٰۃ سورہ موضع تنزیل  
 مراد ہے قندیل سے یہی معنی مشہور ہیں لہذا اسکے بعد فرمایا فِيْهَا مِصْبَاحٌ اور مصباح وہ چیز ہے جو چمکتی  
 ہے اور عیسیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اِنَّ آيَةَ اللّٰهِ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورٍ  
 كَيْفَ تَكُونُ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں کہ بیرونے کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیونکہ وہ پونچھا ہے اسکا نور  
 آسمان کو اور زمین کو اور انکی مثال بیان فرمائی اور فرمایا اللّٰهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ  
 نُورٍ كَيْفَ تَكُونُ اور مشکوٰۃ اُس دشمنان کو کہتے ہیں جو کہہ کر دوپار میں کہا جاتا ہے اور یہ ایک مثال ہے  
 جسکو اللہ نے اپنی طاقت کی واسطے بیان فرمایا اور اس نے اپنی طاقت کا نام نور کہا ہر اسکے افراد مختلف بیان  
 کیے تو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا کہ مشکوٰۃ وہ روشن ہے جسکی لغت میں اور زیادہ کیا بعض نے  
 کہ مشکوٰۃ وہ طاقت ہے جو دوسرے پر نہ ہو اور مجاہد نے کہا مشکوٰۃ وہ ہے جسکی لغت میں جسکی ساتھ قندیلوں کو لٹکا



جاتا ہر اور پہلا قول ادا ہے اور وہ یہی مشکوٰۃ کو موضع فیلیہ مراد ہے قندیل سے وکنہ افزایا فیما صباح  
اور صباح وہ چیز ہے جو چمکتی ہے ابی بن کثیر نے کہا صباح وہ چمک ہے اور وہ قرآن اور ایمان جو مسلمانوں  
کے دل میں ہے اور کما سدی نے صباح سے چراغ مراد ہے انصباح فی شرجا جتنے بیضے و چراغ صاف  
شیئے میں چمکے اسے آبی بن کثیر اور عزیز احمد نے کہا یہومن کو دل کی مثال ہے دیرینی کو بعض نے دال  
سبحر کو ضم کے ساتھ تڑپا ہے بلا ہمزہ مشتق وہ سے یعنی گویا کہ ستارہ ہر مقل کا اور دوسروں کو دال کی گھر  
اور ضم کے ساتھ تڑپا ہے ہمزہ کے ساتھ مشتق دروہی اور در کہتے ہیں دفعہ اور چلنے کو اور یہ ہو اس کو کہ تار کو  
جب چلا یا جاتا ہے تو سب تاروں کو زیادہ چمکتا ہے اور عرب اس تار کو جو معروف نہ ہو دراری کہتے ہیں  
ابی بن کثیر نے کہا کہ کتب غنی میں ہے جیسے حکماء از مارہ اور قنادہ نے بعضی میں غنی میں ہے تار چمکدار کہلا  
مروا من شجرہ مبارک سے مراد کتبہ زیتون شجرہ مبارک مراد ہے بنے جلتا ہے اس میں تیل ایک برکت  
والے درخت کا زیتون ہر ہے یا حلف بیان ہر کہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یعنی زیتون نہ مشرق کا نہ غرب کا  
یعنی باغ کے پھر کا نہ صبر کی جہوپ کما وہی نہ شام کی تولیے درخت کا تیل صاف معتدل چمکدار نکلتا ہے ہر  
عباس نے اس کے قول زیتونہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ درخت ہر جگہ لگتا ہے سایہ آوے ابیر  
کسی ہر جو درخت کا اور نہ بہار کا اور نہ غار کا اور نہ میں چھپائی ہو کو کوئی چیز تولیے درخت کا تیل بہت عمدہ  
ہوتا ہے رداء ابن ابی حاتمہ عمران بن جریر نے عکر مرہ کو مرہ زیتونہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں روایت  
کیا کہ یہ زیتون کا درخت ہر صحرا میں ہے اور ہر کا تیل بہت صاف نکلتا ہے رداء یحییٰ بن سعید  
القطان حبیب بن زبیر کہتے ہیں ایک مرد عکر مرہ کو مرہ زیتونہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں روایت  
نے کیا کہ یہ زیتون ہر جو ایک بیڑ میدان میں ہوتا ہے جب سب جگہ نکلتا ہے تو اس پر نکلتا ہے اور جب ٹوٹتا  
ہے تو اس پر ٹوٹتا ہے تو ایسے درخت کا تیل بہت صاف ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا اس کی تفسیر میں کہ وہ ایسا  
زیتون نہیں کہ نہ پونچر اس کو دھوپ جب آفتاب نکلے اور نہ ایسا ہے کہ نہ پونچر دھوپ جب آفتاب ڈوبے بلکہ  
یہ ایسا درخت کہ جب آفتاب نکلے تو سب اس کو دھوپ لگے اور جب ڈوبے تب ہی لگے اور کما سعید بن جبیر  
اس کے قول لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں کہ ایسے درخت کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے جس کو صبح شام دھوپ  
لگے جب سب جگہ نکلے تو اس پر نکلے اور جب ڈوبے تو اس پر ڈوبے درخت کا نہ مشرق کا درخت کہتے  
ہیں اور نہ مغرب کا اور سدی نے کہا اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں ہے وہ مشرق کی طرف کہ نہ ملو اس کو

دہوب جب سب سے ڈوبے اور زمین سے مغرب کی طرف گرنے لگے اسکو دہوب جب آفتاب نکلے دکن وہ پہاڑ کے ایک  
 کنارے پہ ہے جو حارہ میں ہے گنتی ہے اسکو دہوب سدا دن اور بعض نے کہا مراد اس کے قول زیتونہ لا غریبہ ولا  
 غریبہ یہ ہے کہ وہ زیتون باغ کے پرب کطرف نہیں ہے کہ اسکو صبح کی دہوب لگے اور نہ پچم کطرف ہو کہ اسکو  
 شام کی دہوب لگے بلکہ وہ باغ کے بیچ میں ہے ابوالعالیہ نے ابی بن کعب سے اسنے غالی کے قول زیتونہ لا  
 شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ کی تفسیر میں روایت کیا کہ وہ خوب ہر اسے نہیں لگتی اسکو دہوب کس وقت نہ صبح نہ  
 وقت جیسا آفتاب نکلتا ہے اور نہ شام کس وقت جب آفتاب ڈوبتا ہے گما ابی نے تو یہی حال ہے مومن کا کہی  
 فتنوں کو چماتا ہے اور کبھی فتنوں میں پڑ جاتا ہے تو اسکو ثابت کہتا ہے امدان فتنوں میں تو مومن کی جا  
 حالتیں میں اگر کہتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر منہ پر کرتا ہے تو انصاف کرتا ہے اور اگر آزما جاتا ہے تب  
 کرتا ہے سہارا ہے اور اگر اسکو دیا جاتا ہے تو قدر کرتا ہے شکر کرتا ہے تو مومن ہر وقت زندہ آدمی کی طرح  
 ہے جو مردوں کی قبروں میں جاتا ہے دَعَا ابُو جَعْفَرٍ اَزَیْنِ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ کہتے ہیں یہ روایت جسکو اسنے  
 بیان فرمایا ہے اپنی قول زیتونہ لا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ میں یہ وہ زیتون کا درخت ہے جو اور درختوں  
 کے درمیان ہوتا ہے نہ اسکو دہوب لگتی ہے صبح کے وقت اور نہ شام کے وقت دَعَا ابُو ابْنِ اَبِي حَاطِی  
 عوفی کہتے ہیں یہ زیتون ہے اور درختوں کے گہا پچ میں اس کے پہلوں کا سایہ نظر آتا ہے اسکو نمونہ  
 میں ایسے درخت پر نہ سوچ نکلتا ہے اور نہ ڈوبتا ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا اللہ تعالیٰ  
 کے قول زیتونہ لا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ کی تفسیر میں لکھتا ہے شَرْقٌ وَغَرْبٌ لِّسَرِّهِمَا غَرْبٌ وَشَرْقٌ لِّهَمَا  
 شَرْقِيَّةٌ وَغَرْبِيَّةٌ یعنی وہ زیتون ذلیے مقام میں ہے جہاں پہلے پر دہوب ہوتی ہے اور نہ ایسے محل  
 میں ہے جہاں پہلے پر دہوب ہوتی ہے دکن وہ ایسے مکان میں ہے جہاں دو وقت دہوب لگے اور محمد  
 بن کعب نے غلی نے کہا لا غریبہ ولا غریبہ قلیہ کا زیتون مراد ہے اور زید بن اسلم نے کہا اس سے شام کی  
 زمین کا زیتون مراد ہے اور کما حسن لہری نے اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو خواہ مخواہ مشرقی ہوتا یا مغربی  
 ہوتا دکن یہ ایک مثال ہے جسکو اسنے غالی نے بیان فرمایا ہے اپنی قول کی مثال کے لیے اور غلی کے امرو  
 عباس سے روایت کیا کہ تجربہ مبارک سے بل صانع مراد ہے اور لا غریبہ ولا غریبہ سے مراد یہ کہ وہ رجل  
 صانع نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور ان سب افعال میں سے عمدہ اور جبر اور ساج قول وہ پہلا قول ہے کہ  
 وہ زیتون ایک برابر زمین میں ہے جو حارہ میں ہے جہاں سدا دن دہوب لگتی ہے اور ایسے درخت کا

صاف اور لطیف ہوتا ہے یہی عجیب و واحد کا قول اس کے موافق ہے ولہذا فرمایا یَا ذُرِّیَّتَہَا یَعْنِیْ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہَا فَمَا وَکَلْتُہَا لَیْسَ لَہَا حَیْثُ مَکَانَہَا اِذَا رَکِبَتْہَا اِلَّا اِنِّیْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُ اِسْمَہُ عَلٰی ہَاہُ

کہا عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہ اس جملہ میں اس تیل کی صفائی اور لطافت کا بیان ہے کہ وہ تیل ایسا لطیف اور صاف ہے کہ بے سلگائی سلگائی ہے عقی نے ابن عباس روایت کیا کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرِہِ سے بندہ کا ایمان اور اس کا عمل ہر ادب ہے اور مجاہد اور سدی نے کہا نذر علی نذر سے آگ کی چمک اور تیل کا نذر مراد ہے اور ابی بن کعب نے نذر علی نذر کی تفسیر میں کہا کہ موسیٰ بنیٹا ہے پانچ نوروں تو اسکی کلام نذر ہے اور اسکا عمل نذر ہے اور اسکا مخرج نذر ہے اور قیامت کو دن وہ نور (حسب) کی طرف لوٹے گا شمر بن عطیہ کہتے ہیں ابن عباس کعب احبار کے پاس آیا اور بولا امیر جو فرماتا ہے یَا ذُرِّیَّتَہَا یَعْنِیْ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہَا فَمَا وَکَلْتُہَا لَیْسَ لَہَا حَیْثُ مَکَانَہَا اِذَا رَکِبَتْہَا اِلَّا اِنِّیْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُ اِسْمَہُ عَلٰی ہَاہُ

احبار بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریب میں کہ لوگوں کے لیے بیان کرین اگرچہ نہ کہین کہ میں نبی ہوں جیسے یہ تیل چمکنے کے قریب ہے اگرچہ نہ سلگائی یا عادی اور کہا سدی نے امیر کے قول نُوْرٌ عَلٰی نُوْرِہِ کی تفسیر میں اس سے آگ کی چمک اور زیتون کی چمک اور ہے کہ جب وہ دونوں اکٹھا ہو جانے میں تو ایک دوسرے کے ساتھ چمک اٹھتا ہے یا یہی معنی کہ کوئی ان میں سے دوسرے کے بغیر نہیں چمکتا اس طرح قرآن کا نور اور ایمان کا نور جب یہ دونوں اکٹھا ہو جانے میں تو ہر یہ دونوں جدا نہیں ہوتے اور ایک بغیر دوسرے کے نہیں رہ سکتا اور یہ جو فرمایا راہ و تیا ہے اپنی روشنی کی طرف کیوں جا رہا ہے یعنی اپنی ہدایت کی طرف کیوں پسند کرتا ہے ارشاد کرتا ہے عبد اللہ بن عمر رفعاً سمعنا کہتے ہیں امیر نے فرمایا مخلوق کو اندھیرے میں پہر اپنی کچھ اپنا نور ڈالنا ہے جس شخص کو اسکا کچھ نور ہو چمکیا اسدن اس ہدایت پائی اور جس شخص کو امیر کا نور نہ ملے نہ پہنچا وہ بہک گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر میں سے جو سچو کو کتا ہوں جَفَّ الْقَلْبُ عَلَیْہِ لَمَّا رَکِبَہُ فَاَلْقٰی عَلَیْہِمْ نُوْرًا مِّنْ ذُوْیْہِ ثُمَّ اَصْبَحَ مِنْ ذٰلِکَ النَّوْرِ اِهْتَدٰی وَمِنْ اَحْکَامِہٖ اَنَّہُ یَعْنِیْ بے شک ہماری امیر نے مخلوق کو پہنچا میں ہر ان پر اپنی نور میں سے کچھ نور ڈالنا ہے جس کو اس نور میں سے کچھ پہنچا اس نے راہ پائی اور جس کو وہ نور نہ پہنچا وہ بہک گیا رواہ الذہار حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جب امیر نے موسیٰ کی ہدایت کی مثال بیان فرمائی تو آیت کو ختم کیا اور بصریہ بالامثال القناس اس کے بکل شے معلوم ہے یعنی وہ جانتا ہے اہل ہدایت کو ان لوگوں میں جو ہستال کے مسخ میں ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

چار قسم ہیں ایک اجڑ ہے اس میں چراغ کی طرح ایک نور چمکے ہا ہے اور ایک غلط دل ہے وہ بندہ ہی اپنی غلط  
سپا اور ایک سنکوس دل ہے اور ایک مصنوع دل ہے رہا قلب اجڑ تو وہ مومن کا دل ہے اس میں جو چراغ کی طرح ہے وہ  
اس کا نور ہے اور رہا غلط دل تو وہ کافر کا دل ہے اور رہا سنکوس دل تو وہ اس منافق کا دل ہے جس نے پہچان کر  
انکار کیا اور رہا مصنوع دل تو وہ دل ہے جس میں ایمان اور نفاق الٹ پلٹ ہے ہی میں ایمان دل میں اس طرح  
ہے جیسے ترکاری جبکہ عمدہ پانی بڑھتا ہے اور نفاق دل میں زخم کی طرح ہے جسکو خون اور پیپ بڑھتا ہے میں  
پہر ان میں سے جسکی زیادہ مدد ہوئی وہ غالب ہو جاتا ہے دقاہ الا سلام الحمد للہ کہا حافظ ابن کثیر نے اس  
حدیث کا اسناد بخیر ہے اور اصحاب تبیین نے یہ کو نہیں نکالا انتہی ملنے تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ نور  
اصل میں ایک کیفیت ہے جسکا قوت باصرہ اور اک کرتی ہے پھر اسکے واسطے کے ساتھ سائر معجزات کا ادراک  
کرتی ہے اور یہ اس کیفیت کی طرح ہے جسکو اجرام کشیفہ نہیں (آفتاب و ماہتاب) اسو ادراک کرتے ہیں جہاں آفتاب  
و ماہتاب کے مقابل ہوتے ہیں اور ان کو کریمینہ نور کا اسمہ تعالیٰ پر اطلاق صحیح نہیں ہے مگر صفات کو محذوف  
مانکر اسے ذوق السموات والارض جیسے کہتے ہیں زید عدل لے ذوق عدل یا اسمہ تعالیٰ کی وصف میں مبا لغہ اور  
ہو اس طرح کہ وہ بسبب ان پر کمال جلال اور طور عدل اور فراخ حکون کے نور ہے جیسے کہتے ہیں فلان مرد تو شہر  
کا نور ہے اور فلان زمانے کا ماہتاب ہے اور وہ جیسے کہ آفتاب ہے اور نور کے معنی لغت میں چنیا رکھ میں اور  
یہی جو ہر شیا کو کہہ دیتا ہے اور ابصار کو اس چیز کی حقیقت دکھاتا ہے جسکو وہ دیکھتے ہیں تو جہاں نور ہے نور  
کا اطلاق اسمہ تعالیٰ پر بدرجہ کے طور پر اور اس لیے کہ اسی نے اشیا منورہ اور انکو نور کو پیدا کیا ہے اور زید بن  
علی اور ابو جعفر اور عبد الغفری کی کی قدرت اسکی مؤید ہے انہوں نور کو بصیغہ ماضی باب تفضیل بڑھتا ہے اور  
اسکا فاعل ضمیر ہے جو عالم ہے اسمہ سبحانہ کی طرف اور سموات الارض اسکے مفعول میں تو معنی یہ ہونگے  
کہ اسمہ سبحانہ نے انکو آسمان اور زمین کے اہل کے احوال کی استقامت اور ان لوگوں کی تدبیر کے لیے انکو  
روشن کر دیا اور یہ اسمہ کا قول دیا ہی ہے جیسے کہتے ہیں الملک تھود الملک اور یہی قول ہے حسن اور  
مجاہد اور ازہری اور صفاک اور کعب قرظی اور ابن عرفہ اور ابن جریر وغیرہم کا اور کہا ہشام جو البقی اور  
محبہ کے ایک جماعت کہ کہ اسمہ سبحانہ ایک نور ہے نہ جیسے انور اور جسم ہے نہ جیسے اور اجسام اور کہا ابو  
عباس اور انس نے آیت کی تفسیر میں اللہ ھادی السموٰت فلک الارضی نو آسمان اور زمین والی اسی  
کے نور کے ساتھ حق کی طرف راہ پاتے ہیں اور اسکی ہدایت کر ساندہ حیرت صلاحت کو رہا ہونے میں

بعض نے کہا اصرے روشن کیا آسمان کو فرشتوں کے ساتھ اور زمین کو انبیاء کے ساتھ بعض نے کہا اصرے نے زمین کو آسمان  
 و زمین کو تو آسمان کو زمین کیا آفتاب ماہتاب نجوم کے ساتھ اور زمین کو انبیاء و علماء و مؤمنین کے ساتھ اور بعض  
 نے کہا زمین کی زمین کو نبات اور اشجار کے ساتھ بعض نے کہا سب لڑا اسی زمین اور کسی اور کا لفظ طرح کے  
 طریق پر مذکور ہوتا ہے یہی کہا شاعر نے اِذَا سَارَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ مَرْقَلِيَّةَ فَقَدْ سَارَ عِنْدَهُ نَوْرٌ هَادٍ  
 جَالُهُ اَدَا كَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ نے تدبیر سے جلاتا ہے ان میں ان کے نجوم اور آفتاب ماہتاب مثل نوریہ منبہا  
 ہے اور مشکوۃ اسکی خبر ہے یضاعف لہ کی صفت جو اصرے کے فاضل ہے ہشیا و پرتافج کی طرح ہے اور یہ جملہ  
 پہلے جملہ کی تفسیر ہے اس جملہ کا کوئی محل نہیں ہے اور مشکوۃ میں مثل کا لفظ محذوف ہے اور مشکوۃ وہ طافج ہے  
 جو دیوار میں طائفہ ہو سیطرح وادی لڑا اسکو حکایت کیا جمیع مفسرین سے اور اسکو حکایت کیا قرطبی نے جہو  
 مفسرین سے بعض نے کہا یہ لفظ حبش کی لغت کا ہے بعض نے کہا عربی لفظ ہے آورد او کے ساتھ لکھا جاتا ہے  
 صلوۃ اور زکوۃ کے رسم کی طرح اور اصل میں مشکوۃ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے بعض نے کہا  
 مشکوۃ قندیل کے عمود کو کہتے ہیں جس میں بتی کو رکھتے ہیں بعض نے کہا وہ انبوہ ہے قندیل کے وسط میں  
 بعض نے کہا مشکوۃ سے وہ لوہے یا فلحی کا برتن مراد ہے جس میں تیل ڈالتے ہیں بعض نے کہا اس سے وہ عمود  
 مراد ہے جسکے سر پر چراغ رکھا جاتا ہے بعض نے کہا وہ طلعہ مراد ہے جس میں قندیل کو لٹکایا جاتا ہے مجاہد  
 نے کہا مشکوۃ سے قندیل مراد ہے اور پہلو سے اچھوڑا اور مشکوۃ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکٹھا کر لیتا ہے اس روشنی  
 کو جو اس طافج میں ہوتی ہے وہ چراغ کی روشنی ہو یا کسی اور چیز کی کہا ابن عباس نے آیت کی تفسیر میں منقول  
 نُوْرٌ اَمْحَاہُ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَيْتُكَوْرٍ یعنی اس کی ہدایت کی مثال ہوسن کے دل میں جیسے طاق  
 اور مشکوۃ سے موضع قندیل مراد ہے کہا علامہ ابو لطیف رحمہ نے اس اثر کی مسند میں گفتگو ہے اور ابی بن  
 کعب کہتے ہیں اس آیت میں اصرہ تعالیٰ نے اس ہوسن کی مثال بیان فرمائی ہے جسکے دل میں اصرے ایمان  
 اور قرآن کو رکھ دیا ہے اور فرمایا ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پہلے اصرے اپنے نفس کا فرمان  
 فرمایا پہر ہوسن کے نور کا بیان کیا تو ہوسن کا دل وہ مشکوۃ (طاق) کی طرح ہے اور ابن عباس سے مروی ہے  
 کہ اصرے کے نور کی مثال جسکو ہوسن یا گیا ہے طاق کی طرح ہے اور ابی کی قدرت میں ہے مثل نذر المومن اور ایک  
 روایت میں ہے مثل نور من امن کہ مشکوۃ اور ابن عباس سے یہی اس طرح مروی ہے مثل نُوْرٍ مِّنْ اَمْنٍ  
 بِاللّٰهِ كَيْتُكَوْرٍ اور مشکوۃ وہ طاق ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے اصرہ عظیم قرہ

اس کے کہ اسکا اندر مشکوٰۃ کو ترکیط ہوا بلکہ یہ مراد ہے کہ مومن کا اندر مشکوٰۃ کے ترکیط ہے بعض نے کہا سنیہ  
 بن اندر غریب کے اندر کی مثال مومن کے دل میں جبکہ ساتھ مومن ہدایت باب ہوتا ہے بعض نے کہا اندر سے قرآن  
 مراد ہے بعض نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد بن بعض نے کہا اندر سے اللہ کی طاقت مراد ہے اللہ نے اپنی طاقت  
 کو اندر کہا اور ان انوار کو منسوب کیا اپنی نفس کی طرف تشریفاً اور تفضیلاً بعض نے کہا سنیہ یہ بن اندر کے دلیل  
 کی مثال جنکو وہ مومن کے دل میں ڈالتا ہے اندر دلائل کو اندر کد تہہ بن قالہ القطبی اب اس میں اختلاف ہے  
 کہ آیا تشبیہ کر کے یا منف و جمع بعض نے کہا اس مثال میں مثال کی خبر کا مقابلہ مثل بن کی خبر کے ساتھ  
 نہیں ہے بلکہ جملہ کی تشبیہ جملہ کے ساتھ واقع ہوئی ہے بعض نے کہا اسکی صفت عیب کی مثال مومن کو دل میں اندر  
 ان علوم اور معارف کی مثال جو مومن کو دل میں بن میں آنصورت میں اسکلام میں صفت استفادہ ہوگی اس لیے  
 کہ ایک محل میں اندر سے حتیٰ اندر مراد لیا اور اندر کی تفسیر میں یہ اندر مراد لیا جو مومن کے دل میں ہے اور وہ معنوی اندر ہے  
 مصباح پر ضخیم چراغ مراد ہے نصابہ احد ہے نصابہ کا اندر عابد سو قندیل مراد ہے نصابہ نے کہا جقد چراغ بلکہ  
 میں کہنے سے روشنی دیتا ہے ہندو روشنی کی چیز میں کہنے سے نہیں دیتا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بلکہ  
 ایک شعلہ جسم ہوتا ہے جس سے اندر پوری طرح نکلتا ہے پھر نصابہ کی وصف کی اور فرمایا اَلْجَاكِبَةُ كَاكِبًا  
 كُنْكَبٌ دُرِّيٌّ کوری منسوب ہے دو کیطرت کیونکہ بلکہ کی صفائی اور خوبصورتی اور اسکی چمک مٹنی کو مشابہت  
 ہے صفحہ کے کہ اندر سے چمکنے والا مراد ہے اندر کی کو کبیر الدال ہی لوگوں کو بڑا ہے یہ سب کو کہ لفظ ماخذ ہے  
 وراثت النجوم سے جب کہ گرتا ہے قالہ ابو عمرو اور اسکو مضموم الدال اندر ہونے ہی لوگوں نے بڑا ہے لیکن بعض  
 مضموم الدال کا فرار اور نصابہ اور میر نے انکار کیا ہے ابو عبید نے کہا اگر درمیضم الدال ہے تو یہ مضموم نہیں  
 ہے کیونکہ اس لفظ کا مضموم ہو کر مضموم ہونا کلام عرب میں نہیں پایا جاتا اور مداری وہ تاریکی میں چشمہ بین  
 جیسے شتری اور زہرہ اور میر کا اور اندر کی طرح ثابت تاریکی بن کہتے ہیں درمی کے معنی روشنی  
 کو خواہے کم میں اور بیشعق ہے دروسی جبکہ مضموم میں دفع کے اور اسکو درمی سب سے کہا کہ وہ اندر میں کو  
 دور کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو مصباح کی تعریف کی اور فرمایا یُوَدَّقُ مِنْ تَحْتِهَا مِائِدَاتُ السَّامِیَاتِ اسکا اثر  
 السامع والبرکہ ہونا مراد ہے بعض نے کہا اسکا نشوونما ہونا مراد ہے آتی نے کہا اصل مبارک کا اللہ کے لیے اظہار  
 حق الہی ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور زیتون کا درخت جسقدر نشوونما ملکہ ہوتا ہے ہندو جلدی کوئی خدمت  
 نہیں بڑتا ہوتا اور اسکی بکثرت میں زیادت ہو کہ اسکی تنہا یہ نیچے سے اوپر تک پہنچ رہی ہوتی ہیں



اور وہ ترکاری ہو اور تیل ہے اور اسکے چمچوں کی دہخت کو کام آتے ہیں اور اسکا تیل جلتا ہے اور اس میں  
کوئی چیز بڑھو نہیں سچ اور اس سخت کا تیل سبیلوں کے صفات ہوتا ہے اور سچا اور سچا یاد و فکر میں نے کہا یہی پہلا درخت ہے جو طوطا  
کے بعد آگا اور سنابل انبیاء میں آگا اور اسکے وسطی شتر پیون نے برکت کی دعا کی ان میں سے میں حضرت ابراہیم  
خلیل اور محمد صلوات اللہ علیہم وسلم اور یہی وہ درخت ہے جس کے پتے نہیں جڑتے کہ سید بن ثابت با ابو اسید  
انصاری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُوا الزَّيْتُونَ مَا دَاخِلُهُمْ يَكُونُ كَمَا دَاخِلُ مَسَاكِينِ يَنْتَفِعُونَ  
زیتون کا تیل کھاؤ اور سر پر لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت کا تیل ہے اخراج الترمذی لا شرقیہ ولا غربیہ شجرہ کی  
صفت ہے اور داخل ہوا ہے حرم لا نفی کے افادہ کے لیے اور ان دونوں لفظوں کو فروغ بھی پڑا گیا ہے  
ہر صورت میں یہ معنی ہونگے وہ مبارک درخت شرفی ہے اور نہ غربیہ ہے اور مفسرون نے اس صفت کو سننے  
میں اختلاف کیا ہے تو فکر اور قنادہ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ شرقیہ تو وہ درخت ہے جس کے پتے آفتاب نکلنے  
کے وقت اور جب سورج ڈوبے ہوئے ہوں گے کسی پائڑ اور پردہ کی واسطے اور غربیہ وہ درخت ہے جس کو دھوپ  
نکلے جب سورج ڈوبے اور جب آفتاب نکلے دھوپ نہ لگے اور اس صفت کا زیتون صحرا میں ہوتا ہے یا کسی برابر  
زمین میں جہاں اس زیتون کو کوئی چیز نہ ڈھانکے اور نہ پادوسے نہ سورج نکلے وقت اور نہ سورج کے ڈوبنے  
کے وقت اور جو زیتون ایسی جگہ میں ہوتا ہے اسکا پہل اجداد اور النبیج ہوتا ہے اور اسکا تیل بہت عمدہ کھانا  
ہے بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ وہ زیتون باغ کے بیچ میں ہے جسکو درختوں نے گھیرا ہوا ہے نہ وہ باغ مشرق  
کی طرف کھلا ہوا ہے اور نہ چم کی طرف سے حکایت کیا اسقول کو ابن جریر نے ابن عباس سے ابن عطیہ کہتے ہیں  
ابن عباس کا قول درست و صواب و صحیح نہیں ہے کیونکہ جو درخت درختوں کے درمیان ہوتا ہے اور  
اسکو دھوپ نہیں لگتی کسی حال میں اسکا پہل بڑھتا ہے اور اسکا خارج میں مشاہدہ ہو رہا ہے اور ترجیح  
دی ہوئی اول کو افراد اور زجاج نے اور جن کہتے ہیں یہ درخت دنیا کے درختوں میں سے نہیں ہے اور یہ  
تو ایک مثال ہے جسکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیان کیا اپنے لڑکے وسطی اور اگر دنیا میں یہ درخت ہوتا  
تو بہر نہ یا مشرقی ہوتا یا مغربی ہوتا کہا ثعلبی نے قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے کہ یہ درخت دنیا کے درختوں میں  
سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول زیتونہ اسکے قول شجرہ سے بدل ہے ابن زید نے کہا یہ زیتون شام کے  
درختوں میں سے ہے کیونکہ شام نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے اور شام کی زمین وہی مبارک زمین ہے اور  
اس ملک کو درخت افضل میں بعض نے کہا اس سے معتدل مراد ہے جو نہ مشرق میں ہے جسکو گرمی افضل



بہو نچا دی اور نہ مغرب میں ہے جسکو سردی ضروری کہا اگلی نے اس دشت کی مثال اس دشت کی طرح ہے جو درختوں  
 کے گہا بچ میں آیا ہوا درود ہوا اور سینہ ہو کیس وقت اس پر سو پڑے آویزہ جب آفتاب نکلے اور نہ جب ڈھبے ہی جا  
 ہے سورج کا وہ چمکیا ہے اس کے کہ اسکو فتنے پوچھیں ہر نہ تو نہ کی دوسری صفت بیان کی اور فرمایا کیا ذکر تھا  
 یعنی دلو کہ غنیمت کا ذکر تو کھلی خود بعض نے کہا نور علی نور کے معنی ہیں کہ اللہ نے جو سونوں کو مراد  
 کی ہے یہ نور ہے ایمان کو نور کہا مجاہد نے پہلے نور سے آگ مراد ہے اور دوسرے نور سے زمین مراد ہے یعنی  
 آگ لگتی ہے نیل پر کھلی ہے کہا مصباح نور ہے اور زجاجہ نور ہے سدی کے کہا ایمان کا نور اور قرآن کا نور  
 مراد ہے بعض نے کہا اس سے نور کا ثبوت مراد ہے کسی صحن حد کے سوا بعض نے کہا اسکو ہندو کا ایمان اور  
 اسکا عمل مراد ہے اور یہ یوں کی مثال ہے ابن عمر کہتے ہیں مشکوٰۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور زجاجہ  
 آبکا دل ہے اور صباح وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے اور بخبر سے ابراہیم مراد ہیں جو نہ یہودی تھے نہ  
 نصرانی بہر پڑی ابن عمر نے یہ آیت ما کان ابراہیمک یمو دینا ولا نصرانیّا و لکن کان حنیفاً  
 مسلماً کی ما کان من المشرکین مخرج عطیہ کہتے ہیں ابن عباس کہتے ہیں اس کا جواب پائے اور بے محبوب تباؤ  
 اللہ کے قول مثل فوہ الا آیت کی تفسیر فرماؤں گے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ایک روشن دان  
 کی طرح ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے حضرت کے سوز مبارک کی مثال بیان فرمایا ہے جس میں مصباح ہے اور صباح  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے اور زجاجہ آپ کا سینہ ہے گویا وہ مارا ہے جہکتا اللہ نے تشبیہ دی ہے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ کو جہکتے ستاروں کے ساتھ بہر فرمایا کیا دلالات یعنی قریب محمد صلی  
 علیہ وسلم کہ بیان کرین لوگوں کے واسطے اگرچہ نہ کہین کہ میں نبی ہوں جیسے تیل قریب ہے روشن ہو گیا اگرچہ  
 اسکو آگ نہ لگے کہا ابن العربی نے کہا ابن عباس نے یہ مثال ہے اللہ کے نور اور اسکی ہدایت کی مسلمان کے  
 دل میں مسلمان قریب تھا کہ ہدایت کے ساتھ عمل کرے اس سے پہلے کہ اسکی اس علم آیا جب اسکو پاس علم آگیا  
 تو اسکی سوج بڑھ بڑھ گئی اور روشنی پر روشنی ہو گئی جیسے ابراہیم علیہ السلام کا دل اس سے پہلے کہ انکو  
 پاس معرفت پہنچے بولے (یہ میرا رب) اس سے پہلے کہ کہیں انکو بتلایا ہو کہ تیرا کوئی رب ہے جب اللہ نے  
 اسکو جنوری کہ وہ اسکا مالک ہے تو اسکی سوج اور بڑھ گئی جب کہا اسکو اسکے رب نے فرمانبردار ہو جا بولا میں  
 فرمانبردار ہوا جانوں کے مالک کے واسطے کہ علامہ ابوالطیب سید محمد صدیق حسن خان صاحب ہمدرد مرحوم  
 نے میں کہتا ہوں قرآن کریم کے نظم کی تفسیر ابن العربی کے اسقول کے ساتھ جسکو انھوں نے ابن عباس

سے نہایت کیا اور اسکی مثل اس تفسیر کے ساتھ جو ابی بن کعب ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے گزری  
لغت عرب کے موافق نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز ثابت ہو جس سے معنی عربی سے عدول  
کر کے ان صحابی کو اختیار کرنا جائز نکلیے جو چیتان اور سیلیون کے مطابق و موافق ہیں و لیکن بات یہ ہے کہ  
صحابہ نذکرین اور ان لوگوں نے جو بعد میں صحابہ کے ان تفسیرین میں موافق ہوئے اسے سمجھانے کے لئے کو مصباح  
فہم المشکوۃ کے لئے کے ساتھ مثل کرنا بعید خیال کیا ولہذا اکما ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو اسے سجاد  
عظیم کہے اس کے اسکا نذر مشکوۃ کے نذر کی طرح ہو جیسے بنی ابن عباس کے اس اثر کو بیان کیا اور اس میں  
کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ہم ابتدا گفتگو میں وہ تفسیر بیان کر چکے جس سے شکال اٹھ جاتا ہے اور احسن وجہ  
اور عمدہ اسلوب پر جو مراد ہے الفاظ قرآنی سے وہ حاصل اور واضح ہو سکتی ہے اور وہ ہماری تفسیر لغت  
عرب کے ہی مطابق ہے اور ضحا کی کلام ہی اسکی مؤید ہے تو اب ظاہر سے عدول کرنے پر کوئی دلیل نہیں  
ہے نہ قرآن کریم سے اور نہ سنت سے اور نہ اجتہاد سے اور ہی کعب کی حکایت اس آیت کی تفسیر میں جیسے ہنر کو  
بیان کیا تو اگر ان صحابہ اجماع کے عدول کا سبب ظاہر ہے آیت کی تفسیر میں ہی کعب کا قول ہے تو کعب علیہ  
ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنکی قرآن مجید کی تفسیر میں افتد کی عباد سے اور ہم گذشتہ فقہریوں میں  
کئی بار جو کو متنبہ کر چکے کہ اگر صحابی کی تفسیر کا مستند دلیل یا اہل کتاب کی روایت ہو جس پر ایسے دفعہ  
بہت ہیں تو وہ صحابی کی تفسیر محبت لیس کے لائق نہیں ہے اور نہ اسکی وجہ عربی تفسیر سے عدول کر سکتی ہیں  
ہاں اگر ابی بن کعب کی قررت ثابت ہو جائے تو وہ ان تفسیرین کی دلیل ہو سکتی ہے جو ظاہر نظم قرآنی کے  
مخالفت ہیں اور اس قررت کی مثال اس نذر یاد کی طرح ہے جو مراد کو بیان کر دیتی ہے اور اگر ابی بن کعب  
کی قررت ثابت نہ ہو تو جمعہ کی قررت پر توقف کرنا وہی متعین ہے اور عبادت و اس کے قول بکذلک واضح  
لیوہ میں یہ عبادت مراد ہے جو مطلوب تاکدہ بجاوے اور اس مجاہد ہدایت و سحر و دلالت مراد نہیں ہے  
کہ ابن عباس سے لہوہ و لدین الاسلام مراد ہے اور وہ نذر بصیرت ہے بہر ہدایت کو مقصود کیا اپنی مشیت  
پر کیونکہ اسباب اس مشیت کو سوا کے نذر بے کار میں اور مشیت کی ساتھ وہ کلام ہوتے ہیں اور اسے سمجھنا  
بیان کرتا ہے شہادہ کو انکی اشیاء اور نظائر کے ساتھ افہام کی طرف تفریح کیلئے اور انکے اوصاف کی تسبیح  
کے واسطے کیونکہ معقول کا محسوس کی حیثیت میں ظاہر کرنا اسکو زیادہ واضح کرتا ہے اور اسے ہر چیز سے وقف  
ہے اس کے کوئی چیز شہادہ میں سوغات نہیں ہے وہ غیر معقول ہو یا محسوس ظاہر ہو یا باطن اور کسی ہو یا غیر

امثال فی بیوت اذن الله ان تدفع ویدکر فیہا اسمہ بسمہ کہ فیہا یا لعلدو ولا لصال  
 رجال لا تلومہم تجارۃ ولا یبع عن ذکر الله وایامہ الصلوٰۃ وایامہ الذکر ویحافون یوماً مقبلاً  
 فیہ القلوب والابصار لیزیدہم الله احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلیہ واللہ یرزق من  
 کفایتہا فی حیاتی ان گہرین میں کہ اس نے عکد یا انکو بلند کرنے کا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے  
 ہیں اسکو وہاں صبح اور شام وہ مرد کہ سنیں قافل ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اسکی یاد سے اور نماز گہری  
 رکھتے اور زکوٰۃ دینے سے ڈر رکھتے ہیں اسکا جس میں اولٹے جاویں گے دل اور انگلیں کہ بدلا دے  
 انکو اسانکے بہتر سے بہتر کاموں کا اور بڑھتے دی انکو اپنے فضل سے اور اسے روزی دیتا ہے جسکو چاہے  
 شہادت ایمان کی برکت سو مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل صاف اور کفر کی شامت سے کا ذکر گوید  
 عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خرابی ہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا یکساں ہے موضع قرآن میں و حافظان  
 کثیر کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مومن کے عمل کی اور اس میں ابیت و علم کی جو مومن کے دل میں ہے چراغ کے ساتھ  
 ہی مثال بیان فرمائی جو شفا شیشی میں عمدہ تیل سے جھلک رہا ہے اور جل رہا ہے اور یہ تم قندیل کی طرح  
 سمجھو تو قندیلوں کے محل کو بیان فرمایا اور وہ مسجد میں ہیں جو امہ کو زمین کے سارے حصوں اور مٹروں سے  
 زیادہ محبوب ہیں اور وہ گہر میں جن میں اسکی عبادت کی جاتی ہے اسکی توحید بیان کی جاتی ہے تو فرمایا  
 فی بیوت اذن الله ان تدفع یعنی اسے اذن نے حکم کیا ہے اکی حفاظت کا اور انکے صاف رکھنے کا  
 کوڑے کچرے اور لغو اور ان اقوال افعال سے جو اس مکان کے لائق نہیں ہیں علی بن ابی طلحہ نے اس  
 عباس کے آیت کریمہ فی بیوت اذن الله ان تدفع کی تفسیر میں روایت کیا کہ اسے سچا مسجدوں میں  
 ملکی بات لکھنے سے منع کیا ہے یہی قول ہے فکر یہ اور ابو صالح اور صفاک اور نافع بن جبر اور ابو بکر بن  
 سلیمان بن ابی شیمہ اور سفیان بن جبرین وغیرہم کا علماء و معشرین جس کے اور کہا قنادہ نے بیوت و میلان  
 مسجد بن مراد میں اسنے حکم کیا ہے انکے بنا لیا اور انکے آباد کرنے اور انکے بلند کرنے اور انکے سترا  
 رکھنے کا اور نہ گدھ ہوا ہے کعب کہا کرتا تھا قرین میں کھاسے اسے فرماتا ہے کعب گہر زمین میں مسجد  
 ہیں اور جس نے وضو کیا بہر اچھا وضو کیا بہر میری زیارت کو اسے کعب گہر میں آیا تو میں اسکی عزت کروں گا  
 اور میرا بن پر لائی ہے کہ وہاں کی عزت کرے وذا عبد الرحمن بن ابی حاتم فی تفسیر اور سنا  
 کہ بنائے اور انکی حرمت کرنے اور عزت کرنے اور پاک رکھنے اور ان میں خوشبو بولگانے میں بہت حدیثیں

دارودہوی میں اور انکی واسطے ایک مستقل محل چاہیے جس میں وہ مذکور ہوں حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور میں نے مسند  
 کے احترام اور توقیر میں ایک مستقل سالہ لکھا ہے واللہ الحمد واللہ اور ہم باعداؤ الہی میاں ان میں ہر کچھ دشمن بننا  
 کرنے میں انشاء اللہ تعالیٰ اور سب کا آسرا ہے اور سب کا بہرہ و سائر البرکات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے  
 ہیں میں نے ساجد بن ابیہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم سے آپ فرماتے تھے کہ میں نے سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے  
 سنی اللہ لہ مثلک فی الجنة یعنی جو مختصر مسجد طیار کو بے جا سمجھا ہوا ہے اللہ کا راضی کرنا تو اللہ کے واسطے  
 دیا ہی اس کے لیے بہشت میں (مسکان) آباد کیا اور حجابہ فی النجین میں عمر بن خطاب کہتے ہیں حضرت صلوات  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بناوے جس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ بہشت میں گھر بناتا ہے  
 ردوہ ابن ماجہ اللہ سائی نے عمرو بن مغیرہ سے اسی کی مثل روایت کیا اور اس باب میں احادیث کثیرہ ہیں عائشہ  
 رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا ارشاد فرمایا مسجد بن کے بنانیکا محمولوں (یا کہروں)  
 میں اور حکم کیا انکے صاف اور پاک رکھو کہ ردوہ احمد و اہل الثنائی ولا حمدنا ابی حاتم  
 عن سمرعہ بن جندب یحکون اور ابی البرکات عثمان نے فرمایا کارگیر کو فوٹا لوگوں کے واسطے ایسی مسجد جو انکو (سردی  
 اور گرمی) سے بچاؤ اور پختہ مسجد کے سرخ کرنے سے اور زرد کرنے سے بہرہ لوگوں کو فتنہ میں ڈال دینا اگرچہ  
 البخاری حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما ساء عمل قوم قط الا ان یخروا مساجدہم یعنی کسی قوم کے کہی  
 اعمال خراب نہیں ہوئی مگر وہ نہیں کرتے ہیں اپنی مسجد میں ردوہ ابن ماجہ کہ حافظ ابن کثیر نے اس حدیث  
 کی سند میں ضعف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضرت ابو فریاج نے مسجد بن کے گچ کرنا حکم نہیں ہوا۔  
 ردوہ ابوداؤد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمارے ہم ضرور نہیں کرو گے اپنی مسجد بن کے جیسے مزین کیا ہو گئے  
 (اپنے نکمیں کو) اور نصاریٰ نے (اپنی گرجاؤں کو) اور انس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 لا تقوم الساعة حتی یلباھ الناس فی المساجد یعنی قیامت کبریٰ آئوگی جب تک لوگ مسجد بن  
 میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگیں ردوہ احمد و اہل الثنائی ولا الترمذی بریدہ کہتے ہیں ایک  
 نے مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈ ہے اور بولتا ہے کون سرخ اونٹ کا پتہ پتا ہے تو حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا لا یجد شراً مما یتب المساجد لیا یتب یعنی اللہ کے تیرا اونٹ نہ ملے گا کہ مسجد بن تو اسی چیز  
 کے واسطے بنی ہیں جس کے واسطے بنی ہیں (یعنی اللہ کے ذکر کے واسطے) رواہ مسلم عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے  
 ہیں حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مسجد بن میں خرید و فروخت کرنے سے اور شعروں کے پڑھنے سے

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَهْلُ الْبَيْتِ تَزَنِي نَعْمَ كَمَا يَدْرِي حَسْبُكَ أَبُو بَرْزَةَ السَّعْدِيُّ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
 أَوْ سَلَّمَ نَفَرًا يَحِبُّهُمُ دَكِيهُو اسْخُفُّوا جُزْءُ فَرْدٍ خُذْتُ كَرَامًا بِرَسْمٍ مِنْ تَوَكُّلِ أَرْجَحَ اللَّهُ تَعَالَى بِكَ بَيْنَ الشَّيْخِ  
 بِنَجْمٍ سَوْدٍ مِنْ فَاكِدَةٍ لَوَا سَاحِبِ جَبِّ كَسِيكُو ذَهَبٌ تَهَابُ شَدَّ خَيْرٌ مِنْ تَوَكُّلِ أَرْجَحَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ  
 بَيْنَ السَّعْدِيِّ وَالْبَرْزِيِّ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا كَمَا يَدْرِي حَسْبُكَ أَبُو بَرْزَةَ السَّعْدِيُّ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
 خَصَالٌ لَا يَنْتَبِهُ فِي السَّجْدِ لَا يَنْتَبِهُ طَرِيقًا وَلَا يَنْتَبِهُ فِيهِ بِسَالِحٍ وَلَا يَنْتَبِهُ فِيهِ بِقُوسٍ وَلَا  
 يَنْتَبِهُ فِيهِ نَبْلٌ وَلَا يَنْتَبِهُ فِيهِ بِلَحْمٍ نَبْلٍ وَلَا يَنْتَبِهُ فِيهِ بِحَدٍّ وَلَا يَنْتَبِهُ فِيهِ أَحَدٌ وَلَا يَنْتَبِهُ سَوَا  
 بَيْنَهُ كَيْ أَيْكُ تَابِينَ مِنْ جَوْسَجِدِينَ لَأَقْ نَعِينَ مِنْ سَجْدِ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدَ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 مِنْ أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 وَخَيْرٌ وَأَكْثَرُ مِنْ سَمْعٍ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا يَحِبُّهُمُ دَكِيهُو اسْخُفُّوا جُزْءُ فَرْدٍ  
 وَفَرْدٍ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 أَبْجَحَ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا يَحِبُّهُمُ دَكِيهُو اسْخُفُّوا جُزْءُ فَرْدٍ  
 لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا كَمَا يَدْرِي حَسْبُكَ أَبُو بَرْزَةَ السَّعْدِيُّ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
 فَرَاخُ رَاهُ طَرِيقًا يَحِبُّهُمُ دَكِيهُو اسْخُفُّوا جُزْءُ فَرْدٍ خُذْتُ كَرَامًا بِرَسْمٍ مِنْ تَوَكُّلِ أَرْجَحَ اللَّهُ تَعَالَى بِكَ  
 نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 حَاوِينَ أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 هَ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 مِنْ بَرٍّ بِسَجْدِ مِنْ بَرٍّ كَهْتَمَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا يَحِبُّهُمُ دَكِيهُو اسْخُفُّوا جُزْءُ فَرْدٍ  
 ثَابِتٌ هُوَ أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 هَ حَافِظٌ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي  
 مَقْتُولٌ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي أَوْدِ تَهَابُ كُورَاهُ نَبَا يَأْجَاوِي

میں خیر و فرحت سرور کا گیا ہے اور مسجدوں کو تو ہوا سلاطے بنا یا جا رہا ہے کہ ان میں اسے تعالیٰ کو یاد کیا جاوے اور ان میں نماز گزار بھی رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو فرمایا جس نے مسجد کے ایک کونے میں بول کر دیا تھا اِنَّ الْمَسْجِدَ كَمَنْ تَزَنُّ لَهْلُ اَلْعَمَاءُ بَنِيَتْ اِلَيْهِ كِرَامُ اللّٰهِ وَالْمُتَلَوِّهٖ فَيُحَايِسُ مَسْجِدَ دُنْ كُو سُو سُو نَمِيْنُ بَنَا يَگِيَا كَرَانِ يَزْ گندگی سپلائی جاوے انکو تو اس کی یاد کے لیے بنا یا گیا ہے اور ان میں نماز کے قائم کرنے کے لیے ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کا ایک ڈول منگایا اور اس شخص کے بول پر گرا دیا اور اُس کے بیٹ میں جو فرمایا اپنی مسجدوں پر گر کر ان کو دور کر کو تو یہاں سے لڑ کے مسجدوں میں کیسیلیں گے اور کیسیل کو مسجدوں کے لائق نہیں ہے اور عمر بن خطاب جب مسجد میں بچوں کو کیلتے ہوئے دیکھتے تو ان کو درماری مارتے اور با سبانی کرتے رات مسجد میں عشا کر بعد پھر نہ چوڑتے مسجد میں کسی کو اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدوں سے دو پوائفون کو دور کر کو تو یہ ہوا سلاطے کہ وہ بیوقوف ہوتے ہیں اور لوگ ان کو ہنسنے میں تو اس سے کیسیل مٹو رہا جاتی ہے اور یہ بھی فہم ہوتا ہے کہ وہ مسجد گر گنداز کرئیں اور بیتِ علما سے نفیر کی ہے کہ حاکم مقتدات کو فضیلہ کرنے کے لیے مسجد میں کچہری نہ لگادی بلکہ مسجد کے سوا کسی اور مکان میں کچہری لگایا کرے اس لیے کہ فضلِ خدا کے وقت جانبدار سے جھگڑا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی نسبت وہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں جب کاروان اور کرنا مسجد میں دنیا نہیں ہے اور یہ جو فرمایا کہ مسجدوں میں آوازوں کو بلند نہ کرو تو سائب بن زید کنزی کی حدیث بھی اس پر دلیل ہے جسکو بخاری نے رد ہت کیا کہ میں مسجد میں کھڑا تھا تو مجھ کو ایک مرد نے لنگری مارے سینے دیکھا تو عمر بن خطاب میں فرمایا جاوے دو شخص جو مسجدوں میں شور و غل مچا رہے ہیں انکو میرے پاس لا میں ان دونوں کو بکڑ کر لے آیا امیر المؤمنین نے فرمایا تم دونوں کو ہر اور کما کیجے بارش شدہ ہو وہ بولے یہ طائف کے رہنے والے ہیں طائف میں ہماری بود و باش ہے فرمایا لَوْ كُنْتُمْ مِثْلَ لَهْلُ الْبَلَدِ لَا دُجِعْتُكُمْ تَوْضَاعِ اَصْوَاتِكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی اگر تم دونوں اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تم دونوں کو مارتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنے آواز بلند کرتے ہو رَدَّاهُ النَّجَارُیُّ ابراہیم بن عبد الرحمن بن حوف کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے مسجد میں ایک مرد کا آواز سنا تو فرمایا تو جانتا ہے تو کمان میٹھا ہے یا یعنی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ہو اور آواز کا اونچا کرنا بیانِ لائق اور سزاوار نہیں ہے (رَدَّاهُ الشَّافِعِیُّ) کما حافظ ابن کثیر نے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدوں کے دروازوں پر بٹا ہر بناؤ تو اس سے بغرض ہے کہ کچرے اور بات نہ ہونے کی جگہ بناؤ جس جگہ سے دھواں اور دھنا ماحبت پر مدلی جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب قریب کٹوئیں تھیں جن سے لوگ پانی پیتے اور جہاں باکی حاصل کرتے اور وضو وغیرہ کرتے اور یہ



جو فرمایا جمعون بنی تمیم کیا کرو تو اس سے بعرض ہے کہ جب کے دن بنی سبب لوگوں کی بتائیت کہ عود سلگایا  
 کرو آب و ہوا کی اصلاح کے واسطے ابن عمر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد میں ہر جب کے دن عود  
 سلگایا جاتا رہا وہ الحافظ ابو یعلیٰ المؤدبی نے محفوظ کیا کہ حدیث کا اسناد اچھا ہے اور اس میں کوئی حرف  
 نہیں ہے والدہ اعلم اور صحیحین میں ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا نماز کو جماعت میں ادا کرنا  
 اس کے گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے بچیں حدیث بکر زیادہ قراب رکھتا ہے اور یہ ہوا اسے کہ جب حضور کر کے اچھا  
 اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے منین نکالتی اسکو مگر نماز نہیں چلتا کوئی قدم مگر اس کے بدلے اس کا  
 ایک درجہ بڑھاتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے جب نماز پڑھ لیتا ہے تو رفتے شروع ہو جاتا بنی اس  
 کے واسطے دعا کرنے میں جینک اپنی مصلے میں بیٹھا رہے (یہ دعا مانگتے ہیں) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى كَلِمَةِ اللَّهِ صَلِّ اللَّهُمَّ  
 یعنی یا اللہ درود بھیج کہ سپر یا اللہ رحمت کرا دے اسکو اور وہ جب تک نماز کی انتظاری میں ہوتا ہے نماز ہی میں  
 ہوتا ہے اَحْجَاہُ فِي الصَّحَابِ اور ارقطنی میں ہر نو عام روی جو کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز جائز نہیں ہے مگر  
 مسجد میں اور سن میں ہر دی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان لوگوں کو پورے روز کی قیامت کے  
 دن خوشی منا جو اند میری میں جلیکے مسجد نہیں آئے ہیں اور جو شخص مسجد میں داخل ہووے اسکو واسطے  
 ہے کہ اس میں دہنا پاؤں پہلے رکھے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم مسجد میں آتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَسَلْطٰنِهِ الْعَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ  
 الرَّجِيْمِ یعنی پناہ مانگتا ہوں اس کی جو عظمت والا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کی مونس کی جو عزت والا ہے اور  
 پناہ مانگتا ہوں اس کے غلبہ کی جو قدیم ہے شیطان ہر دور کی شرارت اسو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داخل  
 ہوئیوا اللہ میں یہ کہہ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہ مجھ سے آج سارا دن بچ گیا دَعَا الْخَضِرِيِّ اَبُو حَمِيدٍ  
 یا ابو اسید مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک تمہارا مسجد میں آوے تو کہے اللَّهُمَّ افْتَحْ  
 لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی یا الہی کہول میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلے تو کہے  
 اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنی الہی کہول میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور دَعَا مُسْلِمٍ وَدَعَا  
 النَّسَائِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو بَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آوے تو بغیر پر سلام کرے اللہ کا درود ہو ان پر اللہ کا سلام اور کہے  
 اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی الہی میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کہول میرے اور جب نکلے



تو سلام کرے پیغمبر پر اسے کا وعدہ ہوا نہ پورا اور اس کا سلام اس کے اللہ تعالیٰ اعظم نے منیٰ منیٰ الشیطان الخیر یعنی  
 الہی مجھ کو بجا شیطان مردود کر دیا وہ ان کے لئے دُعا ہے وَابْنُ حَبَّانَ فِي مَحْجَمِهِمَا فَاطِمَةُ زَهْرُ اَنْبِیاء  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو درود بھیجتے محمد پر اور  
 سلام کرتے ان پر بہ فرماتے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی الہی مجھ کو معاف  
 کر دے میرے گناہ اور کہولہ میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلتے تو درود بھیجتے محمد پر اور  
 سلام کرتے ان پر بہ فرماتے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنی الہی معاف کر دے  
 گناہ میرے اور کہولہ میرے واسطے اپنی معافی کے دروازے اور کہولہ اَکْثَامُ أَحْمَدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
 وَابْنُ مَاجَةَ اور کما زندی لویہ حدیث حسن ہے اور حدیث کا اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین  
 نے فاطمہ کبریٰ بنت رسول علیہ التعلیٰ والتسلیم کا زمانہ نہیں پایا بہرہ وہ حدیث میں ہیں جنکو ہم نے بیان کیا  
 باوجود اسکے کہ جن حدیثوں کو ہم نے ترک کیا ہے وہ اس محل کے موافق اور طابق ہیں طول کے خوف سے  
 اور اسی آیت کی طرح ہے اس کا قول یَسْبِغِيْ اَدَمَ خُذْ فَاِنْ يَنْتَكُمُ عَنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یُنِیْ اِلٰهَ اَوْلَادِ اَدَمَ  
 کی لے لیا اپنی رفیق ہر مسجد کی پاس دیا ہر نماز کے وقت اور اللہ تعالیٰ کا قول فَاَقِمْ وُجُوْهُكُمْ عِنْدَ كُلِّ  
 مَسْجِدٍ وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ یعنی اور سجدہ کرو اپنے موزے ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو سونے  
 اسکے فرمانبردار ہو کر اور اللہ تعالیٰ کا قول وَاَنْ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا یعنی اور یہ کہ  
 مسجد کے باتہ باقون حق اس کا ہے یا مسجد میں اس کی ہر سوت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اس کے قول وَ  
 يَذْكُرُ فِيْهَا اسْمُہٗ مِنْ اس کے نام کی پڑھی جانے سے اس کی کتاب کا پڑھا جانا مراد ہے قَالَ اَنْ عِبَادًا يَنْ  
 اور غدا اور اصال سے بکرات (دونوں کے ابدال) اور غشیات (دونوں کے پھیلے کتا رہے) مراد ہیں اور  
 اصال جمع ہے صیل کی اور اصیل کہتے ہیں آخر نماز کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ تسبیح  
 سے سا قرآن میں نماز مراد ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ صبح کی وقت تسبیح  
 کرنے کو صبح کی نماز کا پڑھنا مراد ہے اور پھر یہ تسبیح کرنے سے صبح کی نماز کا پڑھنا مراد ہے اور ابن زون کہ اللہ نے زمین پر پہلے زمین کو اللہ  
 نے دوست رکھا کہ ان دونوں کا ذکر کرے اور وہ دونوں بندوں کو یاد دلا دی یہی قول ہے حسن اور ضحاک  
 کا کہ تسبیح سے نماز مراد ہے اور قرآن میں سے جس شخص نے تسبیح کو تصبیغ مہول پڑھا ہے فتح باب کے ساتھ وہ  
 اصال پر پوری طرح شیر جاتا ہے اور رجال لا تلہیہم کو حیلہ متانفہ فرار دیتا ہے اور اسکے نزدیک حاکم

فضل محدث کا کمال الشرح لیبک یزید صاریح الخوص مریہ + وَحَفَظَتْ سِتْرًا لِعَلِّهَا طَوَائِفُ عِصْمَةِ زَيْدٍ  
 بردنا چاہیے تو کہا گیا کہ اگر کن رو کو کما رو اس پر شخص جو صورت میں ذلیل محاسبہ اور ختم کے ساتھ برابری  
 نہ کر سکے اور وہ شخص رو کی حکم لہا کر دیا حوادث رو دگار نے اور بیت زید بن نضیل کے مرتبہ میں واقع ہوا  
 ہے اور وہ ذیلون اور محتاجون کا پشت بہا تھا اس طرح آپ کے یہ معنی ہیں کہ صبح شام ان گہروں میں نماز  
 پڑھی جاتی ہے گویا کہا گیا کہ ان میں نماز کون پڑھتے ہیں فرمایا رجال اور یہی اس شخص کی قدرت جو سیم کو بچھین  
 معلوم کہ لبا پڑھتا ہے تو وہ اس فعل کا فاعل رجال قرار دیتا ہے صورت میں وقف نہ ہوگا مگر فاعل پر  
 کہہ کر کلام فاعل پر پوری ہوتی ہے تو اسے تعالیٰ نے اپنے قول رجال لآتہ میں خبری سے انکو ہم سامیہ اور انکی  
 نیات اور غرائم عالیہ سے خبری وجہ سے انہوں نے اسے تعالیٰ کے گہروں کو آباد کیا ہے اس کی زمین میں اور اس کی عبادت  
 اور شکر اور توحید اور تضرع کی جگہوں میں گما قال تعالیٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ  
 فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَاكِيدًا یعنی ابان والوں میں کثیر مرد ہیں کہ سچ  
 کر کہا یا جس پر قول کیا تھا اس پر کبھی ہے انہیں کہ پورا کر چکا اپنا دہ اور کوئی ہے ان میں وہ دیکھتا اور بدلا  
 نہیں ایک نہ اور یہی عورتیں تو انکا گہروں میں نماز پڑھتا بہتر ہے انکے مسجدوں میں ادا کرنے سے علیہ  
 بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ اَوْفَضَلُ مِنْ  
 صَلَاةِ قَائِمٍ فِي جُحْرٍ اَوْ صَلَاةِ نَهْضَةٍ فِي مَجْدَعٍ اَوْفَضَلُ مِنْ صَلَاةِ قَائِمٍ فِي بَيْتِهِ اَوْ جَعَلَتْ عَرَبٌ كَاغَمَرِ  
 نماز پڑھتا بہتر ہے اسکے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور اسکا اپنے گنجینہ میں نماز پڑھنا اسکے گہروں میں نماز پڑھنے  
 سے افضل ہے دَاوُدُ ابْنُ اَدَاہِ ام سلمہ کہتے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے لیے بہتر مسجد  
 انکے گہروں کے گہروں میں دَاوُدُ ابْنُ اَدَاہِ ام سلمہ کہتے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے لیے بہتر مسجد  
 پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر وہ فرمایا  
 جانا ہوں تو اچھا جانتی ہے میرے ساتھ نماز پڑھتا بہتر ہے نماز پڑھتا ہے گہروں میں بہتر ہے تیرے نماز پڑھنے  
 سے اپنے حجرے میں اور تیرا نماز پڑھنا اپنے حجرے میں بہتر ہے تیرے نماز پڑھنے سے اپنی محل میں اور تیرا محل  
 میں نماز پڑھنا اپنے مسجد کے قوم میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا اپنے مسجد قوم میں نماز پڑھنا میری  
 مسجد میں قیری نماز پڑھنے سے بہتر ہے عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ہر آدمی نے اپنی گہروں میں سے پچھلے گہروں  
 مسجد بنوائی اور اسی میں نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ اسے جاوے دَاوُدُ ابْنُ اَدَاہِ ام سلمہ کہتے ہیں





جس میں نہت گمراہی اور غلطی اہمال کی وجہ سے انکسین اور دل میں ہر جاوین گئے جیسے اللہ نے فرمایا وَكَذٰلِكَ نَقُودُهُمْ  
يَوْمَ لَا يَنْفَعُكَ اِذَا الْغُلُوْبُ لَكَ مِنَ النَّاسِ جِرَاطَيْنِ مَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَلَا لَشَيْعٍ يُطَاعُ يَوْمَ  
اور دوسرا انکو اس نہ دیکھ کر حقیقت دل میں پھینک کر ان کو دوبارہ ہر جاوین گئے کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست  
اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جاوے اور فرمایا اِنَّمَا يُوَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ لَمَّا طُعِنَ  
مَوْفِقُهُمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفِيْدَتُهُمْ هَوَاءٌ يَفْنَى اُنکو تو جو پڑ کر کہا ہے ہر دن  
جس میں میں اور پھر جاوین گئے انکسین وڑتے ہوئے اور پڑا ہائے اپنے سر پہرتے نہیں اپنی طرف انکی آنکھ  
اور دل انکے اوڑ گئے میں اور فرمایا وَيَطْمَئِنُّونَ الْعَامَ عَلٰى حَبِيْبٍ مِّنْكُمْ اِنَّمَا نَقُودُهُمْ  
لِيُجَاهِدَ اللّٰهُ لَا يُزِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءًا وَلَا يَنْكُثُ الْاِنْتِخَافُ مِنْ رَّبِّكَ يَوْمَآ عَبْدُوْا مَطْرِبًا اَفَوْ قُلُوبُهُمْ  
اللّٰهُ كَثُرَ ذٰلِكَ اَلَيْسَ لِكُلِّ اُمَّةٍ مِّنْهُمْ مِّثْرَةٌ وَّسُوْرًا وَّجَزَآءُهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةٌ وَّحَرِيْرٌ اَمْسِكِيْنَ فِيْهَا  
عَلَى الْاَنْبِيَآئِكَ لَا يَرْوْنَ فِيْهَا شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُوْنَ اَلَيْسَ لِكُلِّ اُمَّةٍ مِّنْهُمْ مِّثْرَةٌ وَّسُوْرًا وَّجَزَآءُهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةٌ وَّحَرِيْرٌ اَمْسِكِيْنَ فِيْهَا  
بے باب کے لڑکے کو اور قیدی کو ہم جو تم کو کہلاتے ہیں نرا اللہ کا سونہرے چاہتے ہیں کہ تم سے ہم چاہیں بدلہ نہ چاہیں  
شکر گذاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب انکسین اور اس کی سختی سے پہچاننا انکو اللہ نے برائی سے ہر دن کی اور  
طامی اُنکو تازگی اور خوشخبری اور بدلہ دیا انکو سپر کردہ شہرے رہا باغ اور پوشاک ریشمی لگے بیٹھیں اس میں  
تختوں پر نہ دیکھتے ہیں وہاں دیوبند اور نہ پھر اور یہ جو فرمایا لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا اَلَا يَرٰ اَنَّهُ  
یہ معنی میں کہ بے لڑکے ان لوگوں میں سے ہیں جسکے بہتر سے بہتر کاموں کو اللہ قبول و منظور فرماوے گا اور معاف  
کرے گا انکی برائیاں کہا قال تعالى اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ تَقْبَلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا اَوْ تَجَازِيْهِمْ  
سَيَاتِهِمْ فِيْ اَحْسَنَ الْجَنَّةِ وَعَدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَاثُرًا يُّوْعَدُكَ فَن يَفْنَى لَوْ كُنْ مِنْ جِنِّ سَمْعٍ قَبْلَ  
کرے کہ بہتر سے بہتر کلام جو کہے ہیں اور معاف کرے کہ ہم برائیاں انکی جنت کو لوگوں میں مجاہدہ جو انکو ملتا  
ہوا اور یہ ہم میں من فضلك کہ یہ معنی میں کہ انکی نیک کام قبول فرما کر انکو اور بہتر سے میں دیکھا کہ قال تعالى  
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَبْطِلُ لِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَاْتِكَ حَسَنَةٌ فَبَصَّغْهَا وَاَيُّوْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَلَمْ يَعْظُمَا لِيْنِ  
اس میں نہیں کہنا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دو ٹا کرے اور دلوے اپنے پاس سے بڑا تو ہے  
اور فرمایا مَنْ جَاءَكَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَلِهَا مِنْ حَبِّ اَوَّلِ الشَّيْءِ فَلَا يَجْزِيْ اِلَّا شِكْلُهَا وَهُمْ  
لَا يَبْطَلُوْنَ يَفْنَى جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکو دس برابر اور جو لایا برائی سونہرے باوے گا تو اتنی ہے اور

اور انہر ظلم نہ ہوگا اور فرمایا میں کا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضوفہ کہ اضعافاً کثیرۃ یعنی کون  
 ہے ایسا کہ قرض ہے اس کو اجاڑ قرض کہ وہ اسکو دو ٹکا دے کتنے برابر اور فرمایا واللہ یضاعف لہ کثیراً  
 یعنی اسکو دو ٹکا کرنا ہے جسکو وہ سطر چاہے اور بیان فرمایا واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ابن مسعود سے  
 مروی ہے کہ انکے پاس دودھ آیا تو دونوں نے اپنی پائیں میںین والوں پر پیش کیا لیکن ان میں سے کسی نے نہیں کیا  
 کیونکہ وہ روزہ دار تھے ہر اپنی سونٹے لی لیا انکار روزہ نہ تھا اور باریت تھی یحافون یوماً تتقلب فیہ  
 القلوب والابصار رواہ الشافعی و ابن ابی حاتم عن حذیفہ بن الاعمش عن ابن مسعود عن ابراہیم عن  
 علقمۃ عنہما اسما بنت بزیلین کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذ اجتمع اللہ اکابر لایں  
 والاخرین یوم القیمۃ حاد منادی یصوت یتسمع لکل کلمۃ سبکم لعل للجمع من اذلی  
 بالکرم لیکم الذین لا ینہیہم عن انہ ولا ینہی عن ذکر اللہ فقیومون وھم قلیل ثم یجاسس  
 سائر الخ لا ینہی عن حب اسہیلون اور بچیلون کو قیامت کو دن جہر کرے گا تو ایک منادی آواز کرے گا  
 جسکو سب خلقت سن لیگی (اور کہے گا) اب یہ لوگ جان لیگے کہ ان میں سے) کون عزت کو لائق ہے اٹھ  
 کھڑے ہوں وہ لوگ جسکو غافل نہیں کرتا تھا سودا کرنا اور خرید و فروخت اس کی یاد سے بہرہ اٹھیں گے اور وہ  
 تھوڑے ہونگے ہر بانی مخلوق کا حساب ہوگا رواہ ابن ابی حاتم عن ابن مسعود عن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ  
 کے قول یو قیہمہم اجودھم ویزیدھم من فضلہ کی تفسیر میں یہ دیت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا انکی مزدوری یہ ہے کہ انکو حبت میں داخل کرے گا اور زیادہ بڑھتی رہے کہ انکی سفارش منقطع فرما دی  
 ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے انکے ساتھ دنیا میں بہلائی کی ہے رواہ الطبرانی فی میں حذیفہ بن یحییٰ  
 عن اسمعیل بن عبد اللہ الکندی عن ابن الاعمش عن ابی ذر غنابلی عن ابن مسعود عن انقی ماقال النبی  
 ابن کنینہ فی تفسیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ وہ چراغ جلتا ہے گھر دن میں بعض نے کہا نے بیوت کشکوۃ سے متعلق  
 ہے ایک کشکوۃ فی بعض بیوت اسکو اور بیوت سے مساجد مراد ہے گویا یوں کہا گیا ہے اسکے بعد کی مثال ویسی ہی  
 ہے جیسے مسجد دن میں کشکوۃ کا نور دیکھا جاتا ہے جسکے یہ اور وہ صفت ہیں بعض نے کہا فی بیوت زجاج کی صفت  
 ہے اور کہا ابن الانباری نے مینے ابو العباس سے سنا وہ کہتے تھے فی بیوت مصباح کا حال ہے اور زجاج  
 اور کوکب کا ان اقوال کی صورت میں طیم پر وقت نہ ہوگا بعض نے کہا فی بیوت ماسجد کے ساتھ متعلق ہے  
 اور وہ لیم ہے اور مینے یہ ہو گئے نماز پڑھتے ہیں ہر گھروں میں اور صودت میں اسکو کا قل فیما رسیہم



کے بعد تا کہ یہ کے واسطے مکر ہوگا اور اس بات کو تذکرہ اور اہل ان کے لیے کہ بیعت کو مقدم کیا ہے انہما کے واسطے  
 نہ اس لیے کہ تسبیح کا وقوف فقط بیعت میں ہی مقصور ہے بعض نے کہانی نبوت محذوف سے متعلق ہے اور وہ خود  
 ہے ان دونوں کو بغیر علم پر وقت ہوگا تو یہ چیز جو میں میں شکوہ میں نے ذکر کیا بعض نے کہا یہ جملہ با قبل سے متصل  
 ہے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ان گہروں میں ہے جس کے بلند کر بیگا اور تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حکیم زندگی  
 نے اور اسی معنی میں خبرین وارد ہوئی ہیں کہ جو شخص مسجد میں بیٹھو وہ اپنے مالک کے ساتھ ہم صحبت ہوتا ہو  
 اور فی بیعت کر مشکوۃ یا مصباح یا یوقد کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت میں یا غیر اصر ہے کہ مشکوۃ اور مصباح  
 کی توحید اور بیعت کو جمع ہونیکا کیا سبب ہے حالانکہ ایک طاق اور ایک چراغ نہیں ہوتا مگر ایک ہی گھر میں  
 اور جواب یہ ہے کہ بخطاب اس خطاب کو قبیل سے ہے جس کے ابتدا کو توحید کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے اور جمع  
 پر اسکو ختم کیا جاتا ہے صیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اذْلِكْ لِمُ الْمُشَاقَّةِ اور اسی کی مثل میں اور  
 آیتیں بعض نے کہانے بیعت کو فی کل واحد من البیوت مراد ہے اب لوگوں نے اختلاف کیا ہے بیعت میں  
 کئی قولیں پہلا قول یہ ہے کہ بیعت جو جمیع مساجد مراد ہیں انہی قول ہے مجاہد اور حسن وغیرہ کا کہا ابن عباس  
 نے اس کے گہر زمین میں آسمان والوں کے واسطے دیکھی جگتے ہیں جیسے زمین والوں کے واسطے ستاری  
 دوسرا قول یہ ہے کہ بیعت سے بیت المقدس کے گہر مراد ہیں مروی ہے حسن سے تیسرا قول یہ ہے کہ بیعت سے  
 حضرت صل اللہ علیہ وسلم کے بیوت مراد ہیں مروی ہے یہ مجاہد جو چاہتا قول بیعت جو جمیع بیوت مراد ہیں یہ مکرر  
 قول ہے پانچواں قول بیوت سے مساجد بارعب مراد ہیں مسجد الحرام اور مسجد قبا اور مسجد نبوی اور مسجد بقیع یہ  
 ابن زید کا قول ہے اور پہلا قول اظہر ہے اور اس کا قول یہ ہے کہ فیہما بالغدود والاتصال اسکی دلیل ہے رفع  
 سے احکام بنا مراد ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ وغیرہ کا اور اسی قبیل سے ہے اس کا قول وَ اِذَا يَرْفَعُ  
 اَبْرَاهِيمَ الْكَلْبَ الْفَوَاعِكِ مِنَ الْبَيْتِ اور حسن بھری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ رفع سے انکی تعظیم مراد ہے پھر ان میں  
 گہمی بات نہ کی جاوے اور انکی شان کی تعظیم کی جاوے اور انکو انجاس اور اقدار سے سترار کہا جاوے  
 زجاج نے یہی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا رفع سے بیان دو نو امر مراد ہیں اور ذکر سے اس کا ہر ایک ذکر مراد  
 ہے بعض نے کہا ذکر سے توحید مراد ہے بعض نے کہا قرآن مجید کی تلاوت مراد ہے اور اول معنی اچھ میں  
 قرطبی نے کہا ہمارے بعض اصحاب نے مسجد میں بچوں کا پڑھنا مکرر وہ کہتا ہے کیونکہ وہ اقدار اور اسما  
 سے احتیاط نہیں کرتے تو انکی مسجدوں میں پڑھانے سے مسجدوں میں کوڑا کچر اپھینکتا ہے اور مسجدوں کی



تطیم اور انکی قدر اور لغو سے بچانے اور انکی تطیف اور تطیب میں احادیث وارد ہوئی ہیں جنکے بیان کو  
 کا چیل نہیں ہے آپ اس سبجہ میں اختلاف جو جسکا آیت سیح لہ فیہا الایۃ میں مذکور ہے تو بہتوں کو تو اسکو  
 فرض نماز پر حمل کیا ہے کہتے ہیں عذوق سے صبح کی نماز اور آصال سے ظہر اور عصر اور مغرب و عشا کی نماز مراد  
 ہیں کیونکہ آصال کا اسم ان چاروں نمازون کو شامل ہے بعض نے کہا عذوق و آصال سے صرف دو ہی نمازین  
 مراد ہیں صبح کی نماز اور عصر کی نماز بعض نے کہا عذوق سے صبح کی نماز مراد ہے یا ان عباسی کا قول ہے اور اسی  
 مروی ہے کہ اس نے کہا آیت کی تفسیر میں بیوے مسجد میں مراد ہیں اور انکی عزت کو بیکار حکم ہوا ہے اور منع  
 کیا گیا ہے ان میں کسی بات کو کرنے سے اور حکم ہوا ہے ان میں اسکی کتاب کی تلاوت کا اور صلوٰۃ غلات  
 سے صبح کی نماز اور آصال سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ یہی دونوں نمازین پہلے پہل بند و پیر فرض ہوئیں تو  
 اسکو خوش لگا کہ ان دونوں نمازون کا مذکور فرما دی اور یاد دلادے بندوں کو یہ دونوں نمازین اور اسی سے  
 مروی ہے کہ چاشت کی نماز کا تو قرآن میں مذکور ہے اور نہیں غوطہ لگانا اسبگر غوطہ لگانا اس آیت میں  
 بعض نے کہا تنبیہ سے بیان حقیقی سے مراد ہیں اور وہ اسکا پاک بیان کرنا ہے اسچیز سے جو اسکی ذات اور  
 صفات کے لائق نہیں ہے اور اسکا سوا ید پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر کرنا اسکے بعد اور یہ معنی ہے حسب معنوں سے  
 ارجمین کیونکہ جنفعی سے ہیں اور ان سے پردہ لیل ہی موجود ہے جو پہلوں کے مذہب کے مخالف ہے اور وہ  
 وہی ہے جسکو ہم نے بیان کیا بعض نے کہا مسجدوں میں آنے میں صرف مردوں کو ہی خاص کیا گیا کیونکہ عورتوں  
 پر مسجدوں میں جمعا اجماعت کر لیے حاضر ہونا واجب نہیں ہے لکن فیہما شکارۃ ولا یتبعہ صفت ہے  
 رجال کی بیٹھ نہیں غافل کرنا انکو سودا کرنا سفر میں اور بیع حضر میں اور تجارت خاص کیا ذکر کے ساتھ کیونکہ  
 وہی آدمی کو زیادہ غافل کرنیوالی ہے اور کہا فرار سے تجارت وہ اہل طلب کے لیے ہوتی ہے اور بیع وہ خیر ہے  
 جسکو کوئی خیر کے ہاتھ پر بیچے اور بعض لوگوں نے کہا تجارت کو اسجگہ خرید کر نامراد ہے کیونکہ یہ اسکے  
 بعد مذکور ہے اور واقدی کا یہی فرا کی طرح قول ہے کہ تجارہ جلاب مسافر ہیں اور باعدہ وہ مقیم ہیں اور ذکر  
 اس کے وہی سے میں جو اس کے قول و ید ذکر فیہما اسمہ میں گئے بعض نے کہا ذکر اس سے اذان مراد  
 ہے بعض نے کہا اسماء حسنہ کے ساتھ یاد کرنا مراد ہے بعض نے کہا ذکر  
 اس سے نماز مراد ہے لیکن اس سے کوئی ذکر کرنا ہے نماز کا مذکور ہونا اسکے بعد اور ابن ابی حاتم اور ابن قسطل  
 نے ابو ہریرہ سے اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کی تفسیر میں نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے میں ملک میں ہونڈتے تھے اس کا فضل اب بعد میں فرمایا کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا فضل  
 ڈھونڈتے پہلے میں آنحضرتؐ ابن مسعودؓ و آلہ الیہی ادا میں عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگ اس کا فضل ڈھونڈ  
 خرید کرتے اور بیچتے جب نماز کیو اسطے پکار ستنے تو جو کچھ انکے ہاتھوں میں ہوتا اسکو پسینہ پیتے اور سجدہ کی طرف  
 چلے لے نماز کیو اسطے اور اسی ہو مروی ہے کہ اس نے مثل بوزہ میں انہیں لوگوں کی مثال بیان کی ہے جنکو  
 انہیں فاقہ کرنا اس کی یاد میں سودا کرنا اور تھے یہ لوگ سب لوگوں سے بڑے سوداگر تھے زیادہ خرید و فروخت  
 کر نیوالے ولیکن انکو خرید و فروخت اس کی یاد اور نماز اور نہ کوئے نہ روکتر اور اسی ہو مروی ہے کہ ذکر اس  
 نماز میں حاضر ہونا مراد ہے پہلے ان نماز میں مسعود کے دونوں اثر بیان کیو جن میں آیا ہے کہ اوہنوں نے  
 بازاری لوگوں کو دیکھا اذان کیوقت دکا میں بند کرتے تو فرمایا انہیں کہ حق میں یہ آیت ائی ہے آما  
 بنت بزید کہتے ہیں حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا  
 کرے گا جنکو بلایا نہ اس کے اور نظر ان میں نفوذ کرے اور اٹھنے گا ایک سادہ وہ آواز کرے گا کمان  
 میں جو زمی سختی میں اس کی تعریف کیا کرتے تھے پہلے وہ اٹھیں اور وہ تھوڑی ہونگے پہلے وہ جاویں گے بہشت  
 میں حساب کے سوا پہلے وہ آواز کرے گا کمان میں جنکے کروٹ اٹھتے تھے انکو سونے کی جگہوں سے  
 پہلے وہ کٹے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے پہلے وہ جاویں گے بہشت میں حساب کے سوا پہلے وہ لوٹ کر آویگا اور ندا کرے گا  
 اور ٹھہرے ہوں جنکو سودا اور بیع اس کی یاد سے فاقہ نہ کرتا تھا پہلے وہ کٹے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے اور بلا  
 حساب بہشت میں جاویں گے پہلے انہیں گے بانی کے لوگ اور انکا حساب ہوگا آنحضرتؐ الیہم تعالیٰ و ابن ابی حاتم  
 والکلیہ رحمۃ اللہ علیہ و ابی ہریرہ عن عقیبہ بن عامر عن مرفوعاً نحوہ اور اقامت صلوٰۃ سے بلا تاخیر  
 اپنے اپنے وقتوں میں نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور انکا ادا کرنا انکے وقت میں جماعت کو ساتھ کیونکہ جو شخص  
 نماز کو اسکے وقت پر ادا نہیں کرتا وہ نماز کے قائم کر نیوالوں سے معدود نہیں ہوتا اور اقامت کی تائید  
 کو حذف کر دیا ہے اصناف کی تائید کے بجائے انکے کو اسطے من کلون میں ان تینوں کلموں کو کسی شاعر نے  
 اپنے اشعار میں جمع کر دیا ہے ثلاثہ التَّحْدِثُ مَا اَنْهٰ + مَصَافَاةٌ عِنْدَ جَمِيعِ الْفَلَاحِ + وَحَوْلَا  
 شَيْئًا اَبُو عَدْنٍ رَکَّاهُ + وَکَلِمَتٌ شِعْرِيَّ وَاقَامَ الصَّلٰوةَ سُبْحَانَ کَما چہتا کلمہ جاننا حذف ہو جاتی ہے  
 اصناف کے وقت عدالام فیئہ عدالام بعض نے اقامت کی تائید کے حذف کی اور وجہ بیان کی ہے اور حبر  
 شخص نے ذکر اس کو صلوٰۃ معروضہ پر چل کیا ہے وہ محتاج ہے کہ اقامت کو اسکے اوقات میں ادا کرنے پر چل

کہ جو کما کر سے بہا گنو کے لیے اور اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ ذکر اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے جس پر بیان کر چکا  
 زکوة سے زکوة معروضہ مراد ہے بعض نے کہا اسکی طاعت مراد ہے اور اخلاص کیونکہ ہر مومن کے پاس نصاب  
 زکوة کب ہوتا ہے اور پورا سے قیامت کا دن مراد ہے اور زیادت سے دیزیدیم من فضلہ میں جزا و معوض سے  
 زیادہ دینا مراد ہے یعنی بڑھتی ہیں دیگا انکو وہ چیزیں جسکے بالخصوصیت دینے کا انکو وعدہ دیا یا انکی تعداد پر کا  
 وعدہ نہیں فرمایا اور انکے دل و نپران کی کیفیتیں اور کمیتوں کا خیال ہی آیا بلکہ اگر وعدہ کیا ہے تو اجمال کے  
 طور پر جیسے فرمایا الَّذِينَ احْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِيَادَةً اور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہر اعدت  
 لِيَا دِنِي الصَّالِحِينَ مَا لَا حَيْزُ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا كَخَطَرٍ عَلَى قَلْبٍ تَشِيرُ بَعْضُهُ مِنْ نَفْسِ  
 طیار کر کہ اسے اپنے بندوں کو واسطے جو نہیں دیکھا انکوں نے اور نہیں بنا کا فن نے اور نہیں خیال آیا  
 اسکا کسی شہر کر دل پر اور اسکے سوا اور وعدے جو منجملہ انکے ہی اسکا قول ہے وَاللّٰهُ يُكْرِهُ مَنْ يُنَاقِ  
 بِحُجُبٍ حَيَابٍ قُوتِ بَنِي لِيلٍ اور تہذیب ہو اور اس میں تقریب سے زیادت اور وعدہ کریم کی کہ انکو اسکا عملوں  
 کے اجد کے سوا وہ حیرت عنایت فرماؤ گا جو حساب میں نہ ہونگے اور اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ دیکر حساب  
 ذکر سے گایا کہ اللہ سبحانہ کی عطا کی کوئی نہایت نہیں ہے اور اس میں تنبیہ ہے اسکی کمال قدرت اور  
 جود اور اسکی وسیع احسان پر اور جب اللہ سبحانہ نے مومنوں کا حال اور انکا انجام کار بیان فرمایا تو  
 کافروں کے عملوں کی ایک مثال بیان فرمائی اور فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ مُّتَبَعَةٍ  
 يَّحْسَبُهُ الظَّمَانُ مَاءً حَتّٰى اِذَا حَابَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَ وَجَدَ اللّٰهُ عِنْدَهُ قُوفًا مُّحْصَاةً  
 وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ اَوْ كَطَلْبٍ فِي الْبَحْرِ يَتَّبِعُهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ تَحْتِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ تَحْتِهِ  
 فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَّاهُ لَمْ يَكُنْ يَرٰهُمَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ قُوًى فَمَا لَهُ مِنْ قُوًى و  
 جو لوگ منکر میں انکے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اسکو پانی بیابانک کہ جب پوچھا اسپر اسکو کچھ نہ  
 یا اور پابا اللہ کو اپنے پاس پر اسکو پورا پوچھا دیا اسکا لکھا اور اللہ جل جلالہ حساب یا جیسے اندھیرے  
 گہرے دیار میں چڑھی آتی ہے اسپر ایک لہر اسپر ایک لہر لے کے اوپر بدلی اندھیرے میں ایک پر ایک جب  
 نکال آیا ہاں تک کہ انہیں کہ اسکو سوجھی اور جسکو اللہ نے ندی روشنی اسکو کمین نہیں روشنی ف کافر  
 دو طرح تھے میں ایک غیب کی طرف نہ گئے میں بہر بہک کہ اللہ کا دین چھوڑنے میں غلط راہ میں پکڑتے  
 میں پہلی انکی کما دتے ہر ریت کو پانی سمجھ کر دھڑ سے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا

علی دوسرے میں جہنم میں عرق ہیں یا پھر پوچھتے ہیں انکی کمادات اور کفالت میں فرمائی ان پاس بیت بھی نہیں  
 اندر میں بند ہو رہے ہیں یہ لکھا ہے موضع قرآن میں ف کما حفظا بن کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ دو شان  
 میں جنکو اللہ سبحانہ نے کافروں کی دوشتموں کیواسطے بیان فرمایا ہے جسیر منافقوں کی دوشتمیلین بیان فرمایا  
 سورہ بقرہ کے ابتدائ میں ایک ناری (آگ کی) اور ایک مائی (بانی کی) اور جسیر ہدایت اور علم کی جو  
 دونوں میں ٹھہر جاتا ہے سورہ زمر میں دو مثالین بیان فرمائیں ایک آگ کی اور ایک بانی کی اور میں نے ہر ایک  
 مقام میں پران دونوں میں گفتگو کی جو اسکے اعادی سببے نیاز کرتی ہے دسہ الحمد والمثہ اور یہی یہ دو شان  
 قرآن میں یہ پہلی مثال قرآن کافروں کی ہے جو لوگوں کو اپنے کفر کی طرف بلاتے ہیں اور وہ خیال کرتے  
 ہیں کہ وہ کچھ پہلی راہ پر ہیں اعمال اور اعتقادات سے اور نفس الامر میں وہ کسی پہلی راہ پر نہیں ہیں تو انکی مثال  
 اس میں ریت کی طرح جو ایک پیٹر میدان میں دسے دس مائی دیتی ہے گویا دیا۔ لہذا رہا ہے اور پیاسا  
 اسکو دسے دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ بانی ہے آسمان وزمین کے درمیان اور وہ قصد کرتا ہے اسکا بانی خیال  
 کر کے جب اسکو پاس آتا ہے تو اسکو کچھ نہیں پاتا اسبطح کافر خیال کرتا ہے کہ وہ عمل کرتا ہے اور اس نے کچھ  
 حاصل کر لیا ہے جبکہ اس کے پاس قیامت کے دن آدینکا اور وہ اسکے عملوں کا حساب کرے گا اور کرید کرے گا  
 اسکے اعمال پر تو وہ اپنے عملوں کو بالکل کچھ نہ پاوے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول ہی نہ ہونگے یا اخصاص کے  
 نہ ہونگے لیے دیا اسلئے کہ اس نے وہ کام شرع کے مطابق نہیں کیے گما قال تعالیٰ وَقَدْ نَسَا آيَاتِنَا وَمَا  
 مِنْ عَمَلٍ يَجْعَلُهُ هَبَاءً مَنْثُورًا یعنی اور ہم نے بونچینگے انکے کاموں پر جو کہ تھے بہر کڑا لیکن گے ان کو  
 خاک اور تری اور بیان فرمایا وَجَدَ اللَّهُ عِنْدَ الْكُفْرِ مَقْصُودًا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یعنی اور پاوے اسکو کو اپنی  
 پاس بہر پر آدینکا اسکو اسکا لکھا اور اللہ سریع الحساب ہے ایسا ہی مروی ہے ابی بن کعب لہذا ابن عباس  
 اور مجاہد اور قتادہ اور بہت لوگوں سے اور قیہ جمع ہے قیہ کی جیسے جارا درجیرہ اور قیہان بھی جمع ہے قیہ  
 کی جیسے کہا جاتا ہے حار و حار آگ اور قیہ وہ زمین ہے جو برابر ہو اور فرخ اور کملی اور اس میں ریت  
 ہوتی ہے اور وہ وہاں میں وہ ریت دوسری بانی کی طرح نظر آتی ہے صحیحین میں ہے بہر کو قیامت کے دن کہا جائے  
 مَا كُنْتُمْ عَبِيدَ فَنِّ فَيَنْقُصُ كُنْزُ عِزِّكَ بِوَجْهِكَ تَبْ (دنیا میں) تو وہ کہیں گے كُنَّا عَبِيدُ مُحَمَّدٍ رَّبِّنَا اللَّهُ  
 یعنی ہم عزی کی بوجہ تھے جو اللہ کا بیٹا ہے بہر کہا جائیگا جو بٹ بولے ہو اللہ نے کوئی میثا نہیں کیا ہم  
 چاہتے ہو تو وہ کہیں گے ہم پیاسے میں اسے ہمارو مالک سمجھو بانی ہا تو انکو کہا جائیگا تم نہیں جانتے (اسکی



شعاع سے سخت گرمی کے وقت پانی کی طرح نظر آتی ہے اور سراب اسکو ہوا کی طرح کہتے ہیں کہ وہ پانی کی طرح چلنی نظر آتی ہے اور اسکو عربی میں آل ہی کہتے ہیں بعض نے کہا آل وہ ہے جو چاشت کے وقت پانی کی طرح نظر آوے اور سراب اور آل میں فرق یہ ہے کہ آل زمین ہے اور پچا آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے اور قیہ قاع کی جہم ہے اور قاع پست زمین کو کہتے ہیں جس میں پانی نہیں جاتا ہے حیرہ اور مار کی طرح قالہ الکھری ابو عبید نے کہا قیہ اور قاع واحد ہے اسکو خاص نے حکایت کیا کہ جو ہری نے قاع بار زمین کو کہتے ہیں اور اسکی جہم اقع اور قیان اور اقوام ہے اور قیہ قاع کی طرح ہے (واحد ہونے میں) کہا جو ہری نے اور بعض کا یہ قول ہے کہ قیہ جہم ہے اور قاع فراخ زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی سبزہ نہ ہو اور ایسی ہی زمین میں سراب نظر آتے ہیں ظان کہتے ہیں عطشان کو اور پیاس کو خاص کیا حساب کر ساتھ باوجود اس بات کے کہ ربان (جو پیاس نہ ہو) وہ بھی سراب کو پانی ہی خیال کرتا ہے تشبیہ کی تحقیق کے واسطے جو طعم پر موقوف ہے دوسرا یہ کہ پیاسا پانی کا زیادہ متناہ ہو تا ہے غیر پیاسے کو تو پیاسے کے ساتھ تشبیہ زیادہ تمام ہے اور معنی یہ ہیں کہ کفار بہرہ و سارک شیشے میں لپٹے ان عملوں پر جب کو وہ بہلا خیال کرتے ہیں اور طعم کو تے میں انکے ثواب کا حساب اس کے پاس آتے ہیں تو کچھ نہیں پاتے ان اعمال میں سے کیونکہ کفر نے نابود کر دیا ان کو اور مٹا دیا انکے نشانوں کو ابن عباس کہتے ہیں یہ اس نے ایک پیاسے آدمی کی مثال بیان فرمائی ہے جس پر پیاس غالب آتی ہے اور وہ جنگل میں ریت دیکھ کر پانی خیال کرتا ہے پھر اسکی طرف آتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں نے پانی پایا یہاں تک کہ حساب اس بت کو پاس آتا ہے نہیں پاتا وہاں کچھ اور ملتا ہے وہاں ابن عباس کہتے ہیں سطح کا ذکر جب موت آتی ہے تو وہ نہیں پاتا اسنے عملوں کو ایسے کہ کچھ فائدہ دیوین مگر جیسے ریت (فائدہ دیا پیاسے کو اور پاتا ہے اس کو اپنے پاس بہرہ اس کے عمل مذکور کا کامل اور دانی حساب دیتا ہے کیونکہ اس کا یہ عقائد ہے کہ میرا عمل ایمان کے بغیر نافع ہے اور بلا ایمان اسکا عمل کرنا کفر پر کفر ہے جو یقیناً عذاب کا موجب اور باعث و سبب ہے اور اسے سبکا حلقہ جان لینے والا ہے سدی نے اپنی باپ پر روایت کیا اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے کافر قیامت کے دن انہما کو پاویں گے پیاسے پر کہیں گے پانی کہاں ہے پھر انکو سراب نظر آوین گے پھر وہ اسکو پانی خیال کریں گے اور پاویں گے اس کے پاس تو وہاں اس کو پاویں گے پھر وہ انکو انکے اعمال کی پوری خبر دیگا اور اسہ میں الحساب اخرجہ ابن اے حاکم وعبد بن حمید و ابن المنذر اور اس حدیث کی سند میں سدی ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس میں گفتگو مشہورہ اور کثرت میں اللہ سبحانہ نے



کفار کے اعمال کی ایک دوسری مثال بیان فرمائی ہے جیسے کفار کو اعمال سراب کی طرح ہیں جو صفات مذکورہ  
کے ساتھ موصوفین ایسے ہی وہ انکو اعمال ظلمات کے شبابیبی ہیں کہ انہیں جاننے سے بچنا ہے کہ اگر  
کفار اعمال کی صورت بنائی جاوے اسکے مطابق جو وہ موجود ہیں تو وہ سراب کی طرح ہیں اور اگر انکی صورت بنا  
جاوے اسکے مطابق جو وہ نظر آویں گے تو وہ ظلمت کی طرح ہیں جبکہ صفات اگر مذکورہ ہیں اور کہا ہے وہ ہیں  
خواہ اسکے اعمال کو سراب کی طرح سمجھو خواہ ظلمت کی طرح تو اواد اباحت اور تحنیر کے واسطے ہے بقول کے مطابق  
جو اس کے قول اور کصیب من لہما میں گذرا جرجانی نے کہا پہلی آیت میں کفار کے اعمال کا ذکر ہے اور دوسری  
آیت میں انکا کفر مذکور ہے تو مزاج کے قول کے مطابق کفار کو علموں کی تمثیل ہے اور جرجانی کے قول کے مطابق  
کفار کے کفر کی بعض نے کہا اور کاحرف تقسیم کے واسطے ہے باعتبار دو وقتوں کے تو کفار کے اعمال دنیا میں  
تو سراب کی طرح ہیں اور آخرت میں ظلمت کی طرح ہونگے بعض نے کہا او تنویم کے لیے ہے نیز کفار کے  
عمل اگر نیک کام ہیں تو وہ سراب کی طرح ہونگے اور اگر برکام ہیں تو وہ ظلمت کی طرح ہونگے اور چہ کہتے ہیں  
گمراہ بانی کو اور بیچ اسکی جہم ہے اور بیچ وہ ہے جسکا علم معلوم نہ ہو سکے اور یقیناً موجحی مجر کی دوسری  
صفت جو اندر میں حقوقہ موجحی اس موج کی صفت ہے اور میں حقوقہ سبکابک موج ثانی کی صفت ہے  
پہر اجتماع ہو گیا اسوقت دریا کے خوف اور اسکی لہروں کا اور اس بادل کا جو دریا پر چاہا نہیں بعض نے کہا  
معنی یہ ہیں دوا سختی سے دیا کہ لہر اسکے پیچھے ایک اور لہر تو لہر پر لہر آتی ہے یہاں تک کہ ایک ایک پر  
چڑھ جاتی ہے اور جب دریا میں لہر پہنچے دریا کے لگنے تو دریا کی حالت سب حالتوں سے زیادہ ہولناک  
ہوتی ہے اور جب اسکے ساتھ دریا کے اوپر بادل ہی موجود ہو تو اور زیادہ خوف ہو جاتا ہے کیونکہ بادل کے  
ساتھ وہ تیار کھینچ جاتے ہیں جبکہ ساتھ دریا کے لوگ راہ پاتے ہیں پھر اگر بادل برسے مگر اور وہ ہوا  
چلنے لگے جو اکثر زمین اترنے کے وقت چلا کرتی ہے تو ہجوم پر ہجوم چڑھ آتے ہیں اور عجم و عجم اور امر  
اس نہایت کو پہنچ جاتا ہے جسکے پر اور کوئی غایت نہیں ہے ولہذا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ظلمات  
بعضھا فوق بعض یعنی اندھیروں پر اندھیرے ہیں بادل کا اندھیرا اور لہر کا اندھیرا اور دریا کا اندھیرا تو  
اس جملہ میں بیان ہے امر کی شدت کا اور اسکی عظمت کا اور اسکی غایت حضوی کو پہنچنے کا اس طرح کا فترت  
اندھیروں میں ہے ایک اتفاقا کے اندھیروں میں اور ایک قول کی ظلمت میں اور ایک عمل کی ظلمت میں  
کہا اہل بن کو بیٹے کا ذریعہ ہے بائچ اندھیروں میں اسکی کلام ظلمت ہے اور اسکا عمل اندھیرا ہے اور



اسکی عظمت پر اور جب یہ کھلیگا تو اسکے واسطے عظمت ہوگی اور قیامت کے دن وہ آگ کے اندر میں کی طرف  
 بہے گا اور اب تفسیر میں ہے کہ اس نے ظلمات کو کانف کے اعمال پر اپنے اور بچہ کے سے ہکا دل ہوا  
 رکھا اور سوج فوق المیج سے جہالت اور خاک سے اور حیرت مراد لی جو اسکے دیکھو دیکھنی ہیں اور صاحب  
 اسکے دل پر مہر کرنا مراد لیا اور یہ تفسیر عرب کے لغت سے ہر اصل دور ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ ظلمات سے  
 اسکے اعمال مراد ہیں اور بچہ لہی سے انسان کامل مراد ہے اور سوج سے وہ پردہ مراد ہے جو اسکے دل اور  
 کان اور آنکھوں پر آجاتا ہے ہر ان ظلمات مذکورہ کی زیادت عظمت بیان کی اور فرمایا اِذَا اَخْرَجَ يَدَا  
 لَمْ يَكُنْ يَرُهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا اَظْلَمَ مِنْ نُورِ نَفْسِهِ جِبَانِ ظَلَمَاتِ كَوْنِهِ وَالا اِنَّ مِنْ  
 ہانتہ باہر نکالے یا جان ظلمات میں موجود ہو وہ ہانتہ باہر نکالے یا جو خضر ان ظلمات کو ساتھ ساتھ ہوا وہ  
 ہانتہ باہر نکالے باوجود اسکے کہ ہانتہ اسکے سلسلے کے جو سے زیادہ قریب ہی تو نہیں قریب ہی کہ اسکو دیکھ  
 سکے کہ ازواج اور ابو صبیہ نے معنی یہ ہیں کہ نہ دیکھے اس ہانتہ کو اور نہیں قریب اور فراموشی کیا گاؤں زائد  
 ہے اور ہر دے کہ نہ دیکھے اسکو مگر کوشش کے بعد محنت عظمت کی وجہ سے خاص نے کہا صحیح قول ان اقوال میں  
 سے ہے کہ یقارب دُرَّتْهَا زَبَاجُ نَفْسٍ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا اَظْلَمَ مِنْ نَفْسِهِ ہر کہ جسکو ہر  
 نے دنیا میں نور نہ دیا اسکے واسطے آخرت میں بھی نور نہیں ہے بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ جس شخص کو اس نے قیامت  
 کے دن چہرے کے واسطے نور نہ دیا تو اسکے لیے جنت کی طرف جانے کے واسطے بھی نور نہ ہوگا بعض نے کہا جسکو اللہ نے  
 ایمان نہ دیا اسکا کوئی دین نہیں ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ جسکو اللہ نے ہدایت معذرت کی اور دنیا  
 میں اسکو اسباب ہدایت کو تو فریق ندی تو اسکے واسطے کوئی نور نہیں ہے بخلاف سوفی کے کہ اسکے واسطے  
 نور ہی نور ہے اور آیت تمام کافروں کے حق میں عام ہے بعض نے کہا انبیاء کے ساتھ خاص ہے جسکے حقیر  
 انبیاء اور وہ عقیدہ بن سید تھا جاہلیت میں وہ دین کی تلاش میں رہا اور ماث بہننا را حبیب سلام کا زمانہ  
 آیا تو اس سے کفر کیا اور عذاب دیا اور اول معنی کو ترجیح ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ  
 وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ صَفِيًّا كُلًّا قَدْ عَلِمَ صَلَواتُہٗ وَسَلَامُہٗ وَاَللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَفِي اللّٰهِ  
 مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْاَلٰهُ الْغَنِيُّ ۝ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی میں آسمان  
 و زمین میں اور اڑتے جانور پر کہوئے ہر ایک نے جان رکھی اپنی طرح کی بندگی اور باد اور اس کو معلوم ہے  
 جو کہنے میں اللہ سہما نہ تو عالی خبر دیتا ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں ملائکہ آسمان میں اور

انسان اور جن پر ایمان بیٹاں کہ جادوی زمین میں گماں تک تعالیٰ شیعہ کہ التملک الشیعہ والاکثر  
 ن من فیہن وایسن شیعہ الا شیعہ محمدیہ ولکن لا یفقون شیعہم ایاہ کان حلما  
 عقود ایسے اسکی ستمرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں اندر میں اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں  
 جو نہیں رہتی اسکی خوبیاں لیکن تم نہیں سمجھتے اسکا پڑھنا شک وہ ہے محل بالابختا اور صفت طیر و حال  
 ہے پتہ جانہ پاکی بولتے ہیں اڈنے کے وقت اپنی ملک کی اور اسکی عبادت کرتے ہیں اس شیعہ کے ساتھ  
 انکو سکائی ہو اور انکو حکم کیا ہے اسکا اور وہ جاتا ہے جو وہ کرتے ہیں دلہند افرایا کل قد علیہ صلواتہ وکلیہ  
 یعنی ہر ایک کو اسنے ارشاد کیا ہے اسکے طریقہ کی طرف ہر اس نے خبر دی کہ اسکو معلوم ہے جو یہ کرتے ہیں دلہند  
 فرمایا وہ علیم یا یصلون ہر اس نے خبر دی کہ اسی کو واسطے ہر ملک آسمان زمین کا وہی حاکم متصرف اور معبود ہے  
 جسکے سوا کسی کی بندگی کرنا لائق نہیں ہے اور اسکے حکم کو کوئی چھپے کرنا والا نہیں ہے اسی کی طرف ہر جاتا ہے  
 قیامت کے دن ہر وہ حکم کرے گا اسدن میں جو چاہے گا وہ بلا دیکھا کوئی برائی کا اور بلا دیکھا نیکی کو  
 انکی بے لای کا تو وہی خالق مالک اور حاکم ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کے واسطے تعریف ہے دنیا اور آخرت میں  
 اختیاقا الی فظاں کثیر نسخ کا بیان یہ ہے اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل میں گذر چکی اور  
 خطاب ہر صالح خطاب کہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آتشیں سے اسکی ذات اور افعال اور صفات کا  
 مالالین بہ کو تنزیہ مراد ہے اور من فی السموت والارض سے وہ چیزیں مراد ہیں جو آسمان زمین میں مستقر  
 ہیں عقل اور غیر عقل اور غیر عقل کی تسبیح وہ ہے جو آواز کرتے ہیں اور صفت بدیہ کا اثر ان میں نظر آتا ہے بعض نے  
 کہا بیان عقل کی تسبیح کو نماز مراد ہے اور غیر عقل کی تسبیح سے تنزیہ مراد ہے بعض نے کہا یہ آیت حیوانات اور  
 جادات سب کو شامل ہے اور تاثر بدیہ کی یہ جادات میں مطلقہ ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ وہ سب جانہ صفات  
 جلال اور جمال کے ساتھ متصف ہے اور نعم اور زوال کی صفتوں سے مبرا ہے اور اس میں تقریر ہے کما  
 کے لیے اور تنزیہ ہے انکو واسطے ایسے کہ بنا یا اور انہوں نے جادات کو جو اس کے لیے تنزیہ بیان کرتے ہیں  
 اس کے شریک انکی عبادت کرتے ہیں جیسے اسکی عبادت اور بالجملہ لائق ہے تسبیح کا محل کرنا اسچیز پر جو  
 ہر وہم کے ساتھ انواع مخلوقات سے لائق ہے عموم مجاز کے طریقہ پر اور خاص کیا جانور اور نے والوں کو  
 ذکر کے ساتھ باوجود اسکے کہ وہ من نے السموت والارض میں داخل ہیں ایسے کہ وہ زمین میں غالب نہیں  
 ٹہرتے اور اکثر ہر امین شیعہ ہیں اور وہ من فی السموت میں سے ہیں اور نہ من فی الارض میں اسکا اثر

لیے کہ اس میں صفت بدیہ ہے جس کے ساتھ کہی نو آتا ہے اور کہی باؤن پر چلتا ہے بخلاف اور حیوانات کو اور  
 ذکر کی ایک حالت طیر کی حالتوں میں ہو اور وہ تسبیح کا صادر ہونا اس سے جب کہ پر کھولے ہو اس لیے کہ یہ حالت  
 اس کی سب حالتوں میں سے ایک عجیب حالت ہے کیونکہ اس کا تہیہ نہ ہوا میں تسبیح کے ساتھ پر دن کی تحریک کے سوا اس  
 کی عجیب صفت پر دلالت کرتا ہے پر بیان میں زیادت کی اور فرمایا کُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَوَاتُكَ وَتَسْبِيحُكَ یعنی ان  
 مسجات میں کہ ہر ایک کی تسبیح کو اسے جانتا ہے صلی کی صلوٰۃ کو اور سبح کی تسبیح کو بعض نے کہا معنی میں ہر  
 صلی اور سبح نے اپنی طرح کی نماز اور اپنی طرح کی تسبیح کو جان لیا ہے کہا میں نے اور یہ معنی ادلی ہیں تو انفر  
 صما کر کے وسط بعض نے کہا صلوٰۃ سے بیان تسبیح مراد ہے اور ذکر ارا تا کہ یہ کے وسط ہے اور کہی صلوٰۃ کا اطلاق  
 تسبیح پر آتا ہے بعض نے کہا بیان صلوٰۃ سے دعامراد ہے اور اس اخبار کا فائدہ کہ ہر ایک کی اپنی طرح کی  
 بندگی کو جان رکھا ہے یہ ہے کہ اس تسبیح کا صدور وہ علم کے ساتھ ہے جو اس نے اس کو سکھایا ہے اور اس کی طرف اس  
 کا اہتمام کیا ہے یہ نہیں ہے کہ تسبیح کا صادر ہونا ان سے اتفاقی بات ہو اور اس میں زیادہ دلالت ہے اسے سجدہ کی  
 بدیع صفت پر کہ اس نے اس کو سکھایا ہے ہر جان نے صادر ہوتا ہے اس کو جانتے ہیں اس کے بے خبر نہیں ہیں  
 اور کہا سدی نے صلوٰۃ انسان کے لیے ہے اور تسبیح غیر انسان کے وسط اس کی مخلوقات میں کہ بعض نے کہا  
 جانوروں کا پرانا ان کی صلوٰۃ ہے اور پر دن کی آواز جانوروں کی تسبیح ہے یا معنی میں کہ مسجات میں سے  
 ہر ایک کی نماز اور تسبیح کو اس نے جان لیا ہو اور پہلے معنی ادلی ہیں کیونکہ قرار کل کے مرفوع ہونے پر متفق ہیں اور  
 اگر ضمیر اسے سجدہ کی طرف لوثی تو کل کا منصوب ہونا ادلی تھا یا یہ معنی ہیں کہ ہر ایک نے اس کی نماز اور اس کی تسبیح کو  
 جان لیا ہے اور اول معنی ادلی ہیں وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ اس میں تقریبہ ماقبل کی یعنی اس پر ان کی  
 طاعت اور تسبیح غرض نہیں ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی چیز غائب ہے ہر اس نے بیان کیا کہ اسی سے ابتدا ہوا ہے  
 اسی کی طرف انتہی ہوگا اور فرمایا وَتَسْبِيحُكَ الْمَلَكُوتِ وَالْاَرْضِ یعنی اس کے وسط میں نہ اس کے غیر کی طرف  
 آسمان و زمین کے خزانے سطر اور رزق اور نبات کے خزانے کیونکہ وہی اس کا خالق ہے کوئی اس کے سوا مالک نہیں  
 ہے اور جو کسی شے کا مالک ہے تو اس کے مالک بنا کر اسے اور اسی کے پاس جاتا ہے مرنے کے بعد اور سطر کی آمتوں  
 کی تفسیر کسی جگہ گندگی پر بیان کی اسے سجدہ نے آتا علم ہے ایک اور دلیل اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَرْجِي  
 سَحَابًا ثُمَّ يَقُولُ سَيِّئَةٌ كَمْ يَجْعَلُهُ رُكَا مًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ  
 مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ لِيُكَاذِبَكُمْ سَنَا بَرْقُهُ يَذْهَبُ

بِأَلْبَابٍ يُقَالُ لِلَّهِ الْبَيْتُ وَالْمَعَارِثُ فِي ذَلِكَ لَعِبْدَةُ كَادِي كَابْصَارِهِ تَوَلَّى دُكْبَاهَا كَامِرُهُمْ  
 لَنَا هَ بَادِلِ بَرَانِ كُولَانَا هَ بِرَانُ كُرْ كَتَا هَ تَرْتَه بِر تَوْدِي كِه مِينَه نَكْتَا هَ سَكِه بِچر سے ادا مارتا ہ  
 آسمان میں جو ہاڑ میں اولون کے پہرہ ڈالنا ہے جس پر چاہے ابد جاوےتا ہے جس پر چاہے ابھی اسکی  
 بجلی کو گدلی جاوے آگہیں امر بدلتا ہے رات اور دن اس میں مہیاں کی جگہ ہے آگہ و اولون کو ف  
 تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وہ چلتا ہے بادل کو اپنی قدرت کے ساتھ پہلو جو بادل کو اٹھاتا ہے تو وہ ضعیف ہوتا ہ  
 اور یہی اسکا ہٹنا ہے پہر انکو ملاتا ہے اور انکو تفرق کے بعد جمع کرتا ہے پہر انکو رکھتا ہے تہرتہ اور بعض پر  
 بعض کو سوار کرتا ہے پہر تودیکھتا ہے کہ بارش لے سکے بیچ سے نکلتی ہے خلیلہ کو ابن عباس اور صفا کے غلام  
 پڑا ہے عبید بن جریث کہتے ہیں اللہ تعالیٰ میرا کو بیعتا ہے تو وہ زمین پر جہاڑ دیتی ہے (یعنی زمین کے  
 بخارات نکالتی ہے) پھر اس نے ہٹا ہوا کو بیعتا ہے وہ بادل اٹھاتی ہے پھر اس کو لطف ہوا کو بیعتا ہے تو  
 وہ بادلوں کو ملا دیتی ہے پھر اس کو رافع ہوا بیعتا ہے وہ بادلوں کو بار دار کر دیتی ہے دَقَاءُ ابْنِ الْخَلَّاحِ  
 وَأَبْنِ جَرِيرٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ اَدْرِ جَوْفَرَايَا دَمِزْلَ مِي التَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ كَمَا بَعْضُ نَخَاسِ  
 مِنْ اَوَّلِ ابْتِدَاعَاتِ كَرِيْمٍ اَدْرِ مِنْ ثَانِيَةِ تَعْيُضِ كِه دَا سَطِ ہے اور من ثالثہ بیان جس کے واسطے  
 ہے اور یہ مفسرین میں سے اس شخص کے قول کے موافق ہے جو کہتا ہے آسمان میں اولون کے ہاڑ میں ل  
 سے اللہ تعالیٰ اولے امارتا ہے اور رہا وہ شخص جو کہتا ہے جبال بیان کیا یہ میں صحابہ کے نواسے نزدیک  
 دوسرا میں ہی ابتداءات کی واسطے ہے لیکن وہ بدل ہو گا پہلے من سے دالہ اعلم اور یہ جو فرمایا فَيُصِيبُ  
 بِهِ مَنْ يَشَاءُ كَوَيْدٍ كَعَنْ مَنْ يَشَاءُ كَوَيْدٍ كَعَنْ مَنْ يَشَاءُ كَعَنْ مَنْ يَشَاءُ كَعَنْ مَنْ يَشَاءُ كَعَنْ مَنْ يَشَاءُ  
 ہوں اور نصیب من ایشا سے یہ مراد ہو کہ جن لوگوں پر مہربانی کرتا ہے ان پر بارش امارتا ہے اور یہ صرف  
 عن من ایشا سے یہ مراد ہو کہ جن سے بارش کو ہٹا نا چاہتا ہے ان کو ہٹالیتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ کہی  
 ضمیر برد کی طرف راجع ہو ا دیہ معنی ہوں کہ جن لوگوں پر آفت ڈالنا چاہتا ہے ان کے پہلوں اور زرع  
 اور انبار کے تلفات کے ساتھ تو ان پر اولے امارتا ہے اور جن پر مہربانی کرتا ہے ان سے اولون کو ہٹالیتا  
 ہے اور سنابرق و صلابہ برق مراد ہے اور یہ جو فرمایا يُقَالُ لِلَّهِ الْبَيْتُ وَالْمَعَارِثُ تَوَلَّى دُكْبَاهَا كَامِرُهُمْ  
 کرتا ہے رات دن میں تو کہیں بات کا طویل لیکر دن کے قصر میں ڈال دیتا ہے اور یہ دونوں معتدل ہو جاتے  
 ہیں پہر رات سو لیکر دن میں ڈال دیتا ہے تو دن لٹتا ہوا جاتا ہے اور رات چوٹی امر ہی اس میں تصرف

ہے انچار اور قدر عزت اور علم کے ساتھ اسات دن کے انقلاب اختلاف میں دلیل ہے اسکی خلقت پر  
 گما قال قال اِنِّیْ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالاَخْلَافِ الْاِیَّامِ وَالنَّجْمِ لَا یَلٰی لَیْلًا وَّ لَا اَیَّامًا  
 الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اَللّٰهَ فِیْ مَا وَفَّعُوْهُمُ وَاَعْلٰ جُنُوْهُمُ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
 رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا اَبَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فِیْقَاعَدَابِ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مِنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ  
 اخْرَجْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰیْسُوْا بِرَبِّكُمْ  
 فَاٰمَنَّا رَبَّنَا مَا غَفِرَ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفَّرَ عَنْ سَیِّئَاتِنَا وَتَوَقَّأْنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی  
 رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْعِلْمِ اِنَّكَ فَخْلٌ لِّلْمُعَادِ بَعْضُ اَسْمَانِ وَزَمِیْنِ کَاثِبًا اَدْرَاتِ دُنْ کَاثِبًا لِّحَرَامِنَا  
 اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کثرے اور بیٹھے اور کر وٹ پہلیٹے اور وسیلہ  
 کرنے میں آسمان زمین کی پیدائش میں اسے رب ہمارے کو نے بیٹھ نہیں بنایا تو پاک ہے عیسے سو ہم کو بجا  
 دوزخ کے عذاب ہے اور رب ہمارے جسکو نے دوزخ میں ڈالا سو اسکو رسوا کیا اور گناہگاروں کا کوئی نہیں  
 مددگار ہے رب ہمارے سننے سنا کہ ایک پکار رہا ہے ایمان لانیکہ ایمان ملاؤ اپنے رب پر سو ہم ایسا  
 لائے اور رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور امانار ہماری برائیاں اور موت دی ہم کو نیک لوگوں کو ساتھ امی  
 رب دی ہم کو جو وعدہ دیا تو نے اپنی رسولوں کے ہاتھ اور رسوا کر سکو قیامت کو دن تحقیق تو خلاف نہیں کرتا  
 وعدہ دینے والی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ ہے از جا کہتے ہیں آہستہ آہستہ تھوڑی تھوڑے بادل ہاتھ  
 کو تالیف سے اجرا صاحب کی تالیف مراد ہے اور بعض کو بعض سے ملانا اور فرق کے بعد اکا جم کرنا اور تراکم  
 سے بعض کا بعض پر سوار ہونا مراد ہے رکم کہتے ہیں شے کے جمع کرنے کو اور بعض کے بعض پر ڈالنے کو وہ قدر  
 جمہور مفسرین کے نزدیک مطر کہتے ہیں اور غلال سے فوق اور فروج مراد ہیں جن سے بوندیں نکلتی ہیں  
 کعبا حبار کہتے ہیں بادل غریبال مطر ہے اگر بادل نہ ہوں جب بیش آسمان سے اترتی ہے تو زمین کے اوپر  
 جو کچھ ہے وہ بگڑ جاوے اور من غلہ کو مفرد ہی بڑا گیا ہے اور غلال میں غلاف واقع ہوا ہے آیا غلال  
 مفرد ہے حجاب کی طرح یا جم ہے حجاب کی طرح اور اسے جہت علوم مراد ہے اور حجاب سے بادل کو بڑے  
 بڑے ٹکڑے مراد ہیں جو ہاڑوں کی طرح ہوں آمد میں تعین کے واسطے بعض نے کہا آسمان جو حجاب  
 کے موافق زمین کی طرح اولیٰ امارت ہے انھیں نے کہا حرف من دوسرا اور تیسرا دو ذرا مذہم ہیں اور نحو  
 یہ میں امارت ہے آسمان کو اولیٰ ہاڑوں کی طرح اور حاصل یہ ہے کہ حرف من من السامین باتفاق

مسخرین انہما غایت کیوں اس طرح بلاطاف اورین جبال میں تین و جبین میں پہلی حرف من بن جبال میں اتہما  
غایت کیوں اس طرح دو سر حرف من نہیں ہے کے واسطے گویا یہ سنی میں انما تا ہے بعض پہاڑ تیس حرف من  
نامہ ہے یعنی آسمان سے پہاڑ انما تا ہے اولوں کے اور در حرف من بن برودین تو اس میں چار و جبین میں تین  
و جبین تو یہی میں جگہ تین اور چوتھی یہ ہے کہ حرف من بن برودین بیان میں کے لیے ہر قائلہ الحروف  
و الکریم شری بعض نے کہا آسمان میں اولوں کے ہاٹھ میں جیسے زمین میں بھڑوں کو پہاڑ میں بعض نے کہا  
جبال سے کثرت مراد ہے جس کو کہا جاتا ہے فَلَا تُحِيطُ بِهَا لَا مِزَاجٌ فَتَنِيَّةٌ اور یہ جو فرمایا قِيَصُهَا  
تو یہ کی غمبیر لوشی ہے برقی طرف ایسا ہی ہے خازن اور بیضادی میں اورین بشار میں من و حمار مراد میں  
یا مضاف محذوف ہوا مال من بشار اور اس آیت کی مثل پر سورہ بقرہ میں گفتگو گذر چکی اور سننا الف مقصور  
کے ساتھ ضو کہتے ہیں اور یہ ناقص وادی ہے من الف مدودہ کے ساتھ ہی پڑا گیا ہے لیکن عام قراد سنا  
کے فقر پر میں اور سنا مدودہ کے معنی رخت اور شرف میں اور بیان مبالغہ مراد ہے شدت ضو میں اور برق کو  
بعض الباء و فتح المراد ہی پڑا گیا ہے اور یہ صورت میں برق کی جہر ہوگا خاص ہے کہا برق کہتے ہیں برق کے  
مقدار کو اور یہ اسر سمانہ کا قول اس قول کے طور ہے یَا كَاذِبُ كَذِبُكَ يَخْلُفُ أَبْصَارَهُمْ اور یہ کو باب  
افعال سے ہی پڑا گیا ہے اور البصار جمع ہے بصر کی اور البصاق کے لیے ہر بعض نے تقدیر کے لیے ہے بصر  
نے کہا با و معنوں میں ہے اور معنوں محذوف ہے اصل عبارت یون ہر قریب ہے بجلی کی کو نہ کہ لجاوے انکو ہون  
کے نو کہ قُسْبَحَانِ مِنْ مَّجْزُجِ الْمَاءِ وَالْمَارِ وَالْقُرْدِ وَالظَّلْمَةِ مِنْ كَيْفٍ فَاحِدٍ بعض نے کہا با و زائدہ ہر  
بیل و نہار کی تعلیق کا ایک دوسرے کے پیچھے لانا مراد ہے اور یہ کہتے ہیں فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم  
نے اسر تعالیٰ فرماتے تُوذِيْنِي اَبْرَادُكُمْ كَيْسَبُ الذَّهْرِ وَ اَنَا الذَّهْرُ يَسِيْدِي اَلَا فَرَأَيْتُمْ اَقْلَبُ الْاَيْلِ وَ اَلْهَيْأَ  
یعنی جو کو آدم کا بیٹا ایذا دیتا ہے دہر کو گالی دیتا ہے ..... حالانکہ میں دہر جان سیر کو ہی ہاٹھ میں  
امر ہے میں ہی بدن ہون رات دن اخر جہ البخاری و سلم بعض نے کہا قلیب بیل و نہار سے انکا گناہا پڑا ہوا  
مراد ہے بعض نے کہا انکو بدلتا ہے اس غیر مضر و نفع و ضرر کے اختلاف کے ساتھ جو اس نے ان دونوں میں مقدر  
کیے ہیں بعض نے کہا انکو بدلتا ہے گویا اور مردی کے ساتھ بعض نے تعلیق سے بیان یہ مراد ہے کہ کسی دن کو  
ظلمت صحاب کے ساتھ متغیر کر دیتا ہے اور کسی ضو کے ساتھ اور یہ طرح رات کو ظلمت صحاب کو ساتھ مظلمہ اور  
ضو فخر کے ساتھ یکسو کر دیتا ہے ازجا و صحاب اور انزال مضر اور بد اور تعلیق بیل و نہار میں دلالت



وہ جس طرح انسان تخطو سود مند ہو سکتا ہے تو یہ برابر میں لاکھ میں ایک کے بعد پراپر لالائے وضع میں اسکی  
صفتوں پر ناظر اور بندہ برکے ہر ایک سہجانی لڑ ایک تیسری دلیل بیان کی حیوان کی عجیب خلقت اور بدیع صنعت  
پر اور فرمایا **وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّا يَخْتَفُونَ مِنْ تَحْتِ اُتْرَاقِ** یعنی ہر ایک جانور کے بدن میں کچھ چھپا ہوا ہے جو وہ  
نہیں دیکھتے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جانور کو اپنی قدرت اور عظیم سلطنت کا انواع مختلف شکلوں اور رنگوں اور  
نموناں میں پیدا کر کے ہر ایک میں ایک ہی پانی سے ہر کوئی ان میں چلتا ہے لہذا ہر ایک میں چھپا ہوا  
سناپا دیا گیا ہے اور جانور کوئی نہیں چلتا جو پاؤں پر چلے انسان اور راتے جانور کوئی نہیں چلتا جو پاؤں پر چلے لہذا  
اور فرمایا **وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ** یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ  
اور جو نہ چاہتا ہے وہ موقوف و لہذا فرمایا **وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یعنی اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لیے  
مستطاف ہی ہو گیا ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں اور دابہ وہ جانور ہے جو زمین پر چلے ہر ایک کے اور اسانف  
کے لیے ہے دابہ میں ہر ایک کے لیے ہے اور وہ مٹی ہے ہی قول ہے جمہور کا ہر ایک کے لطف سے نہ ہر ایک چہرین  
بنا دیتا ہے اور کسی کو چہرہ پائے اور کسی کے انسان ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ مارے مارے معروف مراد ہے  
کیونکہ آدم پیدا ہوا ہے پانی اور مٹی سے بعض نے کہا قول اول پر آیت میں اکثر کو انار ہے کل کے جابجا کیونکہ  
حیوانات میں بعض حیوان ایسے ہیں جو لطف سے متولد نہیں ہوئے لیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس میں  
مخلوق ہیں جو حیوان نے مرثیہ کے گریبان میں ہونیکا اور کثیرے پیدا ہو جاتے ہیں ہیلون میں اور گندگیوں میں  
اور اس عموم سے لاکہ بھی خارج ہیں کیونکہ وہ نور سے مخلوق ہوئے اور وہ تعداد کی رو سے اکثر مخلوقات ہیں اور  
خارج ہیں اس عموم سے جن بھی کیونکہ وہ پیدا ہوئے ہیں آگ سے اور وہ آدمیوں کو فحشے بڑے ہیں مگر تیشل  
ہر اندازے ہر ایک دابہ کے احوال کی تفصیل کی اور فرمایا **وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ** یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ  
ہو ام اور چھپایاں اور کرم طعام وغیرہ اور پیٹ پر چلنے کا نام شے رکھا گیا استعارہ کہ طہر پر جیسے شجر کے لیے  
مستعار ہے اور اسکے اوٹیاں اور سر کہتے ہیں امر ستر میں ششی ہذا الامر اور کہتے ہیں طلائع مرد کا تو کہہ نہیں  
جانتا یا مثلاً کلت کے طور پر چھٹ کر ناشیں کے ساتھ مذکور ہونے کیواسطے اور دو پاؤں پر چلنے والا انسان



امین اور طیر اور اقسام (شتر مرغ) اور چار پاؤں پر چلتے دھالے بھانگم میں اور باقی حیوانات اور مقدم کیا ذکر میں اس  
 چیز کو جو بغیر اکٹھے کر چلتی ہے اس کے کہ اس میں قدرت کی زیادہ پہچان ہوئی ہے اور زمین کا اطلاق کیا آگے  
 سوا اعتدال کی تمکین کے واسطے غیر اعتدال پر کہہ کر کہ انیس کو اہل ارضیہ کو تابع بنانا ہر جسے ابن عباس کہتے ہیں  
 انسان کے سوا حسب پیر میں چار پاؤں پر چلتی ہیں میں کہتا ہوں یہ پرند علی اختلاف الانواع دو پاؤں پر چلتے ہیں  
 اور سب علی غیر پرند سب شتر مرغ تو وہ بھی دو پاؤں پر چلتے ہیں حالانکہ اندنیوالا جانور نہیں ہے تو یہ کلیہ چاروں عبارت  
 سے مراد ہے یہ صحیح نہیں ہے اور اس کے تعرض نہیں کیا اس جائز اور جو چار کا زیادہ پاؤں پر چلتے ہیں اس کے  
 کہ ہر ایک کو سب پر نفس کہا جاتا ہے یا تو زیادہ ہر ایک پر نفس کہا جاتا ہے یا تو زیادہ چار پاؤں کے زیادہ چلتے ہیں انکا اور سبحانہ  
 نے اعتبار نہیں کیا اور عدم اعتدال کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ مراد تو تمیزیہ ہے مدیج بصفت پر ہر کہہ کر کہہ سکتے ہیں  
 کہ جو جانور چار پاؤں سے زیادہ پر چلتی ہیں انکا اعتبار نہیں ہر بعض نے کہا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت  
 نہیں ہے جو چار سے زیادہ پرند چلتی کی دلیل بن سکے کیونکہ قرآن نے چار سے زیادہ پرند کی نفی نہیں کی اور کسی  
 آیت میں جھڑک رہے بلکہ آئی تن کیسے مصحف میں یہ جملہ بھی ہے *وَنُفِخُ فِي سَحَابٍ مِّنْ ثَمَرَاتٍ مُّطَهَّرَةٍ تَأْكُلُهَا بِلَادُ*  
 شامل ہے ان سب حیوانات کو جو چار سے زیادہ پاؤں پر چلتے ہیں جیسے سرطان (گھنگٹے) اور عنکبوت اور گھگھورے  
 اور بکھرے وغیرہ چار پاؤں سے زیادہ پر چلتے عالمی اہل کے قول بخلن اور ایشاء میں داخل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ بنانا  
 ہے جو چاہتا ہے ان چیزوں میں جو مذکور ہوئیں اور وہ جو مذکور نہیں ہوئیں جیسے حادثات ان میں جو میں  
 مرکب اور بسیط اور نامی اور غیر نامی صورت اور اعضا اور حیوانات و حرکات و طبائع و قوی و افعال کے اختلاف پر بار  
 عنصر کے ایک ہو کر اپنی مشیت کے موافق وہ جو چاہے کر سکتا ہو اسکو کوئی چیز خارج نہیں کر لیتی اور نہ اسکو کوئی  
 روکنے والا روک سکتا ہے بلکہ ساری مخلوق اس سبحانہ کی قدرت کے تحت میں داخل ہے *لَقَدْ أَتَوْكَ آيَاتٍ*  
*مُبِينَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ* یعنی ہم نے انارہیں آئینہ قبول تائید الی اللہ  
 اسلام کو جو چاہے سید ہی اور پرف اللہ تعالیٰ ثابت کرنا ہے کہ اس نے اس قرآن میں بہت حکم اور بہت  
 مثالیں کہلین اور پختہ مانبل فرمائیں اور وہ سبحانہ انکو تفہیم اور عقل کی طرف راہ دیتا ہے اولیٰ الاطباء اور  
 اولیٰ الاالبصار اعلیٰ الیہ کہہ کر کہ انہما قرآنیا *وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ* فتح کا لفظ یہ  
 کہ آیات مبینات سے قرآن مجید مراد ہے کیونکہ وہ ہر چیز کے بیان پر شامل ہیں اور جو پوری نہیں ہے اس نے ہر  
 کہنے سے کوئی چیز اور اسکی مثل بہت آئینہ بہت سائنات میں گذر چکین اور اسے جو چاہتا ہے نظر صحیح

کی طرف دیتا ہے اور مال صادق کی طرف ارشاد کرتا ہے صراطِ مستقیم سے سید ہمارا صراطِ حق میں کجی نہ ہو اور  
اس میں سلوک کر کے پوری بھلائی کا وصول ہو سکے اور وہ بہشت کی نعمتیں میں بہرہ رسد سبب مانے ان لوگوں کے  
احوال کا بیان شروع کیا جبکہ بے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت حاصل نہیں ہوئی اور فرمایا وَيَكُونُ أَمْثَلًا  
بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَعْلَىٰ لَكُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝  
إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمَا إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْتَصِمُونَ ۝ وَلَا يَخْشَوْنَ  
لَهُمُ لَعْنَةَ اللَّهِ فَإِذْ هَؤُلَاءِ مَذْعُومِينَ ۝ إِنْ فَرِيقٌ لَّهُمْ قُرْآنٌ آمِرٌ أَنْ يُحْكُمُوا لَأَقْبِرَ  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۝ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ كَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَ  
رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمَا أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۝ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَيَخْشِ اللَّهَ وَيُقِيمْ قَاوَلِيكَ هُمْ لَكَ يَرْوُونَ ۝ اور لوگ کہتے ہیں تمہارے امام اور رسول کو اور حکم میں  
لئے بہرہ ہمارا ہے ایک فرقہ ان میں اس کیجئے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب انکو بلائے اور رسول  
کی طرف کہ ان میں قضیہ چکاوے جس ہی ایک فرقہ ان میں مومن نہ ہوں تم میں اور اگر کچھ انکو پہنچتا ہو تو جلد آدین  
اسکی طرف قبول کر کے کیا اسکے دلیں روگ ہے یا دہو کے میں بڑے ہیں یا قوت سے میں کسب اضافی کر گیا  
ان پر اس امر اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ایمان والوں کی بات یہ تھی جب بلاؤں کو ہم  
اور اسکے رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں کہ گمبہم نے سنا اور مانا اور وہ لوگ ان ہی کا بھلا ہوا اور جو کچھ  
مکمل چلے اس کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اور بچا چلے اس کے وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچا ف یہ جو کچھ  
کیا ان کے دلوں میں دل ہر دل میں روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچ مانا لیکن جس میں نہیں چوڑے کر کہے چلیں  
جیسے بیمار چاہتا ہے چل اور باؤں نہیں اڑھتا بیانات کہ گما ہے جو صحیح القرآن میں ف اسے تعالیٰ منافقین  
کے صفات سے خبر دیتا ہے جو ظاہر کرتے ہیں اسکے بخلات جو دلی میں کہتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے مومنوں کے  
ہم ایمان لائے اور اس کے رسول پر اور ہم نے فرمانبرداری کی بہرہ چلائی ہے ان میں ایک جماعت  
بات لکھ کر اور نہیں کرتے کام اپنے قول کے مطابق اور کہتے ہیں جو نہیں کرتے و لہذا فرمایا فَا سَأُؤَلِّقُكَ  
بِالْمُؤْمِنِينَ سَمْعًا وَفَعَالًا ۝ ایت کرتے ہیں کہ جو شخص دلیل کی طرف بلایا جاوے بہرہ کو قبول نہ کرے تو وہ ظالم  
ہے اسکا کوئی حق نہیں ہے دَعَا لَطْفًا لِّىْ مِنْ حَيْثُ نَبَتْ رَوْحِ اور یہ جو فرمایا إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَ  
رَسُولِهِ فَإِذَا هَؤُلَاءِ مَذْعُومِينَ ۝ ایت کی تا بھلائی کی طرف بلایا جاتا ہے جو اس نے

ج

ان پر رسول پر نازل فرمائی تھیں کہ اعراس کر لو میں اور اس کی اتباع سے بڑائی کو تم میں اپنے جی میں اور یہ آیت اس  
 آیت کی طرح ہے اَلَّذِينَ يَزْعُمُونَ اَنَّهُمْ اَسْمٰوِيًّا اَنْزَلَ اِلَيْكَ وَمَا اَنْزَلَ مِنْ فَكِهَةٍ يُرِيْدُوْنَ  
 اَنْ يَّجْعَلَ اَكْبَرُ اِلٰهِكَ اَعْوَدُ وَكَذٰلِكَ اَمْرُ اِنَّ يَكْفُرْ فَاِيْهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يَّجْعَلَ لَكَ مَلَا  
 يَمِيْنًا اَوْ اِذَا قِيلَ لَهُمْ تَسَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَآلِ الرَّسُوْلِ رَاٰيْتِ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ  
 صُلٰىءًا اَيْنِے تو نے نہ دیکھی وہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یقین لائے ہیں جو اترتا ہے طواف اور جو اترتا ہے پہلے  
 چاہتے ہیں کہ فضیلتیادین شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے انکو اس سے کہ نہ ہو جاوین اور چاہتا ہے شیطان  
 کہ ان کو بہکا کر دور لڑا لے اور جو انکو کہیے آؤ امد کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو تو دیکھے  
 منافقوں کو بند ہو رہے ہیں تجھ سے انکے کہ اور جو اس نے فرمایا اِنْ يَّكُنْ لَّعَلُّكُمْ لَخِطٰىءٌ اَلَا كَثِيْرٌ مُّذْعِنِيْنَ  
 یعنی جب دگری انکے حتمی کیا ہوے اور انکے مخالف نہ تو سامعین و طبعین ہو کر چلے آتے ہیں اور یہی سننے  
 میں مذعنیں کہے اور جب ان پر دگری ہو تو اعراس کرنے میں اور غیر حق کی طرف بلانے میں اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس نہ لادیں اپنے باطل کو دواج دینے کو واسطہ تو پہلی صورت میں ان کا دعان حضرت  
 کی طرف اور ان کا قبول کرنا حضرت کی بات کو اس طرح نہ تھا کہ ادھنوں نے حضرت کے حکم کو چھو جانا ہو ملکہ وہ ہر طلیک  
 انکی خواہش و مای کے مطابق تھا اور انکے چاؤ کے موافق و آئندہ احبب حق انکے قصد کے مخالف ہو انو انہوں نے  
 نے حضرت سے سوز ہو کر غیر کی طرف عدل کیا اسی لیے اللہ نے بیان فرمایا اِنْ يَّكُنْ لَّعَلُّكُمْ لَخِطٰىءٌ قَرِيْنٌ اَيْمَ اَنْ اَكْبَرُ اِلٰهِكَ  
 یعنی انکا امر میں حال سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ انکے دلوں میں رد و گناہ رہے یا وہ کہے میں بڑی اس میں  
 سے یا ڈرنے میں کہ بے انصافی کو لے گا ان پر امد اور اسکا رسول انکے فیصلہ میں اور یہ تینوں باتیں محض  
 کفر میں اور اللہ ان میں کو ہر ایک سے واقف ہو اور ان کی صفات سے خبر دے جس پر لپٹے ہیں اور ظلم سے مجوز  
 مراد ہے یعنی یہی لوگ ناجائز ہیں اور اللہ اور اسکا رسول بے عیب میں اس میں کہ جو یہ اللہ اور اس کے رسول میں  
 خیال کرتے ہیں اور اس حیف ہو جسے بری ہیں چھکا ان میں وہم کرتے ہیں جس کو تو میں تھا ایک مرد جب  
 اسکے اور دوسرے آدمی کے درمیان نزاع ہوئی اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا اگر وہ جانتا  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میرے حق میں کر نیگے تو قبول کر کے چلا آتا اور جب ارادہ کرتا ظلم کرنے کا  
 اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا تو وہ سوز پیرتا اور کہتا میں تو فلان شخص کی طرف جاؤنگا  
 سب اللہ نے یہ آیت اتاری ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کان بکھولتا ہوں کہ کیا ایک خیر فی حق دے

اَلْحَکِیْمِ تَزِیْنِ الْحَکَامِ الْمُسْلِمِیْنَ کَافً اَنْ یُجِیْبَ وَوَعَدَ لَہٗ لَاحِقٌ لِّمَنْ یُنِیْبُ یَا مَسْلُمِیْنَ اَنْ یَسْمِعُوْا کَوْنِیْ فَا  
 ہو ادا میں ہو ایک مسلمانوں کے حکمران میں ہو کسی حکم کی طرف بلا یا جاوے اور اسکے انہی کے حکم کرے  
 درود عالم ہے اسکا کوئی حق نہیں جو رداء ابن ابی حاتمہ کما مافطابن کثرت بہ حدیث عربیہ اور مرسل ہے پھر  
 اسے قتالی نے مومنوں کی صفت بیان کی جو اسے رسول کا حکم ملتے ہیں ادا اس کی کتاب اس کے رسول  
 کی سنت کو سوا کوئی اور دین نہیں پڑھتے تو فرمایا اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَیْہِ فَرَسُوْا  
 لِحُکْمِ رَبِّکُمْ اَوْ لِحُکْمِ الرَّسُوْلِ اَوْ لِحُکْمِ اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا مَا نَزَلَ مِنْ رَبِّکُمْ اُولٰٓئِکَ یَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ  
 ان کے درمیان فیصلہ کر نیکی یہ تو ان کا تو ہی قول ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور ہم فرما رہے ہیں وہ لہذا الکی وصف  
 بیان کی فلاح کے ساتھ اور فلاح کہتے ہیں طلب کے پانے اور مرہوب کے سالم ہونے کو اور فرمایا اُولٰٓئِکَ یَرْحَمُہُمُ  
 اللّٰہُ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ  
 پہل جزدہ العقبہ چھتر علی علیہ السلام سے بیعت کی اور غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور انصار کو سرداروں میں سے  
 ایک سردار تھے جب وہ مرنے لگے تو انہوں نے فرمایا اپنے بھتیجے حبابہ بن ابی امیہ کو کیا میں جھکوں بتلاؤ  
 وہ جو تہجد پڑھتا ہے اور وہ جو تہجد (اماموں پر) حق ہے وہ بولا کیوں نہیں بتلاؤ فرمایا تہجد پڑھو جبکہ امام کا  
 حکم سننا اور سب پر چلنا پھر وجہت میں اور خوشی ناخوشی میں اور جب امام تہجد پڑھو مگر تہجد پڑھو سب سو ف  
 ہی اسکی سم و طاعت واجب ہے اور تہجد پر لازم ہے کہ تو اپنی زبان کو سید باز کر انصاف کے ساتھ اور  
 کہ تو کہنے پر امر کو اس کے اہل سے (یعنی امام کو اسکی امامت سے سزا دل کرے) مگر مصدق میں کہ اللہ جھکے  
 اسکی نافرمانی کا حکم کرین کلمہ کلا میر تو جس چیز کا حکم کیا جاوے اور وہ مخالف ہو اسکی کتاب کو تو  
 ناجہاری کر اسکی کتاب کی اور قتادہ کہتے ہیں ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے  
 کہا نہیں ہے اسلام مگر اسکی طاعت کے ساتھ اور نہیں ہے بطلانی مگر جماعت میں ادا اسے رسول کی  
 خیر خواہی میں اور طاعت اس کے مسلمانوں کے خیر خواہی میں قتادہ نے کہا اور مذکور ہوا ہے سب کے دھرم کے خیر  
 الخطاب کہا کرتے تھے عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَیْہِ فَرَسُوْا لِحُکْمِ رَبِّکُمْ اَوْ لِحُکْمِ الرَّسُوْلِ  
 اَوْ لِحُکْمِ اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا مَا نَزَلَ مِنْ رَبِّکُمْ اُولٰٓئِکَ یَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ فَاَطِیْعُوْا اٰیَاتِہٖ  
 دینا اور اس شہر کی فرمانبرداری کرنا جبکہ اس نے مسلمانوں کے امر کو ادا کیا یا رد کیا ابن ابی حاتمہ اور ک  
 اسے اس نے رسول امیر و خلفاء راشدین اور ان کی طاعت کو واجب میں جب اللہ اسکی اطاعت کا حکم



زناؤین مقلدہ مذاہب کا کہ وہ اس شخص کی ہیکار کو نہیں مانتے جو انکو ایسا ادا اسکے رسول کی طرف بلاؤی ادا نہ ایسا ادا  
 رسول کی طرف دینا اس کی کتابا دینت رسول کی طرف نہیں مانتے ہیں ہر امر نے بیان کیا کہ انکا اعراض ہر  
 وقت ہوتا ہے جب یہ کا حق انہ پر نکلتا ہوا درجب ہتھار ہوں تو ہر آپ کا حکم قبول کر کے چلتے ہیں کیونکہ جانتے  
 ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر کے مگر سچ اور فرمایا دین بیکان لکھ لکھ یا کفوا الکیہ من عینین بنے  
 اور جب انکا حق کیسہ ثابت ہوتا ہے تو طبع اور منقاد ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بے اپنا حق لینے کو  
 دھڑلے چلتے ہیں نہ اس لیے کہ وہ رسول کے فیصلے پر خوش ہیں کہ انکا جابہ نے اذعان بخیر اسرا ہے اور یہی  
 قول ہے مجاہد کا اور اخش اور ابن الاعرابی نے کہا اذعان ہو اقرار مراد ہے نفاش نے کہا اذعان و خضوع مراد  
 ہے اور معنی یہ ہیں منافقین جو کہ جانتے ہیں کہ نہیں ہے تیر یا پس مگر حق کر دیا اور زنا الصاف تیر بطرف محاکمہ  
 لائے ہو کہ جاتے ہیں جب انہر کیسہ کا حق ثابت ہوتا ہو تو کہ وہ حق انکے خضم کے لیے ثابت نہ کر دی اور اگر  
 وہ ہتھار ہوں خضم پر تو ہر تیر بطرف ہبا کرتے ہیں اور نہیں خوش ہوتے مگر تیری حکومت کے ساتھ تو کہ تو  
 ان کو خضم انکا حق دلو او ایسے آدیا ت مقلدہ مذاہب پر کیسہ صادق آتی ہے اکی ضمیمہ میں اہل قرآن و  
 و صحابہ حدیث کے ساتھ آمد مرض سے اتفاق مراد ہے یعنی کیا اعراض انے انکو اتفاق کی وجہ سے صادر ہوتا  
 ہے جو انکے دلون میں جما ہوا ہے بعض نے کہا مرض سے کفر اور ظلم کی طرف میل مراد ہے یا اونہوں نے محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے نبوت کو امر میں شک کیا ہے ادا اسکے صل میں یا اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی  
 بہت دیکھی ہے ہر انکا اعتقاد اور عقین انہر نہیں ہا یا ڈرتے ہیں کہ امر اور اسکا رسول انہر ظلم کوے گا فیصلہ  
 میں اور حیف کہتے ہیں فیصلے میں ظلم کرنے کو ہر امر نے ان سب امور سے اعراض کیا جبکہ مشرکہ کہتا استفہام  
 انکاری کے ساتھ اور فرمایا بَلْ اُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی ان امور میں کوئی امر ہی نہیں ہے جس نے انکو انکا  
 فیصلہ ماننے سے روک رکھا ہے بلکہ یہ ظالم و سعادہ ہیں کیونکہ اگر انکا اعراض کسی امر کے لیے ہوتا امر مذکورہ ہو  
 تو نہ آنے آپ کے پاس جلدی کر کر اپنے فائدہ کے واسطے اور اپنا حق لینے کے لیے بعض نے کہا اس جلد میں متین  
 اخیرین سے اخرا ہے کیونکہ قسم اول تو متحقق اور ثابت ہوا اور تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ انکا اعراض دو حال سے  
 خالی نہیں ہے یا تو ان میں کوئی غلط ہے اور یا حاکم میں غلط ہے اور دوسری صورت یعنی حاکم میں غلط کا وجود یا  
 انکے نزدیک متحقق ہوگا یا متوقع اور یہ دونوں باطل ہیں کیونکہ منصب نبوت اور آپ کی فطرت امانت آپ کے وجود  
 میں غلط کے ہونے سے مانع ہے تو پہلا حال ہی متعین ہوگا اور ان کا ظلم آپ کے عقیدے کے غلط کو



شامل ہے اور غیر فصل ظلم کی فہمی کے لیے ہر ان کے غیر سے قالہ اَلْبَيْضُ نَجَسٌ دُحًی اور اس آیت میں دلیل ہے فاضی کے  
 ار کی اجابت کہ وجوب پر جو احکام آپ سے واقف اور اس کو حکم میں داخل ہو کیونکہ عالم پیغمبروں کے وارث ہونے میں  
 اور فضائل اسلام میں جو جو حاکم اللہ کے حکم سے واقف ہوں اور کتاب و سنت و عارف ہوں اور رضا میں داخل ہوں  
 تو وہ حاکم میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے ساتھ تو ایسے حاکم کی طرف تحکم کے لیے بلا بیوا لا اللہ اور اس کے رسول  
 کے حکم کی طرف بلانا ہے گناہ بن غوازمندانہ وہ ہے ہر اس شخص جو حاکم کی جانب کی طرف بلا دے کہ یا سکا بلانا قبل  
 کرے جیسا کہ معلوم ہے نہ ہو کہ حاکم فاضل بھی کہا تو طبی نے اس آیت میں دلیل ہے و اسی لیے الحاکم کے اجابت کے وجوب پر  
 کیونکہ اللہ جاننے نے برائی بیان کی ہے اس شخص جو بلا یا اجابت ہے طرف اللہ کے رسول کے ..... تو کہ  
 فیصلہ کرے رسول کے درمیان اور اس کے خصم کے درمیان (میرہ اعراف کر تہ ہے) ساتھ اقبہ دم کے اور فرمایا  
 ہے اِنِّیْ فَاوْیَیْجُہُ مَرْحُومًا الْاٰیۃ انتہا اور اگر فاضل شخص ہے اور کتاب و سنت کو احکام سے واقف نہیں ہے اور  
 نہیں جیسا اللہ کی دلیلین اور اس کی کلام اور اس کے رسول کی کلام کے معنے بلکہ جاہل بیطیہ یا جاہل مرکب اور وہ طرح  
 کو اس کے پاس کتاب و سنت کو احکام کی تو کوئی خبر نہیں ہے و مکن اس نے پہچانے میں بعض اجتماعات مجتہدین کے  
 اور وہ مطلع ہوا ہے کہ یہ علم راہی بر تو ایسا شخص حقیقت میں جاہل ہے اگر وہ عقائد کو کہ میں عالم ہوں تو اس کا  
 اعتقاد جو وہ شہر ہو جو ایسا فاضل ہو تو اس کے پاس جانا وہ نہیں ہے کیونکہ وہ ایسے لوگوں میں سے نہیں ہے جو  
 اللہ اور رسول کے حکم میں واقف ہیں تو کہ وہ متخاصمین کے درمیان حق کو ساتھ فیصلہ کرے بلکہ فضائل  
 طاعت اور حکام باطل سے ہر کیونکہ جس علم سے وہ کشتا ہو اس پر عمل کرنے کی حضرت دیگنی ہے اس مجتہد کو حیر  
 کی طرف وہ منسوب ہے ہوتے جب کتاب و سنت کی دلیل اس کے پاس نہ ہو اللہ اس پر عمل کرنے کی اجازت اس  
 مجتہد کے سوا اور دن کو اس کے بعد نہیں دی گئی جب تک کہ یہ بات ثابت ہو چکی اور تو نے کہا حقہ اسکو سمجھنا  
 تو جو جیسا کہ تاکید اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا علی میں کو کسی عالم کی طرف منسوب ہونا اور اس عالم کے  
 جمیع مذاہبات کو مانا اور اس کی راہ پر چلنا اور ماہد کو چھوڑ دینا اس ملت اسلامیہ میں بڑی بہدلی بدعت ہو کر آ  
 کہ نبیوالی بدعتیں کو اور کر توڑنے والی گناہوں میں سے ہو اور میں اس مسئلہ کی توضیح کی اپنی کتاب میں جو  
 کا نام مجتہد ہے اور فقہاء کی منکلی ملازم محمد بن علی شوکانی نے اپنی کتاب بالاعتقاد المقیہ اور ادب الطلب میں اور غیر  
 شوکانی نے اپنی اپنی تصنیفوں میں جس شخص کو اس بدعت کی حقیقت پر واقف ہونا منظور ہے جیسا کہ اظہار الایمان  
 محل شیعہ میں وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے جس میں بھری سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ بے شک اللہ





کی تعلیم ہے اس دعوت کی گرفت جب ایک دن من کا دوسرے کو کتاب سنت کی طرف بلا دے اور معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو ایسا ہونا چاہیے کہ قریب دعا دے کر کوئین تو اس کا مقابلہ کریں طاعت اور اذعان اور اجابت کو ساتھ کرنا سنا نے سمیعنا قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَاَطَعْنَا اَمْرًا وَارْتَمَاْنَا ذٰلِكَ فَمَا يَكُنْهُ وَكَوْنَهُ يَصْطَرِّفُهُمْ یعنی کہتے ہیں سنا ہر حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کا قول اور اطاعت کی ہم نے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی راگہ اس مع وطاعت میں انکا نقصان ضرر کیوں نہ ہو کما علامہ ابو الطیب مرحوم نے ہم متخاصمین کے درمیان حکم کے واسطے کہ کتاب سنت کی طرف دعوت پر گفتگو کو چکے اور بیان کو چکے کہ نقصات میں سے کس کے پاس جانا واجب نہیں ہے اور کس کے پاس جانا واجب ہے اور یہ آیت بآورد وجود اختصار و ایجاز کے حاوی اور شامل ہے ہر اس چیز کو جس کا کرنا مسلمانوں کو لازم ہے پہلے اللہ سبحانہ فرمائیے لوگوں کی تعریف کی اور ان پر نسا کی اور فرمایا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی یہی لوگ ناجی ہیں اور فائز دنیا و آخرت کو خیریت کو ساتھ ہر اصرے اعلیٰ ایک اور تعریف بیان کی اور فرمایا مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَجْعَلْ لَهُ اللَّهُ مَخْرَجًا وَيُغْنِهِ اللَّهُ عَنْهُ الْفَقْرَ اس جملہ میں پہلے جملہ کے معنوں کو ثابت کیا ہے کہ مومنوں کا حال احسن احوال ہے اور غیر مومنین کو غریب ہی ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کو خدا میں آبادین اور اعلیٰ متابعت کریں اللہ اور اس کے رسول کی طاعت میں بڑھیں اللہ عزوجل سے زمانہ ماضی کے گناہوں کو خیال کر کے اور بعین زمانہ آئندہ میں گناہوں کے کرنے سے بعض ملوک سے مروی ہے کہ اس نے سوال کیا حاضرین مجلس کو آیت کافی سے تو اس کے واسطے کہ اس آیت کو پڑھا گیا اور یہ آیت فلاح اور فوز کے اسباب کی جامع ہے اور کاملہ اور شاملہ و بالہ التوفیق و ہوسنتان بہ اللہ سبحانہ نے منافقوں کو حکایت کیا کہ انہوں نے جب اچانا اصرے کے حکم کو تو انہوں نے قسمیں کھائیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کرے تو ضرور نکلیں اور فرمایا وَاَسْمِعُوا بِاللَّهِ جَعَلَ اِيْمَانُكُمْ فَيْضًا لَكُمْ اَمْ كُنْتُمْ تَخْشَوْنَ ۝ قُلْ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكُمْ مَآحِلٌ وَعَلَيْكُمْ مَآحِلُكُمْ وَاِنْ تَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَی الرَّسُولِ الْاِلْبَاسُ ۝ اور تمہیں کہتے ہیں اس کی اپنی تاکید کی تمہیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب کو چھوڑ نکلیں تو کہ تمہیں نہ کہا و فرمانبرداری چاہیے جو مستعد ہے البعد اللہ کو خبر ہے جو کرتے تو کہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ہر اگر تم سونہ پیر گے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجہ اس پر کہا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجہ تم پر کہا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام دالیکا ذمہ نہیں مگر ہر بوجہ دینا کہ لو کہ وف اللہ تعالیٰ منافقوں سے خبر دیتا ہے

جو تین کما کر تیس حضرت مسلمان علیہ السلام کے واسطے کہتے اگر تو ہم کو حکم کرے تو ہم سب کو چہر نکلیں! تم نے  
 جواب میں فرمایا تو کہ اے محمد تین کما کر تمہاری طاعت تو نہیں ہے یعنی تمہاری طاعت معلوم ہو چکی ہے اور یہ  
 تمہاری سونگی بات ہر جہم عمل نہیں کرو گے اور یہ تم تین کما کر تو جہم بول رہے ہو کما قال تعالیٰ یَحْلِفُونَ  
 لَكَ لَتَرْضَوْا عَنْهُمْ بِنِیَسَمِیْنِ کہ تم میں تمہارے خوش کرنے کے واسطے فَإِنْ رَضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا  
 يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ بنے اگر تم ان کو خوش ہو جاؤ تو اللہ تو خوش نہیں ہو تا بس حکم لوگوں سے اور یہ  
 فرمایا اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ لَمَّا كَانَتْ تَعْمَلُونَ بِنِیَسَمِیْنِ یہی ہیں اپنی  
 قسمیں بے مال بنا کر پھر دکر میں اسکی اسے یہ لوگ بڑے کام میں جو کر رہے ہیں انہیں وہ فاکل نہیں عرض کر رہے  
 ہیں! اور انکی سمیت اور طبیعت میں جہم مخلوق ہوا ہے نہایت کہ اگر تمہارا مرن میں ہی جہم بے قسم میں  
 کما قال تعالیٰ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِأَخِيهِمْ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
 لَئِنْ أَخْرِجَكَمُ الْيَهُودُ مِنْكُمْ وَلَا نَاطِقٌ فِيمَكُمْ أَخَذَ الْأَيْمَانَ قَوْلَهُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ  
 يَشْعَلُ أَيْمَانَهُمْ لَكِن يَدُونَ لَئِنْ أَخْرِجُوا لَا تَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُوهُمْ وَلَا يَدُونَ  
 نَصْرَهُمْ وَلَئِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْعُرُونَ بِمَا يَكْفُرُونَ بِنِیَسَمِیْنِ کہ تمہارے جہم میں کہتے ہیں اپنے بائین  
 کو جو سکر میں کتاب والوں میں ہو اگر کوئی تم کو نکال دے گا تو ہم سب نکلیں گے تمہاری ساتھ اور کہانہ مانیں گے کسی کا  
 تمہارے ضمن کسی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے وہ جہم میں اگر  
 نکالے جا دیں گے یہ نہ نکلیں گے انکے ساتھ اور اگر اسنے لڑائی ہوگی یہ نہ مدد کریں گے انکی اور اگر مدد کریں گے تو  
 بائیں گے پیٹھ دکر کہہ کہیں نہ مدد پاویں گے بعض نے کہا طاعت سرورہ کے یہ معنی ہیں کہ تین کما کر تو  
 کے موافق حکم ہر فارسی کرد طاعت اور احسان کے سوا چیتے اور اس کے قبول کو مومن اطاعت کرتے ہیں طاعت  
 طاعت پہر ہم یہی ہے ہوا جو ان اللہ خیر یسما تَعْمَلُونَ البتہ اللہ کو خبر ہے تمہاری اور ان لوگوں کی جو  
 اطاعت کرتے ہیں اللہ کی بہترین کما کی اور طاعت کا اظہار حالانکہ دل کے خلاف ہو مخلوق اس کے ساتھ دیکھا  
 کہا جاتی ہے وکن خالق مخلوقات تو سر واسخے جو در ہے ہر مخلوق کے افعال اعمال سے کوئی شے مخفی نہیں  
 ہے وہ اپنے بندوں کے دلوں کا خبر ہے اگر وہ وہ دل کے خلاف ظاہر کریں بہر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل اطیعوا اللہ  
 واطیعوا الرسول فینے کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت کی اتباع کرو علیہما صلے الباطن رسالت اور ادا  
 امانت مراد ہے اور علیکم ما حلتکم سے اہک قبل کرنا اور اسکی تعلیم اور اس کے مقتضی کے ساتھ قیام مراد ہے اور

یہ جو فرمایا دین تطیعو تعبدوا توبہ سواسطے کہ وہ صراط مستقیم کی طرف بلاتا ہے اس بات کی راہ کی طرف ہر  
 کے ملک میں جو ہے آسمان میں اور جو ہے زمین میں اور خرابی ہے منکرون کر ایک سخت عذاب اور یہ جو اسے  
 فرمایا ماعل الرسول الا البلاغ اللہین توبہ اسے خالی کے بقول کی طرح ہے یا تعالٰیٰ اعلیٰک البلاغ و  
 علیہا الحساب یعنی توبہ پر پورا دینا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا اور جیسے فرمایا فذکر انما انت مذکور  
 کست علیکم یحییٰ یعنی تم سب تیرا کام ہی ہے تمہارا ان زمین ابن دار و دعا و سب بن مہجے اوحی  
 اللہ الیہ من انیکم بغیر سر لیل قال لہ شعبا ان فتح فی بنی اسرائیل فاتی ساطط  
 لسانک یوحی مقام فقال یا سماء ویا اسمعی ویا ارض انضمتی فان اللہ یرید ان یغنی شانا فان  
 یدبر امرنا هو منفذ انہ یرید ان یحوّل الریف الی الفلاک و الاجام فی العجان و لا کھار  
 فی الصحاری و التقمہ فی الفقار و الملک فی الرعاہ و یرید ان یبعث امیام من الامینین لیس  
 یقضی و لا یخلف فی الاسواق لویہ علی السداح لہ یطیفہ من سکتہ و لو فی علی القصب  
 الیاس لہ یتمہ من محض قد منہ ابعثہ بشیر و نذیر لہ لا یقول لہا یغفرہ اعلمنا غمنا و  
 اذا ناصنا و قلوبنا علنا و اسدہ بکل امر جمیل فاهب لہ کل خلوق کریم و اجعل  
 السکنین لیسہ و الزین عار لہ و التقوی ضمیرہ و الحکمتہ منطوقہ و الصدیق و الوفاء لم یعتہ  
 و العفود المعروف خلقہ و الخوف شریعتہ و العدل یدرہ و الہدی امامہ و الاسلام ملکہ  
 و احب اسمہ اھدی بہ بعد الضلالۃ و ارفع بہ بعد الخسارۃ و اعرف بہ التکرہ و اکثر  
 بہ بعد الفلہ و اغنی بہ بعد العینہ و اجمع بہ بعد الفرقة و ازلت یوہن اسمہ مستغفر قہ  
 و قلوب مختلفہ و اھوایہ منشئتہ و استغفر بہ فیما مانع الناس علیما تین الملکہ و اجعل  
 امتہ خیر امتہ اخیضت للناس بامرہن بالمعرفہ و یفکھون عن لکتاب موحیدین یخلصہ  
 مصطفین یملکانت یہ الرسل یبھامہ من کی نبی اسرائیل کے پیروں میں سے ایک پیغمبر کی طرف  
 جس کا نام شیبا تھا کہ تو اسے نبی اسرائیل میں من تیری زبان کو چلائے گا وہی کے ساتھ حضرت شعبار اٹھے اور فرمایا  
 اسی آسمان میں ہے اور اوزن میں چکر پس البتہ اسے چاہتا ہے ایک دھند کو کا جابی کرنا اور ایک کام کی تدبیر کہ  
 وہ اس کو نافذ کرنے والا ہے اس نے چاہا ہے کہ ہالہ کرے اور سپرد کرتے زرعیت کو اس کی کل کی طرف اور  
 درختوں کی انہوی کو بہت زمین کی طرف اور ندیوں کو جنگلون کی طرف اور کینہ کو مفسدون میں اور سلطنت

کو چہرہ ہون میں اور اس نے چاہے کہ بیچے ایک اُمی کو آن پڑ ہوں میں جو نہ ہوگا وہ اپنی اُمی سخت گواہ نہ سخت  
(دل اور نہ شود کہ نوالا باز نہ ہوں میں اگر (بالعرض) وہ گندے گا چراغ کے پاس سے تو نہ بچے گا وہ چراغ بہ سبب  
اسکی سکینت کر اور اگر خشک پے سے گندے گا تو بھی اسے پائے کی آہٹ سنائی نہ دے گی بیچے گا اسے کو خوشی  
سنائے کہ بڑا اور ڈرائیکے لیے یہ وہ نہ بولے گا کہ لڑیکا اسکی وجہ سے اندھنی ٹھہرے گا دن کو اور ان  
د لون کو خیر غلاف میں اور سر اور جہیل کے ساتھ ہو کہ ہنوار کرے گا اور طیار کرے گا اسکو و سطوہ عہدہ خصلت اور  
کرے گا سکینت کو ہکا لباس اور بکلی کو اسکا شعار ..... اور کرے گا تقویٰ کو اسکو دل میں اور اسے  
بولے میں سمجھ اور اسکی طبیعت میں سچائی اور وفاد اور اسکی پیدائش میں (یا اسکی خمین) معافی اور بھلائی اور  
کرے گا اسکی خیریت کو درست اور بناوے گا اسکی سیرت کو انصاف اور ہدایت کو اسکا پیشوا اور سلام کو اسکا دین  
اور رکھو گا اسکا نام احمد راہ دیگا لوگوں کو اسے ساتھ گراہی کے پیچھے اور خبردار کرے گا اسے ساتھ جہالت کو  
بعد اور بلند کرے گا اسے ساتھ گناہی کے بعد اور بچھوٹے گا اسے ساتھ ادب پر چہرہ دن کو ادبیت کرے گا  
اسے ساتھ کمی کے بعد اور تو نگہ کرے گا اسے ساتھ مغلی کے پیچھے اور اتفاق ڈالے گا اسے ساتھ عدائے  
کے بعد اور الفت ڈالے گا اسے ساتھ متفرق استون اور مختلف لون اور حد احوال میں اور نکالے گا اسکو  
ساتھ بڑی بڑی گرد ہوں کو طاقت و اور کرے گا اسکی ہمت کو سب استون سے بہتر جو پیدا ہوئے ہیں لوگوں میں  
حکم کرے گی لوگوں کو پسند بات کا اور منع کرے گی ناپسند بات کو اسکو کو ایک جانتے ہوئے (اسکی ذات و صفات  
و تعال میں) ایمان لائے ہوئے (اسکو پر) اخلاص کر نیوالے (اسکو کے لیے) تصدیق کر نیوالے بھیر کی جسکو رسول  
لایا (اسکے پاس سے) رواۃ انہی آتی حکایت فتح کا بیان یہ ہے جدیدین سے اپنی طاقت کو موافق نشین کہانا  
مراد ہے بعض نے کہا جہد یعنی صرف اسکی فتنہ کما نام راہے نہ عنبر کی اور چونکہ انکا یہ مقالہ کہ اگر تو ہو کہ خبر دی  
جہاد کی طرقت نکلتی کہ تو ہم ضرور سب کچھ جوڑ نکلیں گے جو ہوتا تھا اور اکی نشین فاجرہ تو اسنے اپنہ زجر فرمایا اور فرمایا  
قل لا تعسوا یعنی جس طاعت کا تم حکم کیے جلتے ہو اسے کرنے پر نشین نہ کماؤ اور کلام بیان ختم ہو گئی اور  
جہاد طاعت معروضہ منافق ہے یعنی اکی طاعت طاعت معروضہ ہے اس طرح کہ جو کچھ کرنے ہیں نفاق کے طور پر کر کر  
ہیں نہ اعتقاد ایمان سے بعض نے کہا سنئے یہ میں طاعت کے ساتھ زیادہ مناسبت ہو مہار کو ایمان سے  
بعض نے کہا سنئے یہ میں تم کو طاعت بجالانا چاہیے بعض نے کہا سنئے یہ میں جو امر تم سے طلب کیا جاتا ہے وہ  
طاعت معروضہ معلوم ہے جس میں شک و شبہ نہ ہو اور بعض نے طاعت کو مفسوب بڑا ہدف معنی یہ ہوئے

أَطِيعُوا طَاعَةً إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ یعنی اس کو خبر ہے جو تم زبان و طاعت بجا لائیکا اقرار کرتے ہو اور  
 دین میں اس کے خلاف جمائی ہو اور یہ انکی طاعت کی طاعت منافقانہ ہو نیکی ملت ہی یہ اللہ سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلی  
 علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ انکو حکم کرے اسکی طاعت اور اسکی رسول کی طاعت کا اور فرمایا قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا  
 الرَّسُولَ یعنی ظاہر باطنِ خلوص اعتقاد اور نیت صحیحہ کے ساتھ اس کے رسول کی طاعت بجا لاؤ اور فلا  
 قولوا میں خطاب ماسرین کو ہے اور اس میں التفات ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب ہی انکے خطاب کی طرف  
 انپر امر کی تاکید کے واسطہ اور انکی طاعت اور انقیاد کی طرف ہدایت کر نیکی کے ساتھ اہتمام کے لیے اس طرح کا جو  
 اس کا یہ قول ہے فَإِنَّمَا عَلَيْكَ مَحَلٌّ وَعَلَيْكُمْ مَحَلٌّ یعنی نبی پر تبلیغ کا بوجہ ہے اور کچھ نہیں اور وہ نبی  
 بوجہ کو اتنا چکا اور تم پر اسکی تبلیغ کی طاعت اور اجابت کا بوجہ ہے اور تم نے اس بوجہ کو نہیں اتارا اور اس  
 میں وعید ہے انکو یہ بہر فرمایا اگر تم اسکا کمانا اور وہی میں قوراء پاؤ حق کی طرف اور حاصل کرو خیر کو اور سخت  
 ہو جاؤ ثواب کے والے حضری کہتے ہیں دیدین اسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا حضرت  
 فرمائیے اگر ہماری اور پر ایسے حاکم ہوں جو ہم سے اپنا حق لے لیوں اور ہمارا حق بکھو ندیوں فرمایا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ  
 مَا حَلَّكُمْ وَعَلَيْكُمْ مَا حَلَّكُمْ یعنی انکو ذمہ ہے وہ بوجہ جو انپر رکھا ہے اور تم پر وہ بوجہ جو تم پر رکھا ہے اَلْحُجَّةُ  
 مُسَلَّمَةٌ وَالزَّمِيمَةُ دَعَاؤُهَا عَنْ عُلُقَةَ بْنِ وَارِثٍ اَلْحَضَرَةُ حُجِّي جابر بن جہاگیا اگر مجھے پچا حکم فاجر ہو  
 اور میں ملوں گے ساتھ گمراہ لوگوں کو کیا میں اس کے ہمراہ ہو کر لڑائی کروں فرمایا لڑائی کر گمراہ لوگوں کے ساتھ  
 جہان تو انکو یاد دے اور امام ذمہ دار ہے اس بوجہ کا جو سپر رکھا گیا ہے اور تم ذمہ دار ہو اس کے جو تم پر رکھا گیا  
 ہے اور جلد دما علی الرسول اَلَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ کا مضمون پہلے مضمون کتابت کرتا ہے اور لام الرسول  
 میں عہد کے لئے ہے بصورت میں رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہونگے یا جس کے لئے بصورت میں  
 رسول سے کل رسول مراد ہونگے اور بلاغ مبین تبلیغ و وضع با وضوح مراد ہے اور مضمون میں رسول جن بات کا ذمہ  
 دار تھا اس نے اپنا ذمہ اتار دیا اب تم ہی جن بات کے ذمہ دار ہو اپنا ذمہ اتارو وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَسْخَرُ  
 لَهُمُ الصَّالِحِينَ لِيَسْقُوا مِنْهُم مِّنَ الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانَ كَذِبًا  
 لَهُمْ دِينُهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي مَقْلَبٍ وَلَا  
 يَشِيرُ كُونَ فِي شَيْءٍ مِّنْهُمْ يُعَذِّبُكَ فَلَوْلَئِكَ هُمُ الْغَافِقُونَ ۝ وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں  
 ایمان لائے وہ میں اور کیسے میں نیک کام اللہ بھیجے حاکم کرے گا انکو ملک میں عیا حاکم کیا تھا ان سے انکو لڑ کر



اور جلدیگا انکو دین کا جو پسند کر دیا انکو اور دیگا انکو ڈکے بدل اس میں ہر شے کی گئی کرین کے شریک نہ کیے میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کر لیا اس سے پیچھے سو دہی لوگ ہیں بے حکم ف اس آیت میں خطاب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اگر لوگوں کو جان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دیگا اور جو دین پسند ہوں گے ہمارے سوا قائم کرے گا اور وہ جنگی کریں گے بغیر شرک کے پچاروں غلیفوں سے ہوا پہلے غلیفوں سے اور زیادہ بہر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے انکو بے حکم فرمایا جو کوئی انکی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا ف یہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اپنی پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسباق کا کہ وہ انکو غنیمت و بیشمار ثواب بنا دیگا اور لوگوں کے امام اور انپر والی اور انہیں کے ساتھ بلا کی اصلاح ہوگی اور لوگ انکے لیے جکیں گے اور بدلے میں دیگا انکو ڈکے پیچھے اس میں اور حکومت اور پورا کیا یہ وعدہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دے الحمد للہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہ ہوئے تھے کہ اللہ نے فتح کر دیا آپ کے واسطے کہ آخر خیر اور بحرین اور عرب کا کل جزیرہ اور یمن کی ساری زمین اور لیا خیر (تامدان) ملک ہجر کے مجوسین سے اور شام کے بعض اطراف سے اور مدینہ (مخض) بھیجا آپ کو صلوات اللہ علیہ وسلم ہر قل روم کے بادشاہ نے اور مصر اور سکندریہ کے صاحب نے جبکہ امام موقوف تھا اور عمان کے بادشاہ ہونے اور نجاشی نے جو حبش کے ملک کا بادشاہ تھا جو صحیحہ کے پیچھے حبش کا ملک بنا کر اللہ واکر بہر حبیب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے اور اللہ نے حضرت کو بیس اس عزت و کرامت کو پسند کیا جو اپنے پاس اس نے حضرت کے واسطے طیار کر رکھی ہے تو کٹر کیا خلافت کے امر کو آپ کے بعد آپ کے خلیفے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہر جمع کیا اس نے اسے جو مسافر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بعد اور عرب کے جزیری کو لیکر سنوارا اور بیٹھے اسلام کے لشکر بلاد فارس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو انکا خلیفہ اور انپر افسر کر کے بہر اونہوں نے فتح کر لیا ملک فارس کا ایک کٹرا اور قتل کیا اہل فارس کی ایک مخلوق کو اور بیٹھے اور لشکر ارض خام کی طرف اور خلیفہ بنایا انپر اور فسر کیا انکا ابوعبیدہ بن جراح کو اور ایک تیسرا لشکر بھیجا عمر بن عباس کو دیکر بلاد مصر کی طرف تو حبش شامی کے ہاتھ سے اللہ نے ایام ابوبکر صدیق میں لصری اور دمشق اور بلاد حران اور اسکے ارد گرد کے بلاد فتح کروائے بہر اللہ نے اسکو فوت کیا اور پسند کیا انکو واسطے اس عزت و کرامت کو جو اسکے پاس تھی اور حسان کیا اللہ نے اہل اسلام پر اس طرح کہ دل میں ڈالا ابوبکر صدیق کے عمر فاروق کو خلیفہ کو جانا بہر کٹر کیا خلافت کو امر کو عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کے بعد پوری طرح کٹر کرنا کہ انبیاء کے بعد کسی ایسے خلیفے پر فلک سے دوز سنیں کیا اسکی سیرت کی قوت اور اس کے کمال عدل میں بہر اسکے ایام میں بلاد شامیہ کی فتح پوری ہوئی اور





کے بارہ امام نہیں ہیں کیونکہ گنت ان میں سے ایسے تھے کہ وہ وقت کو حاکم تھے اور یہی بارانِ طیفی جن کی بابت احمد بن حنبل اور پیشگوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یہ حاکم ہونگے بہر اضافہ کریں گے اور انکی بشارت گذشتہ کتاب میں ہی آئی ہے پھر انکا پورا ہے انہیں صریح نہیں ہے بلکہ انکا وجود مستند متسلح بھی ہوگا اور متفرق ہی ان میں سے جابر بن عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ بن عثمان بن علی رضوان اللہ علیہم جمع ہیں پھر انکے بعد قمر کا زمانہ آیا پھر ان میں سے جابر کا ہونا مقدر تادمہ ہوا پھر ان میں سے جو باقی ہیں وہ اپنے اپنے وقت میں موجود ہونے جاویں گے انہیں میں سے ہونگے امام مہدی جنکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا اور اسکی کنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہوگی وہ بہر دیگان میں کہ عدل اور انصاف کے ساتھ جیسے اسکے پہلے ظلم و ستم کے ساتھ بہی ہوگی سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام آرا و مہدی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَصُوفًا يَنْصُرُ مِيرَاجَ نِيسَ سَالٍ تِلْكَ تَوَافُتُ هِيَ هُوَ رِيسَ مِيرَاجَ جَابِلِ طَلَبِ كَ اِہر ہوگی بادشاہ کاٹ کاٹ کما نیوالی رِوَاہُ اَلْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ اَبُوہُ اَوَّلُہُ اَلْزَمِدِیُّ اور ابو العالی نے اللہ تعالیٰ کے قول وَحَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ لَنَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اَسْتَخْلَفْنَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَنُمِیِّزَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَنُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا الْاٰیۃُ الْغٰیۃُ مِیْنِ رُوحِہٖ کیا کہ حضرت اور آپ کے اصحاب کم میں دس سال تک ہے بلاتے تھے انکے بیٹوں اور اسکی عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے جب چہیکر اور وہ ڈرتے تھے انکو لڑائی کا حکم ہو ایسا تاکہ انکو حکم ہو ابدیہ کی طرف ہجرت کرینکا پھر وہ اسے مدینہ میں اور انکو حکم کیا اسنے لڑائی کا اور وہ وہاں ہی خائف تہر سام کرتے سلحہ را و صبح کرتے سلحہ را پھر جیکہ اسنے لڑائی اسجال میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اَبَدًا لَّا تَکْھِرُ عَنْ مَخَافَتِیْ هٰکَذَا اَمَّا یَا قَاتِ عَلَیْنَا یَوْمَ نَأْسُ فِیْہِ وَنَضْمُ السِّلَاحِ یعنی یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسبطر خائف رہیں گے کیا ہمیں ایسا زمانہ نہ آوے گا جس میں ہم بے ڈر ہوویں اور ہتھیاروں کو رکھ دیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہرگز نصبر کرو گے مگر تہڑا سا ایسا تاکہ کیٹھے گا ایک آدمی غم میں سے بڑی جماعت میں گوٹ مارے والا ہوگا اس مجلس میں اسے (کا ہتھیار) اور اللہ نے اس آیت کو اتارا پھر غالب کیا اللہ نے اپنے نبی کو جزیرہ عرب پر پھر وہ با اس سبکو اور رکھ دیے ہتھیار پھر اللہ تعالیٰ نے غالب کیا اپنے پیغمبر کو پھر اصحاب اسطرح با اس ہے

ابوبکر اور عثمان کی خلافت میں بہانہ کر دیا کہ وہی اس چیز میں کہ اہم ہوئے پہر داخل ہوا انہوں نے  
 پہر پہر کے اونٹوں کے ساتھ (اور کین اونٹوں کے صلہ میں) اور اونٹوں کے بدلہ بار پہلی حالت کو پہر بدل گئی انکی حالت  
 گنا بعض سلف نے ابوبکر اور عثمان کی خلافت کتاب السنہ و ثوابت جو پہر اس آیت کو پڑھا گنا بار بن عازب نے  
 اتری بیات اور ہم سخت خوف میں تھے اور یہ کہ میرا اللہ تعالیٰ کے بقول کہ صرح ہے مَا ذُكِرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ  
 فَسَنُضَعُوهُمْ فِي الْأَرْضِ نَحْنُ أَنْ يَخْطِفَكُمْ النَّاسُ فَأَذْكُوكُمْ فَإِذَا كُنْتُمْ بِقُصْرٍ وَرَزَقَكُمْ  
 مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ میں نے اور یاد کر جب وقت تم تھوڑے تھے پہر مغلوب ہو کر ملے ملک میں تھے  
 تھے کہ اچانک لین تم کو گاہ پہر اس نے تم کو جگہ دی اور زور دیا تم کو اپنی مدد کے ساتھ اور مدنی دی تم کو ستھری  
 چیزیں شاید تم حق مانو اور اس کا قول گنا اُتخلف الذين آمنوا قباضهم ولباسهم من حيث آمنوا  
 عليه السلام سے حکایت کیا کہ اونٹوں فرمایا اپنی قوم کو عسى ربكم ان يهلك عدوكم وليتخلفكم  
 فِي الْأَرْضِ فَنَنْظُرْ كَيْفَ تَعْمَلُونَ پس تم کو سامنے نے نزدیک سے کہ بہت ہمارا کہہا ہو تمہارے دشمن کو اور ناب  
 کرتے تم کو ملک میں پہر پہر کے تم کو کام کرنے ہو اور صبر فرمایا وَرَبُّكَ أَنْ تَنْكُرَ عَلَى الَّذِينَ اسْتَفْعَلُوا فِي  
 الْأَرْضِ وَتَجْعَلَهُمْ آيَةً وَتَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَتَنْكُرَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَتَرَى فِي عُرْوَةٍ وَهَاسِرٍ  
 وَجُودُهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَجِدُونَ بِنِي تَمَّ جَمْعُهُمْ مِنْ كَرِيمٍ انہر جو کہ فر پڑے تھے ملک میں  
 اور کر دین انکو سر دار اور کر دین انکو قائم مقام اور جوادین انکو ملک میں اور دکھا دین فرعون اور ہامان کو اور  
 انکے لشکروں کو انکے ہاتھ میں جو چیز کا خطرہ کہتے تھے آمدیہ جو فرمایا وَتَجْعَلَهُمْ آيَةً لَكُمْ لِيَتَذَكَّرُوا اللَّهُ الَّذِي  
 ارْتَضَى لَهُمْ نَبِيًّا وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ فَسَيَمْلِكُوا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ  
 الْحَايَةَ قَالَ لَهُ أَسْرِعْ فَمَا تَكُنْ فَذَلِكُمُ الْعَمَلُ الَّذِي كَفَرْتُمْ بِهِ فَأَنْتُمْ فِي عَذَابٍ  
 حَتَّى تَخْرُجَ الطَّيِّبِينَ مِنَ الْحَيَاةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَيُخْرِجُوا أَحَدًا وَيُفْتَحُونَ كُنُوزَ كَثِيرَةٍ  
 أَنْتُمْ مَرْفُوعَتُ كَثِيرٍ ابْنُ هُرَيْرٍ قَالَ ثُمَّ كَثُرَ ابْنُ هُرَيْرٍ ابْنُ هُرَيْرٍ ابْنُ هُرَيْرٍ ابْنُ هُرَيْرٍ ابْنُ هُرَيْرٍ  
 أَحَدٌ قَالَ حَدَّثَنِي بَنُ حُلَاقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الطَّيِّبَةُ تَخْرُجُ مِنَ الْحَيَاةِ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي عَذَابٍ  
 جَوَارِ أَحَدٍ وَلَقَدْ كُنْتُ نِيْمًا فَفُتِحَ كُنُوزُ كَثِيرَةٍ ابْنُ هُرَيْرٍ وَالَّذِي كَفَرْتُمْ بِهِ فَتَكُونُ الثَّانِيَةُ  
 لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونِي فِي عَذَابٍ كَثِيرٍ كَثِيرٍ كَثِيرٍ  
 ہے امدی بولانین یا حضرت میں نے انکو نہیں پہچانا (مجھے نہیں دیکھا) لکن اس شہر کا نام عثمانیہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سیرجان ہو گا یہ دین ذکر تکلیف صحت حیرہ ہو  
 اور اگر اس گھر کا طواف کر لگی کسی کی مدد کے سوا اور ضرور مفتوح ہو دین کے کسی بن ہرن کے خزانے میں  
 عرض کہ کسی بن ہرن کا پانی کسی بن ہرن کے سر پر نہ ہو گا اور نہ فرج کا دیگا مال ترکہ و قبول کرے گا اسکو کوئی کما دی بن ہار نے بہرہ  
 عدت نکلتی ہے حیرہ سے اور اگر کسی کی مدد کے سوا اس گھر کا طواف کر لینی ہے اور البتہ نہ امین ان لوگوں میں  
 جنہوں نے کسی بن ہرن کے خزانے فتح کیے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سیرجان ہو ضرور قسری بات ہی ہوگی  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم الخلیل علیہ السلام کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کثیر ھذا الامۃ بالکفا والیرفعۃ والذین والتصریر والتمکین فی الارض فمن عمل فیہم  
 عمل الا اخرجہم للدنیا کم یکن لہ فی الاخرۃ نصیب یسے بنات دی گئی ہے اس امت کو روشنائی اور  
 بلندی اور دین اور دوزمین میں سلطنت کے ساتھ ہر جو شخص ان میں سے آخرت کا کام دنیا کے وسط کر کے  
 اسکا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا رواۃ الامام احمد اور اللہ تعالیٰ کے قل یعبدونی ولا یشرکوا بی  
 شیعۃ الی تفسیر میں اللہ نے عاؤ بن جیل سے روایت کیا کہ میں ایک وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تھا گھر  
 پر نہ تھا میرے درمیان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مگر کاشی کی پھلی ٹھری فرمایا اسے معاف ہے عرض  
 کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہوں معاف نہ کیا پہلے حضرت ایک گھڑی پہ فرمایا اسے معاف ہے  
 عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہوں فرمایا ھل تزدی ماحل اللہ علی العباد قللت اللہ  
 ورسولہ اعلمہ قال حق اللہ علی العباد ان یعبدوا رسولہ ولا یشرکوا بہ شیعۃ بنے بدلنا جاتا ہے اس  
 تعالیٰ کا بندو بندہ پر کیا حق ہو مینے کہا اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اللہ کا حق بندو بندہ پر ہے کہ اسکا  
 عبادت کریں اور نہ شریک بنادیں اس کے ساتھ کسی چیز کو متاڈنے کہا پہر اپنے ایک گھڑی تک سیر کیا پہر فرمایا  
 لے جاؤ جیل کے بیٹھے مینے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور بار بار حاضر ہوں فرمایا ھل تزدی ماحل  
 اللہ علی العباد قللت اللہ ورسولہ اعلمہ قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوا رسولہ ولا یشرکوا بہ  
 شیعۃ بنے کیا جاتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہو جب وہ اللہ کا حق ادا کریں معاف نہ کیا مینے  
 عرض کی اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر ہے کہ وہ انکو عذاب نہ کرے انکو عذاب  
 فی الصیغۃ من حدیث قتادہ اور جو فرمایا میں گھر سے نکلتا ہوں فاما لک ہم الفیقون غیر  
 ہر شخص نکلے گا اسکو بعد اسکی طاعت کے تھ اپنے دیکے اس سے نکلے گا اور سکر آنا ہی گناہ کافی ہے

پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جبکہ حضرت علیؓ علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے ان کے علم پر قیام کرنے والے تھے اور سب سے پہلے ان کے تاجدار اور ان کی مدد ان کی نیتوں کو موافق ہوتی تھی تو انہیں یہ ظاہر کیا کہ اس کا کلمہ اور بلا کیا اس کا بول مشارق اور مغارب میں اور مدینہ کی انکی اس لئے تیری مدد اور حاکم ہو گئے تمام ملکہ اور عباد کے ادیب کہ حضور کیا ان کو بعد لوگوں سے بعض لوگوں کے قیام میں تو انکی مدد بھی انکی نیتوں اور عباد کے مطابق ناقص ہی و لکن البتہ ثابت ہوئی ہے بدعت صحیحین میں کئی طریق سے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کہ تَٰلِیٰ حَٰیثُہُ مَیْنِ اُمِّیّی ظَٰہِرِیْنِ عَلٰی الْحَقِّ لَا یُکْفِرُکُمْ مِّنْ خَلْدٍ لَّہُمْ دَرَکَا مِّنْ خَالِکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْاٰخِرَةِ جسے میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہیگی نقصان پہنچا کر جو انکو غور کرنا چاہے اور نہ وہ جو انکی مخالفت کرے قیامت کے دن تک اور انکے امت میں ہے یہاں تک کہ اس کا امر آوی اور وہ اس حال پر ہوں اور انکے امت میں ہر نوکدہ ٹرائی کریں و حال سے اور انکے امت میں ہر نوکدہ اترو گا جیسے ہم کو کیا اور وہ غالب ہو گا اور یہ سب انہیں صحیح میں اور ان میں کوئی قمارض نہیں ہے انتہی ملنے ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ان میں خطاب حضرت علیؓ علیہ السلام کو اور ان کو ان کے ساتھ ساتھ تھے اور میں بیان کے پہلے تھے کہ اس میں تعبیض ہے اور یہ جملہ اس معنی میں کہ ان کے ساتھ انکی طاعت حضرت علیؓ علیہ السلام کے لئے انکی ہدایت کا سبب ہے اور یہ اس سبب سے کہ ان کے ساتھ عباد کے ساتھ ایمان لاوی اور اعمال صالحات بجالا دے کہ انکو غلیظ بناو گے جیسے اس سبب سے کہ ان کے لئے فرمایا لَیْسَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنِ الْاَدْنٰی سَیْفٌ مِّنْہُمْ مَّا کُوْنُ کُفَاکَ جَانِثِیْنَ کر گیا اور یہ وعدہ جمیع امت کو شامل ہے بعض نے کہا صحابہ سے خاص ہے اور سبکی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کچھ صحابہ ہی کے ساتھ خاص تھے بلکہ ممکن ہے اس کا واقع ہونا اس امت کے ہر فرد سے اور جس نے کتاب و سنت پر عمل کیا اس نے اطاعت اس کی اور اس کے رسول کی اور لام لیست خلفہ میں جواب ہر قسم مخدوف کا یا جو اب ہے وعدہ کا اور وعدہ کو انار ہے قسم کی جا بھی کیونکہ یہ وعدہ لا محالہ ناجز اور ابھوہو الا ہے اور سنی میں کہ ضرور انکو کسے کا زمین میں ناب تعریف کریں گے جیسے انکی اپنی ملکات میں تصرف کرتے ہیں اور اس شخص کا فعل بہت ہی ہے جو کہنا ہے کہ یہ وعدہ خاص ہے خلفہ اور عباد کے ساتھ بلکہ اجر بن کے ساتھ یا یہ کہ مراد ارض سے ارض کہ ہے اور تو بیجاں چکا کہ انشاء الفاظ کے عدم کا ہوتا ہے یہ سبب خاص کا کیا ابن عربی نے ارض سے بلا حرب اور عجم مراد میں اور یہی صحیح ہے کیونکہ ملکہ کی زمین صحابہ میں پر حرام تھی حدیث صحیح میں آیا ہے لَکِنِّی الْبَاقِیْنَ سَعَدَ بَنَیْ خُکُوْلَہُ یَوْمَیْہِ لَکُمْ دَرَکَا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مؤقی میکتہ مکن انفس ہر سعد بن خلد کی بابت راوی کہتا ہے یہ فریقہ ہر حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے لیے اس لیے کہ وہ ماجر تھا اور وہ کہ میں مر گیا اور دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنہ  
 فرمایا میکتہ المہاجر میکتہ بعد قضاء نسکہ ثلاثا یعنی مہاجر کہ میں اپنا حج ادا کر کے میں دن بیکار رہتا  
 ہے اور ظاہر اس کے قول گما استخلف الذین من قبلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الذین من قبلہم سے  
 مراد ہے میرا ہے جبکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ناب بنایا تو الذین من قبلہم سے صرف نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم ہی مراد نہ ہونگے اور نہ اور کوئی خاص امت دوسری کو سوا اور جملہ دیکھتے کہ لکن لہم اذ قضی لہم مطوف  
 لیس مختلفہم پر داخل ہے اسکے علم کے نیچے اور یہ بھی مہاجر ہے اور تمکین سے تثبیت اور تقریر مراد ہے اور سنہ  
 یہ میں کہ اس کے گنا ان کو ثابت مقرر اور فراخی دیکھا انکو ملا دین بہرہ اسکے مالک ہو جادین گے اور غالب  
 ہو جادین انکا دین سب نبیوں پر اور مراد دین سے بیان اسلام ہے جیسے اس کے قول وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ  
 دینا میں اس سجدانے پہلے انکے استخلاف کو بیان کیا اور استخلاف کو انکا بادشاہ ہونا مراد ہے بہر تمکین کو  
 ثابا بیان کیا تو اس سے یہ فائدہ نکلا کہ یہ استخلاف انکا عارضی طور پر ہو گا ملک مستقر اور ثبوت کو طویل ہو گا  
 اس طرح کہ ہو گا ملک انکے واسطے اور انکی اولاد کے واسطے اور جملہ دیکھتے کہ لکن لہم اذ قضی لہم مطوف  
 کا عطف پہلے جملہ پر ہے اور اسکا ابدال اور تبدیل دونوں سے ثبوت ہا گیا ہے اور یہ دونوں لغتین میں اس لفظ میں  
 تو ہر کی زیادت دلالت کرتی ہے زیادت سے یہ صورت میں فرزت تشدید کو ترجیح ہو گی فرزت تخفیف پر  
 اور غلبے خیال کیا کہ اندرون کے درمیان فرق ہو اور وہ یہ کہ تبدیل بولنا جائے تفسیر کے قائم مقام  
 ابدال کہنہ میں ایک شخص کے ادا کو اور اسکے جگہ کسی اور چہرے کے کہنہ کو تاس نے کہا اور یہ قول صحیح ہے  
 سننے یہ میں کہ اس سجدانے کو خوف کی جگہ اس کو رکھ دے گا اور بے جادین کو اسے خوف کے اسباب جن میں وہ  
 ہیں اس طرح کہ نہ میں گے مگر اس سجدانے کو نہ اس کہیں گے مگر اسی کی اور البتہ تھے مسلمان ہجرت سے پہلے اور  
 پیچھے توڑے مشرکوں کو سخت خوف میں نہ لگتے مگر متبار لگا کر اور صبح شام نہ کرتے مگر حفاظت کو ساندہ  
 کوفہ کے ضرر کے خوف سے پہر ہو گئے غایت اس حفاظت میں اور دلیل کر دیا انکے واسطے اس نے مشرک  
 شیطانون کو اور فتح کر دی انکے لیے شہر اور قدم رکھا انکا ملک میں اور قدرت دی انکو اس میں فیللہ  
 الحمد للہ پہر ابوالعالمیہ کی وہی حدیث بیان کی جو مذکور ہوئی آتی بن کعب کہنہ میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 آئے وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور جگہ دی انکو انصار نے چلایا یا ان کو عزت بنے ایک مکان سے پہر وہ نہ تھا



کہتے کہ سلا حار سکر اور کہتے ہلاد کیونکہ کیا ہم اس ناذک کے شجر میں گئے جس میں اس ہوگا اور اطمینان ہم  
 درجے اس میں گما نہ سرب آیت نازل ہوئی اور پورا کیا اس نے اپنا وعدہ اور غالب کیا مسلمانوں کو عرب  
 کے خبر یہ براہ انہوں نے فتح کیے دوسرے دور مشرق اور مغرب کو شہر اور انہوں نے تو بہ بڑی سلطنت اکاسرہ کی  
 اور مالک کے خزانوں کے اور مغولی ہو کر دنیا پر اور اس آیت میں تری روشن دلیل ہے ابو بکر صدیق اور  
 باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر حضرت علی علیہ السلام کے بعد کیونکہ مسلمانوں میں جو حاکم ایمان  
 لائے اور انہوں نے نیک کام کیے وہ یہی تھے اور انہیں کے زمانہ میں فتوحات عظیمہ ہاتھ آئیں اور انہیں کے ایمان  
 میں کسری اور فیض کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور انہیں کے عہد میں حاصل ہوا اس اور نیکیز  
 اور دین کا ظہور سفینہ کہتے ہیں سینے سے اس حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے خلافت میرے بعد بیس سال  
 ریگی راوی کہتا ہے یہ سفینہ نے ابو بکر کی خلافت کو دو سال بتایا اور عمر کی خلافت کو دس سال اور عثمان کی  
 خلافت کو بارہ سال اور علی کی خلافت کو چھ سال علی کہتے ہیں میں نے حماد بن جوحا بن سعید کو کہا کہ تو ابھی  
 کی خلافت دو سال یاد رکھ اور عمر کی دس سال آخر تک اس کا قائل سفینہ تھا حماد بولا ہاں اس کا قائل سفینہ تھا  
 الخرجہ ابو ذر قال لثریذی کہا علامہ ابو الطیب رحمہ نے اور اس میں اجمال ہے تفصیل اس کی یہ ہے  
 کہ ابو بکر نے دو برس تین ماہ خلافت کی اور عمر نے دس برس چھ ماہ خلافت کی اور عثمان نے پورے بارہ سال  
 اور علی علیہ السلام نے چار سال نو ماہ بصورت میں ائمہ کی خلافت کا زمانہ انتیس سال چھ ماہ ہوا اور بیس سال  
 پورے جو حسن کی خلافت کے ساتھ اور انہوں نے چھ ماہ خلافت کی یہ چھ بڑی و اللہ تعالیٰ اعلم جملہ بیحد و تنبی  
 لا یشکر کوئی فی قیامہ حال ہے متخلفین سے یا سنا ہے جو حکمرانی کے ضمن میں جلا یا گیا ہے بعض نے کہا  
 عدم شرک سے اللہ کی عبادت میں ریاکانہ کرنا مراد ہے بعض نے کہا سننے میں یہ خوف کریں گے میری سوا کسی  
 قالہ ابن عباس بعض نے کہا سننے میں میری سوا کسی اور کو دوست نہ کریں گے قس و خروج عن الطاعت  
 اور طغیان فی الکفر مراد ہے مجاہد نے کہا فاسقوں و عاصی لوگ مراد ہیں ابو العالیہ کہتے ہیں اس آیت  
 میں کفر سے کفر باہر مراد نہیں ہے بلکہ محمد و سنت مراد ہے و لہذا فرمایا اَلْكَافِرُونَ مَادَنَ فَرَمَا اَلْكَافِرُونَ اہل  
 نفی نے کہا پہلے جس نے اس نعت کا انکار کیا اور اس کے حق کا مجھو دیا وہ قاتل عثمان میں جب انہوں نے  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا تو اللہ نے ان کو اس خوف سے بے ہوش یا بے تاب کیا کہ ایک دوسرے سے لڑنے  
 لگے اس عجیب کہ بہائی بہائی ہے اور یہ نہ صرف مشہور ہے انتہی بلکہ قاتل عثمان و اہل



الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ كَلِمَةً تَوْحِيدًا ۝ لَا تَخْشَوْنَ الْبَرَّ وَالْإِنْسَانَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْأَمْرِ عَزِيزٌ  
 مَا دَعَاهُمُ النَّارُ وَلَيْسَ الْمُجْتَنِبِينَ ۝ اور کئی رکونہ اور تیرہ ہزار کلمہ اور حکم میں جبرئیل کے شاہین  
 رحمہ اللہ خیال کریں کہ جو مکر میں نہکا دین کے بھاگ کر ملک میں اور انکا نہکا ناگ ہے اور بری جگہ ہے ہر جگہ  
 کی فتنہ اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں کو اقامت نماز کا حکم کرتا ہے یعنی اپنی عبادت کا احکام لکھا ہے اکیلا  
 ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور زکوٰۃ کو دینے کو اور وہ حسان کرنا ہے مخلوق کے صنیفوں اور غفلوں  
 کے ساتھ اور یہ کہ ہر دین کے گمراہ اس میں فرمانبردارانہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے علیہ السلام کے  
 پیچھے اپنی زمین کے اسکا حکم کیا اور اس کے ترک میں جس سے انکو ڈانا شاید انہر حکم ہو اور اس میں نہکا  
 ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے اس پر عزم کرتا ہے ہر فرمایا دوسری آیت میں اُولَٰئِكَ سَيَرْجُمُهُمُ اللّٰهُ اَوَّيْ  
 حَورَ مَا يَلَاخُشْنَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْاَنْفِ وَمَا دَعَاهُمُ النَّارُ وَلَيْسَ الْمُجْتَنِبِينَ ۝ اور  
 سے آیت میں ظن ہر وہ ہے یعنی نہ خیال کر اسے محمد کہ جنہوں نے نیری مخالفت کی اور محمد کو جلا یا وہ تہکا  
 اس کو ملک میں بھاگ کر نہیں رہ سکا نہیں سکتے اس کو بلکہ اس کو مارا ہے انہر اور وہ نہ قریب انکو ہر سخت خدا  
 کو لگا دیکھنا فرمایا دامن النار و لیس المجتنبین انکا تہکا مارا دوزخ ہے اور ہر اسے انجام کافروں کا اور  
 ہر جہہ شہین کی جگہ اور ہر اسے بجا و فاتحہ کا بیان ہے کہ اقامت نماز اور اتنا زکوٰۃ پر لگنا گذر کر  
 اور دوبارہ اس کی طاعت رسول کو یہ سطر ناکید اور اس کی طاعت کو خاص کیا کیونکہ اس کی طاعت اس کی طاعت  
 ہے اور اس پر کو بیان نہیں کیا جس میں اس کی طاعت کرین تمہیں کے قصد کے لیے اور خدا اسکا حذف کرنا ہے  
 دلیل ہے اور محمد بن حوفا نہیں مراد میں یعنی اس کو فوت کرنا اس کے قتل دہشتے کہا سالقین مراد ہے یعنی  
 اس سے بڑھ جائز الے اور جب اس فارغ ہوا دلالت توحید کے بیان کرنے سے تو ہر سیدان کے مسائل کی  
 طرہ رجوع فرمایا اور بیان ایک خاص طور پر اسکا مذکور کیا اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْيَسَاءُ ذِكْرُكُمْ  
 الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثٌ مَّرَاتٍ ۝ مِنْ قِيلٍ مَّنْ لَّهِ الْحُكْمُ  
 حِينَ كُنْتُمْ يُعَاذُكُمْ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَمِنْ بَدْمِ صَلَوةِ الْعِزَّةِ ثَلَاثٌ مَّرَاتٍ ۝ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ  
 وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ مَنَ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ  
 الْآيَاتِ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسَاءُ ذُنُوبًا كَمَا اسَاءَ ذُنُوبَ  
 الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ التَّيَّارِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ مَّخْرُجًا ۚ وَمِنْ اٰيَاتِهِٗ جَعَلَ لِكُلِّ فِتْنَةٍ مُّخْرَجًا ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اے ایمان والو! پرہیزگاری میں تم میں سے جو بیمار ہو، اس کا مال میں  
 اور جو نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور حیب انار رکھنے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں  
 اور عشا کی نماز سے پہلے یہ تین وقت گھنٹوں کے ہیں تمہاری کچ گناہ نہیں پتھر اور نہ انہر لکے پیچھے بہراہی کرنا  
 ہوا ایک دو سو پانس یوں کہو تباہی اسہ تمہاری آگے باتیں اور اسہ سب جانتا ہے حکمت دالاف ان تین  
 وقت میں اگر کون کر اور غلام ٹوٹسی کو سب پرہیزگاری یعنی چاہیے اور ساری وقتوں میں حاجت نہیں فائدہ  
 جب پونچھوڑ کے تم میں عقل کی حد کو ویسی پرہیزگاری میں جیسے لیتے ہی میں ان کو اگلے یوں کہو سنا تا ہی اسہ تیر  
 تم کو اپنی باتیں اور اسہ تعالیٰ سب جانتا ہے حکمت دالاف ویسی پرہیزگاری یعنی ہر وقت صبر جدا گھڑا  
 ہر وقت خبر کر کے آدین فائدہ جو بیٹہ رہی ہیں تمہاری عورتوں میں جبکہ توقع نہیں بیاہ کی انہر گناہ نہیں  
 کہ انار رکھیں اپنے کپڑے یا نہیں کہو کمانی بہرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے انکو اور اسہ سب  
 سنا ہو جانتا فائدہ یعنی بڑی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ کہیں  
 تو اور بہتر فائدہ ان آیتوں میں اسہ تعالیٰ نے بعض نامتے دالون کو بعض پر اجازت لیکر کا بیان فرمایا ہے  
 اور ابتدا سورہ میں جو استیذان کا مسئلہ گذرا تو دالون اجاب کا استیذان اسرا ہے یعنی دالون بعض  
 اجنبیوں کے بعض پر اجازت لیکر کا بیان ہے تو اسہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ ان کو اجازت لین  
 لکے غلام اور انکے وہ بچے جو اپنی تک عقل کی حد کو نہیں پہنچیں تین وقتوں میں پہلے تو فجر کی نماز سے  
 پہلے کیونکہ لوگ فجر کی نماز سے پہلے اپنے اپنے فراشوں میں سوئے ہوئے ہیں اور دوپہر کے وقت جب لوگ  
 قیلو لکے ہوں کیونکہ انسان کہی ہوت میں ہی کپڑے انار کر اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنا ہے اور عشا  
 کی نماز کے پہلے تو خادموں اور بچوں کو حکم ہوا ہے کہ ان اوقات نماز میں گھر دالون پر ناگمان نہ چلو جایا  
 کریں کیونکہ خوف ہر مرد کو اپنے اہل کے ساتھ ہو نہیکا یا ایسی کسی اور بات کا دالندہ فرمایا ثلث عودات  
 لکھ لکھ علیک عود علیک فحرج جلتہ بعد لکھ یعنی یہ تین وقت تمہاری کہنے کے ہیں ان تینوں  
 میں آئے کے تودہ بخار نہیں ہیں اور اگر ان اوقات کے سوا کسی اور وقت میں آدین کو کچ گناہ نہیں متبہر  
 آئے دالون کو اور نہ انہر اگر وہ کچہ یکہ لین تمہارا کہلا ہوا اوقات ملا کے سوا کسی اور وقت میں کیونکہ  
 وہ اوقات نماز کے سوا اور اوقات میں چلا آئی مجاز ہیں دوسرا یہ کہ آنا جانا حد مت کیو سطر تو انکا مسفی

اور فرمیں ہے اور ان کے جانے والوں کو دعوتِ سعادت ہو جائے سوا دوسروں کو سعادت نہیں ہے امام مالک اور امام احمد  
 اور اس سن میں حضرت علی اور علیہ السلام سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے حق میں اِنھیں اَلْاَیْمَانُ اَلْاَوَّلٰی  
 اِنھیں اَلْاَوَّلٰی اَفْئِدَیْنِ عَلَیْکُمْ اَوَّالُ الْاَوَّلٰی اَفْئِدَیْنِ یعنی بلال کا جو شاہد بنی ہے وہ تو تم پر ہے جانیراہن میں ہے  
 ہے بافرمایا اے جانیراہن میں سوا دوسروں کے یہ آیت ٹکڑی ہے اور اس آیت کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا اور  
 بہت کم لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اس لیے کہ ابن عباس نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو روایہ ہے لوگوں نے قرآن میں آیتوں  
 کو بہرہ منین عمل کرنے انہیں اَلْاَوَّلٰی اَفْئِدَیْنِ اَمَّنُوا لَیْسَ اَدْنٰی لَکُمْ اَلَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَلَا یہ پرا داس  
 آیت پر جو سورہ نساء کے آخر میں ہے وَ اِذَا خَشَعَ الْقَوْلُ عَلَی الْاَوَّلٰی اَفْئِدَیْنِ اور اس آیت میں جو سورہ حجرات میں  
 ہے اِنَّ اَکْثَرَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْثَرُکُمْ رَوٰہُ بِنِ اَبِی حَاطِمٍ اَمَّا بِنِ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ  
 بن سلم کی حدیث سوا دوسروں کے ضعیف ہے عمرو بن دینار سے روایت کرنے میں کہ غالب ہوا شیطان لوگوں پر قرآن میں آیتوں  
 میں بہرہ منین عمل کرنے انہیں اَلْاَوَّلٰی اَفْئِدَیْنِ اَمَّنُوا لَیْسَ اَدْنٰی لَکُمْ اَلَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَلَا یہ پرا داس  
 عبید اللہ نے سنا ابن عباس سے کہتے تھے میں نے اس آیت کو بہت لوگوں نے حدیث میں روایت کیا کہ انہوں نے اپنے  
 چہرہ کی کو جو یہ کہ میرے پاس اجازت لیکر آیا کرے رَوٰہُ اَبُو دَاوُدَ اَوْ مَوْسٰی بِنِ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ  
 آیت لَیْسَ اَدْنٰی لَکُمْ اَلَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کی بابت پوچھا تو وہ بولے یہ آیت منسوخ نہیں ہے جس نے کہا پھر  
 لوگ تو اس پر عمل نہیں کرتے بولا اللہ استعان بے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا چاہیے رَوٰہُ الثَّوْرٰی مکرر فرما  
 عباس سے روایت کیا کہ دوسروں نے ان کو ان میں وقتوں میں اجازت لینی کی بابت پوچھا بن میں اجازت لینی کا اسے  
 فرآن مجید میں حکم کیا ہے تو ابن عباس نے کہا اِنَّ اللّٰهَ یَسْتَفِیْضُ حُجُبَ اللّٰهِ تَرَکَانَ النَّاسُ لَکِنَّ لَکُمْ  
 سَوْرَ عَلٰی اَنْوَاعِهِمْ وَلَا یَجَالُ فِیْ یُسْرَیْهِمْ فَرَمٰہُ فَا حَا الرَّجُلُ خَادِمَهُ اَوْ وَلَدَهُ اَوْ بَنِيَّہُ  
 فَرَحِمَہُمْ وَهُوَ عَلٰی اَهْلِہٖ فَا مَرَّہُمْ اَنۢ یَّسْتَاذِنُوْا فِیْ تِلْکَ الْاَعْوَادِ اَلَّتِیْ سَمِعَ اللّٰهُ کُفْرَہُمْ  
 خَادِمَہُمْ اَوْ بَنٰیہُمْ اَوْ اَهْلَہُمْ فَا تَحْذَرُ الرِّزْقَ فَا تَحْذَرُ الشُّوْرَ وَتَحْذَرُ اَلْاِجْعَالَ فَرَوٰی  
 النَّاسُ اَنْ ذٰلِکَ فَکَفَّاهُمْ مِّنَ الْاِسْتِیْذَانِ الَّذِیْ اُوتِیَہُ بِنِ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ اَبِی حَاطِمٍ  
 رکتاب ہے پر وہ میں نے کہ لوگوں کو رد و از و نہ پر دینے سے اور نہ لوگوں کے گروں میں جیسے کہ مشین تھیں  
 پھر کئی بار مرد کا خادم یا اس کا بیٹا یا اس کا بیٹا جو اس کی گود میں ہوتا اسکے گھر میں چلا آتا اور سوخت بی بی کے ساتھ  
 ہوتا تو اس نے حکم کیا کہ ان میں حالوں میں کہ جو اس نے فرآن مجید میں بیان کیا اجازت لیکر اندر جا کر بن پھر

لے آیا اس پر ہی اور فراموش کی لوگوں پر ہر ذی تو اور ہوں اور وازون پر ہر ذی لگا دیے اور اگر وہ بن چہر کثیرین بنایا  
 بہر لوگوں نے خیال کیا کہ ان ہر دون اور چہر کہتوں کو اس اجازت میں کی حاجت کو ادا دیا ہے جسکا حکم کو ہوا تھا  
 رواہ ابن ابی حاتم کما حافظ ابن کثیر نے اور یہ اسناد ابن عباس تک صحیح ہے وَدَوَاهُ أَبْنُوهُ أَوْ مَعَهُ الْقَضَائِي عَنِ  
 الذَّادِ أَوْ دَنِي عَنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو دِيہ سدی کہتے ہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خوش کرتے تھے کہ ان  
 تین وقتوں میں اپنی بی بیوں سے صحبت کر کر رہا دین اور بہر اگر نماز پڑھیں بہر اس نے انکو حکم کیا کہ وہ حکم کریں اپنے  
 مملوکوں اور بچوں کو کہ نہ داخل ہوں انہران وقتوں میں مگر اجازت لیکر اور مقابل بن حیان کہتے ہیں ہم کو یہ بات پہنچ  
 اگر اسے خوب جانے کہ انصار کے ایک مرد اور اسکی بی بی اسما بنت مرشدہ فر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کرنا  
 طیار کیا تو لوگ انکے پاس بلا اجازت اُن لگے تو اسما بولی یا رسول اللہ یہ کیسی بری بات ہو کہ لوگ داخل ہوتے ہیں  
 عزت اور مرد پر اور وہ دونوں ایک ہی کپڑے میں ہوتے ہیں اور آجاتا ہے انکا ظلام اجازت کے سوا اب اللہ  
 نے بابت ہماری یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَلَيْسَ اذِ نَکُمُ الَّذِينَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَخْرَجَکُم مِّنْ اَمْرٍ کَا قَوْلِ کَذٰلِکَ  
 یَبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰهُ عَلَیْہِمْ حٰکِیْمٌ دلالت کرتا ہے کہ یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہیں ہو بہر فرمایا اِذَا  
 بَلَغَ الْاَکْطَفَالَ مِنْکُمْ اَلْحَکْمَ فَلَیْسَ اِذِکُمْ اَسَاذِنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ یَنْعَجِبُ ہِمَارِیْ وَہ لڑکے جو  
 احوال ثلاثہ میں تھے اجازت لیکر اندر جاتا کرتے تھے عقل کھید کو پہنچ جا دین تو ان پر ہر وقت اجازت لینا اجازت  
 واجب ہو جاتا ہے اور جن وقتوں میں وہ سمجھیں کہ ہماری مان باپ یا ہماری محارم آپس میں ہم صحبت ہو کر ان وقتوں  
 میں اپنے محارم پر ہی داخل نہ ہوں اجازت کو سوا اگرچہ وہ وقت احوال ثلاثہ کے سوا ہوں تب بھی بن ابی کثیر کہتے تھے  
 جب کچھ چار سالہ ہو تو وہ اپنی مان باپ ان احوال ثلاثہ میں اجازت لیکر انکے پاس جا دی جب بالغ ہو جاوے  
 تو ہر وقت لیا کر اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور اللہ بن منہل سلم کو کیا رہا دین اور اس وقت اسودہ عورتیں  
 مراد ہیں جب کا حیض بند ہو گیا اور وہ اس وقت بیٹھیں اولاد سے لے لیں وہ نہیں توقع کرتیں بیاہ کی کیونکہ انکو خاوند کا شوق  
 نہیں ہا تو ان پر کپڑوں کے اندر کہیں میں گناہ نہیں ہو لیکن غلطی ہو کہ کپڑوں کے اندر نہیں اکی زینت زینت دکھائی  
 کی نہ ہو یہی قول ہے سعید بن جبیر اور مقابل بن حیان اور صفاک اور قتادہ کلینے ان پر ستر کے باہر میں وہ تکلیف نہیں  
 ہے جانتے سوا اور محمد بن زبیر ہے مگر بنے ابن عباس سے روایت کیا کہ اس کا قول والفقہاء من النساء التی الایہ گیا  
 سترتے ہر اس کے قول وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ یُنِیْتِ یَغْنُفْنَ مِنْ اَلْبَیْضِ اَرْهٰنَ الْاٰیۃِ سِوَاہِمْ مَثُوْنُ نے کہا اس کے قول فَلَیْسَ  
 عَلَیْہِمْ اَنْ یَّغْنُوْا نِیَابَتِہُمْ کی تفسیر میں کہ نیا ب ہر حجاب اور دادر اور ہے اور ایسا ہی مردی ہے ابن عباس اور

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما اور ابوبکر بن محمد رضی اللہ عنہما اور قتادہ اور زہری وغیرہم سے اور کما الوصل  
 نے جو رت ایسی ہو جسکا آیت باب میں مذکور ہے وہ جادو کرنا کر کے اور اور دینی میں ہر دے کے سامنے کثری ہو سکتی  
 ہے اور کما سعید بن جبیر وغیرہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود کی قرأت یوں ہو آن یَقْضَعْنَ مِنْ خِیَاحٍ اَوْ ثِیَابٍ اَوْ حِلَابٍ  
 امر ہے اور خطا اور پر ہوتی ہے تو اس خطا کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہر مسافر کے پاس اور غیر مسافر کے  
 پاس جیسا یہی عورت پر ہوتی اور دینی ہو کما سعید بن جبیر نے غیر شریعت کی تفسیر میں کہ اس لیے اپنے آپ سے  
 چادر نہ اتاریں کہ ہماری عزت ظاہر ہو دے ام الفضل کہتی ہیں میں امی حضرت عائشہؓ پاس اور میں نے عرض کی  
 آپ کیا فرماتے ہیں چادر میں اور نقاض اور صیاع اور بالین اور گرجیوں اور سوئے کے چلے اور تپے تپے کبر و  
 میں فرمایا اسے عورتوں کی جماعت منہا مضاعف ایک ہی قصہ ہر قصہ نے حلال کیا ہے تمہارے واسطے زینت کو پر تم کو  
 اسکا ذکر کما ناحرام ہے رواہ ابن ابی حاتم سدی کہتے ہیں میرا ایک شخص ایک تہا مسلم نام اور وہ مولی تھا حضرت بن  
 یمان کی بی بی کا ایک دن جو وہ بازار کی طرف آیا تو اس کے ہاتھوں میں ہمدی کا نشان تھا میں نے کہا یہ کیا ہے  
 وہ بولا میں نے لگائی تھی ہمدی اپنی مالک کے سر میں جو حضرت کی بی بی سے سدی کہتی ہیں تو میں نے برا جانا اس کو کہ  
 مسلم بولا اگر آپ جاہلین تو میں آپ کو اس عورت کو پاس لے جاتا ہوں میں نے کہا اچھا بہرہ نمبکو لیکھا اس عورت کا کہ  
 تو وہ عورت تھی بزرگ تو میں نے اسکو کیا یہ مسلم کہتا ہے کہ اس نے میرے سر کو ہمدی کا خطاب کیا ہے وہ بولی ہاں  
 بیامین ان عورتوں میں سے ہوں جو تہید رہی ہیں اور انکو بیاہ کی توقع نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی بات  
 جو فرمایا ہے وہ تو نے سنائی ہوگا اور جو فرمایا اَنْ تَسْتَفْنِ خَیْرَ لَھُنَّ وَاللّٰھُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی اگر کچھ نہ  
 اندرین مگر جو کچھ یوں کا انارنا ایسی عورتوں کو جائز ہے تو انکے واسطے اس میں بہت خطا ہے اور اسے شہودا ناما ہے  
 انتی ہا نے تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ یہ خطاب ہے مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتیں اس میں تغلیب  
 کے طور پر داخل ہیں جیسے قرآن مجید کو اور خطاب بن میں علمائے کبار نے کہا یہ آیت بعض اوقات کو ساتھ خاص ہے اور  
 اللہ کے قول لبتا ذم کی مراد میں اختلاف ہو کسی قول بن قول اصل یہ تہیدان منسوخ ہے یہ قول ہے سعید بن جبیر  
 کا اور کہا سعید بن جبیر نے اس آیت میں خطاب کے واسطے ہے نہ وجہ کے واسطے بعض نے کہا یہ تہیدان وجہ بنا  
 کا ہے جب انکو مردوں پر درکار نہ تھے اگر وہی حال ہو جادو و نوحہ ہی ہو کر کے گا اسکو ہمدی اور اسے جانش ہو گا  
 کیا بعض نے کہا امر اس آیت میں وجہ کے لیے ہو اور آیت نکلی ہے منسوخ نہیں ہو اور اسکا حکم ثابت ہو مردوں پر  
 اور عورتوں پر امام قرطبی نے کہا اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور کما سلی نے یہ حکم عورتوں کے ساتھ خاص ہے

اور کما بین حضرت علیؓ کے ساتھ خاص ہے عورتوں کے سوا اور الذین ملکیت ایمانکم سے عبید اور امارہ دونوں  
 مراد ہیں ایک انصاری اللہ کی بی بی اسماء بنت مرثدہؓ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہنا نا طیار کیا تو اسماءؓ بی بی  
 بار رسول اللہؐ کی بی بیات ہے کہ بی بی اور مرد ایک ہی کپڑے میں ہو کر ہیں اور انہیں ان کے غلام چلے آتے ہیں تب اس وقت  
 نے یہ آیت تاری اور الذین ملکیت ایمانکم سے عبید اور امارہ دونوں مراد ہیں قالہ مقابیل برحمتان سدی کہتے ہیں  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یا سر پہنڈ آتا تھا کہ ان احوال ٹھانڈے میں بی بیوں کے ہم صحبت ہوا کرین اور رسول  
 اگر نماز کیا سٹے بھلا کرین سلیمانہ تعالیٰ نے انکو ارشاد کیا کہ ملکین اور بچوں کو حکم کر دین کہ وہ ان وقتوں میں ملنا  
 اجازت نہ چلا کرین اب یہ اعتراض وارد نہ ہو گا کہ اسدنی انکو یہ حکم کیوں کیا باوجود اسکے کہ وہ مکلف نہیں ہیں اور  
 اگر انکا اعتراض بالذات ہوتا تو نہ اور خطاب میں ہونٹوں کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور الذین لم یبلغوا الحکم منکم  
 سے آزاد لڑکے اور آزاد لڑکیاں مراد ہیں کپڑے نوب کا اتفاق ہے کہ جب لڑکا مکلف ہو جاوے تو بالغ ہو جاتا ہے ان لڑکیوں  
 ہے اس میں جب لڑکا پندرہ سال کا ہو جاوے اور مکلف نہ ہو تو کما ابو حنیفہؒ نے لڑکا نہیں ہوتا بالغ جب تک کہ پورا ہوا نہ  
 سال کا نہ ہو اور نہیں ہوتی لڑکی بالغہ جب تک کہ ستر سال کی نہ ہو اور امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور امام احمدؒ کا لڑکا  
 میں یہ قول ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا ہو کر مکلف ہو جاتا ہے اور جاری ہو جاتے ہیں اس پر احکام اگرچہ اسکو احتلام ہو و  
 اور نکاحات و تہن وقت مراد ہیں دن اور رات میں اور اوقات و تہن کی ہر اوقات کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اصل وجوب استیذان  
 کا وہ بہت ہی مختار ان وقتوں کے ہے واسطے کہ نے اجازت لینے والوں کے مخاطبین کے ساتھ اور نفس اوقات وجوب  
 کا اصل نہیں میں یہ بیان کیا ان میں جن وقتوں کو اور فرمایا فجر کی نماز سے پہلے کہ نہ وہ فراموش ہو اس لئے کہ وقت ہمارے  
 سوئے کے کپڑوں کے تار کر اور بیداری کے کپڑے لگانیکا اور بیا اوقات انسان تنگاسو جاتا ہے یا اسی صورت  
 میں ات کا تہا ہے کہ صورت پر دوسری کے دیکھنے کو نہ جاتا ہے اور جب تم اتاری ہو اپنے کپڑے دو بہر کو وقت  
 اور یہ سہ واسطے کہ لوگ دو بہر کو وقت قبول کر کے لیر کپڑے اتار دیتے ہیں پر تیسرے وقت کو بیان کیا اور فرمایا اور غسل لگا  
 کہ یہ سہ واسطے بیداری کے کپڑے اتاری تار دیتا ہے اور بی بی کے ساتھ تنہائی کے کپڑے لگالیتا ہے پہر اس نے ان  
 اوقات کی تفصیل کے بعد ان میں اجمال کیا اور فرمایا نکاحات خودت لکھ عبد اللہ بن سوید کہتے ہیں میں نے پوچھا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتاں ملاشے قاتلے فرمایا جب میں دو بہر کو وقت پہنچ کر اتار دیا کہ دن تو میرا پاس  
 کوئی نابالغ غلام اور نابالغ آزاد نہ آیا کرے مگر اجازت مانگ کر ادایا ہی جب میں اپنے کپڑے و عشا کی نمائندگی کے بعد  
 امارہ دن اور (ایسا ہی) فجر کی نماز کے پہلے اخر صبا میں رو یا بن عباسؓ نے کہا بہت لوگوں نے اس آیت کو نہیں



ما یضیء ان من کی آیت کو اور میں تو حکم کرتا ہوں اس لڑکی کو اور وہ لڑکی چھٹی سی انکے سر پر کھڑی تھی اکو میری پاس آجاتی  
 لیکر آیا کرے اور انہیں سو مردی ہو کہ لوگوں نے تین آیتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس آیت پر اور سورہ نسا کی آیت  
 اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْاَیُّرَادُ سَوَّجَاتٍ کِی آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیہُمْ اور اسی سے  
 مردی ہو جب تنہا ہو مرد اپنی بی بی کے ساتھ عشا کر بعد تو نہ داخل ہووے اس پر لڑکا اور نہ خادم مگر اجازت لیکر نہ  
 ہٹ کہ وہ فجر کی نماز پڑھے اور جب تنہا ہو مرد اپنی بی بی کے ساتھ رو بہ کسوفت تو ہوقت ہی بلا اجازت اندر بخاویز  
 اور اور وقتوں میں بچوں اور غلاموں کو بلا اجازت آنے جانے کی اجازت دیکھنی ہے اور یہی معنی میں اس کے قول لکسیر  
 عَلَیْکُمْ ذٰلَکَ عَلَیْہِ سَجَاحٌ بَعْدَ مَحْنٍ کے اور ہا وہ لڑکا جو بالغ ہو جاوے تو وہ نہ جاوے مرد اور اس کی بی بی کے  
 پاس مگر اجازت لیکر ہوقت اور یہی معنی میں اس کے قول وَاِذَا بَلَغَ الْاَکْثَفَالُ مِنْکُمْ الْحُلُمَ فَلَیْسَ اِذَا  
 کَمَا اسْتَاذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ کے ابن عمر سے مردی جو آیت کی تفسیر میں کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں  
 کے سوا (یعنی مرد بلا اجازت اندر نہ جاویں عورتوں کے سوا) اور اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے تو جیسے مردوں کے مطلع  
 ہو نیکو عورت پر انسان برا جاتا ہے ایسا ہی عورتوں کو مطلع ہونے کو برا جاتا ہے اور سلی کہتے ہیں یہ حکم دینے  
 میں وقتوں میں اجازت لیکر جانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اور مرد ہوقت اجازت لیا کرین رات میں اور دن میں  
 ابن عمر کہتے ہیں عَلَیْکُمْ اِذَا کُنْتُمْ عَلٰی مَعَالِکُمْ یعنی خبر درج ہے کہ ماؤں کو پاس ہی اجازت لیکر جاؤ اور اسی سے  
 مردی ہے کہ اجازت طلب کر ہو مرد باپ پر داخل ہو نیکے لیے اور ماں پر داخل ہو نیکے واسطے اور بی بی پر داخل ہو نیکے  
 واسطے اور میں پر داخل ہو نیکے واسطے اَحْوَجُہُ الْخَارِجِی فی الکتاب اور جا برسوی ایسا ہی مردی ہے اور سب سے  
 سوال ہوا اس آیت کو آیا منسوخ ہے یا آیت تو وہ بولا نہیں بخدا یا آیت تو منسوخ نہیں ہے وہ سائل بولا لوگ  
 اس آیت پر عمل نہیں کرتے بولا نہ مددگار ہے اور کہا سعید بن جبیر نے لوگ کہتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے بخدا یا آیت  
 منسوخ نہیں ہے بلکہ سب پر عمل کرنے میں لوگوں کو سستی کی ہو اور سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اور سلی  
 قول کو ترجیح ہے اور جائز کر دیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان میں وقتوں کے سوا اور وقتوں میں بچوں اور عید اور ان کو بلا اجازت  
 اندر جانا کیونکہ غالباً لوگ ان وقتوں کو سوا اور وقتوں میں عورتوں کو نہیں کہہ لے آرا لنین من قبلہم ان لوگوں  
 کو کہا گیا جو اس سے پہلے آیت لا تدخلوا بیوتا غیرہم تکم حتیٰ تاتوا الایۃ میں مخاطب میں اور سننے میں بہر  
 اجازت لیریں یہ جیسے اجازت لیا کرتے ہیں احرا کیا بلکہ حکم ہوا ہے ہتھکان کا ہتھکان کے سوا کہا عطا ہے  
 وہ جب کہ لوگوں پر اجازت کا طلب کرنا حسب عقل کی حد کو پہنچ جاویں آزاد ہوویں عزاہ عبید ہوویں اور غلط



سے کہنے پوچھا کیا آدمی والدہ کے پاس جانیکے واسطے ہی اجازت طلب کیا کہ کہا ہاں اگر تو اجازت نہ لے گا تو  
 دیکھ بیٹے گا اس سے اچھ کر جو کہ تو برا جا بیگا اور نہ ہری اور سعید بن مسیب کا یہی قول ہے کہ مرد کو والدہ کو پاس جانیکے  
 لیے اجازت لینا چاہیے اور اسی معنی میں یہ آیت نازل ہوئی ہونا اور قواعد و عہد مراد ہیں جو جن سے بیٹے میں یا  
 استماع سے بیٹے میں یا بسبب بہت بڑا ہو نیکو اولاد کے امید میں بہر بنین بنتین اور نہ انکو حیض آئے ہے کہا زواج  
 نسائے اعداء و عہد بنین پر خشک کیا کرانے کی امید نہیں ہے اور یہی معنی میں اسد تعالیٰ کے قول اَلَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا  
 اور کہا البعدیہ نے اسرا قواعد و عہد میں جو اولاد و اسید و نثر بیٹی میں اور یہ سنی درست نہیں ہے کیونکہ بعض  
 عورتوں کو اولاد کی آس تو نہیں ہوتی پر ان سے مرد فائدہ اٹھا سکتے ہیں بعض نے کہا قواعد سے وہ عورتیں مراد ہیں  
 کہ حبیان کو مرد دیکھیں تو اسے نفرت کریں اور یہی وہ عورت جس میں کچھ خوبصورتی ہو جو شہوت کا محل ہے تو وہ ہر  
 حکم میں داخل نہیں ہے بہر اسد تعالیٰ نے قواعد کا حکم بیان کیا اور فرمایا فلبس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن تو ثیاب  
 یہاں وہ کپڑے مراد ہیں جو ظاہر بدن پر ہوتے ہیں جیسے جلباب اور رداء جو کپڑے دل کے اوپر ہوتے ہیں اور وہ چادر  
 جو اوڑھنی کے اوپر ہوتی ہے اور بیان ثیاب سے وہ کپڑے مراد نہیں ہیں جو عورت خاصہ پر ہوتے ہیں اور زخما مراد ہے  
 اور اس مقدار کی انکو اجازت دیکھی ہے کیونکہ مردوں کو ان میں اسقدر رغبت نہیں ہوتی جو اسد بجانہ نے انکی لیے  
 وہ بات جائز کر دی جو اور عورتوں کو واسطہ جائز نہیں ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ ثیاب مراد جلباب ہے اور ابن عمر  
 ابن مسعود سے یہی کی مثل مروی ہے لیکن ابن مسعود نے رواد کو زیادہ کیا پر ان کی حالتوں میں سے ایک حالت کو  
 مستثنیٰ کیا اور فرمایا غیر تبرج و زینہ تبرج و اظہار زینت مراد ہے اور زینت کو زینت مراد ہے جسکو چہانے  
 کا انکو حکم ہے اسکو قول لَا يَنْبَغِي زِينَةً مِّنْ يَّا زِينَتِ زینت خفیہ مراد ہے جیسے ہار اور نگین اور  
 گجران اور تبرج کہتے ہیں کہلنے اور اکھون کے لیے ظاہر ہونے اور پوشیدہ چیز کے ظاہر کرنے میں تکلیف اٹھانے  
 اور عورت کے اپنی زینت اچھا سن کو مردوں کے لیے ظاہر کرنے کو کہیں علی الاصلیٰ حرج و کلا علی الاخر حرج  
 حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرْءِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْفَتَىٰ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ أَيْوَاتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ أُمَّتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ  
 أُمَّتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ عَمَّتِكُمْ  
 أَوْ يَوَاتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ يَوَاتِ خَلَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمَانُكُمُ أَوْ صَدِيقَتُكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ  
 جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَكْثَرًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى الْأَنْفُسِ الَّتِي عَلَيْهَا مِنْ عِنْدِ  
 مُبْرَكَةٍ طَيِّبَةً كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ نہیں اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ

ٹکڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف و فی جہ کام تکلیف کے ہیں وہ انکو معاف ہیں جہاد اور حج اور عبادت  
 جماعت اور ایسی چیزیں تین تکلیف تہ لوگوں پر کہ کہا لو اپنی گمراہی اپنے باپ کے گمراہی اور یا  
 اپنی ماں کے گمراہی اپنی بہن کے گمراہی اپنی بہن کے گمراہی اپنی بہن کے گمراہی اپنی بہن کے گمراہی  
 یا اپنی خالہ کو گمراہی یا جسکی کنجین کے مالک ہو یا اپنے دوست کو گمراہی نہیں گناہ نہیں کہ کہا دل پر عبادت  
 حب جانے لگو کہ کسی گمراہی میں تو سلام کہنا پڑو گمراہی کے عا ہوا اس کے بان ہو بکت کی ستھری یوں کہو  
 ہے اسے متہارو اسے بائیں شاید تم بھہر رہو فتنے اپنا بیت کو علاقوں میں کیا نیکی چیز کو ہر وقت چھنا  
 ضرور نہیں نہ کہا نوالا احباب کرے نہ گمراہی والے نہ کرے مگر عورت کا گمراہی اگر اس کے حاد کا ہوا اسکی مرضی چاہیے  
 اور مگر کہا یا عبادت سے اسکی تکرار و ملین نہ کہیے کہ کس نے تم کہا یا کس نے زیادہ سے مل کر بچا یا سب نے ملکر  
 کہا یا ادا اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کہانی اور تقید فرمایا سلام کا آپسکی ملاقات  
 میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اسکو چھوڑ کر اور لفظ تہیر لے ہیں اسکی تجویز سے انکی تجویز بہتر نہیں یہاں تک  
 مضمون ہر موضوع القرآن کا ف ابن کثیر میں لکھا ہے معسرین کا اختلاف ہے اس سبب میں جسکے دہر اندر  
 اور ٹکڑے اور بیمار پر تکلیف لٹائی گئی اور عطا حرز سانی اور عبدالرحمن بن زید بن اہم کا یہ قول ہے کہ یہ آیت  
 جہاد میں اتاری ہو سورہ نوک اور اس آیت کو معسرین کو اس آیت کی طرح قرار دیا ہے جو سورہ فتح میں ہے اور  
 سورہ فتح کی آیت بالضرر جہاد کو بارہ میں اتاری ہو اور سننے میں کہ ان لوگوں پر جہاد کے چھوڑنے میں کوئی  
 گناہ نہیں ہے سبب انکے ضعف اور ناتوانی کے اور یہ فرمایا اس نے سورہ بارات میں لَئِنْ عَلَيَّ الضُّعْفُ  
 لَا عَلَيَّ الْمُسْرُفُ وَلَا عَلَيَّ الَّذِينَ لَا يُجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا تَصَحَّحَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَا عَلَيَّ  
 الْحُسَيْنِ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ وَلَا عَلَيَّ الَّذِينَ إِذَا مَا أَقْرَبَكَ لِلْجَاهِلِ قُلْتُ لَا أُجِدُ  
 مَا أَجِدُكُمْ عَلَيْهِ كَوَلُوا وَإِعْلَانُهُمْ بَعْضُ مِنَ الدَّامِ حَرَجًا أَنْ لَا يُجِدُوا مَا يَنْفِقُونَ فِيهِ ضَعِيفٌ  
 پر تکلیف نہیں نہ رضون ہو اور نہ اپنے جھگو پیدائیں جو خرچ کریں جب بل ہو صاف ہوں اسے اور رسول کے ساتھ  
 نہیں نیکی والو پیر الزام کی راہ اور اس کے بھنو والے ہر مان ہو اور نہ اپنے کو جیت سیر پاس آئے تا انکو تو سواری دے  
 تو نے کہا مجھ کو پیدائیں جو خرچ کو سواری و دن لٹے پہرے اور اکی انکوں کو بہتی میں انکو اس غم سے کہ ان کو  
 پیدائیں جو خرچ کریں بعض نے کہا لوگ خرچ سمجھتے ہیں انہر کے ساتھ کہا نیکی کو نہ وہ کہا نا دیکھ سکتا ہو  
 اور نہ ستھری ان چیزوں کو جو کہانے میں ہیں ہر ہو سکتا ہے کدہ عمدہ کہانا پنا کہا جادو نا مینے کے ہو

امدنگڑے کو ساتھ بیٹھ کر کمان کیونکہ وہ بیٹھ نہیں سکتا پہر سبقت کر گیا اس کے ساتھ بیٹھنے والا اور نہ بیار  
 کے ساتھ کمان کیونکہ بیار نہ دست کی طرح نہیں کما سکتا تو اونہوں نے ہاجا بانی کے ساتھ ملکر کمانا تو کہ انہیں  
 نہ ہوتا البتہ سجادہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا ادا مگر حضرت می اس میں اور یہ قول ہے سعید بن جبیر اور معمر بن  
 نے کمان کو حضرت علی علیہ السلام کے بنے ہونے سے پہلے ان لوگوں کو ساتھ ملکر کمان کرنا کو باجاستے تھے ان سے نفرت کر کر  
 اور آپ کو اچھا جا کر تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا اچھا ہونے سے اللہ تعالیٰ کے قول لیکن علیؑ لا یخفی حرج الایۃ کی تفسیر  
 میں روایت کیا کہ لیجا یا کرتا تمام داندے کو یا انگڑے کو یا بیار کو اپنے باپ کے گھر میں یا بیالی کے گھر میں یا بیج کے گھر  
 یا جوہی کے گھر میں یا خالہ کے گھر میں اور یہ لوگ سب بات کو برا جانتا اور کہتے یہ تو ہمارا اور لوگوں کے گھر میں لیجاتے  
 ہیں یہ آیت انکی حضرت میں ازنی اور کما سدی از مرد و نخل ہوتا اپنے باپ کے گھر میں یا بیالی کے گھر میں یا بیٹے کے  
 گھر میں ہر گھر والی کی عورت اسکو کچھ کیا کی چیز دیتی تو وہ نہ کہتا اس فرس کو گھر والا موجود نہیں ہے تب اللہ تعالیٰ نے آیات  
 اتاری لیکن علیؑ لا یخفی حرج الایۃ اقدارہ نے بیان کیا جملہ دلا علی الفکر کو حالانکہ یہ تو معلوم تھا تو کہ ہر چیز کا مطلق  
 دلا جادو و لفظوں میں اور اسکا مابعد اس کے مساوی ہو دی حکم میں اور یہ جملہ مثال ہے بیوت ابناء کو ایسے کہ بیوت ابناء کی  
 آیت باب میں بغیر ہر منیع ہے و لکن دلیل علی ہر اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اولاد کا مال انکے باپ کے مال کے قائم مقام ہوتا  
 ہے اور سند امام احمد اور سنن میں کی طرح سے حضرت علی علیہ السلام نے ثابت ہوا ہے کہ آپؑ کو اس شخص کو  
 کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میری مال کی خوشن کرتا ہے (اے اللہ) مالک کے لایک سینے تو اور میرا مال میرے باپ کا  
 ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل نے لفظ افار کے جواب پر اس کو قول راؤ بیوت ابائیکم راؤ بیوت  
 ائمتہ کے الایۃ کو دلیل لی ہے اور سعید بن جبیر اور سدی نے کما مالکم مفاخ سے آدمی کا غلام اور کارفرما  
 مراد ہے ہر اگر غلام یا کارفرما اس غلام میں سے کما لیو جو مال کے اندرون میں سے کسی کے سپرد کیا ہوا ہے تو کچھ گناہ  
 نہیں ہے عہدہ کو عائشہ عورت کی کہ مسلمان بغیر میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جانا پسند کرتے اور دیکھتے  
 اپنی کھیاں اپنے کپڑوں کو اور کھجاتے کہ جس پیکر کمان کی نمکونہ عزت بڑی ملتا رو کما لینا ہنہ تم کو اجازت دیکھ  
 ہے اور وہ کہتے ہم کو تو ان کو مال سے کمانا جائز نہیں ہے اونہوں نے ہجو اجازت دی ہے اپنی جی کی خوشی کے سوا  
 اور ہم تو زمین میں تب اس آیت کو اتارا اپنے منہ پر ان لوگوں کے گھر میں سے کمانا زمین کچھ زمین ہے جب تم جا  
 ہو کہ تمنا کمانا انہو دشوار نہیں گذرتا اور نہ یہ انکو با معلوم ہوتا ہے کما قادمہ ثلث نے حب تو اپنے دوست کے گھر میں  
 جادو و حکم ہر نہیں ہے اگر تو اس کے گھر سے اسکی اجازت کو سوا کما لیوے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ

سے اس کو قول لیس علیکم کہ جملہ ان ناکلو اجمیعاً ادا گشتا تا کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب اس نے ادا کی  
 یا بیت یا بیتا الذین آمنوا لا تاكلوا اموالکم بیکم بالباطل تو مسلمان بڑا البتہ اس نے ہمو روکا ہی  
 آپس میں ناحق مالوں کو کمانے سے اور کمانا سب مالوں کو بہتر مال ہے تو کسی کو جائز نہیں ہے کہ کسی کے گھر سے کھا  
 اور لوگ رک گئے اس سے تب اسے تعالیٰ نے پر آیت تاسی لیس علیکم الا غمی حرج ہے اور صید یفکھ ہمو اور  
 لوگوں کو اکیلے کمانے سے ہی نفرت تھی تو اس نے اکیلے کمانے کی ہی انکو اجازت دی اور فرمایا لیس علیکم کہ جملہ  
 ان ناکلو اجمیعاً ادا گشتا تا اور کما قوادہ نے اور یہی بنی کمانہ ہیں ہے تھا ایک ان میں کا خیال کرتا  
 کہ اکیلے کمانا گناہ ہے اور ان میں کا آدمی اوٹنیوں کا وودہ نہ دو تھا حالانکہ ہوکا ہوتا یا بتک کہ ہوکا ہوکا  
 ملکہ کمانہ پینے والا لہذا سب اس نے اس آیت کو تار الیس علیکم کہ جملہ ان ناکلو اجمیعاً ادا گشتا تا تو اس  
 میں اس نے حضرت دی دونوں بانوں میں اکیلے رکہ کمانہ میں اور جماعت کو ساتھ کمانے میں اگرچہ جماعت کو  
 ساتھ کمانہ میں زیادہ فضیلت اور زیادہ برکت ہے اکیلے رکہ کمانے سے وحشی بن حرب اپنی باپ سے راوی ہے  
 اس نے روایت کی وحشی کے واسطے کہ ایک مرد نے عرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بولام کھاتے  
 ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا لعلکم تا کلون متفرقین اجمعوا علی طعمایکم واذکروا اسمہ  
 اللہ یبارک لکم فیہ شایہ تم جب احد کمانہ ہو گے ملکہ کمانا کرو اور اس کا نام مبارک اور اسم اللہ بڑا کرو کمانا  
 کمانے وقت انکو برکت ہوگی رواہ الامام احمد ورواہ ابو داؤد وابن ماجہ مزحلل بیت اللہ  
 نبی سلیم ہے کہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلوا اجمیعاً ولا تفرقوا فان للبرکۃ مع الجماعة  
 یعنی ملکہ کمانا اور جب احد کمانا کیونکہ برکت جماعت کو ساتھ رواہ ابن ماجہ ایضاً مترجم عفا عنہ کتاب ہے  
 امر احمد بن حنبل ہے اور بنی تنزیہ پر بقیام قرینۃ وھو قولہ تعالیٰ لیس علیکم کہ جملہ ان ناکلو  
 اجمیعاً ادا گشتا تا اور کما سعید بن جبیر اور حسن بصری اور قوادہ اور زہری فرامہ کے قول فسموا علی نفسکم کی  
 تفسیر میں کہ بعض تمہارا بعض پر سلام کرو ابو الزبیر کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے جب توجاؤ گھر میں  
 تو گھر والوں پر سلام کر دو یا اللہ کے ہاں ہے برکت کی سنہری کمانا ابو الزبیر نے نہ دیکھا میں نے سلام کو مگر برکت کی دعا  
 رواہ ابن جریر کہما ابن جریر نے اور محکو زیادہ ابن طلوس سے خبر دی کہ وہ کہتے تھے جب تم میں کوئی شخص ہے  
 گھر جاؤ تو سلام کرے کما ابن جریر نے سینے عطاسی بوجہ کیا وجہ ہے جب میں گھر سے باہر آؤں پہر اندر جاؤں  
 تو سلام کروں انپر کما وجہ تو نہیں ہے اور زہری وجہ کو کسی کے نقل کرتا ہوں لیکن مجھے یہ بات اجبی معلوم ہوتی ہے

اہل دین نہیں چھوڑتا اسکو مگر ہرگز کما مجاہد ہے جب تو مسجد میں آوی تو کہہ اس سلام علی رسول اللہ یعنی اس کے رسول  
 پر سلام ہو اور جب تو گھر جاوی تو گھر والوں پر سلام کر اور جب توجاوی ایسے گھر میں جہاں کوئی شخص نہ ہو تو کہہ  
 السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَوْ عَلَیْکُمْ اَللّٰهُ الصَّلٰوَاتُ عَلَیْکُمْ یعنی سلام ہو تم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر اور  
 ایسا ہی اگما فادہ ملے کہ جب تو گھر میں جاوے تو گھر والوں پر سلام کر اور جب تو ایسے گھر میں جاوے  
 جس میں کوئی نہ ہو تو کہہ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَوْ عَلَیْکُمْ اَللّٰهُ الصَّلٰوَاتُ عَلَیْکُمْ کیونکہ مسلمان کے لوگ اس بات کا حکم کرتے  
 تھے کہ ہم بیان کیے گئے ہیں کہ فرشتے اسکو جواب دیتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہ مگر یہ وصیت کی پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ باتوں کی فرمائی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہ مگر یہ وصیت کی پیغمبر  
 شخص جب کہ تو نے میری ہمت سے تیری نیکیاں زیادہ ہوئی اور جب توجاوی ایسے گھر میں تو گھر والوں پر سلام  
 کر تیری گھر میں خیر نہیں ہوگی اور نماز پڑھا کر چاشت کی نماز کیونکہ وہ ادھین (رجوع لانیوالون) کی نماز ہے تیرے  
 پہلے ای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہ مگر یہ وصیت کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ باتوں کی فرمائی ہے  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہ مگر یہ وصیت کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ باتوں کی فرمائی ہے  
 مری ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے میں نہیں سیکھا تشہد مگر اللہ کی کتاب سے میں نے سنا اللہ تعالیٰ کو وہ کہتا ہے وَلَقَدْ  
 دَخَلْنَاهُ یَوْمَئِذٍ فَمَلَأْنَا عَلَیْهِ اَلْغُیْبَیْنَ ثُمَّ مَرَّ عَلَیْہِ عِنْدَ اللّٰهِ مَبَارَکَۃٌ طَلَبَہُ تَوَاضَعًا لِّلْعَبَادِ  
 اَلْحَیَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ الصَّلٰوَاتِ الطَّیِّبَاتِ لِلّٰہِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْهَدُ اَنْ  
 مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا الْمُنَبِّیُّ وَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ بَرَکَاتُہُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ  
 وَ عَلَیْ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ یعنی قولی عبادتین برکت والی عبادتین بدنی عبادتین (ادارہ مالی عبادتین)  
 یہ اللہ ہی کی واسطے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں  
 کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بند ہیں اور اس کے رسول ہیں سلام ہے تجھے پر ہے نبی اور اسکی مہربانی  
 اور اسکی برکتیں سلام ہوئی تم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر پہلے واسطہ دعا کرے پھر سلام کہے  
 رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَ هِکْذَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَ ابْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَ ابْنُ اَبِی شَیْبَةَ  
 وہ سابق جو صحیح مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے وہ اس کے مخالف ہے وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ اور جب اللہ  
 نے اس سورت میں احکام محمد اور شریعت متفقہ مہرہ کو بیان فرمایا تو اپنے بندوں کو منہ کیا اس پر کہ وہ بیان  
 کیا کرتا ہے ابوہریرہ کی واسطے ثانی بیان تو کہ وہ ان میں یہ بیان کریں اور صحیحین انتہائی مافی تفسیر ابن کثیر

فتح کا بیان یہ ہے کہ اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں جنکات کیا ہی آیا یہ محکمہ ہے یا منسوخ ہے تو اول قول کی یہی علما کی ایک جماعت قائل ہے اور دوسرے قول کی یہی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا مسلمان جب جہاد کرنے کو جاتی تو اپنے پیچھے اپنے گھروں میں غلیفے کر جاتے اور دیدیوڑی ان کو اپنے گھروں کی کنجیاں اور کھیتے چنے ٹکڑا ہار ت دی ہے کہ تم ہمارے گھروں کو کمانے رہو اور وہ خلیفہ کہتے ہم تو ان گھر و زمین نہ جاؤ گے گھر والے تو یہاں موجود نہیں ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور اس میں انکو حضرت دی تو اس آیت میں پیچھے رہو والوں سے حرج کو اٹھا دیا ہے انکے کمانے میں اتار کے گھروں سے یا انکو لوگوں کے گھروں سے جو انکو کنجیاں دیجاتی تھیں جہاد کی واسطے جاتے کہ انکے پاس یہ قول صحت عمدہ ہے ان اقوال سے جو اس آیت کی تفسیر میں مروی ہیں کیونکہ اس میں صحابہ اور تابعین کی توفیق ہے بعض نے کہا اندھو اور لنگڑے اور بیمار تندرست لوگوں کو ساتھ کمانے کو حرج سمجھتے اس خوف سے کہ تندرست لوگ ہم سے نفرت کریں گے اور یہ ہم سے تادی ہوئے تب آیت اتاری بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے (اندھ ہے) اس کو اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جس میں دیکھنے کی شرط ہو اور لنگڑے کو اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جس میں دیکھنے کی شرط ہے اور بیمار سے اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جس کو تندرست ہی کر سکتے ہیں بعض نے کہا اس حرج سے مراد جو ان لوگوں کو اٹھایا گیا ہے وہ حرج فی الغزو اور معنی میں کہ ان کو غزو سے پیچھے ہٹنے میں کوئی گناہ نہیں ہے بعض نے کہا جب کوئی شخص ان محتاجوں کو اپنے گھر میں لیجا تا اور نہ پاتا اپنے گھر میں وہ چیز جو انکو کھلا دی تو انکو اپنے مائی داروں کے گھروں میں لیجا تا اس میں یہ بیجاری محتاج حرج سمجھتے تب آیت اتاری سعید بن جبیر کہتے ہیں جب یہ آیت اتاری یا لَیْکُمُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُلُّوْا اَمْوَالُکُمْ بَیْکُمْ بِالْبَاطِلِ تو انصار بولے مذہب میں تو طعام سے بڑ بڑ کوئی عمدہ مال نہیں ہے بہر اندازے کہ ساتھ نہ کھاتے اور کہتے یہ نہیں دیکھتا کھانے کی جگہ کو اور گناہ سمجھتے لنگڑے کے ساتھ کمانے کو اور کہتے تندرست آدمی اس کے کمانے میں بڑھاؤ لگا اور لنگڑا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا سب طرح بیمار کے ساتھ ہی نہ کھاتے اور کہتے کہ بیمار تندرست کی طرح نہیں کھا سکتا اور اپنے نانے داروں کے گھروں سے کمانے کو بھی گناہ سمجھتے تب یہ آیت اتاری لَیْکُمُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُلُّوْا اَمْوَالُکُمْ بَیْکُمْ بِالْبَاطِلِ یہاں ہی مروی ہے ہر قسم سے ہر وہی سب آثار فعل کیے جو چھنے بیان کیے اور وکالت کے کلام جدا شروع ہوتی ہے اور حاصل ہے اگر اعمیٰ اور اعرج اور مرصع سے حرج کو باعتبار مواظبت تندرستوں اور ذہن کی تندرستوں کو گھروں میں داخل ہونے کے



اٹایا ہے تو جلد دلا علیٰ انفسکم ماقبل سے متصل ہے اور اگر ان لوگوں سے حرج کو باعتبار ان تکالیف کے اٹایا  
ہے جنہیں دیکھنا اور چلنا اور بندرتی بشرط ہر دلا علیٰ انفسکم سے کلام شروع ہوتی ہے یہ قبل کے ساتھ متصل  
نہیں ہوا میں یونیکم میں ہیوت اولاد ہی دخل میں معسرین کا یہی قول ہے کیونکہ بیٹے کا گھر بیٹے کو باپ کا گھر  
ہوتا ہے اس لیے اللہ نے اولاد کو گھروں کا ذکر نہیں کیا اور آباء اور امہات اور اخوان اور اخوات اور اعمام اور  
عمات اور احوال اور خالات کو ہیوت کا ذکر کیا ہے کما خاص ہے اور معارضہ کیا ہے بعض نے اسکا  
اور کہا ہے ہیوت اولاد کا من یونیکم میں داخل کیا یہ اس کی کتاب پر زیادت ہے اور حکم ہے بلکہ ظاہر میں بہتر  
یہ ہے کہ بیٹا ان لوگوں کو مخالفت ہوا اور اس معارضہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اولاد کا رتبہ نسبت آباء کو  
کے کم نہیں ہوتا آباء کے رتبہ سے نسبت اولاد کو بلکہ آباء کے ایک خصوصیت ہے اولاد  
کے احوال میں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میری مل  
کا خواہاں ہے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مال ہے اور فرمایا وَلَكُلُّ الْوَجْلِ مِنْ كَسْبِهِ یعنی آدمی کے  
اولاد اس کی کمائی میں سے ہوں یونیکم سے ازدواج کے گھر مراد میں کیونکہ عورت کا گھر اپنے گھر کی طرح ہوتا  
ہے اور اس لیے کہ میان بی بی دونو ایک جان کی طرح ہوتے ہیں اور عموم اولے ہر اس صحت میں  
لفظ قرآنی جمیع معانی کو شامل ہوگا اور بیان کیا ہے اللہ سبحانہ فریخت اور اخوات کو ہیوت کو ملکہ اعمام  
اور عمت کو ہیوت کو ملکہ احوال اور خالات کو ہیوت کو تیر کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گھروں  
میں کہانے کی حرج کو تو ادھما دی اور اولاد کے گھروں میں کہانے کی حرج کو نہ اٹھا دے حالانکہ بعض  
عالموں نے ان لوگوں کے گھروں میں کہانے کو جائز ہو نیکو اذن کے ساتھ مفید کیا ہے کیونکہ اذن دلالت  
نہت ہے اور اور لوگوں نے کہا اجازت کی بشرط نہیں ہے بعض نے کہا یہ حکم حب ہے جب کہ ناظاہر باہر ہو  
رہا جب کہ نا محض ہو تو بہر ان لوگوں کو گھروں سے بلا اجازت کہنا ناجائز نہیں ہے کما خطیب نے اور ان  
لوگوں کے گھروں میں ایک ادنیٰ قرینہ کافی ہے صرف اتنا شرط ہے کہ انکی عدم رضا معلوم ہو بخلاف  
اجازت کہ ان کے گھروں میں صریح اجازت کی ضرورت ہے یا قوی قرینہ کی ہذا مآخذ ہے اور مآخذ کہتم  
مفاتیح کو ملا اور خزان مراد میں کیونکہ کیل اور خراجی تصرف کر سکتے ہیں اس شخص کو گھر میں جس نے ان کو  
اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی ہے اور دی میں اس نے اسکو اپنی کھیاں بعض نے کہا مالکتم مفاتیح سے وہ ایک  
مراد ہیں اور ہیوت محذوف ہے اور ملکتم کو فتح یم اور تخفیف لام کو ساتھ ہی پڑا گیا ہے اور ضم یم اور کسر



لامع تشدید کر ساتھ اور موافق کو فاتح اور متغلب علی الافراد بھی پڑا گیا ہے اور مفتاح جمع ہے مفتوح کے  
اور مفتاح جمع ہے مفتاح کی اَوْصِدَ فِیْکُمْ یعنی بنین گناہ تم کو اس میں کہ اپنے دوست کے گھر سے کہاؤ  
اگرچہ تمہاری اور اسکے درمیان قرابت نہ ہو کیونکہ دوست غالباً دوست جو انفرادی کیا کرتا ہے اور دوست  
کے کہانی پر پنیے سود دوست کا دل خوش ہو اگر تا ہے اور صدیق بولا جاتا ہے واحد اور جمع دونوں پر اور اسی کچھ  
مثل میں عدد اور خلیط اور غشہ کہا قنادہ شے جب تو دوست کے گھر میں اسکے مشورہ کر سوا چلا جاوے  
پھر تو اسکے گھر سے اہلی بھارت کے سوا کہا لیوی تو تجربہ پر کچھ گناہ نہیں ہے آہن زید کہتے ہیں یہ بات ابن  
نہین رمی پہلے ایسا ہو سکتا تھا کیونکہ لوگوں کے گھر و کچھ دروازے نہ ہوتے تھے اور پردے لٹکائے  
رہتے پھر بسا اوقات کوئی شخص کسی کے گھر میں چلا جاتا اور اس میں کوئی موجود نہ ہوتا اور اسکو کہنا نا ملجا تا اور  
وہ ہبکا ہوتا تو اسکے وسطاً اللہ سبحانہ فرما کہ انا جائز کر دیا کہا وہ ہے اس زمانہ میں تو یہ حال ہے کہ گھر و  
میں جب تک تہیز میں رہتے ہیں جب چل جاتے ہیں تو قفل لٹکا جاتے ہیں کہا علامہ نسفی نے ربیعہ زمانہ تو  
اس زمانہ میں بخل اور طمع اور حرص بڑھ گیا اور لوگوں پر غالب آگیا اب کسی کے گھر میں اسکے اجازت کی  
سوا نہیں کہنا چاہیے ائمہ کہا حلال الدین معلی نے سننے آیت کریمہ میں کہ ان گیارہ قسم کے لوگوں کے گھر و  
میں کہنا ناجائز ہے اگرچہ وہ گھر میں موجود نہ ہوں جب انکی رضامندی معلوم ہو ہر کچھ لفظ کے ساتھ یا تو  
کے ساتھ اگرچہ وہ قرینہ صنیفہ ہو اور خاص ان لوگوں کا ذکر فرمایا کیونکہ انکے درمیان فراخی کو ساتھ ملتا  
جاری ہے بعض نے کہا یہ بات ابتدا و اسلام میں جائز تھی پھر منسوخ ہو گئی لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے  
پھر اللہ سبحانہ فرمایا لکن علیکم جناح ان تاكلوا من ثمره قبل ان تجنوا اذ اکتنا لایعنی پھر مجتہد ہو کر یا متفرق  
ہو کر کہانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اکتنا ما جمع ہے مشت اور یہ مصدر ہے معنی میں تفرق کے  
اور یہ جملہ متانفہ ہے مثلاً ہے دوسرے حکم کے بیان پر جو با قبل کی جنت ہے اور بعض عرب اکیلے کہنا نا کرؤ  
جانتے یہاں تک کہ دوسرا کہانیوالا اپنے ساتھ پائے تہلہ کے ساتھ ملکر کہانے اور بعض عرب نہ  
کہا تو مگر مہمان کو ساتھ کہا قنادہ فریہ بنے کہانہ بن خرمیہ کا قبیلہ تھا ان میں کا ایک حبشیال کر تا کہ اکیلے  
رہ کر کہنا نامیرا لیے خواری کی بات ہے یہاں تک کہ دوسری اوتنہیون کا دودھ نہ دوتا حالانکہ ہوگا  
ہوتا یہاں تک کہ پانا اس شخص کو جو اسکے ساتھ ملکر کہانے پوری تباہی نے یہ آیت نامی مکررہ اور  
ابوصالح کا یہ قول ہے کہ انصار کے ہاں جب مہمان آتا تو وہ نہ کہانے یہاں تک کہ مہمان کہنا نا انکے

ساتھ تب یہ آیت اُمّی حضرت کر لیے اتری ابن عباسؓ کہتے ہیں حارث جہاد گویا اسے حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے اور اپنے گھر والوں پر خالد بن زیدؓ کو خلیفہ کر کے چھوڑ گئے اور خالد بن زیدؓ نے حارث  
 کے گھر کا کمانا گناہ جانا اور تھاغفلت تب یہ آیت اتری اور بخاری علیہ الرحمۃ نے اس آیت پر باب منع کیا  
 اور بخاری کا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ ملکہ کمانا مباح ہے اگرچہ جمہور کی حالت کمانا میں مختلف ہو  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا ہے تو ملکہ کمانا ان لوگوں کو سنت ہے جبکہ وہ یوں کی  
 طرف بلایا جاتا ہے کمانہ ہی ہے اور حسنؓ کی حدیث میں ہے اَخْرِجُوا اَهْلَكُمْ فَاِنَّهُ اعْظَمُ لِلْبِرِّ كَثْرَةً  
 وَاَحْسَنُ لِاخْلَاقٍ كَثْرَةً یعنی نکالو اپنے مال اور کمانا ملا کر کمانے کے لیے کیونکہ ملکہ کمانے  
 میں بڑی برکت ہوتی ہے اور اس سے خومیں درست ہوتی ہیں ہر ایک اور ادب سکھایا انہی بندوں کو  
 اور فرمایا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّطُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّاتُ مَرْجَسٍ اللّٰهُ مَبَارَكٌ طَيِّبٌ اور  
 بیوت وہ بیوت مراد نہیں ہیں جبکہ مذکور ہو چکا بعض نے کہا بیوت اسے بیوت مذکورہ ہی مراد ہیں قول  
 اول کی صورت میں تو حسن اور سختی کا یہ قول ہے کہ بیوت اسے صاحب مراد ہیں اور مراد یہ ہے کہ ان لوگوں پر  
 سلام کرو جو صاحب میں تمہاری قسم کے لوگ موجود ہوں اور اگر مسجدوں میں کوئی موجود نہ ہو تو بعض نے  
 کہا کہ داخل ہو کر لا اَسْلَامًا عَلٰی سُبُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بعض نے کہا السلام علیکم  
 کہے اور اس سے فرشتوں پر سلام کہنے کا ارادہ کرتے اور دوسرے قول یعنی بیوت اسے بیوت مذکورہ سابقہ  
 کے مراد ہونے کے ساتھ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا بیوت سراجہ سب گھر  
 مراد ہیں آباد اور غیر آباد آباد گھر دن میں تو گھر والوں کو سلام کہے اور غیر آباد میں اپنے نفس پر سلام  
 کرے اور کہے اَلْسَّلَامُ عَلَیْہِمْ اَوْ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ کہا ابن العربی نے بیوت سراجہ بیوت  
 مسکونہ اور غیر مسکونہ مراد لینا بھی صحیح ہے اور تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے کمانا حاج نے اسے سجانہ  
 نے خبر دار کیا ہے کہ سلام کی دعائیں برکت ہے اور ستمہ الی ہے کیونکہ اس میں اجر اور ثواب ہے ابن عباسؓ  
 نے آیت کی تفسیر میں کہا تحیت سے سلام مراد ہے کیونکہ یہ اسے سجانہ کا اسم ہے اور یہی ہیشیون کا تحیت  
 ہو گا جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب تو اپنے گھر میں جاؤ تو اپنے سلام کر دے اسے برکت کی اس کے ہاں ہے  
 ستمہ یٰ اَخْرَجَہُ الْبَخَارِیُّ وغیرہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیوت سراجہ مراد ہیں تو جب نے مسجد  
 میں جاؤ تو کہہ اَلْسَّلَامُ عَلَیْہِمْ اَوْ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں جب تو کسی گھر میں آباد

میں جاوی اور کہ اَسْلَامُ عَلَیْکُمْ اَوْ عَلَیْکُمْ اَسْلَامُ اَللّٰهُ الصّٰلِحِیْنَ اَسْتَعْمَلُ اِنَّمَا التَّوْمِنُوْنَ  
 الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِذَا کَاثَمَکُمْ عَلٰی اَمْرِ جَامِعٍ لِّمَدَیْنٍ هَبُوْا حَتّٰی یَسْکَنَ دُنُوْکُمْ  
 اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْکَنُوْنَ دُنُوْکَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَاِذَا اَسْتَاذَنُوْکَ  
 لِبَعْضِ شَآءٍ مِّنْہُمْ فَادْنُ مِنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ  
 ایمان والی وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اور یاد رکھو اس کے رسول پر اور جب تجھ میں اس کے ساتھ کسی جمع ہونے  
 کے کام میں نہیں جاتے جیسا کہ اس پر مذکور ہے بلکہ جو لوگ تجھ سے پروا لگی لیتے ہیں وہی ہیں جو ملتے ہیں  
 اللہ کو اور اس کے رسول کو ہر جب پروا لگی مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کو تو دی پروا لگی جسکو تو ان میں  
 چاہے اور معافی مانگ انکو واسطے اللہ سے بخشنے والا ہے مہربان و مہربان اور ادب ہر جسکی طرف اللہ  
 سبحانہ فرماتا ہے مسلمان بندوں کو راہ دی ہے تو جیسے انکو داخل کے وقت استیذان کا حکم دیا ہے  
 ایسے ہی انکو پھر جانے کی وقت استیذان کا حکم دیا ہے خاص کر جب جمع ہونیکے کام میں ہوں رسول  
 کے ساتھ صلوات اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز ہو یا عید کی جماعت ہو یا مشورہ کی واسطے اکٹھا ہونا تو اللہ  
 نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ چلے نہ جاؤں رسول کو جو چہ کر ایسے حالت میں جب تک اس کی اجازت نہ  
 لے لیں یا مشورہ نہ کر لیں اور جو شخص ایسا کرے کہ وہ بلا اجازت نہ جاوی تو وہ مومنین کا ملین ہیں ہے  
 ہے ہر حکم کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جب مسلمانوں میں کوئی مسلمان تجھ سے پروا لگی لے تو  
 تو اگر اسکو اجازت دینا مناسب ہے تو اجازت دے دے ورنہ اذنیایا فَاذْنِ لِّیْ نَسْتَعِیْزُکَ اَسْتَغْفِرُ  
 لَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا  
 اُنْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلَی الْجُلُوْسِ فَلَیْسَ لَکُمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ فَلَیْسَ لَکُمْ فَلَیْسَتْ اِلَّا اُولٰٓئِکَ  
 مِنَ الْاَخِیْنِ یعنی جب تم میں کوئی شخص مجلس تک پہنچ کر سلام کر بیٹھ جاوی جب اٹھنا چاہے تو  
 سلام کر کر (اٹھے) کیونکہ پہلے بار سلام کہنا دوسری بار سلام کہنے سے زیادہ لائق نہیں ہے یعنی  
 جیسے پہلی بار سلام کہنا سنت ہے پھر تے وقت ہی کہنا سنت ہے (رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَهَلْکَانَ رَوَاهُ  
 التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ کَثِیْرٍ) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے انتہی  
 مانی تفسیر ابن کثیر فرماتا ہے بیان یہ ہے یہ جملہ تائید ہے جسکو احکام مذکورہ بالا کی تقریر کے لیے چلایا گیا  
 ہے کلمہ انما صر کے صیغوں میں سے ہے اور سننے یہ ہیں نہیں تمام ہونا ایمان اور نہیں کامل ہونا ہے

کا اسلام یہاں تک کہ امیر اور اسکے رسول کو ماننے اور حبیب رسول کے ساتھ کسی جامع کام میں ہون بیٹھنے کسی ایسی طاعت میں جس میں اکٹھا ہونا چاہیے جیسی جمعہ اور جمعائین اور نحر اور فطر اور جہاد یا کسی کام کا شہرہ وغیرہ نہ کہ جیسا کہ رسولؐ جو جائیگی اجازت نہ دین نہیں جاتے اگرچہ انکو جائیگا عذر ہو یہ مسلمانوں کی کمال ایمان کی علامت ہے اور اسکے صحیح ہونے کا مصداق اور اس سے تیز ہو جاتی ہے مخلص کی منافق سے کیونکہ منافق کی عادت اور اسکا طریق تو یہ ہے کہ وہ نظر بکا رہا اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس سے نکلیا تاہم مفسرین کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے جمعہ کے دن اور مسلمانوں میں سے کسی کو مسجد سے باہر جائیگی ضرورت پڑتی کسی حاجت یا کسی عذر کے واسطے تو وہ نہ نکلتا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو جاتا ایسی جگہ میں کہ آپ اسکو دیکھ لیتے پھر آپ بچانتے کہ یہ اجازت لینے کے واسطے کھڑا ہوا ہے پھر ان میں سے جس شخصکو اجازت دینا مناسب جانتے اجازت دیتے کما مجاہد نے اور امام کی اجازت جمعہ کے دن یہ کہ ہاتھ سے اشارہ کرے بجا جانے کما ائمہ سجانہ نے خبر دی ہے کہ مسلمان جب اپنے پیغمبر کے ساتھ جامع کاموں میں ہوتے تو نہ جاتے مگر اجازت لیکر اور اسطرح لائق ہے سب مسلمانوں کو کہ جب وہ امام کے ساتھ ہو دین تو اسکی مخالفت نہ کریں اور نہ اس سے پہرین کسی جماعت میں مگر اجازت طلب کر کر اور امام کو اختیار ہے خواہ اجازت دیوے خواہ اجازت نہ دیوے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَنْزَلْنَا لَكَ اٰیَاتٍ مِنْ خِلْفَتِ عَلَمَاءِ نَا كَمَا هِيَ حُكْمًا کے واسطے مسلمان امام کے ساتھ جمع ہو دین تو اس میں اسکی مخالفت نہ کریں اور نہ اسکو چڑا دین مگر اجازت سے پہر ائمہ سجانہ نے بیان کیا کہ جو اجازت لیکر جاتے ہیں وہی اللہ اور اسکے رسول کو مانتے ہیں جیسے پہلے فرمایا کہ مومن کامل وہ ہیں جنہوں کو جمعہ کیا ہے ایمان اور استیذان کو اور فرمایا اِنَّ الَّذِي نَكَبْتُ عَنْكَ اُولَئِكَ يَوْمَئِذٍ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَدْ اَنْزَلْنَا لَكَ اٰیَاتٍ مِنْ خِلْفَتِ عَلَمَاءِ نَا كَمَا هِيَ حُكْمًا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے تو گھر واپس آتا پھر انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھر کی طرف رجوع کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دی اور فرمایا اِنْ رَجَعْتَ فَلَسْتُ بِمُتَافِقٍ یعنی لوٹ جا تو کوئی منافق تو نہیں ہے اور ائمہ سجانہ و تعالیٰ کے قول قَدْ اَنْزَلْنَا لَكَ اٰیَاتٍ مِنْ خِلْفَتِ عَلَمَاءِ نَا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کا بیان ہے اور اس میں دلیل ہے کہ بعض احکام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہی پر مفض تھو اور جو اس سے منع کرتا ہے

وہ کتاب کہ حضرت کی شہادت کے علم کے تابع تھی بہرہ سب سے پہلے نے حکم دیا کہ مسلمانوں کی معافی طلب کیا کر اور فرمایا **وَاسْتَعِظِرْ لَهُمُ اللَّهُ** یعنی اجازت کر بعد ان کے لیے معافی مانگا کر اس میں اشارہ ہو کہ استیذان اگرچہ عذر کے ساتھ جائز ہے لیکن خالی نہیں ہے اور دنیا کے آخرت پر ترجیح دینے کی تائید کی شاہد ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کو غنیمت سمجھنا استیذان سے ادلی ہے **إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** یعنی وہ کثیر المغفرت ہے فرطات عباد کے لیے اور کثیر الرحمت ہے توبہ کے ساتھ اپنے راستے مافی الفجر **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ** مِنْكُمْ لَوْ أَذَّاكُمْ فَمَا لَكُمْ مِنَ الَّذِينَ جَاءَ الْفَوْنَ عَنْ أَمْرِهِ **أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** امت ٹھہراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اسکے جو ملتا ہے تم میں ایک کو ایک اسے جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو شک لے نکل جاتے ہیں انکے بچا کر سوڑنے میں جو لوگ خلافت کرنے میں اسکے حکم کا کڑپے اپنے کچھ خرابی یا ہونے انکو دیکھ کی مار ف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاتے فرض ہوتا تھا حاضر ہو جس کام کو بلا دین بہرہ یہی تھا کہ وہاں سے حکم چلے ہی نہ جاوین اب بھی یہی چاہیے اپنے سرداروں سے سب کو کرافت کہا صفا کہنے ابن عباس سے روایت کر کے کہ صفا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ابو محمد لے ابو القاسم تو اسے غر و جل نے انکو منع کیا اس کے اپنے پیغمبر کی تعظیم کے دستور اور فرمایا کہ یابنی اسد یا رسول اسد اور اسے بطرح کہا مجاہد اور سعید بن جبیر نے اور کہا قتادہ نے اسے حکم کیا اپنے نبی سے ڈرنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور انکو سر دار بنا کر اور کہا مقاتل نے آیت **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا** کی تفسیر میں کہ جب تم نبی کو بلاؤ تو نام لیکر نہ بلاؤ یوں نہ کہو او محمد او عبد اللہ کر بیٹے و لکن بزرگی کر واسکی اور کہو یا بنی اسد یا رسول اسد اور مانگنے زید بن اسلم سے روایت کیا اسے کہ قول **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا** کی تفسیر میں کہ اسے تعالیٰ نے صحابہ کو حکم کیا ہے حضرت کی تعظیم و تشریف کا یہی قول ظاہر ہے سابق سے جیسے فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا آصَوَاتِكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ يَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** اِنَّا الَّذِينَ يَنْظُرُونَ





لکھا جاتے اور مجاہد بنی کما لو اذ اسے غلاما مراد ہے یعنی نگہا تے ہیں مخالفت کر کے اور ایمرہ کی ضمیر رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف غلامی اور امر رسول ہے اسکا سبیل اور منہاج اور طریقہ اور اسکی سنت  
 اور شریعت مراد ہی اقوال اور اعمال کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور اعمال کے ساتھ موازنہ  
 کیا جاتا ہے بہر جو قول اور عمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل کے مطابق ہو وہ مقبول ہو جاتا ہے  
 اور جو مخالف ہو وہ قول کے فاعل اور فعل کے فاعل پر لٹوایا جاتا ہے کوئی ہو کہ میں کا ہو جیسے صحیح میر  
 غیر ہما میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لِّسَ عَلَیْہِ  
 اَمْرًا فَهُوَ ذَنْبٌ یعنی جو شخص ایسا کام کرے جسکا ہم حکم نہیں کیا (قولاً یا فعلاً یا تقریراً) تو وہ مردود  
 ہے اور حد و خشیت و خوف کر وہ جو ظاہر یا باطن رسول صلعم کی شریعت کا مخالف ہے  
 کہ پڑے اپنے آفت انکو دونوں میں کفر کی یا نفاق کی یا بدعت کی یا بوجھ انکو دنیا میں دکھ کی یا منتقل  
 کے ساتھ یا حد کے ساتھ یا قید کے ساتھ یا کسی اور طرح ابوبہرہؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا مَثَلُ مَنْ لَمْ يَلِدْ رَجُلًا اِسْتَوْفَدَ نَارًا فَاَلَمَّا اَصْدَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفِرَاشُ  
 وَهِيَ هَذِهِ الذَّرَابُ اَلَيْسَ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبُنَهُ  
 فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا قَالَ فَاِنَّ لَكَ مَثَلًا وَمِثْلَكَ اَنَا اخَذْتُ يَحْجُزُكُمْ عَنِ النَّارِ هَلَكَمْ عَنِ النَّارِ  
 فَمَعْلُومٌ وَتَقْتَحِمُونَ فِيهَا یعنی میری مثال اور تمہاری مثال اس مرد کی طرح ہے جس نے آگ  
 جلانی حب و دشمنی کیا آگ نے اسکو حوالی کو توپ کے اس میں گرنے لگے اور وہ شخص انکو مٹانے لگا  
 اور وہ پڑتے ہی ہے اس میں اس شخص پر زور کر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہی مثال ہے  
 میری اور تمہاری میں تمکو کمرے کیڑ کر مٹاتا ہوں آگ سے اور کتا ہوں مٹ جالو اور تم مجھ پر زور  
 کر آگ میں ہی پڑتے ہو آخر حجابہمَنْ حَدَّثَ بِلَيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَسْتَهْمَانِي تَقْسِيرُ ابْنِ كَثِيرٍ فَحَرْفُ الْبَيَانِ  
 یہ ہے کہ چلبستانہ ہے پہلر حجاب کے مضمون کا مقرر اور مثبت ہے اور معنی یہ ہیں کہ رسول اگر تمکو ملاوی  
 تو اسکا بلانا ایسا نہ سمجھو جیسے تم میں ایک کو ایک بلاتا ہے بہر تم اسکی پکار کے جواب میں سستی کرو ملک و بلاد  
 حضرت کو بلانیکو قبول کرو اگر چہ تم نماز میں کیوں نہ ہو یا یہ مراد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 پاس ہو بلا اجازت نہ چل جاؤ جیسے اور لوگوں کے پاس ہو بلا اجازت چل جاتے ہو یا یہ معنی ہیں کہ حضرت  
 کے آواز پر اپنا آواز بلند نہ کرو جیسے اور لوگوں پر تم آواز بلند کرتے ہو کما معید بن جبیر اور مجاہد نے معنی



بہرین کہو یا رسول اللہ رفیع اور لہج کے ساتھ اور نہ کہو یا محمد سختی اور بلند آوازی کے ساتھ اور یہی قول ہے ایک  
 بڑی جماعت کا اور قتادہ نے کہا اللہ نے لوگوں کو حضرت کی شریف اور تفہیم کا حکم کیا ہے بعض نے کہا  
 معنی یہ ہیں رسول کو غصہ کر کر اس سے بددعا نہ لو اسکی دعا تو منظور نظر آتی ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں  
 وہ جب سے ہتھ پر اسکی ارشاد پر جلد تعمیل کرنا اور اسی کو ابو العباس نے اختیار کیا اور سہیگا سوید ہے اللہ  
 کا قول فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ بعض نے کہا یہ معنی یہ ہیں نہ سمجھو رسول کو اپنے رب کو  
 بکار کر کو جیسے بکارتا ہے ایک تمہارا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بہر کہی اسکی دعا منظور  
 ہوتی ہے اور کہی نام منظور کیونکہ رسول کی دعائیں مقبول و مستجاب ہیں اور سعید بن جبیر نے کیا آیت  
 معنی میں نہ بلا و حضرت کو جیسے ایک تمہارا اپنے بہائی کو بلاتا ہے اسکا نام لیکر عزت کر ساتھ نام لو  
 اُسکا اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور نہ جلاؤ اسکا نام لیکر دور سے یا ابا العاسم مکر و مکر بے آواز  
 کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْتَفُونَ اَصْوَاتَهُمْ  
 عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ اور پہلے قول کو ترجیح ہے اور اس آیت میں بیان ہے منافقین سے وقوع میں  
 آتا تھا کیونکہ وہ چل جاتے تھے جمعہ کے دن ایک دوسرے کے آڑ میں اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 انگہ بجا کر اور جمعہ کا دن منافقوں پر ایک بہاری بوجہ ہوتا کیونکہ اس میں جمعہ کی نماز کے وسط مسلمانوں  
 کو اکٹھا دیکھتے اور انکے سامنے ہونے سے بہا گتے بعض نے کہا لو اذ اسے جہاد سے بہا گنا مراد ہے  
 اور اسے قبول کوشش نہ مقابل سے نقل کیا کہ مقابل نے نہیں نکلتا تھا کوئی شخص نکسیر کے وسط اور  
 نہ گوزر کی واسطے بیٹھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرتا اشارہ کرتا حضرت کی  
 طرف سبابہ کے ساتھ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اجازت دیتا اشارہ کرتے آپ اسکے وسط اپنے  
 مبارک ہاتھ کے ساتھ اور بعض منافقوں پر خطبہ کے لیے مسجد میں بیٹھا دشوار گزرتا بہر کوئی مسلمان اجازت  
 لینے کے لیے آتا تھا تو منافق اسکے پہلو میں اٹھ بیٹھتا اور اسکی آڑ میں اگر نکلیا تا تب اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 نے یہ آیت اُمّی اَخْرَجَهُ ابْنُ اَوْفٍ فِيْ مَسْجِدِ اَيْدِیْہِ اُمّہ کی ضمیر راجع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی طرف بعض نے کہا اللہ کی طرف کیونکہ اللہ سبحانہ ہی حقیقہ اُمّہ ہے ابو عبیدہ اور اخش کہتے ہیں  
 کہ حرف عن عن اُمّہ میں نہ اللہ ہے کہ غلیل اور سیویہ نور اللہ نہیں ہے بلکہ عبد کے معنی میں ہے  
 جیسے اللہ تعالیٰ کے قول فَتَشَقُّ عَنْ اُمِّ رَبِّہِ میں اور اولی یہ تقریب ہے کہ مخالفت کو استعداد کیا ہے حرف

عقبن کر ساتھ باوجود اسکے کہ ہفتہ ہفتہ ہی ہر لسیہ کہ مخالفت اعراض اور ضد کرنے کو شامل ہوا جو ہے  
اور بیان ہفتہ انرا عفتن سے کسی نوع کر ساتھ خاص نہیں ہے بعض نے کہا اس سے قتل مراد ہے بعض نے  
کہا زلازل مراد ہیں بعض نے کہا ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا مراد ہے بعض نے کہا انکے دونوں پر مہر کرنا مراد  
ہے بعض نے کہا استدر اٹھان پر نشتون کا کمال کرنا مراد ہے اور اصابت عذاب الیم سے آخرت میں اپنا  
عذاب کا پونچھنا مراد ہے کیونکہ جس نشتہ کو پہنچنے سے انکو اس سے پہلے ڈرایا ہے وہ دنیوی عذاب  
ہے کہا قرطبی نے فقہاء کو دلیل لی ہے اس آیت سے امر کے وجوب کر لیے ہونے پر اور وجہ یہ ہے کہ  
اللہ سبحانہ و ان کو ڈرایا ہے حضرت کر امر کی مخالفت سے اور وعدہ دیا ہے اس پر عذاب کا تو اس کے امر پر  
چلنا واجب ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے اور آیت شامل ہے ہر اس شخص کو جو اللہ کے امر اور اس کے  
رسول کے امر کا خلاف کرے اور دخل بین ماس میں تقلید منالیت پر جھننے والے اس بھیجے کہ انکے  
لیے مہابت کسل حکمی اور انکے لیے صواب خطا سے ظاہر ہو چکا انتہی ماقال العلامة ابو الطیب الکوا

اِنَّ اللّٰهَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَاَيُّكُمْ مَّرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ  
 فَلْيَنْتَهِ حُيَا عَمَلُوا وَاَللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ سنتے ہوا کہ ہے جو کہ ہے آسمان و زمین میں  
 اسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پہیرے جاوے گے اسکی طرف تو بناو گے انکو جو انہوں  
 نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے **ف** اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ ہمارا جہ ہے آسمان و زمین کا  
 اور وہ جانتا ہے سب جہاں اور کہاں اور وہ جانتا ہے اسکو جسکو بند کرنے والے میں ظاہر و باطن و اندر  
 فرمایا قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول دیا ہی حرف قد کے ساتھ ہو کہ ہے جیسو اس  
 سے پہلے کی آیت کو مکرر کیا حرف قد کے ساتھ اور فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ  
 لِيَاْذُنٰ بِعَيْنِ اللّٰهِ جانتا ہے ان لوگوں کو جو سرک جاتے ہیں تم میں سے اور یہ فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ  
 الْمُخَوِّفِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاتِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَاسَ اِلَّا  
 قَلِيْلًا ایسے اللہ کو معلوم ہیں جو اٹھاتے ہیں تم میں اور کہتے ہیں اپنے بہائیوں کو چلے آؤ ہماری  
 پاس اور اڑاؤ میں نہیں آؤ مگر کہیں اور فرمایا قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الْغِيْثِ مُجَادِلِكَ فِيْ رُوحِهَا  
 وَتَشْكِرُ لِيْ اللّٰهُ وَاللّٰهُ لَيَسْمَعُ مِحْوٰرُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ یعنی سن لی اللہ نے  
 بات اس عمدت کی جو جگر پڑتی ہے کہ ہے اپنے خاوند کے حق میں اور جسکتی ہے اللہ کو اگر



کے شریک کہ نام لوانکا یا اللہ کو جانتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اور پر اوپر کی باتیں یعنی وہ  
 گواہ ہر بندوں کے اعمال پر پہلے کارین یا برا اور وہ انکو نہ جوڑیگا بن خراسن ادبے اور فرمایا اَلَا حَیْنَ  
 یَسْغُشُونَ نِیَابَهُمْ یَعْلَمُ مَا یُسْرُونَ وَمَا یُعْلِنُونَ یعنی وہ تو دوسرے کرتے ہیں اپنے سینے  
 کہ چھپ جاؤں اس سے سننا ہے جو وقت اڑتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور  
 جو کہتے ہیں اور فرمایا سَوَاءٌ مِنْکُمْ مَنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَعَدَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِآئِلٍ  
 وَسَارِبٌ بِالنَّجَارِ یعنی بارے تم میں جو چپکے باتیں اور جو کچھ بکارت کر اور جو چھپ رہا ہے ات  
 میں اور گلیوں میں پتہ رہا ہے دن کو اور فرمایا وَمَنْ دَانَ نَفْسَهُ فِی الْأَرْضِ أَلَا عَلَی اللَّهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ  
 مُسْتَقَرُّهَا وَمُسْتَوْدَعُهَا کُلٌّ فِی کِتَابٍ مُبِیْنٍ یعنی اور کوئی نہیں باؤں جلنے والا زمین پر  
 مگر اللہ پر ہے اسکی روزی اور جانتا ہے جہاں ٹھہرتا ہے اور جہاں سونا جاتا ہے سب موجود ہر کسلی  
 کتاب میں اور فرمایا وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبُرُوجِ وَالْجَبْرِ وَمَا  
 تَسْقُطُ مِنْ دَرَقَةٍ إِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِی ظُلُمَاتٍ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا یَابِسٌ إِلَّا  
 فِی کِتَابٍ مُبِیْنٍ ۚ هُوَ الَّذِی یَتَوَفَّکُمْ بِاللَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ تَبْعَثْکُمْ  
 فِیْهِ لِیُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ نَبِّئُکُمْ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ یعنی اور اسی  
 کے پاس ہیں کھیاں غیب کی انکو کوئی نہیں جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جگہ اور دریا میں ہے  
 اور زمین جہاں کوئی پات جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہر ون میں اور نہ ہر اور نہ سوکھا  
 جو نہیں کہل کتاب میں اور وہی ہے جو تمکو بہر لینا ہے رات کو اور جانتا ہے جو کما جگے ہو دن کو پھر  
 تم کو اٹاتا ہے اس میں کہ پورا ہو وعدہ جو ٹھہرایا پھر اسی کی طرف پھرے جاؤ گے پھر جہاد یگا تم کو کہ کون  
 ہے امد آیات اور احادیث اس بار میں بکثرت میں اور یہ جو فرمایا وَیُؤَخِّرُ مَرِجَعُونَ الْیَوْمَ لَا إِلَیْهُ إِلَّا رُجُوعٌ  
 یہ سننے میں کہ جس دن پھر ی جاؤ گی مخلوق اللہ کے پاس فیاست کے دن تو وہ جہاد یگا انکو انکے وہ کام جو  
 اونہوں نے دنیا میں کیے جلیل اور حقیر جو بڑے اور بڑے سب کما قالَ عَالَمٌ یُنَبِّئُکُمُ الْإِنْسَانُ  
 بِیَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ یعنی جہاد میں گے انسان کو اس دن جو آگے بھیجا اور پیچھے جوڑا اور  
 فرمایا وَوَضَعَ الْکِتَابَ فِی الْیَوْمِ الْآخِرِ مِیْمَاتٍ وَمِیْمَاتٍ وَیَقُولُونَ یَوْمَئِذٍ نَّالِ  
 هَذَا الْکِتَابِ لَا یُعَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا کَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدَهَا مَا عَمِلُوا وَخَافُوا

لَا يَنْفِكُ رَبُّكَ أَحَدًا یعنی اور کما جادو گنا کاغذ پر تو دیکھ گنہگار ڈر نہ میں اسکے پیچ کے لکھو سے اور کہتے ہیں ایسے خرابی کیسا ہے یہ لکھا جو نہ جوڑی جوڑی بات نہ بڑی بات جواسمیں نہیں گمیری اور بادیں گے جو کیا ہے سنانے اور تیرا رب ظلم نہ کر لگا دہندایان فرمایا و یَوْمَ یُجْعَلُونَ إِلَیْهِ قَبَائِلُ فَهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِیْمٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَكَسَّ لَهُ السَّمَامَ الْاُخْرَیَ تَقْسِیْدُ سُوْرَةِ الْاَنْزِلِ وَاللّٰهُ الْحَمْدُ وَالْمِثْلُ فَفَتْحُ کَا بَا یَاں یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ مخالفت کریں لوگ اس ذات پاک کی جس کے واسطے میں آسمان زمین کی چیزیں یعنی مخلوقات باسرا اسی کے ملک میں ہے اور اسی نے ان کو پیدا کیا اور اسی کے ظلام میں البتہ جاتا ہے اللہ ایسے بدوان احوال کو جن پر تم ہو میرا اسکے مطابق موافق تم کو جزا دیگا اور سچکھ اسجگہ معنی میں علیحدہ کے ہی اور ذہل کیا اللہ نے حرف قد کو فعل پر ایسے کہ ٹوک رہے ہکا علم انکے دین حق کو مخالفت کو ساتھ اور علم کی تاکید سے وعید کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور اس دن کو بھی جانتا ہے جس میں اسکی طرف پیرے جاوین گے بہرہ انکے اعمال کے مطابق انکو جزا دیگا اور اس میں التفات ہے خطاب سے غائب کی طرف اور اللہ سبحانہ کا اپنے علم کو معلق کرنا رجوع کے دن کو ساتھ نہ نفس رجوع کے ساتھ اسکے علم کے زیادہ متحقق ہونے کی واسطے ہر کیونکہ وقوع شے کی وقت کو جانتا مستلزم ہے اسکے وقوع کے علم کو ابلغ وجہ پر اور سیاق ہو یہ ظاہر تو ہے کہ یہ وعید منافقوں کے واسطے ہے عقوبت عام کہتے ہیں سینے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ پڑھتے تھے سورہ نور کے فاتحہ کی اس آیت کو اور آپ نے رکھی تھیں دونو اگلیاں اپنی دونو انگلیوں کے نیچے فرماتے بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِیْمٌ یعنی اسکی نگاہ میں ہے ہر چیز اُخْرَجَ الْعَلْبَرَانِ وَغَيْرُ سِیَاطِی نئے کما اسکی سند میں ہے احمد کہ آج تاریخ ۱۰ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ بروز پیر سورہ نور کی تفسیر پوری ہوئی آگے مفرد ہوتی ہے تفسیر سورہ فرقان کی فقط و اسلام علی خیر الامام

### سورہ فرقان

جمہور کے قول میں یہ ساری سورت کہ میں انری ہے اس میں سات اور پندرہ آیتیں ہیں اور یہ سورہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ابن زبیر کا یہی قول ہے کما قرطبی نے کہ کما ابن عباس اور قتادہ نے مگر اس سورت کی تین آیتیں تو وہ مدینہ میں انریں اور وہ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ الْاِیْھَا الْاُخْرَ سے میں تین آیتوں تک عمر بن خطاب کہتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی عین میں اسکی قنوت کی طوٲ کا ن رکھا تو اس نے بہت سے البہ حروٹ  
 ٹہرے جو مجب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ٹہرائے تھے عین نماز میں اسہ کو دے لگا بہر مینے صبر  
 کیا یہاں تک اس نے سلام پیرا بہر مینے کسی کی جا دور امار کر اسے گلے مین ڈال لی اور مرنے کا تاجہ کو  
 کس نے ٹہرائی ہے یہ سورت جو مینے تہ سے سنی ہے وہ بولے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سورت  
 ٹہرائی مینے کہا تو چوٹا ہے مجھ کو نو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سورت اور طرچ لڑبائی بہر مین اسکو  
 لیگیا اچھا بہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طر اور عین نے کہا مینے سنا اس شخص کو کہ یہ سورہ فرقان  
 ٹہرہ رہتا ہوں لکن خدا اس طرچ بطرچ اپنے مجھ کو ٹہرائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو چھوٹا  
 ٹہرہ اور شام تو اس نے اسی طرچ ٹہرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صبر مین نے اسکو سنا  
 ٹہرے ہوئے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسطرح انری ہے بہر فرمایا ٹہرہ ای عمرہ  
 بہر مینے اسطرح ٹہرے اسطرح مجھ کو ٹہرایا تا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح یہ سورت نازل  
 ہوئی ہے بیشک قرآن مجید سات حرفون پر اترا ہے تو ٹہرے جو ہا آسان ہو اس کے اَحْرَجَہُ الْجَارِی  
 وَمُسْلِمٌ وَمَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی سُنَنِہُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِ



ڈرنا دیکھتے آفت کا اسکی طرف سے اور جو مخبر ہی دی یقین لانیوالوں کو جو کہ تم میں نیکیاں کہ انکو  
 اچھا نیک ہے جس میں ہمارے ہمیشہ اور ڈرنا دیکھتے ہیں اس کے کتاب ہے اولاد کو چہ خبر نہیں  
 انکو اس بات کی نہ انکے باپ دادوں کو کیا خبری بات ہو کر نکلتی ہے انکے موندہ سب جو ہر ہر جو کہتے  
 ہیں اور اس سہمت میں فرمایا تبارک الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اور تبارک تفاعل ہے ماخوذ برکت متفرق  
 دائرہ ناجتہ سے اور نزل فعل ہے مکرر اور مکرر کے لیے کما قال تعالیٰ وَالْكِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی  
 رَسُوْلِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ قَبْلُ یعنی اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل کی ہے اس کے  
 اپنے رسول (محمد) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے کیونکہ پہلی کتاب میں اتنی تہمین اکٹھی ساری  
 کی ساری اور قرآن مجید اترانجم اور مفرق اور مفصل تھوڑا تھوڑا اور ایک حکم دوسرے حکم کے بعد اور ایک  
 سورت دوسری سورت کے پیچھے اور اس میں زیادہ مہربانی ہے اس شخص جیسے قرآن اترتا جیسے اس  
 سورت کے انما میں فرمایا وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا لَوْ كُنَّا نَزَّلَ عَلَيْهِ الْفُرْقَانَ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذَلِكَ  
 لِنُثَبِّتَ بِهٖمْ قُوَّةَ اَدَبِكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا وَاَلَا تَذَوُّنَکَ بِمَثَلِ الْاِحْمٰثِ نَاکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا  
 یعنی اور کہنے لگے وہ لوگ جو سکر ہیں کیونکہ نہ اترتا اس پر قرآن سارا اسی طرح اترتا تھا تاکہ ثابت کر دین  
 ہم اس سے تیرا دل اور پڑھنا سنا لینے تھیں تھیں کر اور نہیں لاتے تجھ پاس بیکافر کچھ کما دت کہ ہم نہیں  
 پہونچاتے تجھ کو تھیں ثابت اور اس سے بہتر کھو بکرا اسی لیے بیان قرآن کو فرقان فرمایا کیونکہ وہ فارق ہر  
 حق و باطل کے درمیان اور ہر بات و ضلالت کو درمیان اور غی اور شاد کے درمیان اور حلال اور حرام  
 کے درمیان اور اسے تعالیٰ کے قول عَلٰی عِبْدِهِ مِنْ دَمٍ اور تبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا اس مقام پر جیسے اسکو موصوف کیا عبد کر ساتھ اس کے اشرف  
 احوال میں یعنی معراج کی رات میں اور فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْکَرُ بِعَبْدِہٖ اَلِیْلَ اَیْنِے پاک ذات ہی  
 جو لگیا اپنے بند کی رات ہی رات اور صبر اسکو موصوف کیا عبد کر ساتھ مقام دعوت میں اور فرمایا  
 وَاِنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُکَ اَللّٰھُ صِدْقًا وَّکَاوَدُوْا یُکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لَیْلًا اَیْنِے اور یہ کہ جب کہڑا ہوا اسکا  
 بند اسکو بکارتا لوگ ہونے لگتے ہیں اس پر شمشیر سیطر حضرت کو موصوف کیا عبد کے ساتھ اس پر کتاب  
 نامہ نوریت اور فرمایا تبارک الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عِبْدِہٖ لِیَلْعَلَّ الْاٰیْنَے نَزَّیْرًا اور یہ فرمایا  
 لَیْکُوْنَنَّ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا اس کے معنی ہیں کہ ہماری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب مفصل عظیم سب

محکم جس میں جہوت کا دخل نہیں ہے اُسے نہ پہچنے اور وہ انہی سے حکیم حمید کی جانب سے پہنچ اس کو  
 بنا یا فرقان عظیم ماری تو کہ خاص کہے اس کو رسالت کہ ساتھ ان لوگوں کی طرف جو خضر کے ساتھ مستظل  
 ہیں اور غیر پرستل میں جیسے فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ يَمِينِ  
 مِنْ بَعُوثٍ هُوَ مِنْ عَرَبٍ عَجَمِ كَيْطُفٍ اَوْ فَرَايَا اَوْ اَعْطِيَتْ خَمْسًا لَمْ يُعْطَوْا أَحَدٌ مِنْ  
 الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ كَرَمْنِهَا أَنَّهُ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ  
 عَامَّةً یعنی مجھ کو بائیں چپڑ میں عجمیوں میں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملین ہر ایک ان بائیں چپڑوں  
 میں ایک یہ بات بیان کی کہ پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیج جانے اور پھر کو اس نے سب لوگوں کی  
 طرف بھیجا ہے گما قال تعالى قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَأْتِيكُمُ  
 بِالْبَيِّنَاتِ وَهُوَ بِأَعْيُنِنَا قَدْ بَعَثْنَا لَكُمْ تَحْتِمْنَ یعنی تو کہ اے لوگو میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی  
 طرف جس کی حکومت ہے آسمان و زمین میں کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے جلانا ہے اور مارتا ہے سو  
 مانو اللہ کو اور اس کے پیغمبر نبی امی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر اور اس کی سب کلام پر اور اس کے تابع ہو شاید  
 تم راہ پاؤ یعنی جس نے مجھ کو بھیجا ہے وہی آسمان و زمین کا بادشاہ ہے کہ وہ جب کہ کسی چیز کو ہو تو وہ  
 ہو جاوی اور وہی جلانا ہے اور مارتا ہے اور اس طرح بیان فرمایا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ  
 الْأَرْضِ وَلَهُ يَخْضَعُونَ وَلَدًا لَكُمْ تَكُنْ لَكُمْ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ تَوَمَّلُوا كَيْفَ سَجَدَ لَكُمْ  
 اقدس کو ولد اور شریک سے پہر خبر دی کہ اسی نے بنای ہر چیز پر بنایا اس کو اور تنہا کیا اس کو اب کر میں  
 ماسوی اللہ ہر چیز اس کی مخلوق پر واجب ہے اور وہ خالق ہے ہر چیز کا اور اس کا رب اور مالک اور معبود اور  
 ہر چیز اس کے قہر اور تدبیر اور تسخیر اور تقدیر کے تحت میں ہے انتہے مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے  
 کہ کلام کی اللہ سبحانہ فر اس سورت میں اولاً توحید پر کیونکہ وہی اقدم اور اہم ہے پہر نبوت میں کلام  
 کی کیونکہ وہ واسطہ ہے توحید کی طرف بلانیکا پہر معاوین کیونکہ وہ غائتہ ہے اور تبارک کا کمال ماخوذ ہے  
 برکت ہو اور برکت کثیر میں نساء اور زیادت کو وہ بڑھنا بیوں حسی ہو یا عقلی کما از حاجہ نے تبارک تقاطر  
 ہے برکت ہو اور یہی قول ہے ابن عباسؓ کا کما اور سننے برکت کو کثرت میں ہر ذی خیر سے فراغے  
 کما تبارک اور تقدس کے سننے واحد میں بعض نے کما برکت ہو زیادت اور کثرت مراد ہے بعض نے

کہا دوام اور ثبوت مراد ہے کہ اس خاص نے اور یہ قول سب اقوال سے بہتر ہے لغت اور اشتقاق کے روبرو  
 ماخوذ ہے بَرَکَ اللّٰہِ سے حبیب ثابت ہو جاوے وہ چیز اور اسی سے ہے کہ الجمل حبیبہ جاوے اور قرار کے  
 قول پر اعتراض ہوا ہے کہ تقدیس تو وہ طہارت سے ماخوذ ہے اور تبارک طہارت کے کسی چیز میں نہیں ہے  
 علمائے کما تبارک کا لفظ مستعمل نہیں ہوتا مگر اللہ سبحانہ کے لیے اور نہیں مستعمل ہوتا مگر بصیغہ ماضی اور  
 اس کے معنی یہ ہیں تعالیٰ اللہ عساوہ یعنی اللہ سبحانہ اور یہ ہے اپنی ماضی و اپنی ذات میں اور صفات میں  
 اور افعال میں جن میں سب سے امارت قرآن کریم سحر کا جو اس تعالیٰ کے شان کے علو اور اس کی عظمت و  
 کے سمو کے ساتھ ناظر ہے اور اس پر کہ اس کی افعال اس حکم و مصالح پر مبنی ہیں اور بالکل شائبہ غفل  
 سے خالی ہیں اور فرقان سے قرآن مراد ہے اور موسیٰ و فرقان کے ساتھ کیونکہ فارق ہے حق اور  
 باطل کے درمیان اپنے احکام کے ساتھ یا فارق ہو حق اور باطل کے درمیان قنادہ نے کہا فرقان سے  
 قرآن مجید مراد ہے جس میں اللہ کے حلال اور حرام اور شریعتیں اور اسکا دین مذکور ہیں بعض نے کہا سورہ  
 ہوا قرآن فرقان کے ساتھ کیونکہ جدا جدا اترتا رہا اوقات کثیرہ میں ولہذا فرمایا نزل تشدید کے ساتھ  
 مکث فریقین کی یہ عید سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ مراد ہیں یہ بیان کی علت تنزیل کی اور فرمایا لَیْکُنَّ  
 لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا کیونکہ انزال سے غرض مقصودہ تدارت ہی ہے اور علیٰ کین سے مراد جن دانس دو  
 فریق ہیں کہ چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہیں دونوں جاعتوں کی طرف بھیجا گیا تھا محلی نے ملائکہ  
 کے سوا اور آپ کے سوا اور کسی پیغمبر کو ثقلین کی طرف نہیں بھیجا گیا اور نذیر سے مندر مراد ہے اور سننے  
 یہ ہونگے تو کہ ہودی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندر یا ضمیر فعل انزال قرآن ہوگی یعنی تو کہ ہودی  
 انزال قرآن مندر اور ضمیر کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہنچنا بہتر ہے کیونکہ انذار کا صدور  
 حضرت سے تو حقیقہ ہے اور قرآن سے مجازاً اور حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور اس لیے کہ حضرت ہی  
 اقرب مذکور ہیں کما قنادہ نے اس نے بھیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرانو الا اپنی جانب سے تو کہ  
 ڈراؤ لوگوں کو اسکے عذاب سے اور ان لوگوں کو واقعات سے جو تم سے پہلے ہو چکے بعض نے کہا ضمیر کا  
 رجوع فرقان کی طرف اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ  
 اَقْوَمُ یعنی یہ قرآن تبارک ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور منبر کا کہ کی طرف پہنچنا بھی صحیح ہے اور  
 لِلْعٰلَمِیْنَ متعلق ہے نذیر کے مقدم کیا طرف کو فصل پر رعایت فاصلہ کے واسطے یہ اللہ نے اپنی ذات

کریم کی چار صفتیں بیان کیں پہلی صفت یہ ہو الذی کہ ملک السموات والأرض یعنی وہ جو آسمان  
 و زمین کی سبکی سلطنت ہے نہ کسی اور کی نہ استقلالاً اور نہ متعالبس یہی تصرف ہوا آسمان اور زمین میں اور اس  
 میں خبردار کیا ہے کہ ہر چیز اپنے ہول میں اسی کی محتاج ہے اور دوسری صفت یہ ہو لم یجد ولداً اس میں  
 ردی ہو اور رضائی پر اور تیسری صفت یہ ہو لَمْ یَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ اس میں ردی ہو طوائف  
 مشرکین پر پشویہ اور عباد اصنام سے اور پوشیدہ شرک والوں سے تو اس نے ثابت کیا اپنے دہر  
 سلطنت کو عجبہ وجہ ہر اس شخص کی نفی کی جو اسکے قائم مقام ہو سکے اس سلطنت میں ہر اس پر دلیل  
 بیان کی اور فرمایا وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ یَعْنِی اسی کو موجودات کو بنایا اور وہ وہ ہے جس پر مخلوق کی صفت  
 صادق آسکتی ہے اور یہی چوتھی صفت ہو فَكَلَّمَهُ تَقْدِيرًا یعنی ہر چیز کو اپنی مخلوق سے اپنے ارادہ  
 کے مطابق ٹھیک انداز پر بنایا اور ایسا برابر کیا جس میں کوئی کمی نہیں ہے اور نہ زیادت اور بنایا  
 انکو اپنی حکمت اور انکی مصلحت کے موافق مطابق اور نہیں نقصان کہا انکے بناؤ میں دین دنیا کا بعض  
 نے کہا بنایا ہر چیز کو بنانا جس میں رعایت رکھی تقدیر کی اپنے ارادے کے مطابق جیسے انسان کو بنایا  
 سوا مخصوصہ اور صورت اور اشکال معینہ سے ہر اس کو درست کیا اور طیار کیا ان حضائص اور افعال  
 کے لیے جبکہ اس سے ارادہ کیا یا یہ معنی برابر کیا اسکو تقار کے واسطے اجل معین تک کہا قَادِرٌ  
 نے اس نے بیان کر دی اپنی مخلوق میں سے ہر ایک چیز کے واسطے اسکی صلاحیت کی بات اور رکھا ار  
 کا ایک اندازہ معلوم کیا و احدی معسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہر ایک چیز کی عمر  
 اور اسکا زرق تو مقدار جاری ہو میں اسکے بنانے کے مطابق بعض نے کہا خلق سے مجرد احداث  
 اور ایجاد مراد ہے مجازاً اسنے تقدیر کے ملاحظہ کے سوا اگر وہ احداث و ایجاد ہی حقیقت میں  
 اس لحاظ سے خالی نہیں ہے اس سورت میں یہ معنی ہو گئے اَوْجَدَ كُلَّ شَيْءٍ فَكَلَّمَهُ تَقْدِيرًا تو  
 کہ تکرار لازم نہ آوے اور یہ واضح دلیل ہے معتزلہ پر خلق افعال عباد میں ہر اس نے عباد اصنام کو  
 مذہبون کی کہوت کی تصریح کی اور فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهَا آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ  
 يَخْلُقُونَ نَحْوَ مَا يُبْلِكُونَ لَا يَفْسِدُهُمْ صَرًّا اَوْ لَفَعًا وَكَانَ يَلْكُونَ مَوْتًا وَكَاهِنًا وَلَا تَشْرُ  
 اور لوگوں نے پڑے ہیں اس سے ورو کتے حاکم جو نہیں بناتے کچ چیز اور آپ بنتے ہیں اور نہیں مالک  
 اپنے حق میں برے کے نہ پہلے کے اور نہیں مالک نہ بننے کے اور نہ مینے کے اور نہ جی اور نہ بننے کے

ف انہی مخالفی مشرکوں کی جہالت سے خبر دیتا ہے انکی اس امد کے سوا حکم بنائی میں جو ہر چیز کا خالق ہے اور مالک کاموں کی باگون کا وہ جو چاہے ہو جاوے اور جو نہ چاہے نہ ہو ویں معہذا مشرک اسکے ساتھ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ایک پریشہ کے بنائے پر قادر نہیں ہیں بلکہ وہ آپ نبی میں اور وہ نہیں مالک میں اپنے پہلے کر اور نہ اپنے برے کے تو کیونکر بدلا کر نیکے اپنے عابدوں کا اور کس طرح ہٹا دینگر اسنے برائی اور نہیں مختار میں مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے بلکہ ان سب امور کا مرجع امر و نہی کی طرف ہے جو جمعی اور امتی ہے اور وہی اول اور آخر پہلون اور پہلون کو دو بارہ بنا دیگا اسکے نزدیک تم سب کا بنانا اور مری پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا بنانا کما قال تعالیٰ وَمَا أَفَرُّنَا إِلَّا وَاحِدَةً کَلِمَۃً بِالصَّبْرِ یعنی اور ہمارا کام ہی ایک دم کی بات ہر جیسے ایک نگاہ کی را اور جیسے فرمایا وَمَا أَفَرُّنَا إِلَّا کَلِمَۃً بِالصَّبْرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یعنی اور قیامت کا کام ویسا ہے جیسا ایک نگاہ کی یا اس سے قریب، اور فرمایا فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَاِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ یعنی سودہ توجہ کی ہے ایک بہر تہی آرہے میدان میں اور فرمایا فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ یعنی سودہ توجہ کی ہے ایک بہر تہی وہ دیکھتے ہوئے اور فرمایا اِنْ کَانَتِ اِلَّا سَیِّئَةً وَاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنی یہی ہوگی ایک جھگمکار بہر تہی وہ سارے ہمارے پاس بکڑے آئے تو وہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسکے بغیر دوسرا بہر تہی ہے اور نہیں ستمی ہے عبادت کا نگر وہی کیونکہ وہ جو چاہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا اور وہی ہے جسکی نہ اولاد ہے نہ باپ نہ ہسکا عدیل ہے نہ بدل نہ وزیر ہے نہ نظیر بلکہ وہ ایک ہے اور نیاز ہے نہ کسی کو جتنا نہ کسی سے جتنا اور نہ اسکے جوڑ کا کوئی انتہی مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ضمیر اتخذوا میں کفار کے لیے ہے یا مسندین کے لیے یا مشرکین کے لیے اگرچہ انکا ذکر پہلے نہیں گذرا وہ اسطرح دلائل عالمین کے اور نفی شریک اور بیان نذیر کے انہر یعنی مشرکوں نے امد سے دور گزر کر اور حاکم بنالئے قتادہ ثنیے کہا اللہ سے وہ اذمان مراد ہیں جسکی امد کے سوا عبادت کی جاتی ہے لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا یعنی اشیا و میں سے کسی چیز کے بنائے پر قادر نہیں ہیں اور غالب کیا عقل اور غیر عقل اور یہ کیونکہ مسببات کفار میں ملائم اور عزت اور شہرہ میں و هُمْ یَخْلُقُوْنَ اور انکو امد سجانہ فرمیدا کیا ہے کما قتادہ ثنیے وہی امد خالق اور رازق ہے اور یہ اذمان مخلوق میں اور کسی چیز کے خالق

نہیں ہیں اور نہ مالک نفع و ضرر میں بعض نے کہا کہ کو عقل کی صنیر کے ساتھ بغیر کیا کفار کے اعتقاد کے  
 موافق کہ انکی مالک نفع و ضرر میں بعض نے یُخْلَقُونَ کے معنی میں کہا کہ انکے عابدین انکی مورتیں  
 بناتے ہیں اور انکو تراشتے ہیں بہر جب اللہ سبحانہ فرمے نفس کریمہ کی قدرت باہرہ کر ساتھ تعریف  
 کی اور شکر کین کی نہایت عجز کے ساتھ تو فرمایا وَلَا يَمْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَذَرْهُمْ لَا تَفْعَلْ بِعِبَادِ  
 ابْنِ جَانُونَ کے وسط نفع کے جالب نہیں ہیں اور ضرر کو مقدم کیا کیونکہ اسکا دفع کرنا نفع کے موجب  
 اہم ہوتا ہے اور جب وہ ایسے ہیں کہ دفع اور نفع کے ان چیزوں میں مختار نہیں ہیں جو انکی جانوں کے  
 متعلق ہیں بہرہ کیونکہ مالک ہرگز دفع نفع کے ان لوگوں کے لیے جو انکی پوجا کرتے ہیں اور یہ  
 دلیل ہے انکو غایت عجز اور نہایت صفت کی بہر انکا عجز زیادہ بیان کیا اور فرمایا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا  
 وَلَا حَيٰوةً وَلَا نَشْوَراً یعنی اور نہ یہ زندوں کو مارنے پر قادر ہیں اور نہ مردوں کو جلانے پر توانا اور  
 نہ انکو قبروں سے اٹھا سکتے ہیں اور جب اللہ سبحانہ فارغ ہوا توحید کے بیان اور مذہب شکر کین کی  
 ترغیب سے تو شروع ہوا شکر کین نبوت کر شہدوں کے بیان میں وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّهُمْ لَكَا  
 اِلٰهًا مَعَكُمْ لَا تُفْلِتُوْهُ وَاعَانَا عَلَيْهِ فَوَقُّمُوْهُ اِنْ خُرْدُوْنَ فَقَدْ جَاءُوْا ظُلُمًا وَّ زُورًا وَقَالُوْا  
 اَسْأَلُكُمْ اِلٰهًا وَّ اِلٰهَيْنِ ۚ اَكْتَبَعَا نَفْسِيْ مِثْلًا عَلٰی نَفْسِيْكَ وَ اَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَخْلُقُ  
 السَّمٰوٰتِ وَ السَّمٰوٰتِ وَاَلَا رَءٰی اِنَّهٗ كَانَ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۝ اور کہنے لگے جو منکر  
 ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر جھوٹ باندہ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں  
 اور لوگوں نے سوائے بے الضافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ  
 نقلیں ہیں اگلوں جو کہہ لایا ہے سو وہی لکھواؤ کہ جلتے ہیں اس میں صبح شام و اول نماز کا  
 وقت مقرر تھا صبح اور شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا مکملہ لیتے یاد کرنے کو  
 اسکو کافر یوں کہنے لگے تو کہہ اسکو امارا ہے اس شخص نے جو جاتا ہے جیسے بیدار آسمانوں  
 میں اور زمین میں مقررہ بخشے والا مہربان ہے یعنی اپنی بخشش اور مہربانی سے امارا  
 اللہ تعالیٰ جاہل کافروں کی مخالفت عقلی بیان کرتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی بابت کہتے ہیں اور کچھ  
 نہیں مگر محمد نے جھوٹ باندہ لیا ہے اور اسکے جمع کرنے پر لوگوں سے اسنے مدد لی اور انہوں نے  
 اس پر محمد کا ساتھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَقَدْ جَاءُوْا ظُلُمًا وَّ زُورًا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو



صادق مصدوق میں جھوٹ تو اونسو گنا ہی جوڑا ہے انکا قتل باطل ہے جس کا اعلان انکو معلوم ہے اور جانتے ہیں کہ ہم اپنے نغمہ کا مدین کاذب ہیں اور کہتے ہیں نقلین میں پہلون کی جنگو اس کے لکھو الیا ہے تو وہی پہلون کی باتیں اور کہانیاں اس پر صبح شام پڑھتی جاتی ہیں اور اس کلام کے اعلان کو بہ سبب انکی مخافت جھوٹ اور بتان ہو کر ایک جانتا ہے کیونکہ قوا ترا اور ضرورت کو ساتھ معلوم ہو چکا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنے کو ساتھ کہی رنج نہیں اٹایا نہ اعلیٰ عمر میں اور نہ آخر عمر میں اور ابتدا و لاوت سے تا بعثت انہیں کے درمیان ٹہرے ہوئے اور یہ زمانہ قریبا چالیس سال ہوگا اور وہ پہچانتے تھے آپکا مدخل اور مخرج اور سچائی اور ستمرائی اور امانت اور دور رہنا کذب اور فحور اور تمام اخلاق رد یہ یہاں تک کہ مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوڑ کپس سے بعثت تک امیر کہتے رہے اسیلے کہ آپ کی صداقت اور نیکی کا لہذا فی سائتہ الشمس کسلی ہوئی تھی اور وہ آپ کی صداقت سے نا آشنا تھے تو جب اللہ نے عزت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جو عزت دی تو کثری کی ادھونچ آپ کے وسط و عداوت اور منسوب کیے کھارنے آپ کی طرف وہ اقوال جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بری ہونے کو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے اور سرگردان و حیران ہے ایسی نعمتوں کے لگاؤ میں بہر کہی اپنے جھوٹ بنائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساح کہتے اور کہی شاعر اور کہی غلو کہتے اور کہی کذاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْظُرْ كَيْفَ خَرُّوْا لَكَ الْاَمْثَالُ فَصَلُّوْا فَلَا يَسْتَجِیْبُوْكَ سَبِّحْ لَدِیْنِ وَدِكِّیْہِ كَيْسَ ثَمَانِیْنِ مِیْنِ تَحْمِیْہِ كَمَا وَتِیْنِ اور یہ کہ اب پانہین سکتے راہ آور فرمایا اللہ نے کھار کے اس عناد و افترا کے حجاب میں جبکہ اللہ نے بیان بیان فرمایا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ اَلَا رِضْ اِنَّہٗ كَانَ عَفُوًّا رَحِیْمًا یعنی قرآن مجید جو اولین و آخرین کی خبروں پر شامل ہے سچ طور پر اور خارج میں باضیا و مستقبلہ واقع کے مطابق ہے اسکو اس ذات تو اتارا ہے جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں سے واقف ہو اور سران کو اسکا علم و بیا ہی محیط ہے عیسیٰ خوطا ہر کو احاطہ کیا ہوا وہ مخفور حسیم ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے انکو بلا پایا ہے تو بہ اور انابت کی طرف اور الاز کو خبر دی ہے کہ میری رحمت واسع ہے اور میرا علم عظیم اور جو شخص پہر آوے میرا پاس میں اس پر پہر آتا ہوں رحمت کو ساتھ تو ان لوگوں کو باوجود انکے جھوٹ اور افترا اور مجبور اور بتان اور کفر اور عناد کے اور انکے رسول اور قرآن کی نسبت وہ باتیں کہنے کے جبکہ اللہ نے مذکور فرمایا

اسے انکو توبہ کی طرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم ان ظلمات سے نکل کر اسلام کے انوار میں آ جاؤ گے۔ قال  
 تعالیٰ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ  
 يَكُنْهُوَ عَمَّا يَقُولُونَ لَكُمُ الْعَذَابُ الَّذِي كَفَرْتُمْ وَأَمِنْهُمْ عَذَابُ الْإِيمَانِ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ  
 وَلَيْسَتُ عُفُورُهُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اسے ہے تین میں سے ایک  
 اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک عباد کو اور اگر نہ چھوڑیں جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر  
 ہیں باورینکے وہ کہہ کی مار کیوں نہیں توبہ کرنے اسے یا پس اور گناہ بخشواتے اور اسے ہے بخشش والا  
 مہربان اور جیسے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ  
 عَذَابٌ جَهَنَّمُ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ یعنی جو دین سے بجلانے لگو ایمان والے مردوں  
 اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو انکو عذاب ہے دوزخ کا اور انکو عذاب ہے آگ لگی کا حسن بصری سے اس  
 آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اسے کہ کرم اور جو دین غور کرو کہ اصحاب احمد دوسنے  
 مار ڈالا اسکے دوستوں کو اور وہ انکو بلاتا ہے توبہ اور حرمت کی طرف انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر  
 فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ کفار سے عرب کے مشرک مراد ہیں اور ہذا سے قرآن مجید کی طرف اشارہ  
 ہے آٹک کے کذب مراد ہے اور افسر اس اختلاف مراد ہے اور قوم آخر دن سے یہود مراد ہیں اور وہ  
 ابونکبہ تھا یہاں نام حضرمی کا غلام اور عداس جو یطیب بن عبد الغری کا غلام اور حرا بن عامر کا  
 غلام اور یہ تینوں یہودی تھے اور ایک مثل پر سورہ نحل میں گفتگو گندھکی بہر اسے سجانے  
 اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا فَقَدْ جَاءُوا ظِلْمًا وَزُورًا اور ظلم منصوب ہے جاؤ کے ساتھ کہیں  
 جا کہیں مستعمل ہوتا ہے اُن کے استعمال کی طرح اور متعدی ہوتا ہے اُن کے متعدی ہو کر کی طرح  
 کہا زجاج نے اصل میں ہے جَاءُوا ظِلْمًا وَزُورًا بعض نے کہا ظلماً و زوراً حال پر منصوب ہیں اور  
 انکا یہ شبہ ظلم ایسے ہے کہ انہوں نے منسوب کیا امر منہج کو اس شخص کی طرف جو وہ اس سے سب و او  
 متر ہے تو انہوں نے ایک چیز کو اسکی جگہ میں نہ کہا اور یہی ظلم ہے بعض نے کہا ظلم یہ ہے کہ انہوں نے  
 معجز کلام کو انکے مخلوق یہود سے سیکھا ہوا بتایا اور رہا اسکا زور ہوتا وہ ظاہر ہے کیونکہ وہ جو بڑے  
 ہیں اپنے اس مقالہ میں اور یہ مشرکوں کا پہلا شبہ تھا یہاں اسے دوسرا شبہ بیان کیا اور فرمایا وَقَالُوا  
 اسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اَلَمْ يَكُنْ عَلَيْنَا بَيِّنَةٌ مِّنْكَ وَفَعَلْنَا بِمَا نَهَيْتُنَا وَجَاءَنَا

اور فرمایا قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَفُوًّا رَحِيمًا ہر جہاں پر فرمایا  
 اللہ سبحانہ اس طرح کے بیان ہر جو انسانوں نے قرآن پر کیا تو اس طرح کو ہی بیان کیا جو انسانوں نے رسول پر  
 طعن کیا اور فرمایا وَقَالُوا مَا لِهَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْسُحُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا نُنْزِلُ  
 عَلَيْهِ مِمْلًا فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرٌ ۖ أَوْ بَلِّغُوا إِلَيْهِ كَذْرًا أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ  
 الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَشْهُورًا ۖ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا  
 فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا تَابِرَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ  
 تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ فُصُورًا أَلَمْ يَكُنْ أَهْلَ السَّاعَةِ ۖ وَآخِذْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ ۖ وَالسَّاعَةُ  
 سَعِيرًا ۖ إِذَا رَأَيْتَهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۖ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا  
 مَكَانًا خَاصِيًّا مَقَرَّ يَوْمٍ دَعَوْهُمْ إِلَىٰ كَذِبٍ ۖ وَآذَعُوا شُبُهَاتِ ۖ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ بِبُورًا ۖ وَآذَعُوا شُبُهَاتِ ۖ  
 کتنے اور کہنے لگے کیا رسول ہے کہنا ہے کہنا اور بہتا ہے باناروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف  
 کوئی فرشتہ نہ کرتا اس کے ساتھ نہ آیا کیا اترا اس کے پاس خزانہ باہو جاتا اس کو ایک باغ لگایا کرتا اس میں  
 سے اور کہنے لگے ہر انصاف تم ساتھ بکرتے ہو یہ ایک مرد جاوید مار لگا دیکھ کیسی نبیا میں میں تجھ پر بکارت  
 اور بکارت پانین ستر راہ بڑی برکت ہو اسکی جو اگر چاہے کر دی تجھ کو اس سے بہتر باغ بھیجے بہتی نہر میں اور  
 کر دی تجھ کو محل کوئی نہیں وہ جہنم تو میں قیامت کو اور ہم نے طیار کی ہے جو جو ٹلا دی کوئی قیامت  
 کو اس کے وسط اگل جب وہ دیکھو گی انکو درجہ سے سنیں گے اسکا جہنم بخلا نا اور چلانا اور جب ڈال دیا گیا  
 اس میں ایک جگہ تنگ میں ایک نہر میں کہی بند ہے پکار میں گے اس جگہ موت کو مت پکار و آج ایک  
 مرنے کو اور پکار و بہت سے مرنے کو ف یعنی ایک بار میں تو چھوٹ جاوین دن میں ہزار بار مرنے  
 بدتر حال ہوتا ہے ف اللہ تعالیٰ کفار کی لعنت اور عداوت کی خبر دیتا ہے اور یہ کہ انہوں نے حق کو  
 جہنم با محبت اور دلیل کے سوا اس ہی وجہ بیان کی تھ کہ نبی کی یہ رسول کیا ہے جو ہماری طرح کہنا ہے  
 اور کہنا کیا دیا ہی محتاج ہے جس پر محتاج ہیں اور کسب اور تجارت کے واسطے بازاروں میں آتا جاتا ہے  
 کیوں نہ اترا اس پر کوئی فرشتہ نہ ہوتا اس کے ساتھ نہ آیا تو لا اور اسکو دعویٰ کی سچائی کی گواہی دیتا اور یہ  
 مشرکین مکہ کا دیا ہی قول ہے جیسے فرعون بولا قُلْ لَا أَلْفَ عَلَيْهِ اسُورَةُ ۖ مِّنْ ذَهَبٍ ۖ وَجَاءَتْهُمُ  
 الْمَلَائِكَةُ مُعَذِّبِينَ ۚ سَیْنِ ہر کہیں نہ آجے اس پر سوئی پر انگن ہونے کے باتنے اس کے ساتھ فرشتہ

پرابندہ اور جن کا تون کما ہے ان مشرکوں نے ایک سے ہیں دل انکے اور انکے ولہذا ابو لکین  
 ناوڑا اسپہ خزانہ کا علم جس سے خراج کرنا یا مہاجانا اسکے وسط ایک باغ جہاں کے ساتھ جلا پرتا اور یہاں  
 باغ سے کما یا کرتا اور یہ سب کام اندر بہل اور سیر میں دکن وہ ان کاموں کے نہ کر نہیں حکیم ہے اور  
 اسکا الزام پورا ہے اور کہتے ہیں بڑا صاف نہیں پیچھے لگے تم مگر ایسے شخص کے جسکو جادو کیا گیا ہے  
 اندر فرمایا انکے اس شبہ کو جواب میں اَنْظُرْ كَيْفَ خَرَبُوا آلَكَ لَا مِثَالَ فَضَلُوا فَلَا يَصِطُّعُونَ  
 سینگا دینے دیکھ لے محمد کیونکر مٹا لی میں تیرا سٹے کما دین اور بہتان لگاتی ہیں تجھ کو اور جو  
 بولتے ہیں تجھ پر اور کہتے ہیں تو ساحر ہے مسخر ہے مجھوں ہے کذاب ہے شاعر ہے کامی ہے اور یہ  
 سب اقوال جھوٹ ہیں ہر ایک شخص جسکو تھوڑی سی سمجھ اور عقل ہو اسکا جھوٹ معلوم کر سکتا ہے اور  
 انکا افترا ان اقوال میں پہچان سکتا ہے ولہذا فرمایا فضلوا یعنی یہ بہانے ہیں سب ہی اہل  
 اب نہیں پاسکتے راہ اور یہاں سلیے کہ جو شخص حق اور ہدایت کو طریق کو چھوڑ دیوے تو وہ گمراہ ہے  
 جس طرف موڑ کرے کیونکہ جو حق ہے اسکا راستہ ہی ایک ہے جو بعض بعض کا مصدق ہے پھر اللہ بجا  
 نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ اگر چاہے تو لاوی تیرے پاس بہتر اس سے جو کہتی ہیں  
 دنیا میں اور فضل اور احسن اور فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ الْآيَةِ مَا هُوَ  
 کما مراد یہ ہے کہ تجھ کو دنیا میں اس سے بہتر عطا کرنا جو یہ کہتے ہیں کما مجاہد نے اور قریش بہتروں کے  
 گھر کو قصر کہتے وہ چوہا ہوتا یا ترابضیہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کما گیا (اللہ کی طرف سے) اگر تو چاہے  
 تو ہم دیتے ہیں تجھ کو زمین کے خزانے اور انکی گنجیاں جو ہم نے بنیں دین پہلے پیغمبروں کو اور نہ وہ دیوے  
 تیرے پیچھے کیوں اور اس سے کچھ اللہ کے پاس کے خزانے کم نہیں ہونگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا اکتھا کر چھوڑ دے انکو میرے لیے آخرت میں تب اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ آیت اماری تَبَارَكَ  
 الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ اور یہ جو فرمایا بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ تو اسکے یہ سننے  
 ہیں کہ یہ لوگ جو ایسا کہتے ہیں تو تکذیب اور عناد کی راہ سے کہتے ہیں نہ یہ کہ وہ ان باتوں کو طلب  
 کرتے ہیں دیکھنے کے لیے اور ہدایت پانے کے لیے بلکہ دیم القیامہ کا جھٹلانا انکو اوبھارتا ہے ان کے  
 ان اقوال پر اور طیار کر رکھا ہے یعنی قیامت کے کذب میں کے لیے عذاب درد و دہندہ حرارت والا  
 دوزخ کی آگ میں جسکے اٹھائی کیسی کو کتاب بنیں ہے اور اسکی برداشت کی کسی کو طاقت نہیں ہے

سعد بن جبیر کہتے ہیں سعید دوزخ میں ایک خجک ہے پپ کا رواہ الثوری عن سلمۃ بن کبیل اور یحییٰ بن  
 نے فرمایا جب وہ دوزخ دیکھے گی انکو دو جگہ سے لینے مختصر کے مقام میں ترس دی نے اس آیت کی  
 تفسیر میں کہا کہ سات سو سال کی سافت سر انکو دیکھ لوگی اور یحییٰ بن یاسین کے اسکا جو بخلا نا اور  
 چلا نا لینے غصے کے ماری انہر گما قال اِذَا الْقَوُا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيْقًا وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ  
 تَمِيْزُ مِنَ الْغَيْظِ لینے حببہ الرجاوین گے اس میں سنیں گے اسکا دہڑنا اور وہ اچھلتی ہوگی ابھی  
 نزدیک ہے کہ ہٹ پڑ جو جس سے ران لوگوں پر جو اللہ کے منکر میں افرما با حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے مَنْ يَقُلْ عَلَى مَا لَمْ يَأْكُلْ اَوْ ادْعَى اِلَى غَيْرِ وَاِلٰدِيْهِ اَوْ اَنْتُمْ اِلَى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَلْيَتَّبِعُوْهُ  
 بَايْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا رَقِيْلًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ لَهَا مِنْ عَمَلٍ نَّيْنٍ قَالَ اَمَّا سَمِعْتُمْ  
 اللّٰهُ يَقُوْلُ اِذَا رَاَتْهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ اَلَا يَتَّبِعُهُمْ فَرَسٌ مِّنْ رَّحْمَتِيْ ذَرُوْهُ بَات لِّكَ اَوْ يَحْمِيْهِ  
 سنیں کہی یا منسوب کر دے اپنے آپ کو) ابنی مان باپ کے سوا اور لوگوں کی طرف یا آپ کو کسی اور کا علاقہ  
 بجاوی تو بنا لیوے دوزخ کی دو آنکھوں کے سامنے اپنا ٹھکانا عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور کیا  
 دوزخ کی دو آنکھیں میں فرمایا کیا تنے سنیں سنا اللہ کو فرما ہے حبیب دوزخ دیکھے گی کافروں کو  
 دو جگہ سے رواہ ابن ابی حاتم و رواہ ابن جبر و رواہ ابن جریر و رواہ ابن خلدی عن محمد بن  
 یزید الواسطی یہ ابو اہل کہتے ہیں ہم عبداللہ بن سعد کے ساتھ نکلے اور ہمارے ساتھ ربیع بن  
 خثیم تھے نوہ گزرے ایک پہنکر رہو کہڑا ہوا عبداللہ دیکھتا تھا لوہے کو آگ میں اور ربیع بن خثیم  
 بھی اسکو دیکھنے لگا بہر جا ربیع نو کہڑا جاوے پہ گزرے عبداللہ ایک حمام پر جو فرات کو کنارے  
 پر تھا حبیب اسکو عبداللہ نے دیکھا اور آگ حمام اچھل رہی تھی تو عبداللہ نے یہ آیت پڑھی اِذَا رَاَتْهُمْ  
 مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا وَزَفِيْرًا تو ربیع بیہوش ہو کر گر گئے اور اسکو اٹھا کر لے  
 گئے گھر کی طرف اور لگا رہا اسکے ساتھ عبداللہ ظھر کی نماز تک تو نہ ہوش میں آئے سو وقت تک یہ  
 رضی اللہ عنہ رواہ ابن جریر ابن عباس کہتے ہیں بندہ کو آگ کی طرف کہینچ کر لے جاوین گے تو آگ  
 اسکو دیکھ کر دہڑکی جیسے حجر خجک کے غلہ پر حملہ کرتی ہے پہنچنے کی جیجیانہ بانی رہیگا کوئی شخص مگر  
 نہ جاوے لگا رواہ ابن ابی حاتم و رواہ ابن خثیم و رواہ ابن ماجہ و رواہ ابو جعفر بن عبد  
 ابن عباس کہتے ہیں ایک آدمی کو آگ کی طرف کہینچ لجاوین گے پہنچا دیکھی آگ بعض بعض کی طرف

تو اسکو حزن فرما دیگا تو نے کیا کیا عزم کر لی مجھ پر بنا ہاں لگا کر اتنا اللہ تعالیٰ فرما دیگا میری بند کو جو پڑو  
اور ایک مرد کو آگ کی طرف لیجا دیں گے تو وہ کہیگا میرا تیری نسبت اسی یہ ظن نہ تھا اسفرما دیگا پہر تیرا کیا  
خیال تھا تیری نسبت (وہ کہیگا میرا خیال تھا کہ مجھ کو تیری رحمت سہا لیگی اللہ تعالیٰ فرما دے گا میری  
بند کو جو پڑو اور ایک مرد کو کہیںچ لے جا دیں گے آگ کی طرف تو حملہ کر لی آگ اسپر جیسے خچر کے غلہ پر  
حملہ کرتی ہے اور چلا دیگی چلانا کوئی نہ رہ جا دیگا مگر ڈر جا دیگا رَوَّاهُ اَبْنُ خَزْرِیہ کہتا حافظ ابن کثیر نے و  
ہذا اسناد صحیح مجاہد نے عبید بن عمیر سے اسیر کے قتل سَمِعُوا لَهَا تَغِیْطًا وَ زَفِیْرًا کی تفسیر میں روایت  
کیا کہ دو زخم چلا دیگی چلانا (پہر) نہ رہیگا کوئی فرشتہ مقرب اور نہ بنی مرسل مگر گر جا دیگا کاشتے ہوئے گے  
اسکے بازو بیاتناک ابراہیم علیہ السلام گر جا دیں گے گمشونبر اور فرما دیں گے رَبِّ لَا اَسْأَلُكَ اَنْ یُّمِ  
یَا لَنْفُسِیْ یعنی اے مالک میں آج اور سوال نہ کروں گا میری کہ میری جان بچ جائے اور یہ جو فرمایا وَاِذَا  
الْقَوَائِمُ مَكَانًا ضَبَّتْ نَاصِبًا تَوَحَّیْ بِنِیْلِ بْنِ سَیْدِہ کی تفسیر میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول  
وَ اِذَا الْقَوَائِمُ مَكَانًا ضَبَّتْ نَاصِبًا تَوَحَّیْ نَاصِبًا کی تفسیر کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے  
ہاتھ میں میری جان ہے انکو زور سے داخل کیا جا دیگا آگ میں جیسے میخ کو دیوار میں ندر سے ٹھوکا جاتا ہے  
رَوَّاهُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَهْبٍ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں ایسی تنگی میں ہونگے جیسو نیزہ کا پہل نیزہ میں تنگ  
ہوتا ہے رَوَّاهُ قُتَادَةُ ابوصالح نے کہا مقررین یعنی مقتبین یعنی پیچے ہاتھ باندھ کر اور شور سے  
ویل اور حسرت اور خنیت مراد ہی انس بن مالک کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَقْلَمَ مِنْ  
بَکْسَرِ حِلَہٍ مِنَ النَّارِ اَبْلِیْسُ فَيَضَعُهَا عَلٰی جَنْبِیْہِ وَ یَسْحَبُہَا مِنْ خَلْفِہِ وَ ذُرِّیَہُ مِنْ بَعْدِہِ  
وَهُوَ یَاذُرُہُ بِاَبْوَرًاہُ وَ یَقُولُوْنَ یَا بُرْہَمَ حَتّٰی یَقْفُوْا عَلٰی النَّارِ فِیَقُولُ یَا بُرْہَمَ اَہُ  
یَقُولُوْنَ یَا بُرْہَمَ فِیَقَالَ لَہُمْ لَا تَدْعُوْا الْیَوْمَ بُرْہَمَ اَوْ اَحَدًا وَاَدْعُوْا بُرْہَمَ اَکْثَرِیْمًا  
یعنی پہلے جسکو دوزخ کا جوڑا پہنا یا جا دیگا وہ شیطان ہے پہر اسکو کہہ لیگا اپنے دونوں ابروؤں  
پر اور اسکو کہیںچے گا پیچھے سے اور پیچھے اسکے اولاد ہوگی اور وہ بکارتا ہوگا موت کو اور اسکی  
اولاد ہی یہی بکارتی ہو گئے ہاں موت بیاتناک آگ پر کھڑے ہو جاوے گے پہر شیطان کہیگا ہاں  
موت اور وہ کہیں گے ہاں موت تب انکو کہا جا دیگا آج نہ پوکارو ایک موت کو اور بکارو بہت سو  
مریکور رَوَّاهُ الْاِمَامُ أَحْمَدُ وَلَمْ یُخْرِجْہُ أَحَدٌ مِنَ الْحُجَّابِ الْکُتُبِ السَّیِّئَةِ رَوَّاهُ ابْنُ



اَلْحَاكِمُ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ سَيَانَ عَنْ عَقَّانَ بِهِ وَرَوَاهُ بْنُ جَبْرِ مِمَّنْ حَدَّثَتْ اَبْنُ سَكْتَرٍ بِهِ  
 اور دعویٰ نے ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ ثبوت سے دو نو جگہ دلیل مراد ہے ضحاک نے  
 کہا دلیل سے ہلاکت مراد ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ثبوت ہلاکت اور دلیل اور خسار اور ماریب کو شامل ہے جیسے کہ اسکو  
 علیہ السلام نے فرعون کر لیے وَ اِنِّيْ كَاظِمٌ لَّكَ يَفِرْعَوْنُ مَذْبُوْرًا بَعْنِے اور میں خیال کرتا ہوں تجھ کو  
 لے فرعون ہلاکت ہو نیوالا اتنے ماقال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اس اشارہ  
 میں اشارۃ الیہ کی شان کی تفسیر ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور کہا اور انہوں نے حضرت  
 رسولؐ کو استنہاد اور خبر یہ کے طور پر اور اس مذکور کا حاصل حکو اللہ نے اس مقام میں بیان کیا مشرکین  
 کے جب شیعہ میں جن میں کا اخیر شبہ یہ ہے کہ یہ تو مسح آدمی ہے اور جواب دیا اللہ نے ان سب سے پہلے  
 کا کہ سیدکا اجمالاً اور کسی کا تفصیلاً اور معنی یہ ہیں کیا وہ ہے کہ یہ شخص رسالت کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ  
 کہا تا ہے جیسے ہم کہاتے ہیں اور آتا جاتا ہے بازاروں میں معاش کی طلب کے لیے جیسے ہم آتے جاتے  
 ہیں انہوں نے خیال کیا کہ رسولؐ کا فرشتہ ہونا واجب ہے جسکو کہانے کہانے کی حاجت نہ ہو اولاً  
 استفہام انکار کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں اگر نبوت کا دعویٰ اس شخص کا سچا ہے تو کیا حال ہے جو اسکا  
 حال ہماری حال کے مخالف نہیں ہے کیونکہ نہیں اور ترا اسکی طرف فرشتہ پہر رہتا اسکے ساتھ ڈرانا  
 اب اس اعتراض میں انہوں نے طلب کیا کہ ہم کی صحبت میں فرشتہ رہنا جو اسکا بازو کے قائم مقام ہوتا اور  
 اسکی مدد کرتا اس سوال میں پہلے سوال سے تنزل ہو اور وہ یہ تھا کہ رسولؐ کو ملک ہونا چاہیے تھا جسکو کہانی  
 کہانی کی ضرورت نہ ہو اور اسکے یہ معنی ہیں کہ ہم نے تسلیم کیا کہ رسولؐ شہر ہو سکتا ہے وکن بشیر کا رسولؐ  
 ہونا اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے ساتھ فرشتہ ہو جو اسکی کجای بیان کرے اور اسکے رسولؐ ہونے کی  
 گواہی دیوی اگلے سوال میں اس سے ہی تنزل کیا اور بولی یا پڑنا اسے کوئی خزانہ آسمان سے تو کہ زرق کی طلب  
 کی اسکو ضرورت نہ رہتی یا اسکا کوئی مانع ہوتا جس سے یہ کہا یا کرتا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ  
 اور ابوسفیان بن حرب اور نضر بن حارث اور ابوالختری اور ہود بن عبد المطلب اور زمعہ بن ہود اور  
 ولید بن مغیرہ اور ابوجہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن داؤد اور  
 بن حجاج ہر سب کے سب جمع ہوئے اور کہا بعض نے بعض کے دہم محمدؐ کے پاس کسی کو بھیجو اور سب کو بلا کر  
 اس سے بات کرو اور محاصہ کرو تو کہ تمہارا الزام نہ رہے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ پاس کہا یہی ہے



شام ٹہری جاتی ہیں اور یہ سحر مغلوب العقل ہے خیمہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا اگر تو جا ہے تو ہم تجھے کوڑیوں کے خزانے اور انکی کنجیاں دیتے ہیں جنگہ اگلے پیٹ بنیں یہ آگئے اور نہ ہم کسی کو تیرے بعد و خزانے اور انکی کنجیاں دینگے اور اسکے ساتھ تیرا مرتبہ جو اللہ سبحانہ کو پاس ہے وہ کم نہیں ہوگا اور اگر تو جا ہے تو میں اُسکو اکٹھا کر دیتا ہوں تیرے واسطے آخرت میں فرمایا اکٹھا کر دو انکو میرے واسطے آخرت میں تب اللہ نے یہ آیت اتاری تبارک الذی ان شارجبل ملک خیر امن ذلک الایۃ تک اخذ حۃ الفویکات و ابزل فی شکبۃ و ابن جریو غیروہم یہ اللہ سبحانہ کو انکی توبیخ سے اضطراب کیا اور فرمایا بَلْ کَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ الْجَنَّةَ لِکَذَبِ الَّذِیۃِ سَوَّغًا لِّہَا لَمَّا کَانَ حَالَ اِنَّ سَبَّ بَاتُوْنَ سے عجیب ہے اور وہ یہ کہ یہ قیامت کو جھٹلاتی ہیں و کمندانہ سود مند ہوتے ہیں دلائل سے اور نہ مائل کرتے ہیں ان میں اور ہنسنے طیار کیا ہے ایسے لوگوں کے وسط سحر اور سحر کہتے ہیں شعلہ مار نیوالی آگ کو اور یہ آیت دلیل ہے دوزخ کے آج دن موجود ہونے پر جیسے جنت کے موجود ہونے پر اللہ تعالیٰ کا قول اَعَدْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ دَلِیل ہے اور سحر کے رویت کرنے میں اختلاف ہے بعض نے کہا رویت سحر اُسکا ظہور مراد ہے سحر کہ وہ ناظر کے سامنے ہوگی بعض نے کہا دَاخِلُ حُرَّانِ نَارِ کَطِیْرٍ عَامِدٌ ہے بعض نے کہا رویت نَار سے حقیقہ آگ کا دیکھنا مراد ہے سحر طح تعلیط اور زفر سے حقیقت مراد ہے اور اللہ کو کون چیز روک سکتی ہے اس سو کہ دوزخ کو ایسے اور اک کا مدرک بنا دیوی اور اسی معنی کو ترجیح سے مکان بعید کی مسافت میں اختلاف ہے بعض نے کہا وہ پان سو سال کی مسافت ہو دیکھو گی بعض نے کہا ایک سال کی مسافت سے کہا ابن عباس نے سو سال کی مسافت سے اور یہ ہودت کا ذکر ہے جب جہنم کو لا دیں گے اور اُسکو کہیں گے ہونگے ستر ہزار باگ سے ہر ایک باگ کو ستر ستر ہزار مرثتہ بکڑے ہوگا اگر اسکو چھوڑ دیں تو وہ چڑھ آوے ہر نیک و بد پر یہ تو دیکھے گا کہ وہ چلا دیگی ایسا چلنا جو نہ باقی رہیگی کوئی انسان کو بوند گر نکل پڑیگی یہ دوسری بار چلا دے گی بہر دلوں کے چمکے جہت جا دیں گے اور پہنچ جا دیں گے دل گلوں تک ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے ذمہ بات لگا دی جو میں نے نہیں کہی یا اپنا مان باپ کسی اور کو تھیرا دے یا اپنا مان باپ کو سوا یا اپنا مال کسی اور کو بنا دی تو وہ تھیرا لیوے اپنا ٹھکانا دوزخ کی دونوں اکٹھوں کے درمیان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا دوزخ کی دو اکٹھیں ہیں فرمایا ہاں کیا بتنے نہیں سنا



ہمیشہ دیکھا تم اس طاقت کی آرزو سے نا امید ہو جاؤ جو تم کو نجات دیدیوے ہر اللہ تعالیٰ نے انصار کو تو بخیر فرمایا  
 اپنے رسول کی زبان پر اور فرمایا قُلْ اِذْ لَکَ خَیْرٌ اَمَّجَنَہُ الْخُلْدُ الْاَوْ وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا کَاَنْتَ لَہُمْ  
 جَزَاءٌ وَمَعْصِیۃٌ لَّہُمْ فِیْہَا مَا لَیْسَ اَوْنَ خُلْدِیْنَ کَانَ عَلٰی رَیِّکَ وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا نُوکَہُ بِلَا  
 یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ملا پر مہنگا روں کو وہ ہو گا انکا بدلہ اور یہ جانکی جگہ انکو دیا  
 ہے جو چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچا ف اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے  
 یہ اشقیاء کا حال ہے جو ہم نے تیرے لیے بیان کیا جو اندر ہر مومنوں کو بل و فخر کی طرف ادھماکی جا دیں گے  
 ہر ملیگی وہ دفعہ انکو ترش روی اور جوش اور چلانے کے ساتھ اور انکو باند کبرا اسکی تنگ جگہوں میں لایا  
 جا دیگا جس میں نہ حرکت کر سکیں اور نہ دیکھ سکیں اور نہ اس آفت سے چوٹ سکیں جس میں انکو ڈال رکھا  
 ہے یہ حال بہتر یا بہشت ہمیشہ رہیو کا جس کا وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے پر مہنگا روں کو اپنے بندوں سے  
 جسکے یہ انکو طیار کیا اور کیا اسکو انکا بدلہ اور انکے پہر نیکی جگہ اس پر جو انہوں نے دنیا میں اسکی اطاعت کی  
 اور کیا انکا انجام اپنی طرف جس میں کمانے اور پینے اور مسکن اور مراکب اور مناظر جنکی وہم ہنر  
 کریں جنکو نہ انکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل پر انکا خیال آیا اور وہ اس میں رہیں گے  
 ہمیشہ ابدا و اما سرمد ابا القطاع اور زوال نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنے کی اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے  
 جسکے ساتھ فضل کیا ان پر اور احسان کیا اسکے ساتھ ان پر ولند فرمایا کَانَ عَلٰی رَیِّکَ وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا  
 یعنی اس عدی کا وقوع ضروری ہے اوجعفر بن جریر نے بعض علماء عربیت سے حکایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے  
 قول وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا کے معنی میں وَعَدَا و اجبا اور ابن جریر نے روایت کیا عطاء سے اس نے ابن عباس سے  
 کَانَ عَلٰی رَیِّکَ وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا کی تفسیر میں کہ مجھ سے وہ چیز طلب کرو اور مانگو جسکے معنی تم کو وعدہ  
 دیا یا یہ معنی میں اَوْعَدَ نَاکُمْ یُخْزَوْنِہِ یعنی تمہارے ساتھ وعدہ کیا جس کا خلاف نہ کیو جاو گے اور  
 محمد بن کعب قرظی نے کَانَ عَلٰی رَیِّکَ وَعَدَ الْمُسْتَوْلَا کی تفسیر میں روایت کیا کہ فرشتے اللہ سے مومنوں  
 کے واسطے سوال کریں گے رَبَّنَا اَدْخِلْہُمْ جَنَّۃِ عَدْنِ الْاِیِّ وَعَدَ تَعْمَدُ مِنْ مَّکَہِ  
 مِنْ اَبَاکَیْہُمْ وَاَزْوَاجِہُمْ وَذُرِّیَّتِہُمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَفِیْہِ السَّیَّاتِ وَمِنْ  
 نِّوَالِ السَّیَّاتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتْکَ وَذٰلِکَ هُوَ الْقَوْرُ الْعَظِیْمُ یعنی اور رب ہماری اور داخل کہ  
 انکو اپنے کے باغوں میں جس کا وعدہ دیا تو نے انکو اور جو کوئی نیک ہوانے باپوں میں اور عورتوں میں

اور اولاد میں بیشک نہیں ہے نہ بڑی برکت والا اور بچا انکو رہا بیچوں سے اور جبکہ تو بچاوی رہا بیچوں سے اور  
 جن اس پر مہر کی تو نے اور یہ جو یہی ہے مراد بانی ثری اور کما ابو حازم نے حبیبیا مشکوٰۃ میں ہوگا تو میں  
 کہیں گے اسے ہماری وجہ سے عمل کیا نہیں ہے لیکن جیسے تو نے فرمایا اب تو پورا کر ہمارے واسطہ وہ وعدہ جو کیا  
 تو نے ہماریساتھ یہی معنی میں اللہ کے قول وَعَلَّامُ السُّوَالِہِ اور اس حدیث کے اس مقام میں اہل  
 مار کے فکر کے بعد اہل جنت کے حاملہ جنہ دار کرنا ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ صافات میں اہل جنت کا  
 حال بیان کر کے دوزخ کا ذکر فرمایا اور فرمایا اِذْ لَکَ خَیْرٌ مِّنْ ذَٰلِکَ اَمْرٌ فَجَعَلْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَیَّامَہُمْ  
 فِتْنَةً لِّلظَّالِمِیْنَ اِنَّمَا اُنْجِیْہُمْ بِکَ تَحْرِیْمٍ فِیْ اَمَلٍ الْحَجِیْمِ طَلَعَتْ کَاکِبَةٌ رُّؤُوسُ الشَّیْطٰنِ مَا کَانَ  
 لَکَ کُوْنٌ مِنْہَا فَمَا لَیُّوْنَ مِنْہَا الْبَطُوْنَ ثُمَّ اِنْ لَّهٗمْ عَلَیْہَا لَکُتُوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ثُمَّ اِنْ  
 مَرَّیْہُمْ عَلٰی الْحَجِیْمِ اِنَّہُمْ اَلْفُوْا اَبَا نَہُمْ ضَالِّیْنَ فَهَضَمَ عَلٰی اَنَّا رِیْہُمْ نَقَرًا عَمُوْنَ یَعْرِ  
 سبلا یہ بہتر ہے ممانی یا دوزخ تو یہ کہ ہم نے ہر کہ اسے خراب کرنا ظالموں کا وہ ایک دوزخ ہے کہ نکلتا  
 ہے دوزخ کی خبر میں اسکا سرا جیسے سر شیطانوں کے یعنی بد نما یا شیطان کہا سا بیچوں کو سودہ کہا دین  
 اس میں سے بہرہ برین گے اس سے پٹ بہر انکو اسکے اوپر ملنے ملتو بانی کی بہر انکو لیجا ناگ کہ گھر میں  
 اذنوں نے باور اپنے باب ادی بلکہ ہرے فتح کا بیان ہے ذکاک اشارہ ہے سیر کی طرف جو صفا  
 عظیمہ کے ساتھ مصروف ہوا اور جنت کو صفات کیا غلہ کی طرف اسلئے کہ بہشت کی نعمتیں سدا بہر  
 والی میں اور انکے واسطہ انقطاع اور زوال نہیں ہو اور خیر کا لفظ بیان کیا اسجگہ باوجود اسکے کہ دوزخ  
 میں اصلا خیر نہیں ہے اسلئے کہ عرب کیا کہہ دیا کرتے ہیں اور عرب کے محاورات میں یہ وعدہ محاورہ جو اللہ تعالیٰ  
 کی اس کلام کے مطابق ہو یہ محاورہ ہے جبکہ سید یونہی عربوں سے حکایت کیا کہ وہ کہا کرتے ہیں السَّعَادَةُ  
 اَحَبُّ اِلَیَّکَ اَمَّا السَّعَادَةُ حَالًا لِّکَ مَعْلُوْمٌ ہ کہ شقاۃ اصلا محبوب نہیں ہے بعض نے کہا بیان خیر  
 تفصیل کے باب نہیں ہے اور یہ تو ہر قول کی طرح ہے عِنْدَ خَیْرِ خَاسِیْنِ کہا اور یہ قول عمدہ ہے اور  
 اللہ کا قول لَہُمْ مَا یَشَآؤُنَ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَ لَکُمْ فِیْہَا مَا لَیْسَ لَکُمْ وَ لَکُمْ فِیْہَا  
 مَا لَا تَحْسِبُوْنَ یعنی اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تم کو وہاں ہے جو شکوہ و وعدہ سہل ہے وہ  
 وعدہ مراد ہے جسکا طلب کرنا اور ناگہان لائق ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا رَبَّنَا مَا وَعَدَکُمْ اَعْلٰی  
 رَسُوْلَکَ بَعْضُ نَہِ کَمَا فَرَضَیْتُمْ عَلٰی سُلٰمٰتِیْنَ لَکُمْ لَیْسَ سِوَالِکُمْ کَرِہِیْہِ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَ اَنْزَلْنَا



جنتِ حلدین اکابرین جن کے کما وند رسول و مددہ و حب مراد ہے اگر اس کا سوال ہو کہ ماہرین عباسی  
 نے استبارک و تعالیٰ فرما دیا سَلُوا الَّذِي وَعَدَكُمْ ثُمَّ نَزَّوْنِي اس مدد کا سوال کہ جو میں نے تمہارے  
 ساتھ کیا اس کو ہم پورا کریں گے وَيَوْمَ نَخْتِمُ عَنْهُمْ وَهُمْ وَمَا يَعْجُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قِيْلَ عَزَّ وَجَلَّ  
 عِبَادِي هُوَ الَّذِي آمَرَهُمْ بِطَاعَتِهِ لِيَتَّبِعُوا آلَ إِبْرَاهِيمَ اَلَّذِينَ كَانُوا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ لَنَا اَنْ نَخْتَدَ مِنْ  
 دُونِكَ مِنْ اَمْرٍ اِيَّاكَ وَلَكِنَّ مَتَّعْنَاهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا اَلَّذِي كُتِبَ لَهُمْ وَلَهُمْ اَعْمَالٌ فَتَقَدَّرَ  
 كَذَّبُوهُمْ بِمَا كُفَرُوا فَمَا سَتَطْعَمُونَ صَرَافًا وَلَا نَصْرًا وَمَنْ يَطْلُبْهُ مِنْكُمْ لَيْسَ فِيهِ  
 عَذَابٌ اَبَدِيٌّ ۝ اور جس دن جمع کر لیا دیکھا اگلو اور جن کو بچنے میں اللہ کو سوا یہ ان کو کیسا یہ تم پر ہیکہ  
 میری ان بندوں کو یادہ آپ ہیکہ راہ سے بولیں تو پاک ہے ہوں نہ آتا تھا کہ کچھ میں تیرے بغیر کوئی  
 رفیق لیکن نور نے ان کو برتنے دیا اور ان کو باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھول گئی یاد اور تہے لوگ کہنے والے  
 سودہ تو جہل جگہ تم کو تمہاری بات میں اب تم نہ پہنچ سکتے ہو نہ دکر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں گنہگار  
 ہے اس کو ہم جہاں دین بڑی ہار ف یہ جو فرمایا اب تم پہ نہیں سکتی تو اس سے عذاب کا پہرہ دیا مراد ہے  
 یا بات کا پٹ ڈالنا **فائدہ** استبارک و تعالیٰ اس طرح اور بدگوئی اور ملارت سے خبر دیتا ہے جو  
 کفار کو ماسوی اللہ کی عبادت پر کر گیا قیامت کے دن اور فرماتا ہے اور جس دن جمع کر لیا دیکھا اللہ کفار اور  
 ان کے معبودین کو کما مجاہد نے کفار کے معبودین کو بیان میں اور عزیز اور ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور  
 میں اور فرمایا کیا تم نے گمراہ کیا اور ہیکہ یا میری ان بندوں کو یادہ آپ ہیکہ راہ سے کہا قال تعالیٰ وَاِذْ  
 قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ مَا آنتَ لِلنَّاسِ اِلْحُدْنَ فَنِي وَاَرْفَعِي اِلَٰهِيْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ  
 قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحُجُوْبَانِ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ  
 تَعْلَمَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَاِنَّكَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ  
 اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا اَمَّا نَفْسُكُمْ فَبِعِزَّتِكَ اَتُفِيَّتَنِي كُنْتُ اَنْتَ  
 الْاَقِيْبَ عَلَيْهِمْ مَا كُنْتُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ شَهِيدًا ۝ اِنْ تَعَالٰى بَعْضُهُمْ فَاَتَتْهُمْ عِبَادُكَ  
 وَاِنْ تَكْفُرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْغَرِيْبُ الْحَكِيْمُ ۝ پنے اور جب کہ کیا اللہ تعالیٰ سے میری مریم کے  
 بیٹے نور کو کہا تو گن کو کہ شیر او مجھ کو اور میری ماں کو در معبود سوا اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھ کو نہیں  
 بن آتا کہ کہوں جو مجھ کو نہیں پہنچتا۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے کو معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میری جی میں

اور میں نہیں جانتا جو تیری حمد میں برحق تو ہی ہے جانتا چہی بات میں کہ نہیں کہا ان کو مگر جو نے حکم کیا کہ  
ہندگی کرو اس کی جو رکے میرا ہمتارا اور میں ان ہی خبردار صاحب مکان میں رہا ہر جب تو نے مجھے ہر  
لیا تو تو ہی بنا خبر رکھتا اکیلا تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندگی تیرے میں اور  
اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی ہر زبردست حکمت والا دہندہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اکیلا معبود قیامت کو  
دن یہ جواب دین گے **بُسْخَنَکَ مَا کَانَ شَیْءٌ یَّخِی لَکَ اَنْ یَّخْذَ مِنْ دُؤْنِکَ مِنْ اَوَّلِیَّائِہِیْ عِلْقَہِیْ عِلْقَہِیْ**  
کہاں ملتا ہے کہ کچھ کو چھوڑ کر کہے اور کو معبود شہیر الہین نہ ہو کہ لائق ہے اور نہ ان کو سزا دار ہے ہر تو ان کو  
اس مثالیت و دعوت کی طرف نہیں بلایا بلکہ انہوں نے کہیے یہ کام اپنی طرف سے ہماری صفا اور امر کے  
سوا ہم ان کو اور اکیلا عبادت کے بیزار کہا قال اللہ تعالیٰ **وَبِیَوْمَ یَحْشُرُہُمْ جَمِیْعًا شَہِدَیْہِیْ لَیْلَہِ الشَّکَہِ**  
**اَھْلُوْا اَھْلَہُمْ کَا نُوْا اَیَّاکُمْ یَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلَیْلَۃُا مِنْ دُوْنِہِ جَدَّ بَلْ کَا نُوْا عٰبِدُوْکَ**  
**لَیْلَۃُا اَنْکَ اَرْھَمُہُمْ مُّؤْمِنُوْنَ** یعنی اور جس دن جمع کرے گا اللہ سب کو ہر کہے گا فرشتوں کو کیا  
یہ لوگ تھے تم کو بوجہ تمہارے پاک ذات ہی تیری ہم تیرے طرف ان کی طرف بلکے یہ پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر  
ان ہی پر یقین کی کہتے ہیں بعض نے **اَنْ یَّخْذَ** کو بصیغہ مجہول پڑھا ہے اس صورت میں یہ سننے ہو گئے  
مالک کسی کو سزا دار نہیں ہے کہ وہ ہماری بوجہ کرے ہم تو تیرے بند و زمین تیرے محتاج ہیں اور یہ سننے  
بے صیغہ معلوم کی قوت کے سننے سے زیادہ مناسب ہیں سیاق کے لیکن تو نے ان کو اور ان کے باب داد و  
کو برتنے دیا یہاں تک کہ وہ اس چیز کو بھول گئے جس کو تو نے ان کی طرف اشارہ اور اپنے رسولوں کی زبان پر  
اور وہ یہ کہ پیغمبران کو بلانے ہی تیری عبادت کی طرف تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی سا جہی نہیں ہے اور تیرے  
یہ لوگ کہنے والے ابن عباسؓ نے کہا **بُوْرَا اِیْ ہَلْکَیْ** یعنی ہلاک ہو جانیا اے اور حسن بصریؒ اور مالکؒ  
زہریؒ سے روایت کیا ہو را کی تفسیر میں آئی **کَاخْذَہِ فِیْہِ جَدَّ** یعنی ان لوگوں نے سہلائی نہ تھی اور ابن  
الزہریؒ جب سلمانؓ ہوا تو بولا **اَیَّ اَرْسُولَ الْمَلِیْکِ اِنْ لَسَانِیْ** **رَاٰیْتُ مَا قَتَقْتُ اِذَا نَا بُوْرَا**  
**اِذَا حَارَی الشَّیْطٰنُ فِی الْخَیْرِ** **یَوْمَ سَالَ مِیْلَہُ مَبْشُوْرَا** **اَسْفَرَا وِیْلَہَا** **فَقَالَ کَذَبُوْکُمْ بِمَا**  
**تَقُوْلُوْنَ** یعنی جن لوگوں کی تم اپنے خیال میں اس کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے انہوں نے تم کو جھٹلایا  
تمہارے اس خیال میں کہ وہ تمہارے حمایت میں اور تم کو نذریک کر دیں گے اللہ کے پاس کہا قال تعالیٰ  
**وَمَنْ اَصْلٌ مِّثْلُکُمْ عَوٰمِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلَّا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ**

[illegible]

ترک شکر مراد ہے تو برین و احما و جمع برابر ہے کیونکہ یہ مصدر ہے قلیل و کثیر پر بولاجاتا ہے جمع ہے  
 بار کی آہن عباس بنی نے تو اسکی ہلکے کے ساتھ تفسیر کی اور بعض نے کہا ہمارے سے فساد مراد ہے اور یہ  
 از دشمنوں کی لعنت ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں ان میں خیر نہیں بنی اور یہ یہ ماخوذ ہے ہوا رارض سے جب  
 اس میں مذمت نہ کی جاوے بعض نے کہا ہمارے سے کساد مراد ہے اور ان سب کو اقوال کا مجموعہ ملان اور فساد  
 کے معنی کی طرف ہوگا بہر کفار کو مخاطب کر کے کہا جاوے گا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ  
 صَحْرًا وَكَأَنَّهُمْ تَمَارِقُنِي كَذِبٍ کی ہمارے معبودین تمہاری اس قول میں کہ یہ ہماری معبود ہیں  
 اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا قول يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا أَوْ قَوْل شاعر  
 قَالُوا كُنَّا نَسْتَنْصِئُ مَا بَيْنَ أَيْدِيَنَا نَقْضَ الْقَوْلِ فَقَدْ جِئْنَا بِخُرَاسًا

اور کہا ابن ندیم نے معنی یہ ہیں پہ پہ جھٹلایا تم کو ان کافروں نے اوی ایمان والو اس چیز میں جبکہ حضرت محمد  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری پاس لائے فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَحْرًا وَلَا تَصْرُفُیْنِ یہ معبود نہ تم سے بوجہ من الوجہ  
 عذاب کو روک سکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور تَسْتَطِيعُونَ کو بار تھالی کے ساتھ ہی پڑا گیا  
 ہے یعنی جسیغ غائب اس صورت میں معنی یہ ہونگے یہ کفار اس عذاب کو اپنے اوپر سے نہیں ہٹا سکتے  
 جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انکو معذب کیا اور نہ ان کو اللہ کی طرف سے مدد ہوگی کہا ابو عبید نے معنی یہ  
 ہیں پہ پہ یہ کافر تم کو اس حق سے نہیں بہیر سکتے جسکی تمکو اللہ نے ہدایت کی اور نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے  
 ہیں اس عذاب کے دور کرنے میں جو ان پر تکذیب کی وجہ سے اترا ہے اور یہ جو فرمایا وَمَنْ يَكْظُمِ الْكَلِمَةَ  
 وَحِيدٍ يَرْجُمُهَا فِي نَارٍ أَوْ يَمْتَصِّيْهَا وَلَمْ يَلْمِ يَافِعًا فَسَوْفَ يَلْمُهُ اللَّهُ وَيَجْعَلْهُ أَهْلَ النَّارِ  
 اور عذاب کبیر سے دوزخ کا عذاب مراد ہے اور عذاب کبیر کی تفسیر دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے ساتھ ہی کی  
 گئی ہے اور غلو دوزخ النار تو مشرک ہی کے لائق ہے فاسق کو سوا مگر معتزلہ اور خوارج کے قول پر اور یہ  
 آیت اور اسکی مثل اور آیتیں عدم توبہ کے ساتھ عقیدہ اور شر و طہین اور حشر کے مودی ہے کہ ظلم سے اس  
 آیت میں شرک مراد ہے اور ابن جریر کا یہی قول ہے پہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر رسول کو مخاطب کیا  
 کفار کے گذشتہ قول کے بطلان کر لیے کہ یہ کیا رسول ہے جو کہنا ہے کہانا اور چلتا ہے بازاروں میں  
 اور فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنْتُمْ لِيَأْتِ الْكُفْرَانَ وَالطَّغَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ  
 وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا اور جتنے بھی ہم نے

منجھ سے پہلے رسول سکھاتا کرتے تھے کمانا اور پھر فرشتے باز آروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے  
 کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہی ہو اور تیرا رب دیکھتا ہے **ف** پیغمبر میں کافروں کا ایمان جانچنے  
 کو اور کافروں میں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو اتنے مافی موضع القرآن **ف** اللہ تبارک و تعالیٰ جمیع رسول گذشتہ  
 کی خبر دیتا ہے صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ وہ سب کمانا کمانے تھے اور اسکے ساتھ تقدی کے  
 محتاج تھے اور کمانے تجارت کرنے کو ایسے باز آروں میں آتے جاتے اور وہ کمانا اور کمانا اور تجارت کرنا انکو  
 حال اور منصب کے کچھ مخالف نہیں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں انکے لیے رحمت حسنہ اور صفات جمیلہ اور  
 اقوال فاضلہ اور اعمال کا یہ اور خوارق باہرہ اور اولہ قاسمہ جن سے ہر سلیم العقل اور بصیرت مستقیمہ والا  
 دلیل لے سکتا ہے کہ جو کچھ یہ لائے اللہ کی جانب سے وہ سہرا پاحق ہے اور اسی آیت کی نظیر ہے یہ آیت کریمہ  
**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ** اور چنے پہچے ہونے سے  
 پہلے رسول ہی مرد تھے کہ حکم پہنچتے تھے ہم انکو سبقیوں کے منہ والی اور اسی کی مثل ہے یہ آیت بھی **وَمَا جَعَلْنَاهُ جَسَدًا إِلَّا بَرًّا** **وَمَا كَانُوا لِيُؤْخِلِيْنَ** یعنی اور ایسے بدن نہ بنا کر تھے  
 کہ وہ کمانا نہ کمانا وین اور نہ تھے وہ رجائیوں لے اور یہ جو فرمایا **وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً** **وَلِيُبَيِّنَ**  
 یعنی ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا ہے تو کہ ہم جانیں فرمان برداروں کو نافرمانوں سے واما  
 فرمایا **الْفِتْنَةُ** **وَكَانَ رَبُّكَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا** یعنی تیرا رب دیکھتا ہے اس شخص کو جو وحی کا استحقاق رکھتا ہو  
 کما قال **ثُمَّ أَلَّهِ أَنْتُمْ حَتَّىٰ يَجْعَلَ رِسَالَتَهُ لِيُفْهَمَ** اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جان بھیجے اپنے پیام  
 اور بہتر جانتا ہے ستمی ہدایت اور غیر ستمی کہ کما محمد بن اسحاق نے اللہ تعالیٰ کو قول **وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ**  
**لِبَعْضٍ فِتْنَةً** **وَلِيُبَيِّنَ** کی تفسیر میں کہ فرماتا ہے اللہ اگر میں چاہتا تو دنیا کو رسولوں کے ساتھ کر دیتا  
 بہر ان کی مخالفت نہ ہوتی تو کر سکتا تھا لیکن میں نے چاہا کہ میں بندوں کو انکے ساتھ آزمائوں صحیح مسلم  
 میں عیاض بن حمزہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے **لَسْتُ مَقَامًا هُوَ أَهْلُ الْبَيْتِ**  
**وَمَنْ بَنَىٰ بَيْتًا لِيُنْفِخَ فِيهِ مِنْ نَجْوَىٰ أَرْمَانِهِ** والا ہوں (ای محمد) اور جانچنے والا ہوں ساتھ تیرے اور بند  
 میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَوْ شِئْتُ لَأَجْرِي اللَّهُ مَعَ جِبَالِ الذَّهَبِ** **وَلَوْ**  
**أَفِضْتُ لِيُنْفِخَ فِيهِ** اگر میں چاہتا تو سونو جاندا کہ کو بہار اللہ میرے ساتھ چلا دیتا صحیح میں ہے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا دو بار تن میں چاہے بنے یا بادشاہ نہیں چاہے بند رسول







نہیں مانینگے ہم جینک ہو نہ ملے جیسا کہ پاتے ہیں اس کے رسول اللہ تہر جاتا ہے جہاں بھیجے اپنے پیام  
اور احتمال ہے کہ انکی ہر وہ بیان یہ ہو کیون نہیں اترتے ہمہ فرشتے ہر ہم انکو سامنے دیکھیں اور وہ ہم کو  
بتا دیں کہ محمد اس کے رسول ہے جیسے انہوں نے کہا اَوْتَاٰنِیَ اللّٰہُ وَالْمَلٰئِکَةُ قَبِیْلًا یٰۤہِیْمَ اٰیْمَانِ کہ  
لا دیں گے جینک تو اسے اور فرشتوں کو سامنے لا کر نہ کہا دی اور اسکی تفسیر سورہ نبی ہر ایل میں گذری و لہذا  
بیان فرمایا اَوْتٰی زَیْنًا اَسْمٰیْدَکَ و تَعَالٰی فَرَمٰ اَہٗ لَقَدْ اَسْتَلٰہُ وَاٰی اَنفُسِہُمْ وَاَعْتَوَعُوْا اَیْمَانًا  
اور فرمایا اسے سجدانے وَلَوْ اَنَّا نَزَّلْنَا اِلَیْہِہُمُ الْمَلٰئِکَةُ وَکَلَّمُوْہُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْہِمْ  
کُلَّ شَیْءٍ قَبْلَ مَا کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ اَلَا اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَکَفَرُوْا یَحْجٰوْنَ یٰۤہِیْمَ اور اگر  
ہم اونپر انارین فرشتے اور ان ہر بولین ہر دی اور جلا دیں ہم ہر چیز کو انکے سامنے ہر گز ماتے دالے ہر  
بے شک مگر جو چاہے اس پر بہ اکثر نادان ہیں اور ہر جو فرمایا یَوْمَ یَرْوَدُنَّ الْمَلٰئِکَةُ لَآ یُشْرِیۡ یَوْمَیْنِ لِلْجَبَانِ  
وَنَقُوْا لَوْنٌ رَّجْحًا یَحْجٰوْنَ اٰیْمَہِ کفار نہ دیکھینگے فرشتوں کو اس دن میں جس میں انکے لیو ہلائی ہے  
بلکہ جس دن انکو دیکھیں گے کچھ خوشی نہیں اس دن انکو اتدیر بات صادق آتی ہے کفار کے احتضار  
کے وقت جب فرشتے انکو خبر دیتے ہیں آگ کی اور جبار کے غضب کی اور کہتے ہیں کافر کو حب اسکا راج  
نکلتا ہے نکلے جان بلیہ جو بلیہ بدن میں تہی نکل طرٹ آنچہ کی بہاب میں اور طرف جلتی بانی کی  
اور طرف دھوئیں کے سائی کی ہر کافر کا روح نہیں نکلتا اور پھیل جاتا ہے بدن میں ہر وہ اسکو  
مارتے ہیں کما قال تعالیٰ تَکْلِیْفٌ اِذَا تَوَفَّیْتُمْ الْمَلٰئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَذۡبَارُہُمْ یٰۤہِیْمَ ہر  
کیسا ہو گا جب فرشتے جان نکالیں گے انکی مارتے جانے میں انکے مونہ پر اور پیٹ پر اور جیسے فرمایا  
وَلَوْ تَرٰۤی اِذۡ یُنۡزَلُ الْاٰیٰتِیۡنَ الْاٰتِیٰنَ کَفَرُوْا الْمَلٰئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَذۡبَارُہُمْ وَذُوْ قُوٰۃٍ اَعْدَابَ  
الْحَرِیۡفِ یٰۤہِیْمَ اور کہی تو دیکھے جسوقت جان لیتی ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں انکے مونہ پر اور پیٹ پر  
اور کہتے ہیں اَجْکُمُ غَدَابَ جلتے کا اور جیسے فرمایا وَلَوْ تَرٰۤی اِذۡ الظَّالِمُوْنَ فِیۡ عَمَّکٰتِ الْمَوْتِ الْمَلٰئِکَةُ  
بَاسِطُوْا اَیۡدِیَہُمْ اٰخِرُجُوْا اَنفُسُکُمُ الْیَوْمَ مَحْزُوْنَ عَذَابُ الْہَوْنِ یَمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ  
عَلٰی اللّٰہِ غَیۡرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَلٰی اٰیٰتِہِ تَسْتَاۡہِرُوْنَ یٰۤہِیْمَ اور کہی تو دیکھے جسوقت ظالم مرنے  
میں موت کی سیوٹی میں اور فرشتے ہاتھ کھولے ہیں کہ نکالو اپنی جان آج تمکو خراب ملے گی ذلت کی آہ  
کہ کہتے تھے ہم ہر چہوٹ بائیں اور اسکی آیتوں سے تمکو کرتے تھے و لہذا اَنۡشُرَکُمۡ بِہِیْمَ فرمایا یَوْمَ یَرْوَدُنَّ



سپہ صاحب کو روکتی ہی مالاہین کے ناول سے اور ضمیر اللہ تعالیٰ کے قول وَتَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا پر  
عاید ہے مگر کہ کی طرف ہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور حسن اور ضحاک اور قتادہ اور عطیہ عوفی اور عطاء خراسانی  
اور خضیفہ اور غیر واحد کا اور اسی کو ابو جعفر بن جریر نے اختیار کیا اور عطیہ عوفی نے ابو سعید خدری سے روایت  
وَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا کی تفسیر میں روایت کیا اِیْ حَرَامًا مَحْذُومًا یعنی کہ میں نے فرشتے حرام ہے  
حرام کیا گیا ہے تم کو بشارت دینا ان چیزوں کی جنکی بشارت پر پیغمبر کا ردن کو ملین گی اور ابن جریر نے  
ابن جریر سے حکایت کیا کہ اس نے کہا وَتَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا مشرکین کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو  
دیکھیں گے تو ملائکہ سے پناہ طلب کریں گے یہ کہہ کر اور یہ عرب کا دستور ہے کہ جب ان میں کو کسی شخص پر کوئی  
افت یا حادثہ نازل ہو تو وہ کہتا ہے حِجْرًا مَحْجُورًا اور یہ قول اگر عرب کی کلام سے ماخوذ ہے اور  
بن سکتا ہے وکن نسبت سابق کے بعد ہے خاص کر ایسی صورت میں کہ محمد نے اس کے خلاف نصیر  
کی ہے وکن بن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا کہ ادنون فرحجر المحجور کی تفسیر کی عودا معاذ اگر ساتھ تو جمال  
ہے کہ مجاہد نے وہی تفسیر مراد لی ہو جسکو ابن جریر نے بیان کیا لیکن ابن ابی حاتم نے جو ابن ابی نجیح سے  
روایت کیا اور اس نے مجاہد سے تو اس میں یوں ہے کہ حجر المحجور ملائکہ کی کلام ہے فَاَللّٰهُ اعْلَمُ اور یہ جو فرمایا  
وَقَدْ نَسَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ اٰخَرَاتٍ نَّكَ نُوْبِ قِبَارَتِ كَعَنْ كِي بَاتِ هُوَ حَبِيبُ النَّبِيِّ مَا سَبَّ كَرِجَانْدَا  
سے انکو نیک و بد اعمال پر تو انہ سب جانہ خبر دی کہ ان مشرکوں کو ان اعمال سے جنکو ادنون نے موجب نجات  
و فر خیال کر کہ اسے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اعمال مشرکین میں شرط شرعی مفقود ہوتی ہے اور شرط  
شرعی یہ ہے کہ اعمال میں عامل اللہ کے لیے مخلص ہو اور اللہ کی شرع کا تابع ہو جو عمل کہ خالص ہو اور بشر  
مرضیہ کو مطاب نہ ہو وہ باطل ہے اور کفار کو اعمال میں ان دونوں شرطوں میں ایک شرط مفقود ہوتی کہ وہی  
مفقود ہو جاتی ہیں اسوقت انکو عمل قبول ہونے سے زیادہ دور ہو جاتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَدْ نَسَا  
اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا مجاہد اور ثوری نے قد نسا کی تفسیر کی عذنا کے  
ساتھ یعنی ہم قصد کریں گے اور یہی سدی کا قول ہے اور بعض نے کہا اَتَيْنَا عَلَيَّہِ یعنی ہم آ جاویں گے انکے  
اعمال پاس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہبائے منثور کی تفسیر میں فرمایا شِعَاعُ النَّفْسِ اِذَا دَخَلَ فِي  
الْكُوْفِ یعنی ہبائے منثور اسے آفتاب کے شعاع مراد ہیں جو روشن دان میں دھوپ لگتی وقت دکھائی دیتا  
ہیں رَوَاهُ الشُّفَّيْانُ التَّوَدِيُّ عَنْ اَبِيْ اِيْتَحٰی حَزْنِ الْحَارِثِ اور سبط اور طریق کے ساتھ ہی حضرت

علی کرم اللہ وجہہ سیردی ہوا ہے اور اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور  
 اور ضحاک وغیرہم سے اور ایسا ہی کہا حسن بصریؒ زُوْهُوَ الشُّعَاعُ فِي كَوْنِهِ اَحَدِهِمْ وَلَوْ ذَهَبَ  
 يَقْبِضُ عَلَيْهِ لَمْ يَسْتَطِعْ لِيَعْنِ ہمارا منشور وہ ذرات میں مقدار میں جو کسی کے روشندان میں اور تو نظر آتی  
 ہیں اور اگر کوئی ان ذرات میں سے کسی سے ہزار چاہے تو وہ انکی مٹی نہیں بہر سکتا اور علی بن ابی طلحہ نے  
 ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ہمارا منشور سو بار مصراق مراد ہے یعنی گرا ہوا یا پانی اور حضرت علی علیہ السلام سے  
 یہی مروی ہے کہ ہمارا سورہ غبار مراد ہے جو چار پاؤں کے پاؤں سے انکے چلنے کی وقت اٹھتی ہے اور  
 اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ سے بھی اور عبدالرحمن بن زید بن اہم کا یہی قول ہے اور قتادہؒ نے  
 اللہ تعالیٰ کے قول هَبَاءٌ امْتَشُورٌ کی تفسیر میں کہا کیا تو نے نہیں دیکھا سو کبھی ہوئے درخت جب ان کو  
 ہوا اور اٹاتی ہے تو ہمارا منشور اسکے وہ پتے ہیں جو اڑتے پھرتے ہیں عبید بن یعلیٰ کہتے ہیں ہمارا سورہ  
 راکہ مراد ہے حبیب اسکو ہوا اور اڑے اور ان اقوال کا حاصل وہ منبہ کرنا ہے آیت کو مضمون پر اور  
 وہ مضمون یہ ہے کہ کفار کرتے ہیں اعمال اور خیال کرتے ہیں کہ ہم کسی سے کہہ رہے ہیں بہر حبیب وہ پیش کیے  
 جادوینگے بادشاہ حاکم عادل کے پاس جو کسی پر جو برکت کو روانہ کر دے گا تو وہ ہر وقت بالکل لائے ہوئے ہو  
 اور تشبیہی اللہ نے انکے اعمال کی ایک حقیر متفرق چیز کے ساتھ جیسا صاحب اس سے کسی چیز کے  
 لینے پر طاقت نہیں رکھتا کَمَا قَالَ تَعَالَى مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَعْمَاءُ لِحُمْ كَرَمًا وَاشْتَدَّتْ بِهِمُ  
 الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰی شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الصَّلٰى النَّعِيْدُ يَعْرِضُ  
 احوال کا جو منکر ہوئے ان پر کہ انکے لیے عیسو راکہ زور کی علی اس پر ہوا دن آئندہ ہی کے کچھ باتہ میں  
 نہیں اپنی کمائی میں سے بھی ہے دور بہک پڑنا اور جیسے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْغُوا صَدَقَاتِكُمْ  
 بِالْمَنِّ وَلَا ذِي الْغُلُوِّ يَبْتَغِيْ مَالَهُ رِيَاۤءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ  
 كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلٰی شَيْءٍ فَمِمَّا  
 كَسَبُوا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ یعنی ایمان والوں سے متعلق اور اپنی خیرات احسان پر کسک  
 اور ستا کر جیسے وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال لوگوں کے دکھانے اور یقین نہیں رکھتے اس پر اور نہ بچلو  
 دن پر تو اسکی مثال میں سے صاف تنہا اس پر پڑی ہے مٹی پر اس پر بے ساز و کامینہ تو اسکو کر کے سخت کچھ  
 باتہ نہیں لگتی انکو اپنی کمائی اور اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو اور جیسے فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِفَتْحِهِمْ يَجْعَلُهُ الظَّهْمَانُ مَاءً حَمِئًا اِذَا حَاجُوهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَرَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوَفَّيْحَسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یعنی اور جو لوگ منکر میں انکے کام جیسے ریت ٹھکل میں پیاسا ہوگا اسکو باہنی بہا تک کہ جب ہو چکا اسپر اسکو کچنہ پایا اور پایا اسکو کہ اپنے پاس ہر اسکو پورا ہو چکا دیا اسکا کھانا اور اسکو طلبہ لینے والا حساب اور اس آیت کی تفسیر بر عنقریب سورہ نور میں کلام گذری وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ اور جو فرمایا اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے دن دوزخ کے لوگ اور بہشت کے لوگ مساوی نہ ہوں گے اور اصحاب جنت وہی مراد کو ہو چئیں گے اور باسیلے کہ بہشت کو لوگوں کو مال ہوگا درجات عالیات اور غرات امانات کی طرف تو بہشتی چین کے گہ میں ہونگے جس کا نظارہ عمدہ ہوگا اور ستر مقام سدا رہیں گے وہاں وہ خوب جگہ ہے ٹھیراں کی اور خوب جگہ ہے رہنے کی اور اہل نار کا انجام اور مال و درکات سافلات اور حسرت متاعبات اور انواع عذاب و عقوبات کہ قیامت ہوگا وہ بہت بری جگہ ہے ٹھیراں کی اور بہت بری جگہ ہے سہنے کی ولہذا فرمایا اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا یعنی اصحاب جنت بہت ہی اعمال مقبولہ کے پوچھیں گے ان درجات کو جو ہو چئیں گے بظان اہل نار کے کہ انکو پاس کوئی ایسا عمل نہ ہوگا جو انکو بہشت میں لیجاؤں گا باعث و موجب ہو سکے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کے حال کے ساتھ بدوں کے حالات پر خبردار کیا کہ اشتیاق کے پاس بالکلہ خیر نہیں ہے اور فرمایا اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا صحاک نے ابن عباس سے و احسن مقیلا کی تفسیر میں روایت کیا کہ وہ ایک ساعت ہوگی جس میں اہل نار اسہ سختوں پر جو زمین کے ساتھ رحمت باورین گے اور اللہ کے دشمن شیطاں کے ساتھ باندہ جادین گے اور کما سعید بن جبیر نے اللہ فراموش ہوگا حساب نصف نار کی وقت پہر قیلولہ کرینگے اصحاب جنت جنت میں اور اصحاب نار نار میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا کما عکرمہ زہد میں بچاتا ہوں اس ساعت کو جس میں اصحاب جنت جنت میں جادین گے اور اہل نار نار میں اور وہ ساعت دنیا میں اسوقت ہوتی ہے جب سورج زوال کے قریب ہوتا ہے اور لوگ قیلولہ کے لیے گہر ملن میں لوٹ جاتے ہیں اسوقت دوزخی دوزخ میں جادین گے اور بہشتیوں کو بہشت کی طرف لیجا دین گے اور ان کا قیلولہ جنت میں ہوگا اور انکو پھیلی کا جگر کھلایا جادینگا پھر پھیلی کا جگر ان سب کو سیر کر دینگا اور یہی سننے میں اللہ کے نزل اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا کما عبد اللہ بن مسعود نے نصف



نہوگا یہاں تک کہ قیلو کہ کریں یہ لوگ اور وہ لوگ بہر پڑ ہی یہ آیت اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ  
مُسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ مَقِيلًا اور پڑ ہی یہ آیت ثُمَّ اِنْ مَرَجَعْتُمْ فَلَاحُ الْحَيٰثِ بِكُمْ رِقَابًا سُفْيَانُ عَنْ  
مَكِّيَسَرَّةٍ اور عطیہ عوفی نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ اصحاب جنت قیلو کہ کریں  
جنت کے بہرہ کو دن میں اور انکا حساب جب اپنے مالک کے سامنے پیش ہونگے ایک ہی پیشی میں ہوگا  
گا اور حساب سیر ہی ہے جسکا قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہے قَاتِلَا مَنْ اَوْفَىٰ كِتَابًا يَّهَيِّئْ لَهُ  
مَسْجُودًا يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِّرًا وَيُكَفِّرُ الْقُلُوبَ اِلَى الْاَهْلِيَّةِ مَسْرُورًا یعنی سو جسکو ملا اسکا کھانا دہن  
ہاتھ میں تو اس سے حساب لینا ہے آسان حساب اور بہر کر آوے اپور لوگوں پاس خوشوقت اور قنادہ  
نے کہا مقبل سے مادی اور منزل مراد ہے اور قنادہ کہتے ہیں کہ صفوان بن محرز نے بیان کیا کہ وہ شخص  
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونگے جن میں کا ایک تو دنیا کا بادشاہ ہوگا جو دنیا میں سرخ  
سفید لباس پہنا کرتا تھا پھر اسکا حساب ہوگا تو وہ ایسا بندہ ثابت ہوگا کہ اس نے کبھی کچھ نیکی نہیں کی  
اسکو حکم ہوگا دوزخ کی طرف لیجانے کا اور دوسرا وہ ہوگا جو دنیا میں ایک چادر کے ساتھ بسر کرتا رہا تو  
وہ کہیگا اے اللہ تو نے مجھ کو کیا دیا جسکا تو مجھ سے حساب لیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا صَدَقَ عَنِّي  
فَاَرْسَلْتُهُ مَسِيرًا مَبْدُوعًا لِيَرْجِعَ كَمَا اسکو جہوڑو اور اسکو بہشت کی طرف لیجانے کا حکم ہوگا پھر اسکو جس قدر  
اللہ چاہے گا جہوڑا دے ویگا پھر دوزخ کو بلایا جاوے گا تو وہ کہے کہ اس کی طرح سیاہ ہوا ہوگا اسکو کما  
جاوے گی تو نے کیسے پایا (اپنا ٹھکانا) وہ کہے گا اے میرا مالک میں پاپا بار بار مقبل (ٹھکانا) پھر اسکو کما جاوے گی  
لوٹ جاوے صاحب جنت کو بلایا جاوے گا چودہویں راستے کا بند کی طرح ہوگا اسکو کما جاوے گی (تبا) تو فرما  
کیسے پایا (اپنا ٹھکانا) وہ کہے گا اے میرا مالک میں پاپا بار بار مقبل (بہتر ٹھکانا) پھر اسکو کما جاوے گی تو لوٹ  
جاوے گا سب آثار کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا عمرو بن حرث کہتے ہیں سعید صواف نے بیان کیا کہ مجھ کو  
یہ بات پہنچی ہو کہ قیامت کا دن مومن کو اتنا جہوڑا معلوم ہوگا جیسے مصر سے سورج ٹوٹنے تک وقت  
ہوتا ہے اور اصحاب جنت جنت کو باغوں میں آدین جاوے گے یہاں تک کہ اللہ لوگوں کے (حساب)  
فارغ ہو دی اور یہی معنی میں اللہ تعالیٰ کے قول اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَاَحْسَنُ  
مَقِيلًا کے فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ مقالہ ہی نخلہ کفار کے ان اعتراضات کے ہے جنکے ساتھ انہوں نے  
نہوت میں ملن کیا اور کلامی رجوع لغاؤ سے مراد ہے کہ وہ ہماری طائفات کی پردہ انہیں کہتے بعض نے

کہا نہیں ڈرنا اپنے رب کے ملنے کی برائی سے اور اصل میں لقا کہتے ہیں وصول الی اللہ کے کہ اور اسی قبیل سے ہے رویت کیونکہ رویت کہتے ہیں وصول الی اللہ کو اور بیان لقا سے وصول الی اللہ اور ادب ہے اور ممکن ہے کہ لقا سے رویت مراد ہو فراموشی کہ رجا کو خوف کی حاجت بجا کر کہا گیا ہے بعض نے کہا معنی یہ ہیں ہماری ملاقات سے بہلائی کی امید نہیں کہتے کیونکہ وہ بعثت کو منکر ہیں اور حقیقی معنی پر حمل کرنا اولیٰ ہے تو معنی یہ ہیں نہیں امید کہتے اس ثواب کے ملنے کی جس کا ہنہ طاعت پر وعدہ دیا اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ثواب کا امید دار نہیں ہے وہ عقاب کی ہی امید نہیں کہتا اور یہ جو فرمایا کیون نہیں اترتے ہم پر فرشتے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ فرشتے اوڑھ کر سکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی کی کیون جنہ نہیں دیتے باہر مگر فرشتوں کو سہارے پاس رسول بنا کر کیون نہیں بھیجا گیا یا اللہ ہماری پاس آکر سکھو خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں پھر اللہ نے انکو اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ وَخَتُوْا اَكْبْرًا یعنی جبار کہتا ہے انہوں نے حق سے اترنا اور حق پہنا دکرنا اپنے دلوں میں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اَكْبَرًا كَيْدًا كَافًا ۝۱۰۱ بے غیہ یعنی نہیں انکے دلوں میں مگر ثبائی جسکو یہ نہیں پوچھنے والی ابن عباسؓ نے کہا معنی سے شدت کفر مراد ہے اور پھر اسکو موصوفت کبر کے ساتھ کیونکہ انکا یہ مقالہ شنیع غایت کبر اور عظیم ہے پس انہوں نے نہ کام نکالا بشر کے ارسال سے یہاں تک کہ ملائکہ کا اپنی طرف ارسال طلب کیا پھر استہزیاء نہیں یہاں تک کہ اللہ کو اپنا مخاطب بنانا چاہا اور ہر کو دنیا میں دیکھنا اسکے سوا کہ انکے اور اللہ سب جان کر درمیان کوئی ترجمان ہو اور خیال کیا ان رزمیہ لوں نے اپنے جی میں اس بات کا جس کے اہل ہونے سے یہ لوگ احتقر اور اقل اور ازل میں اور یہی حال ہے اس شخص کا جو اپنے نفس کے قدر کو نہ جانے اور اپنی حد پر کثرت نہ ہو اور جس کا نفس اپنے قدر سے جاہل ہو اسکا غیر اس سے وہ چیز دیکھتا ہو جو وہ خود نہیں دیکھتا یوم یرون اللہ لکے میں ملائکہ سے ملائکہ عذاب مراد ہیں اور رویت ملائکہ سے اُن کا اسوجہ پر دیکھنا مراد ہے جسکو انہوں نے طلب کیا اور نہ بصورت پر جسکا انہوں نے سوال کیا ملائکہ کو سر طرہ پر دیکھنا مراد ہے اور وہ جان نکالنے کو لیے حق تعالیٰ کی قوت دیکھنا مراد ہے یا حشر میں دیکھنا مراد ہے عذاب نے کہا قیامت کو دن دیکھیں گے اور عطیہ عونی سے ہی ایسا ہی مروی ہے اِنَّہٗ وَیَقُوْلُوْنَ یَجْعَلُوْنَ اَمْحُورًا کفار کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو کہیں گے آج تمہارے ثبات حرام محرم ہے بعض نے کہا یہ ملائکہ کا قول ہے وہ کفار کو کہیں گے حرام ہے تم میں سے کسی کا حشر میں داخل ہونا ابو سعید خدری

الوسعید قدزی کہتے ہیں حرام ہے محرم ہے یہ کثارت دیوین ہم تم کو اسچیز کی جسکی ہم پر بیہگاروں کو کثارت  
دیوین قضاۃ کہتے ہیں یہ ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ خداوند کی وقت کما کرتے ہیں اور کما مجاہد نے یلمک  
کی کلام ہے اور قدسنا لہم لہو ایک دوسرا وعید ہے کفار کر لیے اور وہ یہ کہ کفار اعمال بجالانے میں جسکی  
صورقین پہلی ہوتی ہیں جیسے ناتہ پردی اور غلس کی فریاد رسی اور کما نا کما نا اور ایسی ایسی پہلایان اور ان  
اعمال کی بادشاہ (جزا) کے ملنے سے کفر کے سوا اور کوئی روک نہیں ہے تو کفار کے حال اور انکے اعمال  
استقام کے حال کے مطابق میں جنہوں نے اپنی سلطان کی مخالفت کیا اور سر چڑھے ہیں ہر آیدہ سلطان انکو  
اسباب پاس اور بگاڑ دیا انکو اور نہ چوڑی انکے اسباب کے کوئی چیز اور اگر یہ سمجھتے نہ ہوں تو بہر بیان کوئی  
قدم نہیں ہے یا یہ قدم صفات میں سے ہے جسکی اور نزول اور اسکے ساتھ ایمان لانا واجب ہے تاویل  
اور تعطیل اور کیف اور تشبیہ اور تشیل کے سوا جیسے وہ سلف صلحا کا مذہب ہے اور یہی قول حق ہے کما  
واحدی نے قدم بیان مجھے قصہ ہے اور قصہ اللہ کو حق میں رجوع کرنا ہے ارادہ کر سننے کی طروت اور  
ہمارے مشورے باطل مراد ہے یعنی ہم انکے اعمال کو باطل کر دینگے کیونکہ انہوں کو اسے عزوجل کے  
لیے وہ کام نہ کیے اور اسی قبیل سے ہے جو صحیح حدیث کُلِّ شَعْلٍ لِّکَبْرِ عَلَیْہِ اَقْرَبُ نَاقُورٌ دَیْنِے جس  
کام کی نسبت ہمارا کچھ حکم نہیں ہے وہ مردود ہے کما نظریں تمیل نے مبادہ مٹی ہے جسکو ہوا اور اشیاء  
ہے اور وہ دو مٹن کی طرح نظر آتی ہے نہ حاج نے کما اس سے وہ ذات مراد میں جو روشندان میں وہ  
کے وقت نظر آتی ہیں حضورؐ کے ساتھ اور یہی قول ہے غلیل اور ازہری کا اور ابن عرفہ نے کما مبادہ  
ہیوت وہ باریک مٹی ہے بعض نے کما مبادہ غبار (گرد) ہے جو چار پاؤں کے سمون سے جلتے وقت  
اٹتی ہے اور حضرت علیؑ نے کما مبادہ سورج کی شعاع ہے جو وزن سے برآمد ہوتے ہیں اور انہیں  
سے مروی ہے کہ مبادہ سے غبار کا اٹنا مراد ہے جو چار پاؤں کے پاؤں سے اڑتی ہے پھر اس سے  
کچھ باقی نہیں رہتا ابن عباسؓ فرمے کہ مبادہ سے وہ چنگاریاں مراد ہیں جو آگ سے اسکے جلنے کی وقت  
نکلنے میں جب وہ نکل چکتی ہیں تو بہرہ کچھ نہیں ہو تین اور اسی سے مروی ہے کہ مبادہ ہے حمر  
کو ہوا اور اشیاء لیجاتی ہے مٹی اور درختوں کے پتوں کے ریزوں سے اور اسی سے مروی ہے کہ مبادہ  
سے ماہ صفاق مراد ہے کما علما ابو الطیب مرحوم نے اور لغت کر روسی تو پہلے سے ہی ثابت ہے  
میں اور لغت کو بچاتے والوں نے انہیں معنے کو نقل کیا ہے اور مشورے متفرق مراد ہے اور مٹی



پوچھو پیچھے اور پھر شیطان آدمی کو وقت پر وفادہ نہ دے والا ف اسے تعالیٰ قیامت کے دن گرا ہوا مال سحر خیز  
 دیتا ہے اور ان امور عظیمہ کی جو اسدن میں واقع ہونگے جیسے آسمان کا پھٹنا اور اسکا چرنا اور اسکا پھٹنا بدلی  
 ساتھ اور غمام سے اس فر عظیم کے سامی مراد میں جو غالب آجاو گا البصار پر اور اسکا آسمان کو فرشتوں  
 کا اسدن پہر انکا مخلوقات کو گمیر لینا محشر کے مقام میں پہر انکا تبارک و تعالیٰ کا مقام محشر میں فصل قضا  
 کے لیے کہا مجاہد نے اور یہ آیت دسی ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرمایا اهل بیطرفن ایا ان  
 یأینہم اللہ فظ کل من العمام والملكۃ وقعی الامر والی اللہ ترجع الامور یعنی کیا  
 لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آدمی اور ان پر اللہ ابر کے سامنا ہوں میں اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور  
 اللہ ہی کی طرف رجوع ہیں سب کام علی بن زید بن یوسف بن مہران کہتے ہیں ابن عباسؓ نے پڑھی  
 یہ آیت و یوم تشرق الشمس بالعملم و نزل الملكۃ کنز نیلا کہا ابن عباسؓ نے انکا کرے گا  
 اللہ تعالیٰ مخلوق کو ایک میدان میں قیامت کے دن جنوں کو اور انسانوں کو بہانم کو اور درندوں کو اور  
 پرندوں کو اور جمیع مخلوقات کو بہر بہت جاوے گا آسمان دنیا (بہلا آسمان) بہر ترین گے اسکے رہنرو  
 واسے اور وہ بہت ہونگو جنوں اور آدمیوں کو اور تمام مخلوق سے نوہ گمیر لینے جنوں اور آدمیوں  
 اور ساری مخلوق کو بہر بہت جاوے گا دوسرا آسمان بہر ترین گے اسکے رہنرو واسے اور وہ گمیر لیں گے  
 ان فرشتوں کو جو ان سے پہلے اتری اور جنوں کو اور آدمیوں کو اور ساری مخلوق کو اور دوسرا آسمان  
 کے فرشتے بہت ہونگے ساؤنیہ کے باشندوں اور جمیع خلق سے بہر تیسرا آسمان بہت جاوے گا اور ترین  
 گے اس میں ہننے والے اور بہت ہوں گے ساؤنیہ اور ساؤنیہ کر اہلی اور جمیع خلق سے اور گمیر لیں گے  
 ان ملائکہ کو جو ان سے پہلے نازل ہوئے اور جن انس اور جمیع خلق کو بہر بہت جاوے گا اسی طرح ہر ایک  
 آسمان اور اسکا اہل بہ نسبت اولین کے دو گنا ہوگا بیاتیک کہ بہت جاوے گا ساتوان آسمان اور ترین  
 گے اسکے رہنرو واسے اور وہ چہیون آسمانوں کر اہلی اور جنوں انسانوں اور ساری مخلوق سے  
 زیادہ ہونگے بہر وہ احاطہ کر لیں گے چہیون آسمانوں کے اہلی اور جنوں انسانوں اور جمیع مخلوق  
 کو اور نزول فروے گا ہمارا ملائکہ نزد جل ابر کے سامنا ہوں میں اور اسکے ارد گرد کو دبی ر سقر  
 فرشتے ہونگے جو ساتون آسمانوں کے اہلی اور جن انس اور جمیع خلق سے زیادہ ہونگے انکی  
 شافین (سینگ) ہونگے میسر زہرے کی تندیاں اور اسکی گرہیں اور یہ سب عرض کے نیچے ہونگے

انکے لیے آواز ہوگی تسبیح اور تملیل اور تقدیس اسی کے ساتھ انکی ایک کے پاؤں کو تلوے سے اس کے ٹخنے تک پانچ سو سال کی راہ ہوگی اور ٹخنے سے گھٹنے تک پانچ سو سال کی راہ اور گھٹنے سے کمر تک پانچ سو سال کی راہ اور سہلی سے کافرن تک پانچ سو سال کی راہ اور اسکے اوپر پانچ سو سال کی راہ ھَلْکَانَ اَرْوَاهُ اَنْبُ  
 اَبْحَاۤتِیْ ھَلْکَانَ التَّیْبَانِ یَعْنِیٰ مَہْلَانِ کہتے ہیں میں نے سنا ابن عباس سے فرماتے تھے یہ آسمان چھبٹ  
 جاوے گا تو اس سے ملائکہ نازل ہو گئے اور مبت ہو گئے انس و جن سے اور یہی ملاقات کا دن ہے (جبکہ آیت  
 لَیْسَ دَرِیْمُ التَّلَاقِ مِیْنِ مَذْکُورِہِ) اس دن میں ملاقات ہوگی آسمان والوں اور زمین والوں کی تو کہیں گے  
 زمین والو ہمارا مالک آیا تو کہیں گے آسمان دنیا والے (وہ نہیں آیا) اور وہ آئیوا لہ ہے بہر دوسرا آسمان  
 بہت جاوے گا بہر طرح ایک کے بعد دوسرا ہوتا جاوے گا اور اسکا اہل بنسبت پہلے کے دو گنا ہو گا ساڑھے  
 آسمانوں تک بہر ساتویں آسمان سے اس قدر ملائکہ نازل ہو گئے جو چھپوں آسمانوں کے فرشتوں اور جنوں  
 اور انسانوں سے اکثر ہو گئے کہا بہر تریچ گے ملائکہ کر وہی (مقرب فرشتے) بہر اوٹیکا ہمارا مالک عرش کے  
 حاملین میں جنکی تعداد آٹھ ہوگی ہر فرشتے کے ٹخنے اور گھٹنے کے درمیان کی مسافت ستر ستر سال کی  
 ہوگی اور اسکی ران سے اسکے موٹہ ہے تک ستر سال اور ان میں سے کسی فرشتے نے دوسرے کے موٹہ  
 کو نہیں دیکھا اور ہر ایک فرشتہ ان میں سے اپنا سر اپنے بستانوں میں رکھو ہی کہتا ہے بَسْمَحَانَ الْمَلَائِکَۃِ  
 الْقُدُّوسِ اور انکے سروں پر ایک خیر پھیل رہی ہے جسکی کھجوروں کا خوشہ اور عرش اس سے اوپر ہے  
 بہر ابن عباس نے کہا اگے بیان کرنے سے رَوَّاهُ اَبْرَہْمَہُ زَیْرُ کَمَا حَافِظُہُ ابْنُ کَثِیْرٍ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ تُوْجِیْہِ حَدِیْثُ کَاذِبٍ  
 مدار علی بن زید بن جردان پر جو ضعیف ہے اور اسکے اکثر سیاق ضعیف ہوئے ہیں اور حدیث میں  
 سخت نکارت ہے اور محدث کی حدیث میں ہی اسی کے لگ بھگ مروی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور اللہ جہان  
 نَفَرَمَا یَقُوْمُیْنِ وَفَعَلَتِ الْوَاقِعَہُ وَاَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَعِیْوُ مَیْنِ ذَاہِیَۃٍ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی  
 اَوْحَافِہَا وَیَحْمِلُ عَرْشُ رَبِّکَ فَوْقَہُمْ بَوْمَیْنِ ثَمَّ اَیْنِہُ یعنی بہر اس دن ہو پڑے پڑ پڑ والی اور  
 بہت جاوے گا آسمان بہر وہ اس دن کہیں رہا ہے اور فرشتے میں سے کما رو نہر اور اٹھارہ میں تخت  
 تیرے رب کا اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص کما شہر بن حوشب نے عرش کو اٹھائیوا لے آٹھ نفر میں چار  
 تو ان میں سے کہتے ہیں یُخْتَلَعُ اللِّحْظَہُ وَیُحْمَدُ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حَمْلِکَ بَعْدَ عَمَلِکَ سَیْرُ  
 تو پاک ہے یا اسر اور میں تیرا ناخوان ہوں نیز ہے ہی اسطے تعریف ہے اس لیے کہ تو رب باری کرتا ہے ہر



اور دوسری چار نفر بیسج کہتے ہیں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ عَفْوِكَ بَعْدَ  
 قَدْ دَنَيْتِكَ یعنی تو پاک ہے یا اللہ اور میں تیرا ثنا گو ہوں تیری ہی تعریف کرنی چاہیے اور تجھی کو اس پر  
 چاہیے اس لیے کہ تو درگزر کیے جاتا ہے قادر ہو کر دَوَاہُ ابْنِ جَزْرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اور کہا ابوہریرہ  
 بن عبد اللہ نے حزب بنی مین اے اپنا اوپر سے عرش کو اترنا دیکھیں گے تو اوپر لگ جادوئی انگبین اور  
 انکے گرد و انکے شکموں میں کانپ جادین گے اور انکے دل اپنے جگہ سے اڑ کر گلوں تک آجا دیں گے  
 عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں اتر کر اللہ عز وجل جب اتر گیا اوسکے اور اسکی مخلوق کے درمیان ستر ہزار  
 حجاب (برقی) ہو گئے ان پر دون میں سے کوئی نذر کا پردہ ہے اور کوئی ظلمت کا پردہ اس ظلمت سے ایسا  
 آواز برآمد ہوگا جسکے لیے دل ٹٹکنا چاہیں گے دَوَاہُ ابْنِ جَزْرٍ کہ حافظ ابن کثیر نے اور بیانات موقوف  
 ہے عبد اللہ بن عمر و بَرِّ لَعْلَ لَعْلَ مِنَ الرَّامِلَتَيْنِ وَاللَّهُ أَحْكَمُ اور یہ جو فرمایا اَللّٰهُ يَوْمَ يُدِى الْحَقَّ لِلرَّامِلَتَيْنِ  
 كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيدًا اور اللہ تعالیٰ کا قول ویسا ہی ہر جیسے فرمایا لَیِّنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ لِلَّهِ  
 الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی کس کا راجہ ہے آج دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا تجارتی میں ہے کہ  
 حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی یُکَلِّمُ السَّمَوَاتِ بِمِثْلِہٖ وَیَاخُذُ الْاَرْضِیْنَ  
 بِیَدِیْہِ الْاُخْرٰی ثُمَّ یَقُولُ اَنَا الْمَلِکُ اَنَا الدَّیَّانُ اِنَّ مُلُوکَ الْاَرْضِ اِنَّ الْجَبَّارُوْنَ اِنَّ  
 الْمُسْتَکْبِرُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ لپیٹ لیگا اپنے واسطے ہاتھ میں آسمانوں کو اور زمینوں کو دوسرے ہاتھ میں  
 بہر فرما دیگا میں بادشاہ ہوں میں دیان ہوں کمان میں زمین کے بادشاہ کمان میں زمین در آور کمان میں  
 برائی بیولے اور كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكَافِرِیْنَ عَسِیْدًا کے یہ معنی ہیں کہ وہ دن کافروں پر مشکل ہوگا  
 کیونکہ وہ عدل اور قضا فضل کا دن ہے کما قال تعالیٰ فَذٰلِكَ یَوْمَ تَصِیْبُ الْكَافِرِیْنَ  
 عَذَابٌ نَّسِیْبٌ یعنی بہر وہ دن شکل دن ہے منکرون پر نہیں آسان یہ حال ہوگا کفار کا اس دن اور ہے  
 مومن تو انکی بابت فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے لَا یَجْزِیْھُمْ الْقَرْعُ الْاَکْبَرُ وَتَنفَلِقُھُمْ الْمَلَائِکَةُ  
 هٰذَا یَوْمَکُمْ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوعَدُ فَنَ یعنی نہ غم ہوگا مسلمانوں کو اس کے گمراہ میں اور تیر  
 آدمین کو انکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ تھا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ  
 نے عزم کیا یا رسول اللہ جس دن کا لٹاؤ بچاؤ ہزار برس کا ہے وہ کس قدر لٹاؤ ہوگا تو فرمایا رسول  
 خدا صلوات اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِیْہِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفِّقُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا اَخْفَ



جیسے ضبابہ اور وہ بادل بنی اسرائیل کو ساتھ جنگل میں رہا ہے بعض نے کہا بہت جاوید کا آسمان اس بادل کے ساتھ جو آسمان اور لوگوں کے درمیان ہے اور معنی یہ ہیں بہت جاوید کی بلی آسمان کے بہت جاوید کا ساتھ بعض نے کہا بہت جاوید کا آسمان فرشتوں کو اُڑنے کے لیے جیسے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ وَنَزَّلَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَنْزِيْلًا اہل علم نے کہا یہ فرشتوں کا اوتار نارضا اور رحمت کا اوتار ناہوگانہ سمط اور عذاب کا اوتار ناہر بن عباسؓ کا وہی طویل اثر بیان کیا جس کو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور یہ فرمایا الْمَلِكُ يُؤَمِّنُ الْخَلْقَ لِلزَّحْنِ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ ملک جو ثابت رہی اور زائل نہ ہو دوسری اور نہ کوئی اس میں ملوث ہو کہ رحمت کے واسطے ہے امدن کیونکہ ملک زائل اور منقطع حقیقت میں ملک ہی نہیں ہوتا اور اس لیے کہ غلبہ ظاہر اور استیلاء کلی اور عام جو صورتہ اور معنی اور ظاہر اور باطن ثابت رہی اس طرح کہ کہی زائل نہ ہو کہ نہیں لائق ہے مگر اللہ تعالیٰ کیواسطے تو ملک مبتدا رہی اور حق اسکی صفت ہو اور رحمت اسکی خبر ہے اور یہ مستظرف ہو جو ملک کے متعلق ہے اور ظرف کی تفسیر کا فائدہ یہ ہے کہ ملک مذکور کا ثبوت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے اسی دن میں خاص ہے اور رہے دنیا کے ایام نوان میں اللہ نے غیر کو بھی صورتہ مالک بنایا ہے اگرچہ حقیقتہ مالک نہیں ہیں بعض نے کہا اللہ کے استدا ہے اور الحق خبر ہے اور للرحمن الحق کے متعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ بعض سے حقیقتہ ہاتھ کا کاٹنا مراد ہے اور کوئی دلیل حقیقی منہ کے تناول سے مانع نہیں ہے اور اسکی تاویل کا کوئی سبب موجود نہیں ہے کہا عطا کرنے يٰۤاَكُلِ الظَّالِمُ يَكْدِيهِ حَتّٰى يَكُلَ مِنْ فَرْقِيْهِ ثُمَّ يَبْنِئَانِ ثُمَّ يَاْكُلُهُمَا وَهَكَذَا اَكُلُمَا نَبْتَت يَكْدَاۤهُ اَكُلُهُمَا عَلٰى مَا فَعَلَ خَشَرًا يَعْنِي ظالم اپنے ہاتھ کہاوے گا یہاں تک کہ کہنیوں تک کہا جاوید کا ہر اگین گے ہر ان کو کہا جاوید کا اور اس طرح جب اگین گے انکو کہا لیگا اپنے کیے پر چپا بچپا کہ ذَكَرَهُ الْخٰازِنُ بعض نے کہا ہاتھوں کا کاٹنا کہ یہ ہے غیظ و حسرت سے اور پہلے قول کو ترجیح ہے اور ظالم سے ہر ظالم مراد ہے جس پر ظالم کی تعریف صادق آوے اور آیت کا خلاصہ سبب پر وارد ہونا اسکے عام ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر میں مروی کہ ظالم سے اُبی بن خلف اور عتبہ بن ابی معیط مرویہ اور یہ دونوں غلبیل ہوئے ورنہ میں اور سبیل سے طریق مراد ہے اور وہ حق کا طریق ہے اور معنی یہ ہیں کہے گا کہ افسوس میں چلتا رہا بہت میں تو کہ میں حیوٹ جانا ان گمراہ کنندہ باتوں سے

اور انہوں میں پرچین تاعبداری کرنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پکڑنا میں اس کے ساتھ ہدایت کی طرف راہ آگاہ  
 ایسوس کا فرکی دوستی پرچین نے اسکو ہکا دیا دنیا میں اور فلان کنایت ہے علم سے کہا یا بوری لغت  
 کے بعض ناموں کو خیال کیا ہے کہ لفظ فلان کا استعمال ضعیف کلام میں ثابت نہیں ہوا مگر نقل کے طور  
 پر تو یوں نہ کہا جاویگا میرے پاس فلان آیا مگر یوں کہا جاویگا زید نے کہا میرے پاس فلان آیا کیونکہ  
 فلان اسم ہے اس لفظ کا جوہ علم ہے اسم کا اور ایسا ہی قرآن مجید میں حکایت آیا ہے بعض نے کہا  
 فلان کا لفظ عتلاء کے ذکر کے علم سے لیا یہ ہو اور فلان عتلاء کے اثاث کو اعلام سے لیا یہ  
 اور لفظ فلان منصرف سے بعض نے کہا لفظ فلان عتلاء کے ذکر کے نکرہ سے لیا یہ ہے اور فلان عتلاء  
 کے اثاث کو نکرہ سے لیا یہ ہو اور رہا فلان اور الفلان تعریف کے ساتھ تو وہ لکھا یہ ہے غیر عتلاء  
 سے اور لفظ فلان جامع ہے نکرہ کے ساتھ مگر ضرورت شعری میں اور لفظ فلان کامرہم نہیں ہے  
 بخلان فرا کے کہ وہ فعل کو فلان کامرہم قرار دیتا ہے اور ابو حیان نے زعم کیا کہ ابن عصفور اور  
 ابن مالک نے غلطی کی ہے فلان کے اعلام ذوی العقول سے لیا یہ کرنے میں اور اس کے لام میں دو جہین  
 ہیں ایک نوبہ دادم و دوسرے کہ یہ یا ہے اور آیت کا حکم شامل ہے ان ہر دو دستوں اور بارون کو  
 جو ان کی عصیت پر اکتھے ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحشر المؤمنین  
 علی دین خلیلہ فلیکثر احدکم من الجلال یعنی آدمی اٹھا یا جاویگا اپنے دوست کے دین  
 پر ہر سو جو ایک تمہارا کس شخص کا دوست بنا ہے اخراجہ ابوداؤد والترمذی ابوسعید خدری  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصاحب الا مؤمنا ولا کافرا  
 فلیکثر احدکم من الجلال یعنی باس نہ بیٹھ مگر ایماندار کے اور نہ کفار کے نیز کہا مگر پرہیزگار اخراجہ  
 ابوداؤد والترمذی ابی ایضا ابو موسیٰ شعری کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منقل  
 المجلس الصالح والشود کحامل المسک فانی فی الکیس فحایل لیسک اما ان تجنیک  
 واما ان تتباع منه واما ان تجک منه رجحاطیبا وکان فی الکیس ایتا تجزق نیابک  
 واما ان تجک منه رجحاطیبت یعنی ہنشین نیک اور ہنشین بد کی مثال عطار اور لوہار کی  
 طرح ہے ہر عطار تین حال سے خالی نہیں ہے یا وہ نوبتھے مفت میں کچھ دیگا دیا تو اس سے خرید کر  
 گا دیا دیگا تو اس سے عمدہ خوشبو اور لوہار یا تیرے کپڑے جلا دیگا دیا تو اس سے گندی بوب دیگا

رَدَّاهُ الْمُشْكِكَاتِ ذَكَرَ سُورَانَ رَادِیَ اسْمِی كِتَابِ یَا اسْكَافِ ذَكَرَ یَا ضِیْعَتِ یَا كَلِمَةُ شَهَادَاتِ یَا یَسِیْبِ جِیْرَی خَدَلَا  
 سے بلا کو وقت بری ہو جانا اور چوڑ دینا اور وقت پر دعا دینا مراد ہے اور حبلہ و کان شیطان اللہ انسان خدا لا  
 پہلے مضمون کا مقرر و مثبت ہے اور احتمال ہے کہ اس کی کلام ہو یا ظالم کی کلام کا بقیہ ہو اور شیطان ہو وہ جلیل  
 مراد ہے اور جلیل کو شیطان کہا اس لیے کہ اس نے اسکو گمراہ کیا یا شیطان سے ابلیس مراد ہے کیونکہ اسی نے  
 گمراہ کرنے والوں کی دوستی کی غیبت دی وَقَالَ الرَّسُولُ يُرَبِّ اِنَّ قَوْمِی لَتَخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ  
 مَكْجُورًا ۝ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْجَائِرِیْنَ وَكَفَرُوا بِكَ هَادِیًا وَفَضِیْلًا  
 اور کہا رسول نے لے رب میرے مٹا یا قوم نے اس قرآن کو جنک جنک اور اسی طرح رکھے میں ہنسنے  
 ہر نبی کے دشمن گنہگاروں میں ہو اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانا کہ اور مدد کرنے کو فالک یعنی کافر  
 ہلکا یا کرین جسکو ارادہ ہے گمراہ بر لاویگا ف اسے تعالیٰ اپنے رسول اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ انہوں نے عزم کی لے رب میرے قوم نے قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا اور یہ  
 اس لیے کہ مشرک قرآن مجید کی طرف کان نہ رکھتے اور نہ اسکو سنتے کہا قال تعالیٰ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا  
 لَا تَسْمَعُوا هَذَا الْقُرْآنَ وَالْغَوَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور کہنے لگے نہ کان دہو اس  
 قرآن کو سننے کو ادب بک بک کر اس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو تو جب پڑھا جاتا ہے قرآن مجید شور  
 مچا دیتے اور اور باتوں میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ نہ سنتے اسکو اور یہ ہجران میں سے ہے اور اس کے  
 ساتھ ایمان نہ لانا اور اسکو سمجھ نہ جانا اور اس میں تدبر نہ کرنا اور اسکو نہ سمجھنا یہی اسکے ہجران میں سے ہے  
 اور اس پر عمل نہ کرنا اور اسکے امر و نہی کو نہ ماننا اور اسکے زواج سے اعتقاد نہ کرنا یہی اسکے ہجران میں سے  
 ہے اور اس سے عدول کر کر شعرون اور قصون کما نیون سرود وغیرہ کی طرف جانا یہی اسکے ہجران میں سے ہے  
 اور ایسے طریق کی طرف جانا جو رسول سے یا خود نہیں ہے یہی قرآن مجید کے ہجران میں سے ہے اب ہم اس سے سولہ  
 کرنے میں جو کر رہے ہیں اور نشان ہے اور ما بشا پر قادر ہے یہ کہ ہکو نکال لے اپنے غصے سے اور کراؤ کہ ہم سے  
 اپنی خوشنودی کے کام اپنی کتاب کے حفظ اور اسکے سمجھانے اور اسکے مقتضایہ پر کثرت ہونے سے رات کی  
 گہریوں میں اور دن میں اور دن کے اطراف میں اس طریق پر جسکو وہ چاہتا ہے اور اسکو پسند کرنا ہے وہ کریم  
 و مہربان ہے اور یہ جو فرمایا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْجَائِرِیْنَ یعنی جیسے میری قوم میں ایسے  
 لوگ موجود ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا اسی طرح اہم ماضیہ میں بھی ایسے لوگ گذرے ہیں

جو اپنے دفت کی کتاب اور حکم کو پیچھے ڈالتے ہیں کیونکہ اس نے بنا کو ہر نبی کو دشمن مقرر کر دیا جو لوگوں کو بلاتے تھے منکالت اور غیبت اور کفر کی طرف کہا قال تعالیٰ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرَفَ الْقَوْلِ عُرْفُوهُ أُولَٰئِكَ رُبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ الْأُنْثَىٰ الَّتِي لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِیَرْصُوهُ وَلِیَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُونَ یعنی اور اس بطرح کہ میں ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سمکھا تو میں ایک دوسرے کو ملے بائیں فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے تو جو بڑی دھجائی اور انکا جھوٹ اور ناجسکین اس طرف دل انکے جو یقین نہیں کہتے آخرت کا اور وہ اسکو پسند کریں اور تاکیں جاوین جو غلط کام کر رہے ہیں و لکن ایمان فرمایا وَكُنْ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيْرًا یعنی تیرا رب پس ہے اور کافی ہے منبع رسول اور اس کی کتاب کو ملنے والے اور اس کے مصدق کو لیے ہدایت کرنیوالا اور اس کا ناصر ہے دنیا و آخرت میں اور ہدایا و نصیر افرمایا اس لیے کہ مشرک روکتے تھے لوگوں کو قرآن کی اتباع سے تو کہ کوئی اسکے ساتھ نہ آیا نہ ہو اور مشرکوں کا طریقہ قرآن مجید کے طریق پر غالب ہو جاوے و لہذا فرمایا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْجَائِلِينَ وَكُنْ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيْرًا فتم کا بیان ہے کہ رسول قیامت کے دن یہ مقالہ اپنی قوم کے کرتوتوں کی نکات میں کہیں گے یا یہ حکایت ہر اس کی اس کی اور حکایت کی جو اس سے دنیا میں واقع ہوئی مجھ سے متروک مراد ہے یعنی یہ لوگ اس پر ایمان نہیں لائے اور بوجہ من الوجہ انہوں نے اسکو نہیں پایا یہ معنی کہ اوسوں نے اس کی نیکیاں نہیں دیکھی تھیں نہ بیان اور نہ میں کہ انہوں نے بنالیا قرآن کجسور و بدیان بعض نے کہا مجھ سے مجھ پر مراد ہے اور انکا کجسور قرآن مجید میں یہ تاکہ وہ کجسور نہ ہو کجسور یعنی بدکار کی نفی میں ہوا اور انکے کہنے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْجَائِلِينَ میں تسلی ہے رسول کریم صلی علیہ وسلم کے لیے اور مفسر یہ ہیں اللہ نے تمہارا ہی ہر نبی کے انبیاء میں سے دشمن اس کی قوم کے اشراف لوگوں سے جو مخالف رہے اپنے نبی کے بہتر گنہگار تو اسے محمد کہیں گے یہی عادت جاری رہی ہے تجھ سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ اور تو صبر کر جیسے انہوں نے صبر کیا کہا ابن عباس نے آیت باب کی تفسیر میں کہ حضرت کا دشمن اللہ نے ابوجہل بن ہشام کو تمہارا اور موسیٰ کا دشمن فارون کو اور فارون موسیٰ کا چچا زاد تھا کہنے پر ربک میں بارنا یہ ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا تَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ



بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا الَّذِينَ يَحْتَرِفُونَ عَلَىٰ وجوههم إلجكم أولئك شرُّكم كما نأكل  
 سبيلًا اور کہنے کو وہ لوگ جو منکر میں کہیں نہ اور اس پر قرآن سارا ایک جگہ سے طرح امار نامتناہی ثابت  
 رکھیں ہم اس سے تیز اول اور پڑھ سنا یا ہم نے تشریح کر اور نہیں لائق تجھ پاس کوئی کماوت کہ ہم نہیں پہنچاتے  
 سچ کو بیشک بات اور اس سے بہتر کو ملے جو لوگ گمیرے آدین گے اور نہ پڑھیں وہ پڑھنے کی طرف انہی کا  
 تہ اور یہ ہے اور بہت بلکہ میں راہ سرف جو فرمایا اور پڑھ سنا یا ہم نے تشریح کر تو اس سے یہ غرض ہے  
 کہ ہر بات کے وقت پر اس کا جواب امارا ہو تو تشریح کا دل ثابت ہوا ہے مافی موضع القرآن ف اسے تعالیٰ  
 کفار کو پڑھے اعتراض اور انکی لغت اور لا یعنی کلام کی خبر دیتا ہے جو کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 یہ کتاب جو اسکی طرف وحی کی جاتی ہے جملہ واحدہ ساری کی ساری کیوں نہ اتری جیسے پہلی کتاب میں  
 ایک آیتہ اتریں جیسے تدریت اور تخیل اور زبور اور اس کے سوا اور اسی کتاب میں تو انکی اس اعتراض کا  
 اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ اس نے اقرار قرآن مجید کو بارہ بارہ تیس سال میں دفع اور حوادث اور  
 ضرورتوں کے موافق نامائت رکھ سکے ساتھ مومنوں کے دل کا تال تعالیٰ وَكُنَّا أَفْقَدًا لِّلْغَمَّةِ  
 عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مَكْلَتْ وَ تَرَكْنَاهُ يَتَرَدَّدًا يَفْنَىٰ اور قرآن کو ہم نے بارہ بارہ امار انوکھ تو اسکو پڑھے  
 لوگوں پر تشریح کر اور ہم نے اسکو امار نے امار اور اس پر اسطو بیان فرمایا لِيُتَيَسَّرَ بِهِ فَوَادَكَ وَتَكْلُمُهُ  
 تَرْتِيلًا بعض کتاب کے مطلب فقط معنی سمجھنے ہوئی ہیں اور بعض کتاب کے معنی سمجھنے ہی مطلوب  
 ہوئے ہیں اور اس کے لفظ ہی پڑھنے سے غرض ہو کہ نور و برکت اترتا ہے اور یہ قرآن اس قسم کا ہے کہ اس کے  
 دونوں مطلب میں اس لیے اسکی سورتیں جدا آتیں جدا جدا رکھیں اور اسکو تہودا اتھودا امارا ہر وقت پڑھنے  
 کے موافق احکام کا قنادہ مئے وَتَرَكْنَاهُ يَتَرَدَّدًا کی تفسیر میں بَيِّنَاتٌ لِّبَيِّنَاتٍ لِّبَيِّنَاتٍ لِّبَيِّنَاتٍ  
 معنی اسکو کھول سنا امارا بن دینے کے کما فَنَشَرْنَاهُ تَفْسِيرًا اور یہ جو فرمایا وَكُنَّا أَفْقَدًا لِّلْغَمَّةِ  
 جَمَلُكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا تو مثل سے محبت اور شہرہ مراد ہے اور سننے میں یہ کفار کوئی ایسی بات  
 نہیں کہتے جس کے ساتھ حق کا معارضہ کریں مگر ہم انکو جواب دیتی ہیں اس حیر کے ساتھ جو وہ نفس الامری میں  
 حق ہوتی ہے اور بہت کہلی اور بہت دھنچ اور بہت نصیحت ان کے اعتراض سے سعید بن جبیر نے ابن عباس  
 سے روایت کیا وَكُنَّا أَفْقَدًا لِّلْغَمَّةِ کی تفسیر میں کہ یہ کافر قرآن اور رسول میں عیب لگانے کے واسطے کوئی  
 مثال نہیں دے سکتے مگر جب یہ اسکا جواب عمدہ طور پر اس کی طرف سے آتا ہے اور یہ اسکی عنایت و

نوازش نہیں ہے حضرت پر تو اور کیا ہو کہ آتا ہے کہ بائیں میں اسے غرور کی طرح صبح شام رات دن سفر میں اور  
 حضر میں ادھر ہر بار آپ کے پاس فرشتہ قرآن لیکر اترتا ہر جگہ نشہ پیہر دن کو کہ انکے پاس فرشتہ کو کتاب  
 دیکر ایک ہی بار بھیجا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامرتبہ اور درجہ سائر انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے  
 مراتب اور درجات سے اعلیٰ اور اجل اور عظم ہر ایک قرآن اشرف کتاب ہے جبکہ اللہ نے انارا اور محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم عظم نے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف بھیجا تو قرآن مجید کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو  
 صفتوں کو اکٹھا کر دیا ملا را علیٰ من تو قرآن اتر اجملة واحدة لوح محفوظ سے بیت الغرہ میں جو پہلی آیت  
 میں ہر ہر اسکے بعد زمین پر فالح اور حوادث اور ضرورتوں کو موافق بارہ بارہ ہو کر اترتا رہا ابن عباس  
 سے مروی ہے کہ قرآن اتر ایک بارگی آسمان دنیا میں لیلۃ القدر میں ہر اتر اسکے بعد بیس سال میں ہر  
 اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا وَلَا يَأْتِيَنَّكَ يَمِينُكَ وَلَا يَمِينُكَ بِالْحَقِّ وَاحْسَنَ تَقْسِيمًا  
 اور فرمایا وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِيَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ عَلَى مَكْنً وَتُزَكَّاهُ تَنْزِيلًا ہر اللہ تعالیٰ نے قیامت  
 میں کفار کی بد حالی کی خبر دی اور انکے دوزخ کی طرف اسوہالات اور اربع صفات میں جنت کی اور فرمایا  
 الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ حَسَنَةٍ أُولَٰئِكَ سَوْفَ كَانُوا أَصْلًا سَبِيلًا یعنی وہ جو گنہگار  
 آویں اور نہ ہر پڑی سو نہ دوزخ کی طرف انکا بہت بُرا درجہ ہو اور وہ بہت بہتر ہیں راہ سے آتش سے  
 مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح کافر کو سو نہ کو بل اٹھایا جاوے گا قیامت کو دن تو  
 فرمایا اِنَّ الَّذِي امْسَا عَلَىٰ رِجْلَيْهِ قَادِرٌ اَنْ يَمْسِيَهُ عَلَىٰ وُجُوهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جس نے  
 کافر کو دو پاؤں پر چلایا ہے وہ کہتا ہے کہ چلا دو اسکو سو نہ کے بل قیامت کے دن اخرہ البھاری اور  
 یہی قول ہے مجاہد اور حسن اور قتادہ اور بہت معنوں کا انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیلا  
 ہے کہ یہ آیت ہی منجملہ کفار کے افتراعات اور نقات کے ہے یعنی کیوں نہیں اناری اللہ تعالیٰ نے  
 محمد پر یہ کتاب یکبارگی غیر منجم جیسے تدریت کو مٹھی پر انارا اور کھیل کو چھٹے پر اور زبور کو داؤد پر علیہم  
 الصلوٰات والسلام اور اس مقام کو قائل ہیں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ کفار فریش کا مقالہ ہے بعض  
 کہا یہ وہ کہتے هَلَّا اَتَيْنَا بِالْقُرْآنِ جُمْلَةً وَاحِدَةً یعنی تو کیوں قرآن سہارے پاس یک  
 بارگی نہ لایا اور یہ انکار عزم باطل ہے اور دعویٰ دگ جانوالا کیونکہ یہ کتاب میں ہی جدا جدا ترین صبر قرآن  
 مجید بارہ بارہ ہو کر اتر او لکن وہ معاند میں یا اللہ سہانہ کی کتابوں کے نزول کی کیفیت سے انبار چاہے

زمین اور یہ ان کا اعتراض محض لاطائل ہے کیونکہ اعجاز مختلف مہیا ہوا ہے کیا رنگی نزول کے ساتھ اور مفرق نزول کے ساتھ باوجود اسکے کہ تفریق میں فوائد ہیں ایک تو یہ کہ کتاب کا دافعوں کے مطابق انرا نصیحت کو ٹپکا ہوا ہے اور معنی میں غوطہ لگواتا ہے دوسرے حجب وہ کتاب بارہ بارہ ہو کر اثر کی توہر ایک بار پر کے ساتھ خصم کو مقابلہ کے لیے بلادے گی یہ وہ عاجز ہو گا ہر ایک بارہ کو معارضہ سے اور اسکے ساتھ رسول کا دل زیادہ قوی ہو گا اور گائیسیہ یہ کہ مفرق نزول کے وقت قرآن حالیہ دلائل لفظیہ کے ساتھ مجاہدین کو اور قرآن حالیہ کے دلائل لفظیہ کی طرف انصاف سے مبالغت پر اعانت ہوتی ہے یہ ہر اللہ سبحانہ انکا جواب دیا اور فرمایا کَذٰلِكَ يَلْتَمِثُ يٰٓهٗ قَوْمًا اَدَّكَ وَرَتَّلَكَ تَزَكِيًا لِّعَنِي اِيسَا مَفْرُق اور مخم اور بارہ بارہ انا راجس میں کفار و طعن کیا اور اسکے خلاف انہو کے اقتراح و سوال کیا ہم نے اختیار کیا تو کہ قوی کریں ایسے تزلزل کے ساتھ تیرے دل کو کیونکہ کتاب کا بارہ بارہ انا راجس و حوادث کو موافق اقرب سے تیری اسکو حفظ کرنے کی طرف اور اسکو معانی کے فہم کی طرف اور تربیت کو غلط اسباب سے اور لنتبت کو بصیغہ غائب ہی ٹپکا گیا ہے اس پر ضمیر اللہ کی طرف عائد ہوگی بعض نے کہا کذاک پر شکر کہین کی کلام پوری ہوتی ہے اور سمجھنے میں کیوں نہ اترتا محمد پر قرآن یک بار کی تدریس و تخیل و زبور کی طرح اس صورت میں کذاک پر وقف ہوگا اور لنتبت یہ ہر کلام شروع ہوگی اور سمجھنے میں ہونگے ہم نے انا راجس و ان مجید کو مفرق اس غرض کے واسطے ابن الانباری نے کہا اور یہ قول احوال و حسن کے کما نحاس نے اور قرآن مجید کے مفرق انا راجس میں آپ کی نبوت کا ہشتار منظور تھا اور اس میں آپ کے بنی ہونے کی نشانیاں تھیں کیونکہ حجب وہ کوئی سوال کرتے تو انکو جواب ملجاتا اور یہ نبی ہی کا کام ہے تو اس سے تقویت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو بھی اور انکو دلون کو بھی کما ابرج عیاش لنتبت ہوا کہ کی تفسیر میں لنتبت ہوا کہ و زبطہ علی قلبک یعنی تو کہ ماخذ دین اسکو ساتھ تیرے دل پر اور سمجھنے میں ہونے اسکو بارہ بارہ کر کے حضرت پر اسلئے انا راجس کو اسکو یاد کر لیوے اور حفظ کر لیوے کیونکہ پہلی کتاب میں جو انبیاء پر اتریں تو وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لکھ پڑھ لیتے تھے اور قرآن مجید ایسے نبی پر اترتا ہے جو امی ہونے لکھنا جانتا ہے نہ پڑھنا دوسرا یہ قرآن میں کوئی بارہ ناخج ہے اور کوئی مستوع اور کوئی بارہ ان ہوالات کا جواب ہے جو اوقات مختلفہ میں حادث ہوتے تھے یہ ہر سمجھنے اسکو مفرق انا راجس کو آسانی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اسکے حفظ میں اور آسانی ہو اسکے عامل پر اور اسکو ایسی طرز پر انا راجس کا

قد رزق من ہر گناہ نازل کہتے ہیں ایک آیت کو دوسرے کے بعد ہو چکا کہ قالہ النبی محمد الحسن وقادہ بعض نے کہا  
 بیکناہ بیکناہ سدی زکما فصکناہ تفصیلا ابن عباس نے کہا رسلناہ ترسیلا یعنی ایک چیز کے بعد دوسرے  
 چیز تارامی مجاہد نے کہا بعض کو بعض کے پیچھے اتارا کہا ابن الاعرابی نے میں نہیں جانتا کہ ترتیل کی تحقیق اور  
 نہیں کے سوا کوئی اور معنی ہوں بعض نے کہا سننے یہ میں نہ پا سکتے اسکو تجربہ جبریل کی زبان کو ساتھ شکیلا  
 بعد شے تیس سال یا تیس سال میں تدریج اور تفریق کے ساتھ کہ اسکا سمجھنا اور یاد کرنا تجربہ پر آسان ہو بہر  
 اسمہ سبحانہ نے بیان کیا کہ یہ کفار ہر وقت مجروح (مخلوب) ہیں اور انکا قول ہر وجہ کو ساتھ اور ہر حالت میں  
 مدفوع ہے اور فرمایا ولا یأقونک بمثل الا حینک بالحق واحسن فہنیزا یعنی اور نہیں لاسے  
 لے محمد تیرے پاس یہ شرک کوئی مثال ان مثالوں میں جو جن میں سے انکے اعتراضات و سوالات میں غبار  
 ساتھ تیرے امر کو باطل کرنا چاہتے ہیں مگر لانے میں ہم انکی مثال کے جواب میں حق جواب ثابت جس سے  
 انکی وہ مثال باطل ہو جاتی ہے اور سر پہڑ دیتا ہے وہ جواب حق انکی باطل مثال کا اور دفع کر دیتا ہے  
 اسکو تو مراد مثل سے آیت میں سوال و اقتراح ہے اور حق سے جواب مراد ہے جس سے اس سوال کا ذریعہ  
 ٹوٹ جاتا ہے اور ہر کاشبہ باطل اور اسکا مادہ قطع ہو جاتا ہے اور ہر تشناہ مفرغ ہے احوال سے اور جملہ  
 حال کے محل میں ہے اخی لا یأقونک بمثل فی حال میں الاحوال الا فی حال ایتائنا ایاک ذلک  
 بہر اسمہ سبحانہ نے ڈرایا ان جہال کو اور انکی نعمت بیان کی اور فرمایا الذین یجھنزون علی وجھہم  
 الی جھنم اولئک شر مکننا و اصل سینلا حشر علی الوجہ کے یہی ہیں کہ انکو مومنوں کی بل  
 گسیٹا جاوے گا اور تائیں گے زمین سروں کو ساتھ اور انکے پاؤں اور پر کی طرف ہونگے اس کی تشریح  
 کے ساتھ اور اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ نبی اہل مکہ میں گزر چکی بعض نے کہا یہ جملہ متصل ہے اس کو قول  
 اصحاب الجنتہ یومئذ یخیر مستقر او احسن مقیلا کے ساتھ ولقد اتینا موسیٰ الکتب و  
 جعلنا معہ احادہم و وزیر اقلنا اذہبا الی القوم الذین کذبوا بایاتنا قد فرغنا  
 نذ مینا و قوم نوح لما کذبوا الرسل اعرفتمہم وجعلنہم للباس ایہ و اعتدنا  
 للظالمین عن ابا الیمامہ و عاد او ثمود و اصحاب الرس و قروننا فین ذلک کثیرا  
 و کلا طریبا لہ الامثال و کلا نذرنا تنبیہا و لقد اتوا علی القرینہ الی امطرت ممل  
 السورہ اقلہم ینواری و نہا ایل کا نوا لا یرجون لشورہ اور مجھے دی ہے موشی کو کہ باہ اور



تم کو ڈوبنے سے روکنا کہ تم کو ان لوگوں کی اولاد سے جو ایمان لای نوح علیہ السلام کو ساتھ اور انہوں نے تصدیق  
 کی اسکے امر کی اور عاد اور ثمود کے قصوں پر کئی سورتوں میں گفتگو گزری جیسے سورہ اعراف اور مود میں  
 جو انکے اعادہ کی معنی ہو اور وہ ہے اصحاب س تو ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ اصحاب رس ایک  
 بستی اے تھی ثمود کی بستیوں سے اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ اصحاب فلج گاؤں کو رہنے والے تھے  
 اور وہ اصحاب بس تھے کہما قنادہ ثلے فلج یہاں کی بستیوں میں ایک ہے ابن عباس سے کہ اس ایک کنوئ  
 تھا اور بجان میں رذائہ ابن ابی اسحاق بسندہ اور عکرمہ نے کہ اس ایک کنوئ تھا جس میں اصحاب بس  
 اپنے پیغمبر کو بدایا قالہ الثوری محمد بن کعب کہ تھیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قیامت کے  
 دن بہشت میں ایک عبد سود داخل ہوگا اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر کو ایک بستی والوں کو طے  
 بھیجا پھر اس بستی والوں کو کوئی ایمان نہ لایا ایک سیاہ غلام کے سوا پھر اس بستی والوں کو تعدی کی پیغمبر  
 پر اور ایک کنوئ کو دو کر پیغمبر کو اس میں ڈال دیا اور اس پر ایک بڑا سوخا تہر رکھ دیا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ  
 والہ وسلم نے پھر وہ غلام جاتا اور لکڑیاں جنکراہی بیٹھ پر اٹھاتا اور انکو لاکر بیچتا اور انکے سول کا کمانا پینا  
 خرید کر اس کنوئ میں پر لیجاتا اور اس تہر کو اٹھاتا اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد سے اور اس کنوئ میں اس کمانی  
 پینے کو لٹکا دیتا پھر اس طرح تہر رکھ دیتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی حال ہا جب قدر جاہا اللہ نے  
 پھر (ایک بار) جو وہ لکڑیاں چنے کو گیا جیسے اسکی عادت تھی اور اس نے لکڑیاں اکٹھی کیں اور باندھا کا  
 گٹھا اور گٹھا باندھ کر جو خارج ہوا اور اس نے گٹھے کو اٹھانا جاہا تو اسکو اونگھ آگئی وہ لیٹ گیا اور سو گیا  
 پھر تنہا بیٹے اللہ کو اسکے کان سات سال پہرہ جاگا اور اس نے انکڑا اسی لی اور دوسرا کر دے لیا اور لیٹ  
 گیا پھر تنہا بیٹے اللہ نے اسکو کان سات سال اور پہرہ جاگا اور اس نے اٹھایا اپنا گٹھا اور اسکا یہی خیال  
 تھا کہ میں نردن کی ایک کٹری پر نیند لی ہے پہرہ آیا بستی میں اور اس نے بیجا اپنا گٹھا اور کمانا پینا خرید لیا  
 خرید کیا کرتا تھا پھر گیا اس گڑھے کی طرف یعنی اس جگہ کی طرف جہاں وہ گڑھا تھا اور ڈھونڈا ہا بالاد پر  
 پیغمبر تو نہ ملا اور پیغمبر کے لوگوں کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا وہ اسکو نکال کر لیٹے تھے اور ایمان لائے تھے پھر  
 اور تصدیق کی تھی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکا پیغمبر لے پچتا اس (عبد) اسود کی بابت کہ وہ  
 کمان گیا تو وہ کہتے ہم تو نہیں جانتے یہاں تک کہ فوت کر لیا اللہ نے اس پیغمبر کو اور بیدار ہوا وہ (عبد) اسود  
 اپنے سونے سے پیغمبر کے فوت ہونے کو بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ ذٰلِكَ لَمَّا سُوْدٌ اَوْدَدُ



کے فوت ہونے کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ ذَلِكَ لَمَكُودٌ كَذَلِكِ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَبْنِي بِهَا كَلًّا  
 سے پہلے بہشت میں جاوے گا دواہ ابْنِ اِيْتِشْ وَهَكَذَا اَرَادَ ابْنُ حَزْرَجٍ ابْنُ حَبِيدٍ عَنْ سَلَامَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ  
 ابْنِ اَبِي مُؤَدٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ كَتَبَ ابْنُ كَثِيرٍ كَمَا اَدْرَأَ سَمْعِدِثٌ مِّنْ غَرَابِثِ اور نکارت ہو اور شاید اس میں ادراج بھی ہے  
 والہ اعلم حافظ ابو جعفر ابن جریر نے کہا ان لوگوں کو جب کا ذکر محمد بن کعب کی مرسل حدیث میں ہے اصحاب ربی  
 صل کرنا جائز نہیں ہے جب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیت باب میں کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ نے  
 انکو کہا دیا اور ہلاک کر دیا اور جب کا حدیث میں مذکور ہے وہ تو اپنے پیغمبر پر ایمان لائے مگر اس صورت کہ انکے  
 ابا رب پیغمبر کی کذیب کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہوں اور یہ انکے بعد پیغمبر پر ایمان لے آئے اور اختیار کیا ابن جریر  
 نے اس بات کو کہ اصحاب سے مراد اصحابِ خداوند ہیں جب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ بروج میں کیا ہے فَاَمَّا  
 اَعْلَمُ قُرُونٍ مِّنْ اَمَمٍ مَّرَادٍ مِّنْ اور ضرب امثال سے حج کا بیان کرنا اور دلائل کا واضح کرنا مراد ہے قتادہؒ نے کہا  
 ضرب امثال سے اسے لازم اٹھانا مراد ہے اور تفسیر کہتے ہیں اہلاک کو دہرا لایۃ کہا قال تعالیٰ وَكَمْ اَهْلَكْنَا  
 مِّنَ الْقُرُونِ مِنۢ بَعْدِ نُوْحٍ وَكَفٰی بُرْهٰنًا لِّذٰلِکَ بِذُنُوْبٍ عَظِیْمٍ اَلْجَبْرِ یعنی اور کتنی کسا دین بنے  
 سنگتین قوم سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب انہیں بندوں کو گناہ جاتا دیکھتا اور مہر فرمایا لَقَدْ اَنۡشَاۤءْنَا مِنْۢ بَدۡئِہِمْ  
 قُرُوْنًا اٰخَرٰتٍ یعنی پہلے اٹھائے ہم نے ان سے پیچھے سنگتین اور اور قرن و است مراد ہے بعض نے ان  
 سنگتون کا زمانہ ایک سو بیس سال بتایا ہے اور بعض نے اسی سال بعض نے چالیس سال اور بعض نے کچھ اور  
 اور اظہر ہے کہ قرن عودہ لوگ مراد ہیں جو ہم زمان ہوں جب وہ ہلاک ہو جاوے اور ان کے پیچھے اور لوگ  
 آجاوے تو وہ دوسرا قرن ہے جس پر صحیحین میں ثابت ہوا ہے خیر القرون قرن نے آخر حدیث تک اور جس  
 بستی پر برابر ساو برسا اس سے لوط کی قوم کی بستی مراد ہے جو سزوم نام تھے اسکو اللہ تعالیٰ نے کہا دیا  
 نیچے اوپر کرنے اور اس پر پتھر برسانے کے ساتھ کہا قال تعالیٰ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْکُمْ مَّطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ  
 الْمُنۡذَرٰتِ یعنی اور برسا یا ان پر ایک برس او سو کیا برابر ساو تھا ان ڈرائی ہو روں کا اور جیسے فرمایا وَ  
 اَنۡکَ لَتَعۡرَبُنَّ خَلٰیقًا مُّضِیۡیٰتٍ وَّ بِالۡاٰیِلِ اَفۡلَا تَعۡقِلُوۡنَ یعنی اور تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور  
 رات کو پہر کیا نہیں رہتے اور فرمایا وَاِنۡہَا لَیَسۡبِلُ مُّقۡنِبِہِ یعنی اور قوم لوط کی بستی ہے سب سے پہلے  
 اور فرمایا وَاِنۡہُمَا لَیَاۡمَامٌ مُّبٰیۡنَیۡنِ یعنی اور یہ دونوں شہر راہ پر ہیں اور مطلب یہ کہ قوم لوط کی بستی ان الٹی  
 ہوئی نظر ان میں شام کی راہ میں دیکھا فرمایا اَفۡلَا تَکُوۡنُوۡۤا یٰۤرۡوٰہِ لَیۡسَ کیا کہتے سنیں انکو پہر عورت

لین اس عند اسے جو اس بیتی والوں پر اور اس سبب متول کی تکذیب اور اوامر الہی کی مخالفت کو بل کا نوا اذکر وجوہ  
 منشور اپنے ان بہتینوں پر گذر نیوالے کا فرعت گیر نہیں ہوتا سبیلے کے قیامت کے دن جی اور ہٹنے کی امید  
 نہیں کہتے تھے ماقال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت باب میں کتاب ہی توریت مراد  
 ہے اللہ جانہ کے اولین کے قصص کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیو سطلے کہ  
 انبیاء الہی کی تکذیب و مخالفت تو مشرکوں کی مدامی عادت ہے اور یہ کچھ تیری قوم کا ہی خاصہ نہیں ہے اور یہ  
 سے مدگار اور دعوت اور احلا و کلمہ الہی میں ناصر مراد ہے قال قتادہ زجاج کہ کما لغت میں وزیر اس شخص کو  
 کہتے ہیں جس کے پاس لوگ آویں اور اس کی راہ کے مطابق عمل کریں اور وزیر کہتے ہیں اسپینر جو جس سے مدد کیجاو  
 اور اسی قبیل سے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ قول کلاً لا وذرّٰی یعنی کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بجا اور وزیر کی تفسیر سورہ  
 طہ میں گزری اور وزارت نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ ایک وقت میں متعدد انبیاء مبعوث ہو جایا کرتے  
 تھے اور انکو ارشاد ہوتا کہ بعض بعض کی مدد کریں اور ہارون ابتدا امر میں ہو سے علیہ السلام کا وزیر تھا یا  
 ہارون کو وزیر کہا اسلئے کہ نبوت کو امر میں ہارون موٹنی کا شریک تھا اور ایک امر میں دو شریکوں کو متوازی  
 کہہ دیتے ہیں اور مذہب قوم سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہیں یعنی قبطا و آیات سورہ نوآیتیں مراد ہیں  
 خبکا مذکور ہو چکا اگرچہ فرعون اور اس کی قوم نے آیات کی اس وقت تکذیب نہیں کی تھی جس وقت موٹنی اور ہارون  
 کو انکی طرف جانیکا ارشاد ہوا اسلئے کہ اٹنی معنی استقبال پر محمول ہے یعنی انکے پاس جاؤ جو ہماری  
 آیات کی عنقریب تکذیب کریں کہ بعض نے کہا آیات سورہ رسالت مراد نہیں ہیں بلکہ اور آیات الہیہ مراد  
 ہیں کما تشریری نے اور اس کا قول دوسری مقام میں اذھب الیٰ فرعون انکھ کھنی آیت باب کہ منافی نہیں  
 ہے کیونکہ جب یہ دونو مامور تھے تو ان میں سے ہر ایک مامور ہی اور ممکن ہے کہ موٹنی کی تخصیص خطاب کے ساتھ بعض  
 مواطن میں اسلئے ہو کہ موٹنی رسالت میں مل ہے اور بیان خطاب میں جمع کیا ہے ان دونوں کو اسلئے کہ ان  
 دونوں کو ایک ساتھ بھیجا گیا اور قدم نہا ہم تدبیر سے پہلے کچھ کلام مخدوف ہی اور وہ یہ کہ گئے دونوں کی طرف پہر  
 اذھبون لکھ جہٹلایا دونو کو پہر پہننے انکو کہا دیا گیا دینا بعض نے کہا تدبیر سے بیان امر بالتدبیر مراد ہے  
 اسلئے کہ موٹنی اور ہارون کی بعثت کو بعد وہ معاہدی ہلاک نہیں ہوئے بلکہ بہت مدت بعد اور رسل کو جمع کیا  
 دو قوم نوح لما کہ بلا رسل میں بسبب نوح علیہ السلام کے بہت مدت ٹھہرنے کو ان میں گویا وہ کسی رسول تھے یا  
 یہ معنی کہ اذھبون لکھ تکذیب کی نوٹھی اور نوٹھی سے پہلے سب سولوں کی گیند توحید کے لانے میں سب سولوں

تھے بڑے بڑے کما جس نے ایک پیغمبر کی تکذیب کی اس نے سب کو جھٹلایا اور اغراق ہو اغراق بالظوفان مراد ہے اور  
قصہ سورہ ہود میں مفصل گنہ اور یہ جو فرمایا وجہ انہم للناس آیت تو اس کے یہ سننے ہیں کہ ہم نے انکو اغراق کو یا انکو  
قصہ کو لوگوں کے واسطے عبرت بنایا جس کے ساتھ ہر ایک نے والا اور اسکا سننے والا امتعظ اور سو مند ہو سکتا ہے  
اور عذاب الیم سے عذاب آخرت مراد ہے اس عذاب کو سوا جو دنیا میں ان پر نازل ہوا اور عادی سے ہو تو کی قوم اور  
ثمود سے صالح کی قوم مراد ہے اور اندونون قوموں کا قصہ یہی مذکور ہو چکا رت عرب کی کلام میں اس کو نمونہ  
کو کہتے ہیں جو تمیز کیا ہوا ہو صرف گڑبائی نکالا ہوا اور اہل لعنت کو اسکو مفید کیا ہے جسیر صاحب قاسم  
نے کہ رس وہ کنوان ہے جو پتھر دن بنایا ہوا ہو تو ان دونوں نقلوں سے ثابت ہوا کہ رس کا اطلاق مطلق کنوئین  
پر آتا ہے برابر ہے وہ مطوی ہو یا غیر مطوی سدی نے کیا یہ کنوان الفا کیہ میں تھا اصحاب اطلاق  
جیب بخار کو قتل کر کر اس میں پہنک دیا ہر وہ منسوب ہو اسی گٹری کی طرف اور جیب بخاریہ وہی شخص ہے  
جسکا سورہ یسین میں ذکر آتا ہے جس نے کہا تھا اذین یعلمون انہم یسئلونکم بحجۃ کذبہم و انہم یفتنون اور یہی قول  
ہے مقاتل اور عکرمہ وغیرہا کا بعض نے کہا یہ قوم آذربجیان میں تھی اونہوں کو قتل کر دیا اپنے پیغمبر کو پرخشک  
ہو گئے انکے درخت اور کہیتیان بہر ہو کر اور پیاس کے ساتھ ہلاک ہو گئے بعض نے کہا یہ لوگ عابد بنجر تھے بعض نے  
کہا عابد اصنام تھے ہر انکے پاس ان کے شعیب علیہ السلام کو بھیجا بہر تکذیب کی اونہوں نے شعیب کی اور ایذا  
دی اونہوں کو اسکو بعض نے کہا رس کنوان تھا فلجہ یمامہ میں جو میں کے کنارہ میں ایک بڑی بستی ہے بعض نے  
کہا وہ میں میں بستی ہے عادی بستیوں سے اور اصحاب نے وہ لوگ تھے جبکی طرف اللہ نے نبی بھیجا بہر اونہوں کو اس کو  
کہا لیا بعض نے کہا اصحاب سے اصحاب اخذ و مراد میں بعض نے کہا رس سورہ نمک کنوئین مراد میں جبکا ذکر سورہ  
حج میں گذرا اور اصحاب سے اہل مراد ہیں جو بہری نو صالح میں کہا رس اس کنوئین کا نام ہے جو بقیہ ثمود کا ہوتا  
بعض نے کہا رس بنی اسکے بانی اور کچھ روں کا نام تھا بعض نے کہا رس وہ برف ہے جو پہاڑوں میں تہہ بہہ ہوتی  
ہے یا رس ایک جنگل کا نام ہے جو بصورہ کو قریب ہے قالہ ابن کثیر اور رس لوگوں کے درمیان اصلاح کو بھی کہتے  
ہیں اور افساد میں الناس کو بھی کہتے ہیں تو یہ لفظ اصناد سے ہے بعض نے کہا رس وہ نہر ہے پورب کی طرف  
بعض نے کہا اصحاب سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے جھٹلایا اپنے نبی کو اور رس کو دبا دیا ایک کنوئین اس وقت وہ کوئین  
کے ارد گرد ہی تھے کہ وہ کنوان گر بڑا اور انکو اور انکے منازل اور دیار کو لیکر دہش گیا بعض نے کہا اصحاب  
رس سے حنظل بن صفوان کو اصحاب مراد ہیں اور وہ وہ تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے عتقا کے ساتھ مبتلا کیا ابن عباس

نے کہا رس ایک گاؤں تھا غودکا اور اسی ہومردی پر کہ وہ ایک کنواں پر اور بیجان میں اور اسی ہومردی ہے کہ اس نے کعب احبار سے اصحاب س کی بابت پوچھا تو اس نے کہا وہ اس شخص کے مارنے والے ہیں جب کا سورہ سہز میں ذکر آتا ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے اصحاب س میں ایک طویل مرفوع خبر مروی ہے جس میں نکارت اور غربت ہے اور اس میں ادراج بھی ہے جیسو کہا ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور حدیث بھی مرسل ہے اور قرون جمع ہے قرن کی اور قرون سے اہل قرون مراد ہیں اور قرن سو سال کا زمانہ ہوتا ہے یہ قتادہ کا قول ہے بعض نے کہا ایک سو بیس سال کا یہ زرارہ بن ابی ادنی کا قول ہے بعض نے کہا چالیس سال کا بعض نے کہا ستر سال کا یہی قتادہ کا قول ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ فرمایا **الْفَرْقُ مِائَةُ سَنَةٍ وَقَالَ الْفَرْقُ خَمْسُونَ سَنَةً وَقَالَ الْفَرْقُ اَرْبَعُونَ سَنَةً** یعنی قرن سو سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن پچاس سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن چالیس سال کا ہوتا ہے کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور میں خیال کرتا ہوں کہ ان مرفوعہ روایتوں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے اور لوگوں کی جماعت کو یہی قرن کہتے ہیں جیسو صحیح حدیث میں آیا ہے **خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي** اور حاکم نے کنی میں ابن عباسؓ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان تک پہنچے پھر تو رک جاتے پھر فرماتے **كَذَبَ الْمَنَاقِبُونَ قَالِ اللَّهُ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا** یعنی سب جہو میں ہر دو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کتنی سنگتیں ان میں ہیں بہت تشبیہ کہتے ہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرنے کو اور جملہ ولقد اتوا اهل الطریق کے یہ سنیہ میں کہ مشرکین کو شام کے سفروں میں قوم لوط کی بستی سندوم نام پر گذرتے ہیں اور یہ بستی قوم لوط کی بستیوں میں بڑی بستی تھی اور وہ پانچ بستان تھیں ان میں سے چار بستیوں کو اللہ نے مع انکے اہل کے ہلاک کر دیا اور ایک کو چھوڑ دیا اور وہ سب جہو تھی اور اسکے رہنموا لے لوط نہت نہیں کرتے تھے سطر سورہ پتھرون کا برسانا مراد ہے قال ابن عباسؓ لفظ سورہ کی تفسیر سورہ برات میں گذر چکی جملہ **فَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْهُمَا** میں استفہام تقریر اور توجیہ کے لیے ہے یعنی لوگ بستی مذکورہ کو دیکھتے ہیں جب شام کو جاتے ہوئے اس کی پاس سے گذرتے ہیں انتہی قال علامہ ابو الطیب مرحوم فی تفسیرہ **وَإِذَا رَأَوْكَ إِذَا بُعِثَ رُوحُكَ إِذَا هُوَ رَاطِ أَهْلًا** **الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّكَ عَنْ إِلَهِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حَيْثُ يَرْدُونَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلَّ سَبِيلًا ۝ أَرَأَيْتَ مَنِ اخْتَلَّ إِلَهُهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يَعْلَمُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا** اور جہاں مجھ کو دیکھا کہ کچھ کام نہیں تجربے مگر ہتھے کرنے کیا یہی ہے جسکو بھیجا اللہ نے پیغمبر دیکر یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دو

ہمکو ہماری شاکرہوں سے کہی ہم نہ ثابت رہتو ان پر اور آگے جانیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو بہت بچا  
راہ ہلا دیکھ تو جس نے بوجھا کپڑا اپنے چادو کا کہیں تو لے سکتا ہو اسکا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہے کہ بہت ان میں  
سننے میں یا سمجھنے میں اور کچھ نہیں وہ برابر میں جو پاؤں کے بلکہ وہ ہیکڑ میں بہت راہ صرف اللہ تعالیٰ خبر  
دیتا ہے کہ مشرک لوگ جب حضرت جلیل اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تھے تو ان میں اور اسی سے کہا قال تعالیٰ فی آیۃ آخر  
وَإِذْ أَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ أَنَّىٰ يَنتُحِنُ فَذَنكَ ۚ أَكَلْهُمُ رَوَافِدُهُمْ ۚ وَكَيْفَ يُعْلِمُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
سے مگر یہی نہیں کرنے اور بیان فرمایا وَإِذْ أَرَأَيْتَ أَنَّىٰ يَنتُحِنُ فَذَنكَ ۚ أَكَلْهُمُ رَوَافِدُهُمْ ۚ وَكَيْفَ يُعْلِمُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
رَسُولًا يَنتُحِنُ فَذَنكَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
مِنْ قَبْلِكَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
سے پہلے سے پہلے اولت ٹری ہنسی کرنے والوں پر وہ آفت جس پر ہنسی کرتے تھے اور یہ جو فرمایا اِنْ كَادَ لَيُفْلِتَنَّ  
عَنْ اِيْهِمَا لَوْ كَانَا صَبْرًا عَلَيْهِمَا ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
نہیں رہتے اور اثر دیتے اور جو رہتے انکی عبادت پر اللہ تعالیٰ انکو وعید اور تہدیکہ طور پر فرماتا ہے وَكَفَىٰ كَيْفَ  
الآیۃ یعنی جوت عذاب کہیں گے تو جانیں گے کہ راہ کو ان بچلا تا ہم بار رسول پہ اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا  
کہ جس شخص کی قسمت میں شقاوت اور مصلحت کہی گئی اسکو اللہ کے سوا کوئی راہ پر نہیں لاسکتا اور فرمایا اَلَا يَتَذَكَّرُ  
مَنْ اَتَّخَذَ اِلٰهًا هَوٰٓىٰهٖ ۚ اَفَاَتَتَّخِذُ الْوُحُوْشَ شُعْبًا ۚ سِوَا مَا يَمْلِكُ لَكُمْ يَوْمَ الدِّیْنِ ۚ اَفَاَتَتَّخِذُ الْوُحُوْشَ شُعْبًا ۚ سِوَا مَا يَمْلِكُ لَكُمْ  
زمانہ تک بوجھ رہے ہیں اس کے بعد اس پہرے کوئی عمدہ بہتر ملجائتا تو اسکو پوچھنے لگتے اور پہلو کو چوڑ دیتے پہر  
فرمایا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَللّٰهَ لَمْ يَكْمُلْ اَمْرًا ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ كَيْفَ يَتَّبِعُونَ ۚ  
تو برابر میں جو پاؤں کے بلکہ لے لے ہی بیکے میں اسے یعنی انکا انعام سارہ سو ہی برا حال ہے وہ تو کیسے  
جانتے ہیں جسکام کے لیے نبی ہیں اور یہ لوگ نبی ہیں اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کی واسطے پہر وہ کام نہیں کرتے  
جسکے واسطے نبی ہیں اور باوجود حجت کے قائم ہونے کو انپر اور ارسال رسل کی انکی طرف اللہ کے سوا اور  
کی بوجھا کرتے ہیں اور ساچی مقرر کرتے ہیں اسلئے ساتھ لنتے نا قال ابن کثیر نے تفسیر فتح کا لفظ یہ ہے  
کہ یہ آیت اتنی ہے ابو جہل کے حق میں تو وہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس آتا تو  
کستا ٹہرے کھڑے پر کیا اسی جملہ کو بھیجا اللہ نے رسول بنا کر قریب تھا یہ رسول کہ پیڑھیا ہمکو ہمارے شاکرہوں  
سے پہر ہم چوڑ دیتے انکی عبادت کو اسکی زیادہ کوشش کی وجہ سے اور توحید کی طرف بلانے کے سبب سے اور یہ

بہت بیان کرنے اسکے کہ ایسی چیز دن کو جب کا دہن میں حجج اور معجزات ہونا سما جاتا ہے اگر ہم نہ شہیرا نہ اپنے  
 نفسوں کو انکی عبادت پر پہرہ نہ لے جواب دیا انکا یہ فرما کر دَسَوْفَ يَعْلَمُونَ خَیْرًا یُرَوْنَ الْعَذَابَ مِنْ  
 اَحْتِلٰ سَبِيْلًا وَّعَذَابَ قِیَامَتِ کا عذاب مراد ہے جس کے وہ سبب اپنے کفر کے مستحق و مستوجب ہیں بہر بیان  
 کیا اللہ سبحانہ نے کہنے پاس تقلید اور اتباع ہوائی کے سوا کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور فرمایا حضرت صلوات  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب لا کر اَدَا اَیَّتٍ مِّنَ الْاٰیٰتِ هَٰؤُلَاءِ ابن عباسؓ کہتے ہیں جاہلیت کو زمانے میں مادی  
 حجج ہمیں کو بوجہ رہتا تھا جس سے خوبصورت تہہ بلجاتا تو پہلے پتھر کو پسینہ دیتا اور اسکی پوجا کرنے لگتا اب اللہ  
 نے یہ آیت اناری اور اسی سے مروی ہے کہ آیت میں وہ کافر مراد ہے جو نہیں جانتا کسی چیز کو مگر اسی کو سچے بگ  
 جاتا ہے اور جن سے وہی اسی کی مثل مروی ہے اور اس جملہ کے معنی یہ ہیں تو قادر نہیں ہے اسکی ہدایت پر اور  
 تو طاقت نہیں رکھتا اسکی اور ہدایت اور ضلالت تجہ پر ذمہ نہیں ہے اور تیری مشیت و ارادی پر انکو نہیں  
 جھوڑا گیا ہے اور تیرے ذمے تو پہنچا دیتا ہے اور کما بعض نے یہ آیت ایت قتال کے ساتھ منسوخ ہے قالہ  
 الْکَافِیُّ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک انکار سے دوسرا انکار کیطرت انتقال فرمایا اور فرمایا اَمْ تَحْسَبُ اَنْ اُکْذِبُ  
 یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اور اکثر کی تخصیص ذکر کے ساتھ اسلئے کی کہ بعض انہیں سے ایمان لے آئے تھے  
 اور بعض نے حق کو تہہ لیا پر ریاست کو چلے جانے سے ڈر کر اسکو نہ مانا پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انکا حال بیان  
 کیا اور ان میں ظلم کرنے کا مادہ قطع کر دیا اور فرمایا اِنْ هُمْ اِلَّا کَاۡفِرًا عٰمٍ یعنی یہ تو انعام کیطرح ہیں جو  
 سلبہ العقل و الفہم ہیں تو تو نہ لالچ کر ان میں کیونکہ سمع اور عقل کا فائدہ ان میں مفقود ہے اگرچہ وہ سنتو  
 ہیں اسکو جو انکو کما جاتا ہے اور سمجھتو ہیں جو انپر بڑھا جاتا ہے و لکن جب وہ سننے اور سمجھنے سے منتظر  
 و سود مند نہیں ہوتے تو گویا نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے پھر اللہ نے فرمایا انکا درجہ تو انعام سے بھی بڑھ کر  
 ہے اور فرمایا اِنَّمَا سَبِيْلًا مَّقَاتِلُ لِّمَنْ کَسٰ بَہَاۡمُ بَہَاۡنٌ لِّیْتَّعِنَ مِنْ اٰیٰتِہٖ لَکُمْ اَوْ اٰیٰتِہٖ لَکُمْ اَوْ اٰیٰتِہٖ لَکُمْ  
 کما فرماتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اپنے مالکوں کے واسطے اور یہ لوگ اطاعت نہیں کرتو  
 اور نہیں پہچانتے انہیں اس مالک کو جس نے انکو پیدا کیا اور وہ انکو کہلاتا ہے اور مٹنے یہ ہیں کہ بہائم اعمیٰ  
 کہتے ہیں اسکی جو انکی خبر گیری کرے اور تمیز کرنے میں اسکی جو انکے ساتھ احسان کرے اس سے جو انکو  
 ساتھ ہر کرے اور تالاش میں بہتے ہیں اپنے فائدہ دن کے اور بچتے ہیں مضاربے اور یہ لوگ نہیں اعمیٰ  
 کہتے انہیں مالک کی اور نہیں پہچانتے اسکا احسان اسات شیطان سے اور نہیں طلب کرتے ثواب جو وہ عظم



مناہجہ اور نہیں ڈرتے عقاب موجودہ اشد المضار ہو دوسرا یہ کہ انعام کی جہالت کسی کی حضرت نہیں ہے بخلاف ان لوگوں کی جہالت کے کہ وہ مودی بہن تہیج فتن کی طرف اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے کی طرف تیسرا یہ کہ انعام میں طلب کمال کی قدرت نہیں ہے تو اس میں نہ انکا قصور ہے اور نہ انکی برائی ہے اور یہ لوگ مقصر ہیں اور اس نقصیر پر عظم عقاب کو مستحق ہیں بعض نے کہا یہ لوگ انعام سے مثل اسیلے ہیں کہ انعام پر حساب نہیں ہے اور نہ ان پر عقاب ہے بخلاف ان لوگوں کے کہ ان پر حساب عقاب ہے بعض نے کہا یہ انعام سے مثل اسیلے ہیں کہ با علم کو جب توحید اور نبوت کی صحت کی سمجھ نہیں ہے تو وہ اسکے بطلان کو بھی تو معتقد نہیں ہیں بخلاف ان لوگوں کے کہ انہوں نے عناداً اور قہارۃ اور تعصباً اور حق کی حقارت کے لیے توحید اور نبوت کے بطلان کا خیال کیا بعض نے کہا اسیلے کہ انعام سجدہ کرتے ہیں اور اللہ کی پاکی بولتے ہیں بخلاف کفار کو بعض نے کہا ملائکہ میں روح ہے اور عقل ہے اور بہائم میں نفس ہے اور ہلوی ہے اور آدمی میں یہ سب باتیں ہیں اگر اسپر نفس اور ہلوی نے غلبہ کیا تو انعام سے بدتر ہو گیا اور انعام کو اسپر نفیث دی گئی اور اگر روح اور عقل کا غلبہ ہوا تو آدمی افضل ہوا ملائکہ کو احم سے اور جبائے سجانہ جاہلین کی جہالت اور ضلالت کو ذکر سے فارغ ہوا تو اسکے پیچھے توحید کے وہ دلائل بیان کیے جن میں بندوں پر عظیم انعام ہے اور جن دلائل کو اللہ نے بیان کیا وہ پانچ دلیلین میں تو پہلا استدلال ہے حوالہ ظل کے ساتھ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اَلِی رِبِّکَ کَیْفَ مَدَ الظِّلَّ وَ لَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاکِنًا مَّتَّحَجِلًا اَلَتَشْکُرُ

عَلَیْہِ دَلِیْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰہُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَسِیْرًا ۝ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَیْلَ لَیْسًا وَاَلَا تُؤْمِنُ سُبَّانًا وَ جَعَلَ الْغَارَ شُجْرًا ۝ تو نے نہ کیا اپنے رب کی طرف کیسے نبی کی جہالت اور اگر چاہتا اسکو ٹھیرا کرتا ہے ہم نے ٹھیرا باسوج اسکاراہ بتا میدالا پر کہینچ لیا اسکو اپنی طرف سم سم سم سمٹ کر اور وہی جس نے بنا دی تم کو رات اور دن اور نیند آرام اور دن بنا دیا اور نہ نکلنا ف اول ہر چیز کا سایہ لہنا پڑتا ہے ہر طرف سوج چلتا ہے اسکے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ خبر میں آگے اور یہ جو فرمایا اپنی طرف کہینچ لیا تو اس سے بغرض کہ اپنے اہل کو جا لگتا ہے سب کی اہل اس سے ف بیان کر اللہ سبحانہ نے ان دلائل کا بیان کرنا شروع کیا جو اسکے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور سب ان مختلف مستفادہ پر قادر ہونے پر پہ فرمایا اَلَمْ تَرَ اَلِی رِبِّکَ مَدَ الظِّلَّ اَبْنِ عَبَّاسُ اور ابن عمر اور ابو العالیظہ ابو مالک اور مسروق اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور مخنی اور صفاک اور حسن اور قتادہ کا یہ قول ہے اللہ کے

قُلْ مَلَا الْعَيْنِ مِیْنِ سَیَاهِ کَادِهْ اَمْتَد اَمْر اِهْ جَو طَلْعِ فَجْرِ سَهْ اَقْتَابِ نَکَلْتُو تَمَکْ مَهْر اِهْ اَوْر سَاکُنِ سَهْ اَمَا  
لَا یَزُولُ مِر اَوْر اِهْ یَغُور مَیْیَہ رَہْنِہْ وَالَا جَزُو اَلِ نَہْرِ یَزْہُ مَوْتَا کَمَا قَالِ تَعَالٰی قُلْ اَلَا تَعْلَمُوْ اِنْ جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ  
اَلْیَمْلَکَ سَیَمْلَکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَۃِ مِنْ اِلَہٍ غَیْرِ اللّٰہِ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ یَیْنِہْ تُوکُرُو دَکِیہُو تُو اَکْر اَمْر  
ر کَمْدُو تَغِیْر اَت مَیْیَہ کُو قِیَاسَتِہْ کَہْ دِنِ تَمَکْ کُو نِ جَاکَم اِهْ اَمْر کَہْ سَوَاکَلَا وِیُو تَم کُو کَمِیْنِ رُوشَنی پَہِر کَیَا تَم  
نَہْنِ سَنَہْ اَوْر یُو جَو فَر مَیَا تَحْتِہْ جَعَلَا الشَّمْسُ حَلِیْمَہْ دَلِیْلَا یَیْنِہْ اَکْر اَقْتَابِ نَہْ مَوْتَا تُو وِہْ سَیَاہِ کَیْہِ یُجَا نَا نَہْ جَا نَا کَیْہِ  
حَد نَہْنِ یُجَا نِی حَالِی مَکْر اَہِی حَہْد کَہْ سَا تَہْ قَادَہْ اَوْر سَدِی نَہْ کَمَا دَلِیْلَا تَمَکَلُوہُ یُو تَسْبِیْحُو تَا یَی حَلِیْمَہْ کَلَا یَیْنِہْ یُو  
سَیَاہِ کُو یُجِیجَ یُجِیجَ اَتِی ہِہْ یَا تَمَکْ کَہْ سَارِی سَاہِ رَا جَا نِی ہِہْ اَوْر اَمْر تَعَالٰی نَہْ یُو جَو فَر مَیَا تَحْتِہْ قَبَضَہْ اِلَیْنَا  
قَبْضَا اَیْنِہْ اَیْنِہْ پَہِر کَہْنِہْ لَیَا اَسْکُو اَہِی طَرَفِ سَیْحِ سَیْحِ سَیْمِثْ کَر تُو قَبْضَہْ کِی حَہْمِہْ عَا دَہْ ہِہْ ظَل کی طَرَفِ اَوْر حَہْمِہْ  
نَہْ کَمَا شَمْس کی طَرَفِ اَوْر لَیْسَہْ سَہْل مِر اَوْر اِهْ اَمَّا بِنِ عِبَاسْ نَہْ لَیْسَہْ کِی تَفْسِیْر کِی مَہْر لَی کَہْ سَا تَہْ اَوْر مَکْر اَبَدِی  
کَمَا خَفِیَا اَوْر سَدِی نَہْ کَمَا تَقَبْضَا خَفِیَا حَتّٰی لَا یَبْقَیْ فِی الْاَرْضِ ظَلٌ اِلَّا تَحْتَ سَقْفِ اَوْ تَحْتَ شَجَرٍ  
وَقَدْ اَکَلَتِ الشَّمْسُ مَا فَوْقَہْ یَیْنِہْ تَہُوْرَا تَہُوْرَا کَہْنِہْ یَا تَمَکْ کَہْ نَہْنِہْ یُجَا نَا زَمِیْنِ مِیْنِ کَمِیْنِ سَیَاہِ مَکْر  
حَہْمِیُو نِ کَہْ نِیچَہْ یَا دِخْتُو نِ کَہْ تِلَہْ اَوْر حَہْمِیُو نِ کَہْ اَوْر اَوْر اَسِیطْرَجِ دِخْتُو نِ کَہْ اَوْر دِہُو پَ اَجَا نِی  
ہِہْ اَیُو بِنِ مَوْسٰی نَہْ لَیْسَہْ کِی تَفْسِیْر کِی قَلِیْلَا قَلِیْلَا کَہْ سَا تَہْ اَوْر یُو جَو فَر مَیَا دَہُو الْاَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ اَیْمَلْکَ  
لَیْسَا یَیْنِہْ اَوْر دِہِی ہِہْ جِسْ نَہْ بَنَادِی تَم کُو رَا تِ اَوْر مَہَا جَو ہِر وِجُو دِہْ پَر لَبَاسْ کِی طَرَحِ جَہَا جَا نِی ہِہْ اَوْر  
اَسْکُو دَہَا تَمَکْ لَیْتِی ہِہْ کَمَا قَالِ تَعَالٰی وَاَلْبَیْلُ اِذَا بَیْعَشٰی یَیْنِہْ قَہْمِ رَا تِ کِی جَبِ جَہَا جَا وِہْ وَالْوُحْمُ سَبَا تَا  
اَوْر نِیْنِہْ کُو حَر کَتِ کُو قَطْعِ کَر نَہْ دَالِی اَمْر اِنِ کِی اَرَامِ کَہْ لَیے کَیُو تَمَکْ اَعْمَا اَوْر جَو اَحْ تَمَکْ جَا نِی مِیْنِ لَیْسَبِ  
حَر کَتِ کَہْ نِیْرِہْ کَہْ مَعَا شِہْ کَہْ وَا سَطَہْ اَنْتَا رِیْنِ جَیْ اَن اَجَا نِی ہِہْ اَوْر اَوْمِ اَرَامِ لَیْتَا ہِہْ تُو حَر کَاتِ  
ہِی تَہِیْرَہْ جَا تَمِیْنِ پَہِر حَاصِلِ ہُو تِی ہِہْ نِیْنِہْ جِسْ مِیْنِ بَدَنِ اَوْر رُوحِ دُو نُو نِ کُو اَرَامِ کَا سَبَبِہْ اَوْر دِنِ  
کُو اَوْتَمَہْ نَکَلْمَا جِسْ مِیْنِ اَوْتَمَہْ نَکَلْمَہْ مِیْنِ لَو گِ مَعَا شِہْ اَوْر مَکَا سَبَبِہْ اَوْر سَبَابِہْ کُو دَہْ طَرَحِ کَمَا قَالِ تَعَالٰی وَیَمِیْنِ  
رَحْمَتِہْ جَعَلَ لَکُمْ اَیْمَلْکَ وَالنَّجَارَ لَیْسَکُنُوْا فِیْہِہْ وَلَیْسَکُنُوْا فِیْہِہْ فَعْمَلَاہُمْ وَلَقَدْ لَکُمْ شُکْرُوْنٌ یَیْنِہْ اَوْر  
اَہِی مَہْر سَہْ بَنَادِی تَم کُو رَا تِ اَوْر دِنِ کَہْ مِیْنِ مِیْنِ پَہِرِہْ یُو پَکَرُو اَوْر تَلا شِہْ ہِی کَر وِکَچَا اَسْکَا فَضْلِ اَمْر سَا دِہْ تَم  
شُکْر کَر وِفَہْمِ مِیْنِ کَمَا ہِہْ رُویتِہْ یُو تَا وِیْتِہْ لَیْصَرِی مِر اَوْر اِهْ اَوْر مَہْنِہْ یَمِیْنِ کَیَا تُو لَہْ اَہِی رُبِہْ کِی صَنَعَتِ  
کُو نَہْنِہْ دِکَہَا یَا ہِہْ مَہْنِہْ مِیْنِ تُو لَہْ ظَل کُو نَہْنِہْ دِکَہَا اَسْکُو کَہْ کَہْنِہْ لَہَا تَہِیْرَہْ رُبِہْ دِہَا رُویتِہْ سُرُویتِہْ

قلبی مراد ہی ایسے لظل متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے اور ہر حادث کے لیے وجہ ہے کہمازجاج نے اَلَمْ تَرَ الْكَوْكَبَ  
 کے منہ میں ہے اور یہاں دُویۃ سے قلبی مراد کہمازجاج نے اور اس کلام میں قلب ہی اور اصل عبارت  
 یونہی اَلَمْ تَرَ اِیَّی الْغُلَّیۡلَ کَیۡفَ مَدَّ ذَیۡلَکَ اور الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو اسفار سے آفتاب نکلنے تک ہوتا ہے  
 اور یہ سایہ ایسا ہوتا ہے جسکو ساتھ ہو پ بنیں ہوتی اور یہی قول ہے حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا الظل  
 سے وہ سایہ مراد ہے جو آفتاب کے غائب ہونے سے لیکر طلوع آفتاب تک ہوتا ہے قوطبی نے کہا اور سبلا قول  
 راجح ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ کوئی ساعت اس ساعت سے افضل نہیں ہے کیونکہ اس ساعت میں بیار  
 کو چین آجاتا ہے اور مسافر اور ہر ذی علت کو رحمت ہو جاتی ہے اور اس ساعت میں نفوس اور ارواح کو احباب  
 کی طرف لوٹا یا جاتا ہے اور زندون کو نفوس اس میں خوش ہوتے ہیں اور یہ بات مغرب کے بعد حاصل نہیں ہے  
 اور کہا ابو العالیہ نے انا حجت اسی طرح ہے اور اشارہ کیا صلۃ فجر کی طرف ابو عبیدہ نے کہا جو صبح سے زوال  
 تک سایہ ہوتا ہے اسکو ظل کہتے ہیں اور جو زوال سے مغرب تک ہوتا ہے اسکو فی کہتے ہیں کہا ابن سبیت نے  
 ظل وہ سایہ ہے جسکو دوپ دور کرے اور فی وہ ہے جو دوپ کو زائل کرے اور رویہ سے مروی ہے  
 کہ جس چیز پر دوپ ہو پھر اس سے دوپ دور ہو جاوے تو اس سایہ کو فی کہتے ہیں اور ظل ہی کہتے ہیں اور جریر  
 چیز پر دوپ نہ ہو تو اسکے سایہ کو ظل کہتے ہیں انتہی اور ظل کی حقیقت یہ ہے کہ وہ امر متوسط ہے ضرور خالص  
 اور ظلمت خالص کے بین میں اور یہ توسط عمدہ ہے طرفین سے اور اسکا حال طرفین کے احوال سے بہتر ہے  
 کیونکہ خالص ظلمت سے تو طبیعت نفرت کرتی ہے اور جس اسکو برا جانتی ہے اور خالص ضرور سبب اپنی قوت  
 کے حص لہری پر غالب آجاتی ہے اور گرمی سے حص لہری کو تکلیف پہنچتی ہے اسی لیے امر متوسط کو ساتھ  
 جنت موصوف ہوئی ہے اللہ کے اس قول میں وَطِلَّ عَلَیۡہِ ذَیۡلُکَ کہا ابو سعود نے اور یہ قول سدید نہیں ہے  
 کیونکہ اس میں تو شک نہیں ہے کہ اللہ نے لوگوں کو خبردار کیا ہے اپنی عظیم قدرت پر اور اپنی حکمت بالغہ  
 پر اس چیز میں جسکو مشاہدہ کرتے ہیں تو ظل سے اس حالت خاص کلام مراد لینا ضروری ہے جسکو لوگ پہچانتے ہیں  
 اور کہتے ہیں کہ اکٹہ اور آفتاب کے درمیان ایک کشیف جسم حائل ہوتا ہے جو مخالف ہوتا ہے سورج  
 کی دہوپ کے جگہوں کو اور ظل کی حقیقت میں جو کچھ مذکور ہوا ہے اگرچہ وہ حقیقت میں افق شرقی کا ظل  
 ہوتا ہے وکن لوگ اسکو ظل نہیں کہتے اور نہ اسکو بیان کرنے میں اس کے معبودہ اوصاف کو ساتھ انتہی  
 ابن عباس نے کہا الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو فجر کے بعد آفتاب کے نکلنے تک ہوتا ہے اور اسی سے

مردی ہر ظل کی تفسیر میں کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب تو فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے تو مطلع شمس سے مغرب شمس تک ایک سایہ ہوتا ہے (دراز) پہر بھیجتا ہے امداد سپر آفتاب کو دلیل اور سایہ کو سمیٹ لیتا ہے اور اسی سے مردی ہے کہ ظل طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہر ادویہ جمہور کا قول ہے اور سپر اعتراض ہوا ہے کہ ہر وقت کہ سایہ کو سایہ نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ رات کے بقایا میں سر ہونے واقع ہے غیر ہمارے میں دلو شاتجعلہ سائیکہ لینے اور اگر چاہتا ہوا کہ تاثیر مانا تو کر دیتا اسکو ساکن یعنی ثابت دائم جزا ازل ہوتا اور نہ دور کرنی اسکو دھوپ اور جاتا وہ وجہ ارض سے بعض نے کہا معنی یہ کہ اگر چاہتا تو آفتاب کو طلوع سے روک لیتا ہر سایہ زائل نہ ہوتا یا آفتاب نکلتا ایسی حالت میں کہ اسکا سایہ مسلوب ہوتا اور اول قول کو ترجیح ہے فخرجنا الشمس حکیمہ دیکھا لینے ہر کو یا مہنے آفتاب کو سایہ پر دلیل کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ چلا جاتا ہے دلیل ہر حجت اور برہان اور علامت مراد ہے ادویہ اسلئے کہ سایہ آفتاب کو پیچھے ایسے جاتا ہے جس پر دلیل طریق میں کہی زیادہ ہو جاتا ہے کہی کم کہی دراز کہی مسکرتا ہے اور معنی یہ ہیں اگر دھوپ نہ ہوتی تو سایہ کی پہچان نہ ہوتی اور اگر نور نہ ہوتا تو اندھیرے کی پہچان نہ ہوتی پس استیاد اپنی اضا د کو ساتھ پہچانی جاتی ہیں اور نہیں مٹتے کیا دلیل کو حالانکہ وہ وصف ہے شمس کی کیونکہ وہ اسم کے معنی میں ہر جیسے کہین الشمس ہاد الشمس حق مقبضہ میں ضمیر ظل مدد و کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں ہم سمیٹتے آئے ہیں اس سائے کو وقت کے شعاعوں کی جگہ نہ ڈالنے کو ساتھ تدریجاً تو کہ یہ سائے عدم اور محال کی طرف منتہی ہو جاتے ہیں اور البتہ کے معنی ہیں کہ اسکا مرجع اور مال ہماری طرف ہی ہوتا ہے جسے اسکا حدوث ہماری طرف سے ہوا اور غم کا لفظ دلیل ہے اور ثلثہ کی درمیان میں تفاضل پر گویا آفتاب کا سایہ کی دلیل بنا نا سایہ کے پہلے نے و عظم ہے اور اسکو اپنی طرف سمیٹنا سکے دلیل بنانے سے عظیم تر ہے بعض نے کہا آیت باب میں قبض ظل سے قیام است کے وقت اسکو اسباب کا سمیٹنا مراد ہے اور وہ اجرام نہ را آفتاب و ماہتاب وغیرہا میں دکن پہلا قول راجح ہے اور معنی یہ ہیں کہ سایہ رہتا ہے آسمان و زمین کے درمیان یوں پہنچتے سر آفتاب کے نکلنے تک جب آفتاب نکلا تو سایہ سمٹا توڑا توڑا اور پیچھے ہو جاتی ہے سایہ کے اس جو میں آفتاب کی شعاع ہر جگہ ڈالتا ہے آفتاب زمین پر اور سب چیزوں پر یہاں تک کہ ڈوب جاوے جب آفتاب ڈوبا تو کوئی سایہ نہ رہا اور وہ تو دل کے نور کا اثر ہے اور ایک قسم نے کہا سایہ کا سمیٹنا غروب شمس کے ساتھ ہے کیونکہ اگر آفتاب نہ ڈوبے تو سایہ نہیں موجود رہے اور ہر کار زوال تو بت ہی ہوتا ہوتا ہے جب ات آجاتی ہے اور ظلمت دن پہ داخل ہو جاتی ہے

بعض نے کہا یہ قبض و اقرہ ہوتا ہے آفتاب کو ساتھ کیونکہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ جاتے لگتا ہے شیواشیئا  
 قال ملک وایسیر النخی بعض نے کہا معنی یہ ہیں سمیٹتے ہیں منیا وشمس کو سایہ کو ساتھ قبض الیسیر سے قلیل  
 قلیل مراد ہے درجہ بدرجہ موافق ارتفاع آفتاب کو تا نیک ہیں اسکے ساتھ جہان کی مصلحتیں اور حاصل  
 ہوں اسکے ساتھ غیر محصور مخلوق کے فائدہ سے بعض نے کہا یسیر اور سر میا قال الضحاک بعض نے کہا یسیر سے  
 یسیر اعلیٰ الیسیر عبر مراد ہے یعنی یہ مینا ہمیں سہل ہے کچھ مشکل نہیں ہے قنادر نے کہا یسیر سے ضعیف مراد  
 ہے اور جب سایہ کی ایک جزو سمٹ جاتی ہے تو اسکی جگہ ظلمت کی ایک جزو چھا جاتی ہے اور سایہ دفعہ واحد  
 دو زمین ہوتا اور مجاہد کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا کہ اسی نے کر دیا تمہارے واسطے رات کو لباس تو اس میں  
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ظلام لیل کو مشابہتیں یا لباس ساتر کے کیونکہ رات ڈھانک لیتی ہے اشیاء کو اور چھا جاتی  
 ہے ان پر کنذا قال الحافظ ابن جریر سبابت یعنی راحت ہو اور نیندا سیلے ابدان کی رحمت ہو کہ اشتغال  
 سے انقطاع ہو جاتا ہے اور اصل سبابت کا تعلق ہی کہا کرتے ہیں بہت المرءة شعر صاحب عورت بالون کو  
 کہو نہ یوسے اور چوڑ دیوے اور نوم کو سبابت کہا گیا اسلئے کہ نیند تندر کے ساتھ بڑتی ہے اور تندر میں بہت  
 کے معنی میں بعض نے کہا سبب بمعنی قطع ہے تو نیند میں اشتغال سے انقطاع ہو جاتا ہے اور اسی قبیل کہ  
 ہے بہت الیہود کیونکہ ہفتہ کے دن یہود اشتغال سے منقطع ہو جاتے ہیں زیاج نے کہا سبابت نوم ضعیف  
 ہے اور وہ یہ کہ آدمی حرکت کرنا چھوڑ دیوے اور روح اسکے بدن میں ہی ہو یا نیند کا ابتداء میں ہوتا  
 ہے یہاں تک کہ دلیں سوچنے جاتی ہے اور غلیل نے کہا سبب نوم ثقیل ہے یعنی اور کر دیا تمہاری نیند کو قلیل  
 تو کہ پوری ہو جاوے تمہاری رحمت بعض نے کہا سبابت موت ہو اور بہت سبب ہے کیونکہ بہت میں حیات نہیں  
 رہتی اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ اَوْرَا سَكَا سَوْدِيہ ہے نشر کا ذکر اسکر  
 مقابل میں ذکرة النخسیر و الشقیقہ اور کریمہ وجعل النہار نشور میں بیداری کو مشابہتیں یا حیات  
 کے جیسے نیند کو مشابہتیں یا سبابت کے جو شبیہ ہے حیات کی اور یہ آیت سمیت اپنی دلالت کے قدرت خالق  
 پر اس میں اسکی نعمت کا اظہار ہے اپنی مخلوق پر کیونکہ سات کر پوری میں روپوش ہونے میں دینی اور دنیاوی  
 فائدہ میں اور نوم اور لفظ میں جو موت اور حیات کو مشابہتیں ہو سمیت کے لیے کہا لقمان نے اپنے  
 بیٹے کو کہنا تَنَامُ تَتَوَفَّاكَ كَذَلِكَ تَمُوتُ كَذَلِكَ یعنی جیسے تو سوئے کے بعد بیدار ہو اگرتا ہے اس طرح تندر کہ  
 جی اٹھے گا وَهُوَ الَّذِي ارْسَلَ الرِّيحَ يُبَلِّغُ الْبَرْقَ يَدْعِي رَحْمَةً وَارْتَلَا مِنْ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا









میں طور کہتے ہیں پاک پاک کتندہ کو اور اس چیز کو جس سے طہارت حاصل کریں ابن الانباری نے کہا طہور  
بقیمہ طہ اسم ہے سبط و ضواء و قود اور ضم کے ساتھ مصدقہ اور یہی لغت میں معروف ہے اور جمہور کا یہ  
مذہب ہے کہ طہور بمعنی پاک پاک کتندہ ہے اور اسکا مؤید ہے اسکا معنی ہونا مبالغہ کے لیے اور اس پر دلالت  
کرتی ہے وہ حدیث جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا دریائے حق میں نہو گنگھو  
مَادَةُ الْحِلِّ مَيْسَتْہُ یعنی دریا کا پانی پاک کتندہ ہے اور اسکا مراد حلال ہے آخر جہاں ابوداؤد و الترمذی  
والنسائی اور ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا طہور بمعنی طہر ہے اور اس پر دلیل لی اس نے اللہ  
تعالیٰ کے قول وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا سے اور بہ صورت شروع وارد ہوئی ہے کہ مادی نفسہ طہر  
ہونے پر غیر کا مطہر ہے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے وَبَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُوفِيَّةِ كُوفِيَّةُ بَعْنِے اور اوتار ائم  
پر آسمان سے پانی کا س کے تم کو پاک کرے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خَلَقَ اللَّهُ طَهُورًا مَعْرُ  
بانی پاک کتندہ بیان ہے اور اہل سنن اور امام احمد و غیرہ نے ابو سعید کی حدیث سے نکالا کہ کہا گیا یا رسول اللہ  
کیا ہم وضو کیا کریں بعضاء کے کنوین سے اور وہ کنواں ایسا ہے کہ پڑتے ہیں اس میں حیض کتے اور  
کتون کا گوشت اور گندگی تو فرمایا اِنَّ لِلَّهِ طَهُورًا لَا يَنْجَسُ شَيْئًا يَعْنِي بانی پاک کتندہ ہے اسکو کوئی چیز  
بلیہ نہیں کرتی اور اس حدیث کی سند میں ایک طویل گفتگو ہے جسکو حافظ ابن حجر نے تلخیص میں بیان کیا  
ہے اور اسی گفتگو کو شوکانی نے شرح منتقى میں نقل کیا ہے پھر اللہ سبحانہ نے انزال کی علت بیان کی اور  
فرمایا لَئِيْسَ بِهٖ بَلَدٌ اَلَيْسَ بِالْمَدِينَةِ موصوف مع ہے میرے ساتھ حالانکہ یہ صفت ہے مذکر کی کیونکہ بلدہ بمعنی بلد  
ہے زجاج نے کہا بلدہ سے مکان مراد ہے یا یہ کہ اس میں مذکر اور مؤنث برابر ہے اور احیاء سے بیان  
نبات کا نکالنا مراد ہے اس مکان سے جس میں نبات نہ ہو انعام پر گفتگو گذری اور انعام کو خاص کیا ذکر  
میں کیونکہ یہی ہماری مثنیٰ ہے اور اس پر اکثر اہل مدرک معاش کا مدار ہے اسی لیے انکے سقی کو انسانوں کی  
سقی پر مقدم کیا جیسے مقدم کیا ان پر احیاء ارض کو کیونکہ احیاء ارض انکی حیات کا باعث ہے تو مقدم کیا ہر  
کو جوہرہ سبب ہے انکی حیات و معاش کا اور اناسی جمع انسان ہے سیویہ کے مذہب پر ادویہی قول ہے اجماع  
اور مرد اور فرار اور زجاج کا یہ قول ہے کہ اناسی جمع ہے انسی کی اور اس پر اعتراض ہے کہ جس لفظ میں باہر  
ہو اسکی جمع فعالی کے وزن پر نہیں آتی اور فرار کا ایک قول ہے کہ اناسی انسان کی جمع ہے اور قول اولیٰ  
اصل اناسی اناسین ہے جیسے سرعان اور سرحین اور لبان اور باتین تو یا دعویٰ ہے ان کا و کلف



نبیوں کی کثرت کردی بہرستی میں ایک نبی سو تو شبہ نکما کا فزون کو انکار سے اور یہ جو فرمایا پہنچا یا اسکا جدا اور  
سسرال تمام اپنی اولاد کا جذب ہے اور جہان انکا بیاہ ہوا انکی سسرال ہو اور رب کر سکتا ہے یعنی ماری بہر  
جلادی ماتھے مانی الموضع ف اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو بہرستی میں ایک ایک فرستے الہ  
بھیجتے جو انکو اندر غر و جل کی طرف بلاتا لیکن خاص کیا ہم نے تجھ کو ای محمد بعثت کر ساتھ جمع اہل ارض کی طرف  
اور حکم کیا ہے تجھ کو کہ تو پہونچا دیوی انکو یہ قرآن کما قال تعالیٰ وَادْعُ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِتُكْذِبَ  
وَمَنْ يَكْفُرْ يَكْفُرْ لِنَفْسِهِ إِنَّهُ لَأَكْثَرُ الْكَافِرِينَ اور اگر یہ پہونچی اور صبر فرمایا وَمَنْ  
يُكَفِّرْ يَكْفِرْ لِنَفْسِهِ إِنَّهُ لَأَكْثَرُ الْمُؤْمِنِينَ اور جو کوی منکر ہو اس قرآن سے سب فرقوں میں سواک ہے و  
اسکا اور صبر فرمایا وَهَٰذَا كِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ  
وَمَنْ حَوْلَهَا يَنْصُرُوا إِلَٰهَهُمْ فَإِن يُكْفَرْ مِنْهُ فَأَنصُرْهُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْفَادُ وَنُقْبَطُ السُّعُودُ  
سستی کو اور ساری جہان کو اور صبر فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا یعنی تو کہہ دے  
محمد میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف اور صحیحین میں ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
بُعِثْتُ إِلَى الْأَنْسِ وَ الْأَعْرَابِ یعنی میں بھیجا گیا رسول بنا کر عرب و عجم کی طرف اور فرمایا كَانَ النَّبِيُّ بَعِثْتُ  
إِلَى قَوْمِهِ خَاسِمَةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً یعنی پہونچا گیا ایک خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے اور  
مجموع لوگوں کی طرف بھیجا گیا اَخْرَجَاهُ كَيْفًا وَكَيْفًا وَلَهْدَا فَرَمَايَا فَلَا يَطْلُعُ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ يَوْمَ حِجَاذِ  
كَيْفًا اور جابہد ہم یہ کی مجبور ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے قالہ ابن عباس ذہد الایہ کما قال تعالیٰ يَا أَيُّهَا  
النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْفَتُهُمْ وَلَٰكِنَّ الْمَصِيرَ لِنَبِيِّ  
لَرَايِ كَرَا فُزُون سے اور منافقوں سے اور تند خوئی کرانیر اور انکا ٹکانا دوزخ ہے اور یہ جو فرمایا قُلْ  
هُوَ الَّذِي مَرَجَ الْفُجُورَ هَٰذَا عَذَابٌ مُّرْتَبٌ وَهَٰذَا رِجْلٌ أَمَّا جَهَنَّمُ فَإِنَّهَا فِي كِتَابِنَا وَهَٰذَا نَحْنُ  
بَانِي بِدَا كِي مِثْمَا اور کر ڈا ہر بانی مِثْمَا جیسے ندیوں کا بانی اور چشموں کا اور کوؤں کا وَهَٰذَا هُوَ الْعَذَابُ  
الْقَرَارُ الَّذِي لَا يَنْفِي عَنْهُمْ فِيهِمْ وَهُمْ لَا يَنْفِي عَنْهُمْ فِيهِمْ اور عمدہ یہ قول ہے ابن جریر کا اور سیکو  
اختیار کیا ابن جریر اور اس معنی میں کوئی شک نہیں ہے اسلئے کہ وجود میں کوئی ایسا دریا نہیں ہے جو  
ساکن ہو اور بہر مِثْمَا ہو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے ایک ایسے امر کی جو واقعی ہے تو کہ خبر دار  
کرے ہندوں کو اپنی نعمتوں پر اور وہ شکر کریں تو مِثْمَا پانی وہ یہی ہے جو لوگوں کے درمیان چھوڑا

ہوا ہے اسکو اسبھانہ نے بانٹ دیا لوگوں کو درمیان ندیوں میں اور ٹہنوں میں ساری زمینوں میں  
 کیونکہ لوگ محتاج ہیں اس کے اور بائیاں انکی حاجت کے موافق اور بقدر انکے نفوس اور اراضی کو کافی ہو اور  
 رہا کڑوا پانی تو وہ کماری ہے اور شور ہے اسکو پی نہیں سکتے جیسے ان دریاؤں کا پانی جو مباشرت اور  
 سفار میں معروف ہیں جیسے بحر محیط اور بحر قلزم اور بحر میں اور بحر بصرہ اور بحر فارس اور بحر چین اور  
 بحر ہند اور بحر روم اور بحر جزر اور وہ تمام بحار ساکنہ جو انکے مشابہ ہیں وہ چلتے نہیں ہیں وکن ہوجہ مارتے  
 میں اور ہلنے میں کسری کے موسم میں اور سخت ہواؤں کے اوقات میں اور ان بحار میں سے بعض میں  
 جزر و تہی ہوتا ہے تو ہر پینے کے ابتداء اور شروع میں مد اور فیضان حاصل ہوتا ہے اور پانی طغیانی  
 میں ہوجاتا ہے جب عینہ نقصان میں پادوں رکھتا ہے جزر ہوجاتا ہے اور پانی کم ہونے اور پیچھے ہٹنے  
 لگتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت بڑھ جاتا ہے جب دوسرے پینے کا چاند دکھائی دیا تو مد شروع ہوا چودہویں  
 رات تک یہ پندرہویں جزر شروع ہوجاتا ہے پھر اللہ سبحانہ نے یہی عادت اور سنت رکھی ہے اور وہ پوری  
 طاقت کا مالک ہے پھر جتنے دریا ساکن ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے کڑوا بنایا ہے تو کہ بہت بڑھتا ہونے  
 پانی کے ہوا نہ گندی ہو پھر وجود میں بگاڑ آجائے اور تو کہ نہ خراب ہو و آب دہوا زمین کی ان جہازوں  
 کے ساتھ تو اس میں مرجاتے ہیں اور چونکہ بحار ساکنہ کا پانی کماری ہے انکی ہوا ابی ٹیک سے اور ان کا ڈھار  
 پاک ہے و لہذا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آپ پوچھے گئے ما بحر سے وضو کرنے کی بابت تو فرمایا  
 ھُوَ الطَّهْرُ مَاءٌ وَلِیْلِ یَسْتُکْمِلُنَّ دِرَیَا کا پانی پاک کتنہ ہے اور اس میں کی مری چیزیں رحیق  
 یا اور آبی جانور حلال ہیں رَوَاهُ الْاَکْثَمَةُ وَسَالِکٌ وَالتَّائِفِ وَیَحْمَدُ وَاهْلُ الشَّیْخِ وَابْنُ کَافِرٍ جَدِیدِ اور یہ  
 جو فرمایا وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجَعَلَ حُجُورًا تو ماخبر سے خشک میں مراد ہے جو ایک کو دوسرے میں  
 ملجانے سے روکتی ہے کما قال تعالیٰ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ فَبَاقِیَ الْاَیَّ  
 اَمِّ کَمَا تَلْکَیْ بَابِ یعنی چلائے دو درمیان چلتے ان میں ہے ایک پردہ زیادتی نہیں کرتے پھر کیا کیا امتیاز  
 اپنے رب کی جہلاؤ گے اور جیسے فرمایا اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا اَنْهَارًا لَّا یَجْعَلُ لَهَا  
 رِوَادًا سِیَّ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا اِلَیْہِ مَعَ اللّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی بھلا کس نے بنایا ریز  
 کو تھیراؤ اور بنائیں اس کے بیچ ندیاں اور رکھے اس میں بوجہ (پہاڑوں کے) اور رکھا دو دریا میں اوٹ  
 اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں اور بہتوں کو سمجھ نہیں مگر ہم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اگر حاجی

وہاں تک کہ پہلی حالت بڑھ جاتا ہے جب دوسرے پینے کا چاند دکھائی دیا تو مد شروع ہوا چودہویں



ارض بايس مراد نہ لین اور اس سے ایک حاضر اور حائل غیر محسوس مراد لین اور دو پانی سینے اور کھاری ٹھیک  
ہو کر اور ملے ہو کر دنیا میں موجود ہوں اور ایک دوسرے پر چڑھتی ذکر میں تو یہی ادا اس کی قدرت نامہ قدرت  
کا ملکہ کی دلیل ہوگی والا لایقہ قدرت اور میٹھا اور کڑوا پانی بٹرا ہوا زمین کے بہت حصوں میں موجود ہے چنانچہ  
دہلی مادر پانی پت کر بہت کمزور تو بالکل کھاری ہیں لیکن پانی پت میں ایک کنواں ایسا ہی موجود ہے  
جس میں ایک جانب کا پانی میٹھا ہے اور دوسرے طرف کا کھاری اور پنجاب کی ایک سستی میں جس کا نمبر  
نام یاد نہیں بلکہ ایک کنواں موجود ہے جس کی ایک طرف کا پانی نکال کر ہانڈی بکا دین تو خوب عمدہ  
پکنتی ہے اور دوسرے طرف کا پانی نکال کر بکا دین تو خیر سے گلنتی ہی نہیں اور پنجاب کے شش دریا جو کوٹ  
سٹن پر نکل کر انجی سے ویر کھاری دریا میں جاتے ہیں تو وہاں ہی ان دریاؤں کے پانی اور  
اس کھاری دریا کے پانی میں ایک خفیف سا خط نظر آتا ہے لیکن اس خط کے ورے کا پانی میٹھا  
ہے اور خط سے بری کا پانی کڑوا اور بھاری مالک کی قدر تین بیاری ہیں مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا كَمْ  
يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمَهُ اَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَاَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور یہ جو فرمایا  
وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصَحْبًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا تو اس کے یہ معنی ہیں  
کہ پیدا کیا انسان کو ضعیف لطف سے پہر اس کو برابر کیا اور ٹھیک کیا اور بنایا کامل الخلق ت زیا  
مادہ جیسے چاہا پہر ٹھیک یا اس کا حد اور سسرال تو وہ ابتدا امر میں باپ کا بیٹا ہوتا ہے پہر نکاح کرتا ہے  
تو اس کے سسرال ہو جاتے ہیں پہر اصہار اور داماد اور قرابات والا ہو جاتا ہے ولما فرمایا وَكَانَ  
رَبُّكَ قَدِيرًا فتح کا بیان یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو تیرے زمانہ میں اے محمد رسول اللہ ما تے بہرستی میں  
جو انکو ڈراتے پہر ملکی ہو جاتے تھے پر نبوت کو اٹھانے کی تکلیف صبر سمجھنے انکے درمیان بارش کو بانٹنا  
ولکن سمجھنے یہ کام نہیں کیا بلکہ تجھی کو رسول ٹھیک یا اکیلا اور بند کیا رسالت کو امر کو تجھی پر تیرے اہل آل کے  
لیے اور تیرے حال کی تعظیم کے لیے اور تجھ کو باقی رسولوں پر فضیلت دین کے لیے اور تیرے اجر کے  
بڑھانے کے لیے سو تو اس نعمت کو مقابل میں شکر کر اور ثابت رہ اور دعوت اور اظہار حق میں کوشش کر اور  
اطاعت نہ کر کافروں کی انکے ٹھاکروں کے اتباع میں بلکہ تکلیف اٹھا اذکے طعن بلائے میں اور برقرار  
رہ اس میں اور برقرار رہ ہو اور جہاد کر قرآن مجید کے ساتھ اور پڑھ ان پڑہ قواعد اور نوافل اور زواجر اور  
ادامہ اور نوافل ہی جو قرآن مجید میں موجود ہیں بعض نے کہا ضمیر مجبور و جابر ہم ہیں اسلام کی طرف نشی

ہے یا سیف کی طرف اور پہلا قول باجہ ہے اور یہ سورت نازل ہوئی ہے مکین اور قتال کا حکم پھر تے بعد ہوا  
ہے بعض نے کہا ضمیر مجھ پر لوٹتی ہے ترک طاعت کی طرف جو اللہ تعالیٰ کے قول فَلَا تُطِيعُوا الْكٰفِرِیْنَ کی طرف  
لوٹتی ہے یعنی ترک طاعت کی وجہ سے جہاد کر بعض نے کہا ضمیر اس کی طرف راجع ہے جس پر سابق لفظ  
کرے کیونکہ اللہ سبحانہ اگر بہت ہی نذیر بھیجتا تو نہ وجہ ہوتا نہ نذیر پر مگر اسی جہتی والوں کے ساتھ مجاہدہ  
کرنا جس کی طرف اسکو بھیجا گیا اور جب بند کیا امر کو ایک نذیر پر ساری جہان کے لیے تو ناچار رکھتے ہوئے  
اس پر سب مجاہد ہو اسیلے ثباً ہوا اسکا جہاد اور عظیم اور ہوا جامع ہر مجاہدہ کے لیے اور جو عبدان دونوں جو  
میں یہ وہ مخفی نہیں ہے اور سہما سے دلیلوں کے ساتھ مجاہدہ کرنا اعداء کے سیوف کے ساتھ مجاہدہ کرنے  
سے بڑا ہے اور غرض اس سے مومنوں کی تحریک ہے ہر اس نے ایک اور دلیل بیان کی توحید پر اور فرمایا  
وَهُوَ الَّذِیْ فَرَجَ الْبَحْرَیْنِ مرج بحرن سے ابکارا سال مراد ہے ایک دوسرے کے جوار میں یا انکو ملا کر چوڑا  
مراد ہے اس طرح کہ ملے جوار میں مجاہد نے کہا اَرْسَلْنٰمْا وَاَقَامْنِ احَدُھُمَا اِلٰی الْاٰخِرِ یعنی جو بڑے کہا ہے  
انکو اور بھیایا ان میں سے ایک کو دوسرے کی طرف ابن عوف نے کہا خَلَفْنٰمْا فَمَا یَکْتَفِیَانِ یعنی انکو  
طاہر دیا ہے پھر وہ طلبہ میں کہا از ہری نے خَلَفْنٰمْا لَیْکُنِیْسُ احَدُھُمَا بِالْاٰخِرِ یعنی انکے درمیان  
پردہ ڈال دیا ہے پھر ان میں سے ایک دوسرے میں ملتا فرات وہ میثا پانی ہے جو حلاوت کی طرف  
مائل ہو اور اجاج وہ کماری پانی ہے جو نہایت مالح ہو بعض نے کہا جو نہایت خار ہو بعض نے کہا اجاج  
وہ بانی ہے جو سخت کروا ہو ابن عباس نے کہا خَلَفْنٰمْا عَلَی الْاٰخِرِ فَلَیْسَ یُفْسِدُ الْعَدَبُ  
اَلْمَالُ وَلَکِنْ یُفْسِدُ اَلْمَالُ الْعَدَبُ یعنی علت کی طرح پیدا دیا ہے ایک کو دوسرے پر تو نہ میثا کہا کہ  
کو میثا کر لیتا ہے اور نہ کماری میثے کو کماری کر لیتا ہے وَجَلَّیْنٰھُمَا بَرَزَخًا بَرَزَخًا اور  
حائل مراد ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان اپنی قدرت کے ساتھ رکھ دیا ہے جو ان کو  
تاریج سے مانع ہے اور وہ حائل محسوس نہیں ہوتا اور حجر محجور یعنی ستر مستور ہے تو بَرَزَخًا مانع ہے اور  
حجر مانع ہے بعض نے کہا حجر محجور استغوذ کا کلمہ ہے گویا ہر حجر اپنے صاحب سے مستغوث ہے اور بقول کا  
قائل ہے اور یہ استعارہ تنزیلی ہے بعض نے کہا حجر عذاب بڑی بڑی نذایاں مراد ہیں جیسے نمل اور  
فرات اور حیون (اور اور جاری نذایاں) اور حجر اجاج سے بجا رہنمورہ مراد ہیں اور بَرَزَخًا انکے  
درمیان خشک زمین ہے بعض نے کہا حجر محجور کے معنی حرام محرم کے ہیں یعنی حرام ہے یہ کہ یہ

بالغ عذاب ہو جاوے اور یہ عذاب بالغ ہو جاوے اور اسی آیت کی مثل ہے اللہ سبحانہ کا قول سورہ رحمن میں مخرج الجحیم  
 یکتفیان ینتھما برؤحہ لکھیا بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حجر مخبور کی تفسیر میں مروی ہے  
 کہ اللہ نے ایک کو دوسرے کے سنبھالنے پر روک دیا ہے اپنے ام اور قضا کے ساتھ پھر اللہ نے انسان کے پیدا کرنے  
 کے احوال میں ہر ایک حالت کو بیان کیا اور فرمایا دھوا الذی خلق من لکھیا بشرائے اسی نے منی کی بوند  
 سے انسان کو پیدا کیا تو اس سے لفظ مراد ہو گا بعض نے کہا اس سے مطلق پانی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کو قول  
 وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کَثِیفًا سَجَّةً مِّنْ مَّرَدِّہِمْ لَیْسَ مَرَدِّہِمْ مِّنْ مَّرَدِّہِمْ مِّنْ اَدَمَ عَلَیْہِ  
 السلام کی منی کا حمیہ کیا گیا اور بنا دیا اس کو اللہ نے مادہ بشر کا ایک جزو تو کج جمع ہو جاوے اور سہولت کے  
 ساتھ اشکال اور نہایت کو قبول کرے قالہ ابو الشعثی یجعلہ نَسْبًا وَصِیْغًا ایسے کیا اس کو نسب لا  
 اور صہر والا بعض نے کہا نسب مراد وہ قربت ہے جس کا نکاح حلال نہیں ہے اور صہر وہ قربت مراد ہے  
 نکاح حلال ہے قالہ الکراؤ والوجاج بعض نے کہا صہر وہ نکاح کی قربت ہے تو زوج کے قریبیوں کو  
 اختان کہتے ہیں اور زوج کے قریبیوں کو احما اور اصهار اختان اور احما دونوں کو شامل ہے قالہ  
 الاصطیغے فاموس میں ہے صہر بالکسر قربت ہے اور ضن ہے اوج جمع اسکی اصهار ہے صبحاح میں ہے  
 کہا غلیل نے صہر وہ عورت کے اہل بیت ہیں کہا غلیل نے اور بعض عرب وہ ہیں جو احما اور اختان دونوں  
 فراتون کو اصهار کہتے ہیں اور کہا ازہری نے صہر شامل ہے عورتوں کی قرابتوں پر ذوالمحارم پر اور  
 ذوات محارم پر جیسے عورت کو ماں باپ اور اس کے بہن بھائی اور انکی اولاد اور چچے اور ماموں اور  
 خالائیں تو یہ لوگ عورت کو خاند کے اصهار ہیں اور جو محارم مرد کی طرف ہوں تو یہ لوگ مرد کی عورت  
 کو اصهار ہیں کہا ابن سکیت نے صہرہ قربت والی جو زوج کی طرف سے ہوں اس کا باپ ہو یا اس کا بھائی  
 یا اس کا چچا تو یہ عورت کو اصهار ہیں اور جو قرابت والی عورت کی طرف سے ہوں تو وہ اختان ہیں اور  
 اصهار ان دونوں قسموں کو شامل ہے انتھے اور قرطبی میں ہے نسب اور صہر یہ دونوں ایسے لفظ ہیں  
 کہ ہر ایک قربت کو شامل ہے جو آدمیوں کے درمیان ہوتی ہے کہا معمر بن نے اور بنی قرابتیں سات  
 ہیں خبکہ حمیہ ہے اللہ کے قول حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّہُکُمْ وَبَنَاتُہُمْ وَاَخَواُکُمْ وَبَنَاتُہُمْ وَخَالَاتُہُمْ  
 وَبَنَاتُہُمْ اَخَاہُمْ وَامْهَاتُہُمْ اَخَاہُمْ وَامْهَاتُہُمْ اَخَاہُمْ وَامْهَاتُہُمْ اَخَاہُمْ وَامْهَاتُہُمْ  
 نِسَابُہُمْ نے اور ذوالجہد سے وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَہُمْ اَخْتَانِیْنَ تک بیان ہر قربت سبھی کا



یہی شیطان کی مدد کرتے ہیں اللہ کے حزب اور جتنے پر اور سن لیا اللہ کا جتنا ہی اور ہو گا کما قال تعالیٰ وَ  
اَتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّهُمْ يَبْغُضُونَ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُخَضَّرُونَ  
یہی اور بڑے ہیں مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور حاکم کہ شاید انکی مدد کریں نہ سکین گے انکی مدد کرنی اور  
یہ مشرک انکی فوج ہو کر چلے آتے ہیں یعنی یہ اللہ جنکو مشرکوں نے چھوڑ کر اپنا حمایتی سمجھا ہے وہ انکی مدد کو  
مالک نہیں ہیں اور یہ بہر دے مشرک تبوں کی مدد کے لیے آ حاضر ہوتے ہیں پر انجام پہلا اور مدد اللہ کے  
لیے ہو اور اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے لیے مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَیِّمٍ  
خَلِیْقًا کی تفسیر میں کہا اور کافر مدد کرتا ہے شیطان کی اللہ کی معصیت پر اور اعانت کرتا ہے اسکی اور سعید  
بن جبیر سے آیت کی تفسیر میں ایسا ہی مروی ہے کہ شیطان کا مددگار ہو جاتا ہے مشرک اور کفر کر کر اپنے  
رب کے مخالف اور زید بن سلم نے ظہیر کی تفسیر کی موالیک کے ساتھ یعنی شیطان کا دوست بن جاتا ہے  
اللہ کی مخالفت پر یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا  
مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا یعنی تجھ کو بھیجا ہے تو مسلمانوں کو بشارت دینو اور کفار کو ڈرانے کے لیے یا یہ سننے  
میں بشارت دینو والا بہشت کی اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو اور ڈرانے والا سخت عذاب کے انکو  
جو غلام کریں اور امر الہی کا اور یہ جو فرمایا قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ تَوَاسَّعَ بَيْنَہُمْ کہ میں ابلاؤں  
اور انداز پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور یہ کام تو میں اللہ کے چاہنے کے واسطے کرتا ہوں یہ جس  
شخص کو سید ہی اہ چلنا منظور ہے وہ چلے اور استثناء الامن شاء ان بخذ الایہ میں منقطع ہے اور سبیل  
سے طریق اور مسلک اور منہج مراد ہے جس میں پیروی ہو اسچیز کی جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں  
فرمایا وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ یعنی اپنے ابو ساریک کا سون میں اس اللہ پر بہر و سا کر جو جیتا ہے اور  
کبھی نہ مرے گا وہ جو اول ہو اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سرچنے جانتا ہے وہ دائم ہے باقی ہے سرمدی  
ہے ابدی ہے زندہ ہے سب کا تھامنے والا رب ہر چیز کا اور اسکا مالک بنائے اسی کو اپنا ڈھانسا  
اور اپنی پناہ اور وہی اس لائق ہے کہ اس پر بہر و سا کیا جاوے اور وہی اسکے منہ اور ہے کہ اسکی طرف  
گمراہی دین وہ عجبہ کو کافی ہے اور تیری مدد کریگا اور تائید کرے گا اور تجھے فتح دیگا کما قال تعالیٰ یَا أَيُّهَا  
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ لَمَّا يَبْلُغَنَّ رِسَالَتَهُ وَ اللَّهُ یُعِصُّكَ مِنَ النَّاسِ  
إِنْ اللَّهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرِینَ جیسے لے رسول ہو بچا جو بھگوا قرآن پرے رب کے اور اگر یہ نہ کیا تو تو





[illegible]

الکافر یحییٰ ذیہ کلہذا کی تفسیر میں کہا اس لیے کہ کافر متابعت کرتا ہے شیطان کی اور مدد کرتا ہے اس کی عصیت پر کیونکہ ان کے منہام کی عبادت کرنے میں شیطان کی معاونت ہو اور ابو عبیدہ نے کہا ظہیر سے بہت میں ذلیل مراد ہے یعنی کافر کی اللہ کے پاس کوئی عزت نہیں ہے بعض نے کہا سنئے یہ ہیں اور کافر اپنے اس پر جب کہ وہ بوجھارتا ہے اور وہ بت ہر قوی ہے اور غالب ہے اسکے حق میں جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ حجاد کو دفع دفع کی طاقت نہیں ہوتی اور یہی ہر جائز ہے کہ ظہیر جمع ہو اور اقلے کے قول اسقول کی طرح وَاللّٰیۤکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ اور اس تصور میں معنی یہ ہونگے کہ بعض کافر بعض کادرون کی مدد کرتے ہیں رسول کی مخالفت پر یا اللہ کر دین کی مخالفت پر اور کافر سے جس کافر مراد ہوگا اور سب نزول کا کافر معین ہونا اسقول کے منافی نہیں ہے جیسے کہا گیا ہے خبر کے حق میں یہ آیت اتری وہ ابو جہل تھا اور ابن عباس نے کہا یہ آیت ابوالحکم کے حق میں اتری ہے جب کا نام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل رکھا اور اسکے باپ کا نام ہشام تھا تو صحیح یہ قول ہے کہ یہ آیت ایک کافر کو شامل ہے اور قل یا اساکم علیہم ضمیر مجرور قرآن کی طرف راجع ہے یا تبلیغ رسالت کی طرف جبیر لفظ ارسال کا دلیل ہے یا مطلق دعوت کی طرف آج سے دنیا دی اسباب مراد ہے قال ابن عباس اور استثنا اللہ کے قول اَلَا مَنۢ شَآءَ اَنۡ یَّخۡذَ اِلَیۡہِ سَبۡیۡلًا مِّنۡ مَّنۡ قَطَعَ ہِیۡنَ لَیۡکِنۡ جَوۡشَجۡسٌ اَسۡتَہۡلِنَا جَاہَہٗ وَہَلۡ لَّہٗ اَوۡ بعض نے کہا استثنا متصل ہے اور معنی یہ ہیں مگر جو شخص اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کرنا چاہے طاعت کے ساتھ اور اس کو بیان کیا اجر کی صورت میں کیونکہ یہی حصول کا مقصود ہے اور جب اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ کفار ایک دوسرے کے مددگار ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اور حضرت کو ارشاد فرمایا کہ تبلیغ پر اجر طلب کریں تو حکم دیا آپ کو کہ آپ دھم مضار اور طلب نافع میں اللہ پر بہرہ و سا کریں اور فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَیۡہِ اِنۡکَ شَرُّوۡرَہٗ اَسۡتَقۡوَامِیۡنَ اور ان کے اجر سے استغناء میں بہرہ و سا کر عکس اَلْحٰی اَلَّذِیۡ لَا یَمُوتُ اِنۡ حِیۡتَہٗ پر جو نہیں مرنے کا کیونکہ اس پر بہرہ و سا کرنا لائق ہے اور خاص کیا حیات کی صفت کو اس لیے کہ زندہ ہے ہر لائق ہے کہ اس پر مصالح اور منافع اور دھم مضار میں اعتماد کیا جاوے اور حیات علی الدوام نہیں ہے مگر اللہ سبحانہ کے و اطہان احیاء کے سوا جسکی حیات منقطع ہو جائیوالی ہے کیونکہ جب وہ مر گئے تو جس نے ان پر بہرہ و سا کیا وہ بڑا ہوا اور بعض صالحین نے اس آیت کو پڑھا کہ اَسۡتَقِیۡلِ لَیۡذِیۡ عَقۡلِ اَنۡ یَّتَوَقَّعَ لَہَا یَحۡلُوۡقِ یَسۡعٰی عَقۡلِ دالے کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس آیت کو سننے یا پڑھنے کے بعد کسی مخلوق کا آسمان کرے تو کل کہتے ہیں بندہ کے اعتماد کو اللہ پر جمیع امور میں اور اسباب و سائل میں ان کے استعمال کا حکم ہوا ہے لیکن ان پر اعتماد کا حکم

نہیں ہوا اور سچ سے تشریح عن صفات نقصان ہوا ہے جو مقتدر ہوا اس کی حمد کے ساتھ بعض نے کہا سبحانہ  
صلوٰۃ ہے خیر کہتے ہیں مظلّم علی الامور کہ جس پر کوئی خیر نہ ہو اور آیت وسج مجہد الایۃ میں وعید شدید  
گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے جب تم نے رسول کی مخالفت میں قدم دہرا تو اس کا علم تمہاری سکافات اور مجاہد  
میں کافی ہے جس عذاب کے مستحق و مستوجب ہو پھر اس میں مبالغہ فرمایا یہ کہ کہر الذی خلق السموات و  
الارض و ما بیکھن فی سترہ ایاکم تو زمین کو بنایا و دون میں انوار اور یکشنبہ میں اور آسمان و زمین کے  
درمیان کی چیزیں و دون میں سہ شنبہ اور چار شنبہ میں اور ساتون آسمانوں کو و دون میں پنجشنبہ اور جمعہ  
میں اور فارغ ہوا اللہ سبحانہ و تعالیٰ جمعہ کے دن کی آخر ساعت میں بعض نے کہا بناو اللہ نے آسمان و زمین  
اتنے مقدار میں کیونکہ ہر وقت نہ رات تھی نہ دن اور اللہ تعالیٰ نے بنایا آسمان و زمین اور سب مخلوق چہ  
دن میں حالانکہ وہ ان کے لحظہ میں بنا کر برطاعت رکھتا ہے اپنی مخلوق کو رفق اور تثبیت سکھانے کے لیے اور  
تدبیر اور استغنیٰ کی تعلیم دینے کے لیے اگر اعتراض ہووے کہ عرش کو اللہ تعالیٰ نے سموات کو پیدا کر کے  
کے بعد بنا یا ہے اور پھر اللہ کا قول ثم استوی علی العرش دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ تم کا کلمہ خلق عرش  
داخل نہیں ہوا ہے بلکہ استواء علی العرش پر داخل ہوا ہے اور لغت میں عرش کہتے ہیں سریر ملک  
اور بیان عرش سے ایک عزم عظیم مراد ہے جو عالم کو محیط ہے ساتون آسمانوں کے اوپر اور استواء اللہ سبحانہ  
کی صفت ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ سبحانہ مخلوق سے مباہن ہو اور وہ علی الدائم ہو اور عالم کے اوپر  
اور اس مسئلہ پر سورہ اعراف و طہ اور اسکے اخوات میں گفتگو گند چکی اور الرحمن خبر ہے مبتدا محذوف  
کی یعنی وہ رحمن ہے یا استواء کے ضمیر سے بدل ہے اور اس کو مجرور بھی پڑھا گیا ہے اس پر کہی کی لغت ہو یا  
موصول کی یا مبتدا ہے اور اس کی خبر جملہ فاسل بہ خبر ہے قالہ الاخفش اور ضمیر مجرور بہ میں ماذکر کی طرف  
لوٹتی ہے اور وہ آسمانوں و زمینوں کا بنا ہوا ہے اور عرش پر قائم ہونا اور معنی یہ میں اس محل مذکور کی  
تفصیل اسکے عالم سے پوچھو اور زجاج اور خفش کے نزدیک بار معنی میں عن کے ہے اسی فاسل عنہ  
جیسے اللہ کے قول سائل سائل یعدّ اب واقعی لے عن عذاب واقع اور خبر سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
مراد ہو کہ ان مخلوقات کی تفامیل سے وہی خبر دار ہے اسکے سوا اور کسی مخلوق میں سے ان کی تفصیل  
کا علم نہیں ہے بعض نے کہا خبر سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں لیکن پہلا قول راجح ہے اور یہ قول کہ اصل  
میں یوں ہو اگر تم اس سے شک میں ہو تو اس سے واقف ہے اس سے پوچھو اس طرح کہ خطاب حضرت علی

اللہ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں کہ سوا اور لوگ ہیں تو یہ قول درست ہونے سے پہلے اور بعض نے کہا تو جو یہ  
اس شخص سے جس کو کتب متقدمہ پر اطلاع ہے وہ تیری تصدیق کر لے گا بعض نے کہا ضمیر رحمان کے لیے ہر مینے  
اگر رحمن کے اطلاق کا اللہ سبحانہ پر انکار کریں تو تو پوچھ رحمان سے اس شخص کو جو تجھ کو خیر دہی اہل  
کتاب میں سے اور خیر منسوب ہے مفعولیت پر یا حال ہو کہ ہے اور ابو البقا نے اسکے حال میں کو ضعیف  
قرار دیا اور ابن جریر نے کہا فاسأل حال کو نہ خیرا صورت میں بابہ میں زائد ہوگی بعض نے کہا اللہ تعالیٰ  
کا قول یہ جاری ہے قسم کی جا بجا جیسے اللہ کے قول دَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ مِنْ اَدْرِبِلِ وَجَابِ سَب  
وہوں سے زیادہ مناسب اور زیادہ قریب ہے پھر اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ وہ رحمن کے معنی سے جاہل ہیں اور  
فرمایا وَاِذْ فُتِلَ لَكُمْ مَسْجِدُ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا مَا الرَّحْمٰنُ مَعْرُوْنٌ نَّے کہا ہر وہ بول رہا تو نہیں پہچانتے تجھ  
کو یا رب کے رحمن کے سوا یعنی سیلہ کے سوا آجائے کہ رحمان اسم ہے ہمارا الہی میں سے بعض نے کہا یہ  
سجدہ ان سجدوں میں سے ہے جس کا کرنا ضروری ہے پھر سنون ہے قاری اور تنوع کے واسطے کہ اس آیت  
کے سننے اور پڑھنے کو وقت سجدہ کرے پھر اللہ سبحانہ نے وہ بات بیان کی کہ اگر کفار اس میں غور کرتے تو جان  
کے لیے سجدہ کے وجہ ہو نہ کہ پہچان لیتے اور فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا

وَقَمَرًا مِّنْ يَّوْمٍ ۙ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الْاَيُّكُلَ وَالنَّجْمَ خِلْفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنْ يَّكُوْۤا وَاَرَادَ شُكُوْرًا ۝  
بڑی برکت ہر اس کی جس نے بنای آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند ادا کرنے والا اور  
وہی ہے جس نے بنای رات اور دن بدلنے اسکے واسطے جو چاہے رکھا یا چاہے شکر کرنا آسمان  
بارہ صے انکا نام برج ہر ایک پر ستاروں کا پتا یہ حدین رکھی میں حساب کو اور یہ جو فرمایا رات دن بدلتی  
تو اس سے مراد یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا ذکر  
انتہی ماقال صاحب الوضوح ۛ اللہ تعالیٰ اپنے نفس مقدس کی تجہید و عظمت بیان کرتا ہے برج کے  
آسمان میں پیدا کرنے پر اور برج سے کو اکب عظام (سب سے سیارہ) مراد میں یہی قول ہے مجاہد اور سعید  
بن جبیر اور ابو صالح اور حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا وہ محل میں آسمان میں چوکیہ ارون کے لیے اور  
یہ قول مروی ہے امیر المؤمنین حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ اور محمد بن کوئٹہ اور ابو ہریرہؓ وغیرہ  
بن مہران غمش سے اور یہ ایک روایت ابو صالح سے یہی ہے اور پہلا قول ظاہر ہے مگر یہ کہ کو اکب عظام  
وہی چوکیہ ارون کے لیے محل ہوں صورت میں دونوں قول جمع ہو جائیں گے و ہذہ الایۃ لکما قال قتالے

بِأَعْيُنِنَا لَكَ آيَاتُنَا مُبْصِرَاتٌ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ  
 یعنی اور ہم نے  
 رونق دی در آسمان کو چراغوں پر اور انے رکھیں ایک مار شیطانوں کی اور رکھی انکو مار دہتی آگ کی دکان  
 قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا یعنی اور بنایا ایک چراغ چمکا سراج سے چمکنے والا آفتاب مراد ہے جو وہ  
 چراغ کی طرح ہے وجود میں بہر فرمایا و فرمایا یعنی اور چاند اوجالا کرنے والا نور آخر کے ساتھ آفتاب کے  
 نور کے سوا کہا قال تعالیٰ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا یعنی وہی ہے جس نے بنایا سورج  
 کو چمک اور چاند کو اوجالا اور خبر دی اسد تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے کہ اونہوں نے فرمایا اپنی قوم کے  
 لیے اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا  
 یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنایا اس نے سات آسمان تہ پر تہ اور کہا چاند انہیں اوجالا اور رکھا سورج چراغ  
 جلتا بہر فرمایا وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً تَوَدَّعْتُ سِرِّمًا کہ ایک دوسرے کے پیچھے چلا  
 آتا ہے نین تھکے جب یہ گیا وہ آئی وہ گئی یہ آیا جیسے فرمایا وَنَحْنُ لَكُمْ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَائِيكُنَّ وَنَحْنُ  
 لَكُمْ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ یعنی اور کام میں لگاؤ تمہاری سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام میں لگاؤ تمہاری  
 رات اور دن اور فرمایا يُغْنِي اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حِينًا كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومُ مُسْتَخْفَاتٌ بِكَافِرِهِ  
 اَلَا كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ یعنی اور یہاں ہے رات پر دن اور سورج اور چاند اور  
 ناری کام لگے اسکے حکم پر سن لو اسکی کام ہے بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا جو صاحب ساری جہان کا  
 اور فرمایا اَلَا الشَّمْسُ تَبْعِي لَهَا كَانَتْ تَدْرِيكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ یعنی  
 سورج کو پہونچے کہ پڑے چاند کو اور نہ رات لگے بڑے دن کی اور ہر کوئی ایک ایک گہرے میں سیر  
 میں اور یہ جو فرمایا لَئِنْ اَرَادَ اَنْ يَنْزِلَ بِكَ اَوْ اَرَادَ شُكُورًا یعنی کیا رات دن کو بدلنی اپنے ہندون کی عبادت  
 کی تو قیامت کی ہر جگہ مردیا و ظہیر رات میں سچا وہ نہیں مار کا تارک کر لیں اور جب کا نہیں مل سچا وہ ہر کوئی اور اگر کوئی  
 میں ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتَوَسَّعَ  
 مِسْنِيُّ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتَوَسَّعَ مِسْنِيُّ اللَّيْلِ یعنی اللہ عزوجل پسپا تا ہے ہاتھ اپنا رات  
 میں تو کہ تو بکر لے جس نے دن میں گناہ کیا اور پسپا تا ہے اپنا ہاتھ دن میں تو کہ تو بکر لے وہ جس نے  
 رات میں گناہ کیا حسن کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک دن چاشت کی نماز کو لٹا کیا تو کہنے لگا آج اپنے  
 وہ کام کیا جواب اسکو نہیں کیا کرتے تھے تو فرمایا میں نے کیا یہ کام اس لیے کہ میری رات کے وظیفے

میں کچھ رنگی ہوتا ہے مینے جا کہ مین اسکو پورا کر لون یا فرمایا اسکو ادا کر لون اور اس آیت کو ثر بڑا و هو الذی  
 جعل الليل والنهار خلفة لمن اراد ان ينزلوا و اراد ان يركبوا و اراد ان يمشوا و اراد ان يركبوا و اراد ان يمشوا و اراد ان يركبوا  
 اس آیت کی تفسیر میں یہ کہ وہ فرشتے ہیں جن کا کام ہے ادا و رکوب و اراد ان یمشوا و اراد ان یركبوا و اراد ان یمشوا و اراد ان یركبوا  
 اسکا تدارک کر لیوے اور یہی قول ہے عکرمہ اور سعید بن جبیر اور حسن کا اور مجاہد اور قتادہ کا حلقہ کی تفسیر میں  
 قول ہے کرات دن کا سیاہی سفیدی میں مختلف ہونا مراد ہے انتہی مانے تفسیر میں کثیر فتح کا بیان یہ ہے  
 کہ ہر وجہ سے سب سے زیادہ کی ستر لین مراد ہیں اور انکے محل اور وہ باران ستر لین ہیں جن میں وہ سیر کرتے ہیں  
 اور حسن اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ ہر وجہ سے کو اکب عظام مراد ہیں نام رکھا گیا ہے اسکا ہر وجہ انکو  
 ظاہر ہونے کے لیے اور پہلا قول راجح ہے اور اصل میں ہر وجہ سے مین قصور عالیہ کو کیونکہ وہ کو اکب سنانل  
 رفیعہ کی طرح ہیں انکے لیے جو ان میں ہتے ہیں اور ہر وجہ مشتق ہے تہر سے اور تہر چہتے ہیں ظہور کو کہا  
 زجاج نے برج ہر اونچی مکان کو کہتے ہیں بصورت میں تشبیہ اور نقل کی ضرورت نہ ہے گی کہا ابن عباس  
 نے آیت کی تفسیر میں وہ بارہ برج ہیں پہلے کا نام حمل اور اسکو کیش بھی کہتے ہیں دوسرے کا نام ثور ہے  
 تیسرے کا نام جوزا ہے چوتھے کا نام سرطان ہے پانچویں کا نام اسد ہے اور سکو لیث بھی کہتے ہیں  
 چھٹے کا نام سنبلہ ہے ساتویں کا نام میزان ہے آٹھویں کا نام عقرب ہے نویں کا نام قوس ہے دسویں کا نام  
 جدی ہے گیارہویں کا نام دلو ہے اور سکو دالی بھی کہتے بارہویں کا نام حوت ہے اور انکو منظوم کیا ہے  
 بعض نے اپنے اسقول میں حمل الثور جوزة السرطان وری اللیث سنبل المیزان وری  
 عقرب بقوس جدی نوح الدلو بركة الحيتان اور یہی کو اکب سب سے زیادہ کی ستر لین ہیں حمل اور عقرب  
 مریخ کے لیے ہے اور ثور اور میزان زہرہ کے لیے ہیں اور جوزا اور سنبلہ عطارد کے لیے ہیں اور سرطان  
 قمر کے لیے ہیں اور اسد شمس کے لیے ہے اور قوس اور حوت مشتری کے لیے اور جدی اور دلو زحل کے واسطے  
 قاله الخلی اور بعض نے ان ساتویں کو منظوم کیا ہے اپنے اس قول میں -

زحل شری مریخ من شمسه  
 فلما هبت لطارد الافراد

زحل ساتویں آسمان میں مارا ہے اور مشتری چھٹے آسمان میں اور مریخ پانچویں آسمان میں اور شمس  
 چوتھے آسمان میں اور زہرہ تیسرے آسمان میں اور عطارد دوسرے آسمان میں اور قمر پہلے آسمان میں  
 حاصل یہ کہ سب سے زیادہ میں سے پانچ قوس برجون میں چلتے ہیں ہر ایک دو دین اور سب میں سے



دو تاریں یعنی شمس و قمر دو برجوں میں بیٹھے ہر ایک ایک ایک برج میں اور اصر کے قول وجعل فیہا سراجا میں سراج سے آفتاب مراد ہے اور اسی کی مثل ہے اس کا قول سورہ نوح میں وجعل الشمس سراجا اور نورا بالجمیع بھی ثواب لکھا ہے صورت میں نجوم عظام مراد ہوں گے پہلی قرات کو ترجمہ دی ابو عبیدہ ؓ نے اور زجاج نے دوسری قرات کو تامل میں لکھا کہ سراج سے شمس اور کوکب مراد ہیں اور خاص کیا فقرہ کو ذکر کرنے کے ساتھ ایک نوع کی فضیلت کر لیے عرب کے نزدیک کیونکہ انکا سال شہور قمریہ پر مبنی ہے ابو عبیدہ نے خلقہ کی تفسیر میں کہا اَلْخَلْفَةُ تَخْلُفُ بَعْدَ شَيْءٍ اَللَّيْلُ خَلْفَةُ لِلنَّهَارِ وَالنَّهَارُ خَلْفَةُ لِلَّيْلِ لِأَنَّهُ لَحْدُهُمَا يَخْلُفُ الْآخِرَ وَبَاقِي بَعْدَهُ يَعْنِي خَلْفَتُ ہر وہ چیز ہے جو دوسری چیز کے پیچھے آوے پہرات خلیفہ ہے دن کا اور دن خلیفہ ہے رات کا کیونکہ ایک ابن میں کا پیچھے آتا ہے دوسرے کے اور اسی قبیل سے ہے عرب کا یہ قول خلقۃ النبات اور خلعت نبات وہ پتہ میں جو پہلے پتوں کے پیچھے نکلیں بہار کے موسم میں کہا فرار نے نہ جاتا ہے اور یہ آتی ہے اور مجاہد اور ابن عباس نے کہا خلعت مشتق ہے خلاف سے تو دن مضیہ ہوتا ہے اور رات سیاہ اور پہلا تو بہت قوی ہے بعض نے کہا مستغائب میں جنیاء اور ظلام میں اور زیادت اور نقصان میں کہا ابن عباس نے اور عمر اور حسن نے کہ اسے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کا عمل بجا ہو وہ دن میں اسکا تدارک کرے اور

جسکا دن میں رہا جو وہ رات میں تدارک کرے وَعِبَادًا لِّمَنْ لَّا يَشْعُرُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَؤُلَاءِ

وَإِذَا خَلَبَهُمُ الْجَحِيلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

وَمَقَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۝ اور نبرے

رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر بے باؤن اور جب بات کرنے لگیں اسے بے سوجھ لوگ کہیں جتنا

سلامت اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں یا کھڑے اور وہ جو کہتے ہیں اے

رب ہٹا ہم سے عذاب دوزخ کلبے شک اسکا عذاب بڑی جہی ہے اور بری جگہ ہے ٹھراؤ کی اور بری

جگہ ہے رہنوی اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ اوڑا دین اور نہ تگلی کریں اور ہے انکی اسکے بچہ ایک

سید ہی گزران ف جو فرمایا اور جب بات کرنے لگیں اسے بے سوجھ لوگ کہیں صاحب سلامت تو

اس سے یہ غرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے لگے منہیں نہ ان میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ان کو لڑ

ہیں اور اس سے اگلی آیت میں مجاہد اور قیام کا ذکر کیا رکوع کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ رکوع لبنا

نہیں ہوتا ف ان نلیات میں اصرے اپنے مسلمان بندوں کی صفقون کو میان فرمایا ہے کہ وہ زمین پر رلر باؤن چلتے ہیں سکینت اور وقار کے ساتھ سواجروت اور استکبار کے کما قال قالی ولا تمش فی الارض مہجاً انک لکن عذری الا رض ولی بکلمۃ الجبال ملو لا کل ذلک کان سقیۃ عند ربک مکروہا یعنی اور نہ چل زمین پر اتراتا تو نہ پہاڑ لے گا زمین کو اور نہ پہو بچرگا پہاڑون تک لسا ہو کر یہ جتنی باتیں مذکور ہوئیں ان میں ہر مکروہ بات سر خدا بیزار ہوتا ہے اور جو چلتے ہیں تو استکبار اور مرح اور شر اور بطر کے سوا چلتے ہیں اور یہ عرض نہیں ہے کہ وہ بیماروں کی طرح بناوٹ اور ریا کر چلتے ہیں کیونکہ سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو گویا ادبخی زمین سے نیچے اترتے اور گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جاتی اور بعض سلف ضعیف اور بناوٹ کے ساتھ چلنے کو برا جانا ہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انوں نے ایک جوان کو آہستہ چلتا دیکھا تو فرمایا تو بیمار ہے وہ بولا نہیں یا امیر المؤمنین ہر اپنے درہ اٹھایا اسر کو مارنے کے لیے اور فرمایا زور سے چل اور ہوں سے مراد سکینت اور وقار ہے جیسے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذآ آتیکم الصلوۃ فلا تاؤھا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتَوْھا وَعَلیکم السکینۃ فَاَدْکُنْتُمْ مِنْہَا فَصَلُّوْا وَمَا فَانَکُمْ فَاَنْتُمْ اَیْنِے جب تم نماز کی طرف آؤ تو دوڑتے نہ آؤ اور سکینت کو ساتھ آؤ پھر قبنا حصہ نماز کا تم کو ملجاوے اسکو پڑھو اور جو حصہ تم سے فوت ہو جاوے اسکو پورا کر لو عمر بن محبت رفری حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا وعباد الکفر الذین یکشون فی الارض ہوناً ولذآخا للبعیثون قالوا سلاً کما مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ بخدا انکے کان اور انکے بین اور جوارح نو میں راسر کے آگے بیان تک نہ نادان انکو بیا خیال کرتا ہے حالانکہ وہ بیمار نہیں ہیں اور بہ خدا وہ تندرست ہیں وکن وہ ڈرتے ہیں اسقدر جب قدر دوسرے لوگ نہیں ڈرتے اور روکہ پاسے انکو دنیا کے تناول اسے اکی آخرت کو جاننے فریہ کہتے ہیں الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ یعنی شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بخدا انکو غم میں نہیں ڈالا اس چیز نے جس نے لوگوں کو غم میں ڈالا اور وہ اپنے جیون میں ایسی بربی چیز کوئی خیال نہیں کرتے جسکی وجہ سے وہ بہشت طلب کریں اور وہ دوستے میں دوزخ سے ڈر کر اور جو شخص ربانی نہ بنے اسکا جی دنیا پر ٹوٹ مڑتا ہے اور جو شخص کمانے اور پینے کے سوا اللہ تعالیٰ کا اور کوئی احسان نہ سمجھے تو اسکا علم بہت کم ہے اور اسکا عذاب موجود اور یہ جو فرمایا وَاِذَا خَلَبْتُمْ لِبَیْکُمْ فَالْکَافِرِیْنَ قالوا سلاً تو اس کے یہ معنی ہیں کہ جب نادان تہ کلامی سے پیش آتے ہیں تو انکا مقابلہ اسکی مثل کے

ساتھ نہیں کرتے بلکہ معاف کرنے ہیں اور روزِ گزشتہ نے میں اور زمین کہنے مگر پہلی بات جیسے حضرت صلی اللہ علیہ  
 و آلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ پر کوئی نادان تندی کرتا تو آپ زیادہ نرمی کرتے و کما قال تعالیٰ وَ اِذَا  
 سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهٖ وَ قَالُوْا لَنَا اَعْمَالُکُمْ وَ لَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ لَا تَبْتَغِی الْجَاهِلِیْنَ بَیْنَہُمْ  
 اور جب نہیں بھی باتیں اس سے کنارہ کشیدیں اور کہیں بھوکہ ہمارے کام اور تم کو تمہاری کام سلامت رہو  
 بھوکہ نہیں چاہیں سب سچے نعمان بن مقرن مزی کہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم پاس گالیوں میں تو جھگڑا کیا ان پر تین وہ کہتا علیہ السلام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و  
 سلم نے فرمایا سن و تمہارے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ تیری طرف سے اس کو جواب دیتا ہے جب یہ تجھ کو  
 گالی دیتا ہے تو وہ فرشتہ اس کو کہتا ہے بَلَّ اَمْتُ وَ اَمْتُ اَمْتُ یہ یعنی نہیں تو ایسا ہو اور ایسا ہونے تو  
 ہی لائق ہے اور جب تو کہتا ہے و علیہ السلام تو کہتا ہے نہیں یہ سلامتی کے لائق نہیں ہے رَدَّ اُ  
 اَلْیَامَ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر نے کہا احمد بن کا اسناد حسن ہے اور صحیح حسہ والوں نے اس کو نہیں  
 لکھا لہذا جابر نے سلاما کی سدا کے ساتھ تفسیر کی اور سعید بن جبیر نے کہا جواب میں اچھی بات کہتے ہیں  
 اور حسن بصری کہتے ہیں وہ کہتے ہیں سلامتی ہووے پھر اگر انہر جہالت کی جادے تو نرمی کرنے میں  
 محبت میں رہتے ہیں اللہ کے ہندوں کے دن میں پھر اللہ نے بیان کیا کہ اکی رات بہتر رات ہو اور فرمایا  
 وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ لِرَبِّہُمْ مَّجْدًا اَوْ فِیْآمًا یٰۤاٰیۤہِہٖہٗ سَکِی طَاعَتِ و عِبَادَتِ مِیْنِ مَّصْرُوْفِ رَکِبِ رَاتِ کَاسْتِ  
 میں جیسے فرمایا کَا تُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الْیَلِ مَا جَعَلُوْنَ وِیَآئِہُمْ کَیۤتُفُورًا یعنی رات میں  
 نہوڑا سوتے تھے اور عربوں میں معافی مانگتے اور فرمایا تَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ  
 رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یَغْفُوْنَ یعنی الگ ہتے ہیں الکی کر وین اپنے سونے کی  
 جگہوں سے بھارتے ہیں اپنے رب کو دُرسے اور لالچ سے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور فرمایا اَمَّنْ  
 هُوَ قَاتِلُ اَنۡفَاۡئِہِ الْیَلِ سَاجِدًا وَاَقَامَ یَحۡمَدُ اَکَاۡخِرَہٗ وَ یُجَوِّدُ حَمۡدَہٗ قُلْ هَلْ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوْنَ  
 وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوْنَ اِنَّمَاۤ اِنَّہٗ ذُوۡ اُلُوۡلَاۡئِکَ اَلْبَابِ یعنی بلا ایک جو بندگی میں لگا ہے گھر میں رات کی بجھ  
 کرتا اور کٹر خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اہم سید رکھتا ہے اپنے رب کی ہر کی تو کہ کوئی برابر ہوتے ہیں سچے  
 والے اور بے سچ دہی سوچتے ہیں جھوکو عقل ہے و لہذا فرمایا وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوْنَ رَبَّنَا اَعۡزِزۡ عَنَّا کَلِمَۃَ  
 جَہَنَّمَ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ عَرۡمًا غَرَامًا یعنی دائم و لازم ہے جو کسی نہ ٹلے کما قال الشاعر

ان یعدب یکن عرثا فان یسشط جویلا فانه لایکب ولہذا حشر فی اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ عَذَابًا لَّکَانَ عَذَابًا  
کی تفسیر میں کہا ہے کہ جو چیزیں آدم کو پہنچ کر جاوے تو وہ عذاب نہیں ہے اور عذاب تو وہ ہے جو عیبی ہے اور  
لگی ہے جب تک زمین اور آسمان اور یہی قول ہے سلیمان نبی کا محمد بن کعب قرظی نے کہا عذاب عذاب  
سے دنیاوی نعمتیں مراد ہیں اللہ تعالیٰ نے کفار سے یہ نعمت طلب کی تو انہوں نے اس نعمت کو اللہ کی طرف  
نہ لوٹا یا بہر لازم کر دی اللہ نے انکے ساتھ درد اخل کر لیا انکو آگ میں جب کا نظارہ بہت براب ہے اور برہنہ  
ہے آرام لینے کا ابن ابی حاتم نے انہما سارت مستقر او مقام کی تفسیر میں مالک بن عمارت سر روایت کیا کہ انہوں  
نے کہا جب یہ نیک جاوے گا آدمی کو آگ میں تو وہ ہلاک ہونے لگے گا اس میں جب دوزخ کے کسی دروازے  
پر پہنچے گا نکلنے کے واسطے تو اسکو کہا جاوے گا تو یہاں نہ ہو کہ تجھ کو تھکا دیا جاوے مالک بن عمارت نے  
کہا ہے اسکو سانپوں اور بھینسوں کی زہر کا ایک پیالہ دیا جاوے گا پینے کے لیے کہا مالک بن عمارت نے  
پہر اسکا حشر علاحدہ ہو جاوے گا اور بال علاحدہ ہو جاوے گا اور پٹے علاحدہ ہو جاوے گا اور رگین علاحدہ  
ہو جاوے گی عسب بن عمر کہتے ہیں اِنَّ فی النار کتبایا فیہا حیات اَمثال الخجۃ و عفارۃ اَمثال البعۃ  
الکمرۃ فاذا قُتِلَ مِنْہُمْ فِی النَّارِ خَرَجَتْ اِلَیْہِم مِّنْ اَوْطَانِہَا فَاکْخَدَتْ بِشَعَامِہُمْ وَاکْشَارِہُمْ وَاکْشَاعِہُمْ  
مَلْکَشَطَتْ کُلُوْمَہُمْ اِلِیْ اَفْئَادِہُمْ فاذا وَحَدَّتْ حَرَّ النَّارِ رَجَعَتْ بَیْنَہُمْ اَل مِنْ اَلْبَیْہِ لَمْسَامِ کُنُوزِہِ مِنْ جَن  
میں سانپ ہیں اونٹوں کی مثل اور بھینس ہیں سیاہ مخچروں کی مثل جب (اہل نار) کو دوزخ میں ڈالا جاوے  
گا تو وہ نکلیں گے انکی طرف اپنی اپنی جگہوں سے پہر پکڑ لیں گے انکے ہونٹوں کو اور چمچروں اور بالوں کو  
پہر کپچہ لیں گے انکے گوشت پاؤں تاک جب ان کو آگ کی حرارت پر پھرگی تو لوٹ جاوے گا (اپنے مکانوں  
کی طرف) رواہ ابن ابی حاتم انس بن مالک روایت کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ  
فرمایا اِنَّ عَذَابَ فِی جَحَنَّم لَکَ اَلْفَ سَنَۃٍ بِاَحْسَنِ یَا مَنَاں فِیَقُولُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ لَیْجَزِیْلُ اِذْ هَبْ  
اِثْنِیْ عَشْرَیْ ہَذَا فِی سَطْرِ جَبْرِیْلَ فِیْجِدُ اَہْلَ النَّارِ مِکْبُتِیْنِ یَسْکُوْنَ فِیْجِرُّ اِلَیْ رِیْبَہِ عَرَّ عَرَّ فِیْجِرُّ  
فِیَقُولُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اِیْتِیْ نِیْ وَانَہُ فِی مَکَانَ کَذَا وَکَذَا فِیْجِیْئُہُمْ فِیَقِیْفُہُ عَلٰی نِیْبَہِ عَرَّ وَجَلَّ  
فِیَقُولُ یَا رَبِّ مَا کُنْتُ اَرْجُو اِلَّا اَخْرَجْتَنِیْ مِنْہَا اَنْ تَرُدَّنِیْ فِیْہَا فِیَقُولُ اللہ عَزَّ وَجَلَّ دَہُو عَمِیْدِیْ  
یعنی ایک بندہ دوزخ میں ہزار برس تک یا حنان یا منان کہتا ہے میگاہر اللہ غرور بل جبریل کو حکم دیا جاوے کہ اس  
بندہ کو لے آوے جبریل جاوے گا تو دوزخی اوندھے (سوندھے) کہل اور بھٹے ہوئے پہر جبریل لوٹ آئے گا

اور خبر دیگا کہ وہ تو اندھ ہو چکا ہے اور معلوم نہیں وہ بندہ تیرا کونسا ہے تب اسے غزوہ جمل فرما دیگا میرے پاس آ اسکو وہ فلان فلان جگہ میں ہے پھر جبیرؓ اسکو لاکر ب غزوہ جمل کے سامنے کھڑا کر دے گا پھر اسے فرما دیگا اے میرے بندے تو نے کیا پایا اپنا مکان اور لہجہ آرام کی جگہ تو وہ عرض کہ لگائے میرے مالک بہت برا مکان ہے اور بری آرام کی جگہ ہے اسے غزوہ جمل فرما دیگا میرے بندے کو پھر لجاؤ وہ عرض کرے گا اے میرے مالک جب تو نے مجھ کو دامن سے نکالا تھا تو میں نے خیال کیا تھا کہ پھر تو مجھ کو اس میں نہ لگاؤ گیگا تو اسے غزوہ جمل فرما دیگا میرے بندے کو چھوڑ دو رِکْوَاهُ اَحْمَدُ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِينَ اِذَا اَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ كَوْنًا مَآ سَیْنِیْہِ وہ اپنے خرچ کرنے میں ہند رہنے میں کہ حاجت کے سوا بیجا خرچ کریں اور نہ اپنے عیال پر خرچ کرنے میں بخیل مین کہ انکے حق میں قصور کریں اسے مابہ الکفایت انکو نہ دیں بلکہ وہ عادل مین نیک لوگ درمیانی جال چلنے والے اور درمیانی جال سنبھالنے والے عہدہ جال ہے و ہذہ الایۃ لما قال تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُعْ مَا کُلُّ الْبَیْطِ قَتَعَتْ مَمْلُکَہٗمَا مَحْضُوْرًا یعنی اور نہ کہ اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کہ ملے اسکو نہ کہ پھر توبیہ رہے الزام کیا یا ہر ایسے سب الزام دین کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج نہ گیا ابوالدرداء کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنِ فَقِدَ الرَّجُلَ قَعْدَہٗ فِی مَعِیْشَتِہٖ یعنی آدمی کی سبھ کی علامت میں سے ہے یہ بات کہ وہ اپنی گدراں میں درمیانی جال چلے رواہ الامام احمد و لم یخرجہ علیہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا عَالَ مِّنْ اَقْعَدَ یعنی جو شخص درمیانی جال چلتا رہے وہ فقیر نہیں ہوتا رواہ الامام احمد اَيْضًا وَلَمْ یُخْرِجُوْہُ اَيْضًا عَلَیْہِ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَحْسَنَ الْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ وَمَا اَحْسَنُ الْقَصْدُ فِی الْعِبَادَۃِ یعنی تو نگری میں ہی میانی جال عہدہ ہوتی ہے اور مفلس میں (ہی) میانی جال عہدہ ہوتے ہے اور عبادت میں (ہی) میانی جال پسندیدہ ہوتی ہے رواہ الحافظ ابوبکر البزار رُکْمَہٗ قَالَ کَا یُحْرِقُہُ بِرُؤُوسِہُمَا مِّنْ حَدِّیْثِ حَدِّیْثَہٗ رَفِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کہا حسن بصریؒ نے اس کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں ہے اور ایسا بن معاویہؓ نے کہا حسن بن علیؓ کے ساتھ تو اسے کے حکم سے تجاوز کر کے وہ اسراف ہو اور ایسا بن معاویہؓ کے غیر نے کہا اسے غزوہ جمل کی نافرمانی میں خرچ کرنا اسراف ہو فتح میں کہلے یہ متانت کلام ہے اسکو چلایا گیا ہے اس کے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرنے کے لیے

اور ان کے احوال ان نبویہ اور دینیہ ذکر کرنے کے لیے مناہون کا حال بیان کرنے کے پیچھے بعض نے کہا عباد اللہ میں اصناف تخصیص اور تشریف اور تفصیل کے لیے در نہ ساری مخلوق اللہ کے عباد ہیں اور ہونا مقصد ہے سکینت اور تواضع اور وقار کے معنی میں اور مفسرین کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ہوں میثون سے متعلق ہے اسی تمثیل مشیاً ہوگا ابن عطیہ نے کہا اور لائق ہے کہ اسکی یون تاویل کیجاوے کہ اس ماضی کے اخلاق میں ہوں ہونا چاہی اسکی مشی کے مطابق اور رہا یہ کہ ہوں کو صرف مشی کی صفت قرار دیا جاوے تو یہ باطل ہے کیونکہ بہت بڑی باتیں چلنے والے بیٹھے ہوتے ہیں بری اور پیچھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چال میں جبکہ کر چلتے گویا اترتے اچان سوا بن عمار نے آیت کی تفسیر میں کہا وہ مومن ہیں جو زمین میں طاعت اور عطا اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور بن عمار نے ہوں کی علم اور حکم کے ساتھ تفسیر کی اور معنی یہ ہیں چلتے ہیں سکینت اور وقار کے ساتھ تواضع کر کرنا اترنا اور نہ مگر کر کر بلکہ علم کے ساتھ حکم کے ساتھ وقار و عفت کر ساتھ اور اسی پر بعض علمائے بازاروں میں سوا ہونے کو برا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول در میثی نے الاسواق بھی بازاروں میں سوار ہونے کی کراہت پر دلالت کرتا ہے اور وَاِذَا خَلَبْتُمْ لِحُلُوكُمْ میں اللہ نے بیان کیا کہ وہ برداشت کرتے ہیں اہل جہالت سے سفاہت کو اندھا کی پہرین جہالت کرتے اسپر جو اپنی جہالت کرے اور زمین مقابلہ کرتے بیوقوفوں کا انکار نے کیا یہ سلام تسلیم سے مشتق نہیں ہے اور یہ تو سلم سے مشتق ہے عرب کہا کرتے ہیں سلاما اور مطلق ہوتا ہے مز تجب سے بری ہوں اور نیز ہوں یا نیز ہونا چاہتا ہوں اور سیبویہ نے اسکو مفعول مطلق قرار دیا اور کہا تقدیر عبارت سلنا سلاما ہے ویا مفعول بہ پر پڑنے ہی لفظ کہتے ہیں اور ترجیح دی اسکو ابن عطیہ نے اور مجاہد نے کہا سلام یعنی سدا ہے یعنی جاہل کو نرمی اور لین کے ساتھ ایسا جواب دیتی ہیں جس سے وہ ہٹ جاتا ہے کہا سیبویہ نے مسلمانوں کو مشرکوں پر سلام کرنے کا حکم نہیں ہوا لیکن اسکے یہ معنی ہیں ہم سے بچنا چاہتے ہیں اور تم سے بیزار ہیں ہمارے ہمارے درمیان کوئی بد لای برائی نہیں ہے مہر نے کہا سیبویہ کو یوں کہنا چاہی تھا اس من مسلمانوں کو لڑائی کا حکم نہیں ہوتا سپر انکو حکم ہوا کہ افروں کے ساتھ لڑنے کا محمد بن زید بن ہر نے کہا اَحْطَا سَيَدُوْكَ فِيْ هٰذَا وَاسْمَاعِلُ عِبَادَةُ كَمَا نَحْسُ لَنَ كَسِيْبُوْهُ زَانِخٍ اَوْ رَسُوْخٍ مِّنْ كُجْ فَتَكُوْنُ مِّنْ كِىْ مَگر اس آیت میں کیونکہ کہا اس نے اپنی اس کلام کے آخر میں پھر اسکو منسوخ کیا آیت سیف نے علامہ ابو طیب مرحوم اسکے بعد فرماتے ہیں اور میں کہتا ہوں اس طرح ہوتی ہے آدمی کی کلام جب اپنی غیر معلوم من گفتگو کرے اور اپنے طریق کے سوا کسی اور طریق میں چلے اور نہ مسلمان کو مشرکوں پر سلام کرنے کا حکم ہوا ہے



اور وہ اس سے روکے گئے بلکہ حکم ہوا مسلمانوں کو درگزر کرنے اور پہلی طرح چوڑے کانوں کے دعویٰ کی کج ضرورت نہیں ہے اور خطیب میں ابو العالیہ سے مروی ہے کہ اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کر دیا اور اعدائے نسخہ کی آیت سیف یا کسی اور آیت کو ساتھ کچ حاجت نہیں ہے کیونکہ چشم پوشی سہولت اور ان کے ساتھ مقابلہ نہ کرنا ادب و معرفت میں مستحسن ہے اور شریعت بہت بچانے والی ہے عزت کو اور کما ابن العربی نے مسلمانوں کو ہر وقت کچ مشرکوں پر سلام کر نیکا حکم نہیں ہوا تھا اور نہ انکو اس سے روکا گیا بلکہ انکو درگزر کرنے اور پہلی طرح چوڑے کانوں کا ارشاد ہوا تھا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی مجلسوں میں جاتے اور انکو دعا دیتے پر بد مہنت نہ کرتے خلیل مخوی کہتے ہیں ابن ابوربیعہ اعرابی کے پاس آیا اور ان لوگوں میں سے وہ زیادہ عالم تھا جنکو میں نے دیکھا تو وہ ہر وقت چپت پر تھا چہنچہنہ سلام کیا تو اس نے ہم کو سلام کا جواب دیا اور بولا ہمارے لیے ایشئو فاشم جیران ہو کر کھڑے ہو گئے اور ہماری سمجھ میں نہ آیا کہ ابوربیعہ نے کیا کہا تو ایک اور گنوار جو اسکے پہلو میں تھا بولا تم کو ابوربیعہ حکم کرتا ہے کہ اوپر آ جاؤ خلیل کہتے (میں سوچا) تو یہ محاورہ اس کے مقول کے قیل سے تھا اَتَاَسْتَوِي اِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ سَاحَاۗءٌ بِرَبِّهِمْ چپت پر وہ ابوربیعہ بولا کیا ظمیری رولٹ اور وہ میں محبت ہے ہم نے عرض کی ابی کسا کر آئے پھر بولا سلاما بہر سکو معلوم نہ ہوا کہ اس نے کیا کہا وہ اعرابی بولا جو اسکے پہلو میں تھا اس نے تبرتا کہ کا سلام کیا ہے جس میں نہ خیر ہے اور نہ شر خلیل نے کہا تو ابوربیعہ کا یہ قول اخوذ ہے اللہ عزوجل کے قول **وَ اِذَا خَلَطْتُمْ بِالْكَافِرِیْنَ قَالُوْا سَلَامًا سَلَامًا** سے حسن نے کیا یہ تو ان کے دن کا بیان ہے پھر اللہ عزوجل نے انکی رات کا حال بیان فرمایا یہ فرما کر **وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ لِرَبِّهِمْ مَّجْدًا وَ قِیَامًا** اور اس میں بیان ہوا ان کے اعمال کا جو معاملہ خالق میں ہے اور پہلی آیت میں ان کے اس حال کا بیان تھا جو معاملہ خلق میں ہے اور بقیہ موت کو خاص کیا کیونکہ رات میں غالباً رہا اور جمعہ کا شبہ نہیں ہوتا اور قیام کو مؤخر کیا فاصلہ کے لیے اور بقیہ موت وہ یہ ہے کہ باوجود کورات تو سووے یا نہ سووے کما زجاج سے **مَنْ اَذْرَكَهُ الْبَلَّ فَقَدْ بَاتَ نَامًا** اور **لَمْ یَتَّعِزَّ كَمَا یَقَالُ بَاتَ فَلَانَ** قلنا کما نسفی نے اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ نے انکی وصف کی ہے احیاء لیل کے ساتھ یا احیاء اکثر لیل کے ساتھ **وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَلَیْهَا كَانَ عَذَابُنَا لَیْنًا** یعنی وہ لوگ باوجود اپنی طاعت کے اور اپنے حسن معاملہ کے خالق اور مخلوق کے ساتھ اللہ کے داؤ سے ٹڈر نہیں ہیں بلکہ وہ اندیشہ رکھنے والے ہیں ڈرنیوالے خائف اس کے خدا ہے اور غرام اس شکر کو کہتے ہیں جو لازم دائم ہوتا ابن زید جیسے یہ تفسیر فرعون مروی ہے زجاج

نے کہا غرام بہت سخت عذاب کا نام ہے اور ابو عبیدہؓ نے کہا غرام وہ ہلاک دائم ہے پھر اللہ سبحانہ فی العاقبت میں قسط کی تعریف بیان کی اور فرمایا **وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامٌ** خاص نے کہا احسن اقوال آیت کریمہ میں یہ ہے کہ جو شخص غیر طاعت الہی میں خرچ کرے وہ مسرف ہو اور جو شخص اس کی طاعت میں خرچ نہ کرے وہ مقتر ہے اور جو شخص اس کی طاعت میں خرچ کرے وہ قوام ہے اور اگر ہم مخفی نے کہا یہ شخص ہے جو اگنا نہیں کرتا اور نہ برہنہ کرتا ہے (اپنا آپ کو) اور نہ اتنا خرچ کرتا ہے کہ لوگ کہنے لگیں اسے اسراف کیا اور کمایزید بن حبیب نے ان سوا صاحب مراد میں جو وہ کہا تا نعم اور تلذذ کے لیے نہیں کیا کرتے اور نہ جہاں کے لیے کپڑا پہنتے و لکن اتنا کہا تا کہ لیتے جس سے بہو کہ دور ہو جاتی اور اس کی عبادت برفوت حاصل مہلتی اور وہ کپڑا پہن لیتے جس سے اپنے عیب چھپا لیتے اور سردی مگنی سے بچاؤ ہو جاتا اور عبادت میں کہا اسے وہ مسلمان مراد میں جو نہیں اڑاتے اس کی مصیبت میں خرچ کر کر اور نہیں تنگی کرتے اسے عالم کے حقوق روک کر عربی خطاب فرماتے ہیں یہی اسراف پس ہے کہ جو چیز چاہے خرید کر کہا لیوے بعض نے کہا اسراف حدیث پر ہی نام ہے خرچ کرنے میں یہاں تک کہ حد تذریعہ میں داخل ہو جاوے اور اقمار روکنا ہو ضروری خرچ کا قوام ہاں کہ وہ چیز ہے جس پر کوئی چیز نہیں چاوے اور قوام بالفقہ عدل اور مقامت کو کہتے ہیں قالہ تلبیہ فرار کے نزدیک ان کا اسم مفذوف ہے اور وہ العاق ہے اور قواما خبر کان ہے اور مفرا سے ایک اور قول مروی ہے وہ یہ کہ بین ذلک اسم کان ہر ادب میں مبنی ہے فقر پر اسلئے کہ بین ظرف مقصود میں ہے کہا خاص نے میں نہیں جانتا کہ میں کیوں مقصود ہے اسلئے کہ میں کا کلہ جب فقر کے محل میں واقف ہوتا ہے تو مر فوہ ہوتا ہے **وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقُولُونَ الْقَسَاسَ** حَرَّمَ اللَّهُ الْفَحْشَ وَالْمُنْكَرَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ فَمَنْ وَعَدَا غَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ اور وہ جو نہیں چکارا اس کے ساتھ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو سنہ کی اس نے مگر جان چاہیے اور ہر کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے دو نامہوا اسکو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس میں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سے انکو مہل دیگا اسے برائیوں کی جگہ بدلایاں اور ہے اسے بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سودہ پیر آتا ہے اسے

کیطرف ہر آنکی جگہ ف جو فرمایا اور نہیں خون کرتے جان کا جو منہ کی اس نے مگر جان چاہیے تو اسکی  
تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں ماری سوائے تین گناہ کے خون کے  
بڑے میں یا بدکاری میں سنگسار کرنا یا راہ لوٹنے میں مارنا اور یہ جو فرمایا اور جو کوی کرے یہ کام وہ مل گناہ  
سے دونا اسکو عذاب ہے تو یہ اسلیے کہ یہ گناہ اور گناہوں سے بڑے ہیں اور یہ جو فرمایا بد لہ کے گارائیوں  
کی جگہ پہلایان تو اس کے معنی یہ ہیں کہ گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف  
کر دے گا اور دوبار جو توبہ کا بیان کیا تو یہ اسلیے کہ پہلا ذکر ہے کفر کے گناہوں کا جس کے پیچھے ایمان ہے  
اور اگلی آیت میں ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے سینے پہلے اپنے کام سے توبہ  
کے بیان جگہ باوے انتہی ماقبل صاحب الموضع ف حافظ ابن کثیر رحمہ نے ان آیتوں کی تفسیر میں  
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون گناہ بہت  
بڑا ہے فرمایا اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا اَوْ هُوَ خَلَقَكَ یعنی یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرا دے حالانکہ اس نے تجھے کو  
پیدا کیا ہے وہ بولا ہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةً اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ یعنی یہ کہ  
تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر کے ماری کہ تیرے ساتھ کما و لگا وہ بولا ہر کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا  
اَنْ تَزَاقَ حَبْلَكَ جَارَكَ یعنی یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بی بی سے زنا کرے عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں  
اور امامی اللہ نے اسکی تصدیق (اپنی کتاب میں) وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ دَعَا  
الْإِلَٰهَ مِثْلَهُمْ وَهَكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ هَكَذَا بِنِ الْيَمْرُوتِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ بِهِ وَقَدْ أَخْرَجَهُ  
الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ أَدَابُ الْبُخَارِيِّ وَقَاصِلٌ كَلَامُهُمْ عَنْ أَبِي قَاتِلٍ  
شَيْقِيٍّ بْنِ سَمَةَ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحَبِيلٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ بِهِ فَاللَّهُ أَعْلَمُ أَوْ جَارِي  
اور مسلم کے لفظ میں ابن مسعود سے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے آخر حدیث  
میں مسروق کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نکلے اپنے آپ کے  
پیچھے ہولیا ہر بلند مکان پر بیٹھ گئے اور میں آپ کے بچے بیٹھ گیا اور میرا ہونہ آپ کے کہنوں کے سامنے  
تھا تو میں صیغہ سمجھا آپ کی غلوت کو اور میں نے عرض کی میرے مان باپ آپ پر خدا ہوں یا رسول  
اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا اَوْ هُوَ خَلَقَكَ یعنی یہ کہ تو اللہ کے لیے شریک  
ٹھہرا دے حالانکہ اللہ نے تجھے کو بنایا ہے میں نے عرض کی ہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

كَأَهْدَىٰ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ يَنْبَغِي أَنْ تُوَافِيَ أَوْلَادَكَ وَمَارِثَتَكَ مِنْ كَوْنِهِ سَائِمًا بِمَنْعِهِ عَرْضَ كِي  
 بِرْ كُنْ كَمَا هَبْتَ بَابَهُ فَرِيَا أَنْ تُزَانِي حَيْثُ لَكَ جَارِكُ يَنْبَغِي أَنْ تُوَافِيَ أَوْلَادَكَ وَمَارِثَتَكَ مِنْ كَوْنِهِ سَائِمًا بِمَنْعِهِ عَرْضَ كِي  
 تُبْهِمِي (مَشْهُدًا) بِآيَاتِ الدِّينِ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ رَفَاهُ بْنُ جَزِيرٍ سَلَمَةَ بِنِ قَيْسٍ كَيْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَهْجَةُ الْوَدَاعِ مِنْ فَرَايَا سَلَمَةَ بِنِ قَيْسٍ كَيْتَهُ مِنْ وَهْجَاتِ بَاتِمِينَ جَبْكَوَابُ فَرِيَا أَوْ مَعِينِ  
 كَيْسِي أَنْ كِي حَرْصِ نَبِيْنِ كِي جَبْ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 شَيْئًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَزْنُوا بِمَا يَنْبَغِي اللَّهُ كَيْتَهُ سَائِمًا بِمَنْعِهِ عَرْضَ كِي  
 نَبَاؤُ أَوْ رَنَاءُ وَوَهْجَاتِ جَانِ جَبْ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مَقْدَادِ بْنِ سَوْدَةَ كَيْتَهُ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَرِيَا بَابِ أَصْحَابِ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 فِي الزَّوْنَا قَالُوا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ هُوَ حَرَامٌ الْيَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَا أَصْحَابِيهِ لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِمَنْعِهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِمَنْعِهِ جَارِهِ قَالَ فَمَا تَقُولُونَ  
 فِي الشَّرْقَةِ قَالُوا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَخَرَّمَ حَرَامٌ قَالَ لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَهْلِيَاتِ  
 الْكِبَرِ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ مِنْ جَارِهِ يَنْبَغِي أَنْ يَزْنِيَ مِنْهُمَا كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 اسْكِي رَسُولُ نَبِيْنِ حَرَامٌ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 لِيْلَهُ الْبَتَّةُ يَكُونُ نَاكَرُ عَوْرَتَيْنِ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 سَعْدِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَرِيَا بَابِ أَصْحَابِ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 اسْكِي رَسُولُ نَبِيْنِ حَرَامٌ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 مِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشَّرِّكَ اعْلَمْ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ كَلْفَةٍ وَصَعَهَا رَجُلٌ فِي رَجْعِهِ لَا يَجْعَلُ لَهُ كَوْنًا  
 مَعْرُكِي كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 حَلَالِ نَبِيْنِ هُوَ رَفَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 أَوْ رَنَاءُ وَوَهْجَاتِ جَانِ جَبْ كَيْسِي أَنْ كِي سَنَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَبْ فَرِيَا تَبْ كَلْتَرِ كَوَابِ اللَّهِ  
 أَعْمَالُ كَا كَمَارُهُ هُوَ جَابِ كَا بِي آيَاتِ اِتْرَى وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْآلِهَةِ أَوْ

ادقری یہ آیت ہی قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِینَ اَسْرَفُوا عَلَیْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَیجٍ ابوفاختہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُنْعَاکَ اَنْ تَعْبُدَ الْخَلْقَ وَتَدَعَ الْحَالِقَ وَیُنْعَاکَ اَنْ تَعْبُدَ الْخَلْقَ وَتَدَعَ وَکَلَّکَ وَتَقْدُرَ عَلَیْکَ وَیُنْعَاکَ اَنْ تَزْنِ یَحْلِلَ لَکَ جَارِکَ یعنی اللہ تجھ کو منع کرتا ہے مخلوق کی پوجا کرنے سے خالق کو چھوڑ کر اور منع کرتا ہے زنا کرنے سے اور منع کرتا ہے کمانے سے اور منع کرتا ہے تجھ کو اپنے ہمسائی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنے سے رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ کما سفیان نے جو اس حدیث کا ایک اوی ہے اور یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کو قول وَالَّذِینَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الْاٰیۃ کی عبد اللہ بن عمرو سے اس کے قول وَتَنْ یَفْعَلُ ذٰلِکَ یَلْقَیْ اَنَامًا کی تفسیر میں مروی ہے کہ اَنَام دوزخ میں ایک میدان ہے اور عکبرہ نے کہا یلقی اَنَامًا کی تفسیر میں کہ اَنَام دوزخ میں کسی جنگل میں جن میں بدکاروں کو سزا دی جاوے گی اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے اور قتادہ نے کہا اَنَام بڑیاں ہیں اور ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ اَنَام دوزخ میں ایک میدان ہے اور ہمارے لیڈر مذکور ہوا ہے کہ لقمان اپنے بیٹے کو کہا کرتا تھا اے میرے بچے زنا سے بچنا کیونکہ اس کے بدلے میں خوف ہو اور اسکا انجام بچپنا ہے ابو امامہ باہلی سے مروی ہے اور موقوفہ دونوں طرح مروی ہے کہ غمی جبکا ذکر سورہ مريم میں ہے اور اَنَام یہ دونوں کنوئین ہیں دوزخ کے قعر میں رواہ ابن جریر وغیرہ اَعَادَنَا اللّٰهُ مِنْجًا بَیِّنًا وَکَرِّمًا اور سدی نے اَنَام کی مطلق جزا کے ساتھ تفسیر بیان کی اور یہ تفسیر ظاہر آیت کے ساتھ مناسب ہے اور یہی تفسیر مذکور ہے اس سے بچنے کی آیت یَنْصَعِفْ لَکَ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ میں اور صمان کی حقیر اور ذلیل مراد ہے اور یہ جو فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا تو اس کے پس منہ میں کہ ان صفات قبیحہ کی جزا تو وہی ہے جو مذکور ہوئی مگر جو توبہ کرے دنیا میں اللہ عزوجل کی طرف ان تمام کمائے سے تو اللہ کی طرف رجوع فرماتا ہے اور اس آیت میں دلیل ہے قاتل کی توبہ کے صحیح ہونے پر اور اس آیت اور آیت لَسَاءَ وَمَنْ یَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَّعِدًا الْاٰیۃ کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت صحیحہ ثابت ہوئی ہے جس میں قاتل کی توبہ کی صحت کا بیان ہے عبید بن جریج سے اس شخص کا قصہ جس نے سوادجی کو مار ڈالا تھا پھر اس نے توبہ کی تو اسکی توبہ کو اللہ منظور کر لیا اور اس کے سوا اور بہت حدیثیں ہیں اور فاولنگ یہ بدل اللہ سیاتہم حنات وکان اللہ غفوراً رحیم کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ گناہوں کا مچھوڑ کر انکی جگہ نیکوں کے کام کیے علی بن ابی طلحہ نے آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کیا کہ یہ وہ مسلمان ہیں جو اسلام سے پہلے گناہوں کے کام کرتے

ہیں بہرہ سوز اور نواز گناہوں سے بہرہ انکو پہنچا دیا اللہ نے بے لایون کیطرت بہرہ بدین انکی برائیکون کی جگہ بے لایون  
اور مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وہ اسکے نزدیک بیٹھ کر پڑھتے و بدلن بجز خریفہ و بکد  
طول النفس الموجیفہ اعطاء ابن ابی رباح کا اس آیت کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ یہ دنیا کا حال ہے آدمی ایک بے  
صفت پر ہوتا ہے بہرہ اللہ تعالیٰ اسکے بدل اسکو اچھی صفت پر کر دیتا ہے اور سعید بن جبیر نے کہا بدلدی اللہ  
نے عبادت اور ان کی جگہ رحمان کی عبادت اور مسلمانوں سے لڑنے کی جگہ مشرکوں سے لڑنا اور مشرک  
عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی جگہ مسلمان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا اور حسن بصری نے کہا بدلدیا انکو بڑی  
عمل کی جگہ نیک عمل اور شرک کی جگہ اخلاص اور فجور کی جگہ عفت اور کفر کی جگہ اسلام اور یہی قول ہے ابو  
العالیہ اور قتادہ اور ایک دوسری جماعت کا اور دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ سیات ماضی صرف  
خالص توبہ کرنے کے ساتھ حسات ہوجاتی ہیں اور نہیں ہے یہ ابدال مگر اس لیے کہ جب وہ سیات ماضی کو  
یاد کرتا ہے تو پچھتا رہا ہے اور اناسہ پڑتا ہے اور عافی مانگتا ہے بہر گناہ باین اعتبار طاعت ہوجاتا ہے  
اور قیامت کے دن اگر چہ اس گناہ کو اپنے اوپر لکھا ہوا پادے گا پر وہ اسکو ضرر نہ کرے گا اور وہ گناہ اسکو  
صحیفہ میں بھی نیکی کی صورت میں ہوجاوے گا جیسے یہ بات سنت عثمان بن عفان اور انور بن جبریل رضوان  
اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں اس بابے میں صحیح ہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ لَا تُحَرِّفُ اَحَدًا اَهْلَ النَّارِ وَ اَحَدًا اَهْلَ الْجَنَّةِ دُخُولًا اِلَیْ الْجَنَّةِ  
یَوْمَئِذٍ یَقُولُ خُذُوْا عَنِّیْ کِمَارَ دُکُوْنِیْ وَ سَلُوْهُ عَنْ صِغَارِہَا قَالَ یُقَالُ لَہٗ عَلِمْتَ یَوْمَ کَذَا  
کَانَ اَوْ کَذَا وَ عَلِمْتَ یَوْمَ کَذَا کَانَ وَ کَذَا فِیْقُوْلُ نَعَمْ فَمَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُسْکِرَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءًا فِیْقَالُ لَیْسَ  
لَکَ بِکُلِّ سَیِّئَةٍ حَسَنَةٌ فِیْقُوْلُ رَبِّ عَلِمْتَ اَشْیَاءَ لَا اَرَاہَا هُہُنَا قَالَ فَخُذْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ  
عَلِیْہِ وَ سَلَّمْ رَحْمَۃً بَدَتْ لَہٗ اَیْجَلٌ یَعْنِیْ مِیْنِ بَہَانَا ہوں اس شخص کو جو دوزخ سے سب سے بچے لکھا گا اور  
بہشت میں سب سے بچے داخل ہوگا ایک آدمی کو (حضرت رب العزت) میں لا دیں گے بہر فرما دیگا اللہ بظن  
کرد اس سے اسکے کبیرو گناہ اور سوال کرد اس سے صغیر گناہوں سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہر  
اسکو کہا جا دیگا تو نے فلا نے دن میں یہ کام کیا اور فلاں دن میں یہ اور یہ کام کیا وہ عرض کرے گا  
بے شک (اور) اس میں سے کسی گناہ کے انکار کی اسکو طاقت نہ ہوگی بہر کہا جا دیگا تیرے لیے بہر برائی کی  
جگہ بے لایون ہے اور بندہ عرض کرے گا اے میرے مالک میں نرا اور بہت بڑی کام کیے جنکو میں نہیں دیکھتا



بیان ابوذر کہتے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں اِنْفَرَّ بِاُخْرَکَھِم  
 مَسْلَمٌ اَبُوہَا لَکَ اشْعَرُی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبیب بن آدم سو جا تا ہے تو فرشتہ شیطا  
 نو کتاب ہے لا جھجے دوا پنا صحیفہ پہرہ شیطاں اسکو اپنی کتاب دیدیتا ہے پہرہ فرشتہ اگر اپنے صحیفہ میں ایک  
 نیکی پاتا ہے تو اسکے بدلے اس پر ایساں مٹا دیتا ہے شیطاں کے صحیفہ سے اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہے  
 توجب کوئی تم سے سوز کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے ۳۳ بار اور الحمد للہ کہے ۳۳ بار اور سبحان اللہ کہے ۳۳  
 بار تو یہ سونیکیاں ہونگی رَوَاهُ الْحَاکِمُ أَبُو الْفَتْحِ الْعَظَمَاءُ اَبْنِیْ سَلْمَانَ فَاَرْسَلُوْهُ کہتے ہیں آدمی کو قیامت کو دن اسکا  
 صحیفہ دیا جاوے گا پہرہ پڑھے گا اور پہرہ تو اس میں اسکی برائیاں رکھی ہونگی جب برا خیال کرنے لگے گا  
 تو اسکی نگاہ نیچے کیجاں پڑ جاوے گی تو اس میں اسکی نیکیاں لکھتے ہیں (ہونگی پہرہ اور پر کیطوف دیکھو گا تو وہ برائیاں  
 نیکییوں سے بلی ہوئیں (نظر آوین گی) رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ ابوہریرہ کہتے ہیں اللہ کے پاس قیامت کو  
 دن کچھ لوگ آویں گے جنہوں نے برائیاں بہت کی ہونگی کیسے کہا اور ابوہریرہ کہے کہ کون ہوئے تو کہا وہ لوگ  
 ہوئے جنکی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدلے گا رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ ابوہریرہ کہتے ہیں ابو الصیف  
 جو معاذ بن مخبیل کے صاحب تھے انہوں نے فرمایا بہشت میں چار قسم کے لوگ داخل ہونگے متقین (پرہیزگار  
 پہر شا کرین پہر ڈرنے والے پہر اصحاب یمن ابوہریرہ کہتے ہیں انکو اصحاب یمن کیوں کہا گیا تو ابو الصیف نے  
 کہا اسیلے کہ انہوں نے کلام کیے برے اور بھلے (دونوں طرح کے) پہر دیے جاوین گے یہ اصحاب یمن اپنی کتابیں  
 داہنے ہاتھوں میں اور اپنی برائیوں کو حرف بچھڑ میں گے اللہ کہیں گے اے ہمارے مالک یہ تو ہماری  
 برائیاں ہیں پہر کہاں گئیں ہماری بھلائیوں پہر اسوقت اللہ تعالیٰ ان کی سیات کو حنات سے بدلے گا  
 تَبَّ وَہ کہیں گے ہَاؤُمُ اقْرَؤْ وَ اِکْتُبْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ اَقْرٰی مَلٰئِکَۃً حَسْبَ اَیْمٰنِکُمْ یعنی پہر وہ کہے گا لیجیو پڑھو  
 میرا لکھا سینے تو خیال کیا تھا کہ مجھ کو ملنا ہے میرا حساب تو آگے لوگ جنتیوں میں سے بہت ہونگو رَوَاهُ  
 ابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ ابوہریرہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِّحُوْا اللہ سُبْحَانَہٗ  
 حَسْبَکُمْ کی تفسیر میں کہ یہ تبدیل آخرت میں ہونگی اور مکھول نے کہا اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا ان برائیوں  
 کو اور کر دے گا ان کو بھلائیوں رَوَاهُ ابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ ابوہریرہ کہتے ہیں ایک بوڑھا ثبری عمر کا جبر  
 کے دونوں ابدال انکو نپیر گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں آیا اور بولا یا رسول اللہ یہ  
 آدمی ہے جس نے دعا کیا اور بدکاری کی اور نہ چوڑی کوئی حاجت نہ ثبری نہ چوڑی مگر اسکو پورا کیا ہے



کہا حافظ ابن کثیر نے **هَذَا الْعَرَبِيُّ مِنْ هَذِهِ الْوَجْهَةِ** اس کی سند میں ایک مجهول مرد ہے **وَاللّٰهُ حَكَمٌ وَقَدْ**  
**رَوَاهُ ابْنُ جَبْرِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ** ابْنِ الْمُنْذِرِ **لِحَدَّثَنَا ابْنُ بَيْسَانَ** ابْنِ جَبْرِ کے یہ لفظ ہیں بہر  
 لکھی وہ عمدت حسرت کرتی ہوئی اور کتنی ہوئی یا حسرتناہ کیا یہ حسن (اور خوب دی) (دورخ کے لیونہی ہے  
 اور اسی ابن جریر کے پاس ہے کہ جب ابوہریرہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے لوٹے تو اسکو مدینہ  
 کے گھر دن میں ڈھونڈتے بہرے پر وہ نہ ملی جب آئندہ رات ہوئی تو پھر وہ آئی تب ابوہریرہ نے اس کو  
 خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی اور وہ گر پڑی سجدے میں اور بولی سب تعریف اللہ ہی  
 کے واسطے ہے جس نے میری خلاصی کی صورت نکال دی اور میرے کردہ گناہ سے میرا بہرنا مستطور فرمایا  
 اور اس نے آزاد کر دی لونڈی جو اسکے پاس تھی اور اسکے بیٹی بھی اسکے ساتھ آزاد کر دی اور اس نے  
 توبہ کی اور عزوجل کھیر پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عام رحمت کی خبر دی کہ میری رحمت بند و پیر عام  
 شامل ہے اور یہ کہ جو شخص ان میں سے اللہ کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے جس  
 گناہ سے وہ توبہ کرے وہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اور فرمایا **وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ**  
**إِلَى اللَّهِ مَتَابًا** یعنی جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے اللہ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے و ہذا الایۃ  
 کما قال تعالیٰ **وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا** یعنی اور جو کوئی  
 کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشو اے پادوی اللہ کو بخشا مہربان اور جیسے فرمایا **اللَّهُ يَتُوبُ**  
**يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ** وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنی کیا جان نہیں  
 چکے کہ اللہ آپ قبول کرنا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور لیتا ہے زکاتیں اور اسہ ہی توبہ قبول کر نیوالا مہربان  
 ہے اور جیسے فرمایا **قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِي إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ**  
**الدُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** یعنی کہہ دے اور بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان  
 پر نہ اس قدر اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے معاف کر نیوالا مہربان نیز  
 اسکے یہ جو اسکی طرف توبہ کر کر آوے انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہ ہے کہ جب اللہ  
 نے فراغت پائی رحمان کے بندوں کی طاعات بیان کرنے سے تو انکا گناہوں سے بچنے کا بیان کرنا شروع  
 کیا اور سننے آیت کے یہ ہیں اور وہ نہیں بکارتے اللہ کے ساتھ کسی رب کو اور باب میں سے اور نہیں بکارتے  
 شہرتے اسکے ساتھ کسی چیز کو بلکہ اسکا اکیلا ہونا بیان کرتے ہیں اور اخلاص کرتے ہیں اسکے لیے

عبادت اور دعوت میں اور بخاری اور مسلم وغیرہ نے ابن مسعود کو نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھ گئے  
کون گناہ بہت بڑا ہے تو اپنے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک بنا دی حالانکہ اس نے تجھے بنایا ہے بیٹے کہا بہر کون  
گناہ بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو اپنے بیٹے کو مار ڈالے اس نے سے کہ تیرے ساتھ کہا دیگائے عرض کی بہر کون گناہ  
بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے ہمسایہ کی بی بی سے اور اس کی تصدیق اللہ نے اتاری وَالَّذِينَ كَانُوا يُخَوِّنُونَ  
اللَّهَ وَالْآخِرَةَ كَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور بخاری اور مسلم اور امامون نے ابن عباس سے نکالا کہ کچھ لوگوں نے مشرکوں میں  
قتل عام کیا اور بہت زنا کیا بہر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور بولے جو بات تو کہتا ہے  
اور جس امر کی طرف تو بلاتا ہے وہ بات تو نہایت عمدہ ہے اگر تو بتلا دے کہ ہمارے پس کردہ گناہوں کا کفار  
ہو جا دیگا تب یہ آیت اتری وَالَّذِينَ كَانُوا يُخَوِّنُونَ اللَّهَ وَالْآخِرَةَ كَالْيَوْمِ الْآخِرِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى  
عَلِيٍّ اَنْفُسِهِمْ كَالْآلِیَةِ اور حق سے حرم اللہ الالباحق میں وہ مسب حق مراد ہو جو جان کی حرمت اور عصمت کا زائل  
کر نوالا ہو جیسے ایمان کے پیچھے کافر ہو جانا اور نکاح کے بعد زنا کرنا یا کسی جان کو بغیر جان کے مارنا اور  
کلام عرب میں آٹام کہتے ہیں مطلق عقاب کو فرائے کہا اِنَّهُ اَللّٰهُ يُوْثِقُكُمْ اَنَّا مَا يَنْفَعُ اللّٰهَ نَفْلَانِ کو گناہ کی  
سزا دی تو وہ ماثوم ہے یعنی گناہ کی سزا دیا گیا ہے اور عبد اللہ بن عمر اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ آٹام دوزخ  
میں ایک میدان ہے جس کو اللہ نے کافروں کی سزا کے لیے بنایا ہے اور سدی نے کہا آٹام دوزخ میں  
ایک پہاڑ ہے اور یہ فرمایا يُضَحِّفُ لَهُ الْعَذَابُ تَوْضِيعًا سَبَبُ يَهْرُكَ مَشْرُكَ حَبِ شَرِّكَ كَسَاسَ  
مصاصی مگر ملب ہوتا ہے تو اسکے لیے دو ناعذاب ہوتا ہے اسکے شرک اور عصیت پر اور بخیلہ فیہ میں ضمیر  
مجبور راجع ہے عذاب مضاعف کی طرف قہا نام سے دلیل اور حقیر مراد ہے جو جامع ہو عذاب جسمانی اور روحانی  
کا ابن عباس کہتے ہیں ہم اس آیت کو یہاں تک پڑھتے رہے کہ کسی سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد عباد  
مہدین پہ اتری یہ آیت اَلَا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا بِرَبِّهِ يَخُفِّضْهُ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى  
و سلم نہیں خوش ہوئے کبھی کسی چیز کے ساتھ ایسے صبر اس آیت کو نزول کی وجہ سے خوش ہوئے اور  
خوش ہوئے انما تمنا لک فتحا مبینا کے ساتھ اور استثنائے متصل ہے اس ضمیر سے جو یقین میں مستتر ہے اور معنی  
یہ ہیں مگر جو توبہ کرے تو وہ گناہ کی جزا کو نہ ملے گا بلکہ اس کی عزت ہوگی اس طرح کہ اسکے گناہوں کو بدلہ لا جاوے گا  
نیکوں کے ساتھ بعض نے کہا استثناء منقطع ہے ابو حیان نے کہا اتصال ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ مستثنیٰ منہ  
پر اس بات کا حکم لگایا گیا ہے کہ اسکے لیے عذاب دونا ہوگا بہر تقدیر عبارت میں ہوگی اَلَا مَن تَابَ وَآمَنَ

وَعَمَلٌ صَالِحًا فَلَا يُغْنِيكَ عَنْهُ الْعَذَابُ یعنی مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھو کام کرے تو اسکے لیے دوزخ عذاب نہ ہوگا اور اتنا انصاف سے عذاب غیر مضبوط کی نفی لازم نہیں آتی کہا ابو حیان نو اور بہتر پھر نزدیک یہ ہے کہ اشتنا منقطع ہووے اور معنی یہ ہوں مگر جو توبہ کرے آخر آیت تک قرطبی نے کہا علما کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ اشتنا کافر اور زانی میں عام ہے اور مسلمانوں میں سے قاتل میں ان کا اشتنا ہے اور اسکا بیان گذر چکا سو وہ ماندہ میں اور فاولنگ میل اللہ ساتھ حسنات میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہیں اور سیات کو حسنات کو ساتھ سبیل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ میث دیگا اسکے پہلے گناہ توبہ کے ساتھ اور ثبوت کر دیگا انکی جگہ پہلی نیکیاں محاسن نے کہا اس آیت کی تفسیر میں بہت عمدہ یہ قول ہے کہ کافر کی جگہ مومن لکھا جاتا ہے اور عاصی کی جگہ مطیع لکھا جاتا ہے کہا حسن نے ایک قوم کا بیٹا ہے کہ یہ تبدیل آخرت میں ہوگی حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ تبدیل دنیا میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شکر کی جگہ ایمان بدل دیتا ہے اور شکر کی جگہ اخلاص اور بدکاری کی جگہ عفت اور مومن کے قتل کی جگہ مشرک کا قتل زجاجہ نے کہا برائی کی جگہ نیکی نہیں لکھی جاتی مگر رکھی جاتی ہے برائی کی جگہ توبہ اور نیکی توبہ کے ساتھ اور بعض نے کہا برائیاں سبیل ہو جاتی ہیں نیکیوں کے ساتھ اور یہی قول ہے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا اور بعض نے کہا معصیت کا ملکہ نفس میں طاعت کے ملکہ سے بدل دیا جاتا ہے اس طرح کہ معصیت کا ملکہ دبر کیا جاتا ہے اور اسکی جگہ طاعت کا ملکہ ثبت کیا جاتا ہے بعض نے کہا تبدیل عبارت ہر غفران سے اور معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ انکی سیات کو معاف کر دیتا ہے یعنی یہ کہ برائیاں نیکیاں ہو جاوے گا علامہ ابو طیب مرحوم نے اور اللہ تعالیٰ کے کرم میں یہ بات کو ی عبید نہیں ہے کہ حب بند کی توبہ درست ہو جاوے تو اسے ہر برائی کی جگہ نیکی مثبت کر دیوے اور بینک فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل کے واسطے وَاتَّبِعِ الشَّيْئَةَ الْحَسَنَةَ تَحْتَهَا وَخَالَقِ النَّكَاسَ بِخُلُقِ حَسَنٍ یعنی اور برائی کرنے کے پیچھے نیکی کردہ نیکی اس برائی کو میث دیگی اور لوگوں کے ساتھ عمدہ خلق کے ساتھ برتاؤ کر اور ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ان کو کفر کے بدل میں اسلام دیا اور معصیت کو بدلے میں طاعت اور انکار کے بدلے میں معرفت اور جہالت کو بدلے میں علم ابو ذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دن قیامت کو ایک مرد کو لا دین گے پھر حکم ہوگا کہ اسے صغیر گناہ پیش کرو پھر اسے صغیر پیش کریں گے اور کبار بر بظرف رکھے جاوے گا اس سے پھر اسکو حکم ہوگا تو نے فلان فلان کام کیا اور وہ اقرار کرے گا انکار نہ کر سکے گا اور وہ ڈرتا ہوگا کبار کے پیش ہونے

سے پہر کہا جاوے گا دید و اسکو ہر رالی کے بدل جو اس نے اسکو کیا بھلائی اُخْرَجَہُ اَحَدٌ وَهَذَا وَالَّذِیْنَ دُ  
 ابْنُ جَرِيرٍ وَالْکَیْفِیُّ عَنْ ابْنِ کَدْرِ اور احادیث تکفیر سیات اور انکی حسانت کے ساتھ تبدیل میں کثیرہ میں قتال  
 نے کہا احتمال ہے کہ آیت اولیٰ ان لوگون کے حق میں نازل ہوئی ہو جنہوں نے مشرکوں میں سے توبہ کی دکنڈ  
 فرمایا آیت اولیٰ میں اَلَا مَنْ تَابَ وَآمَنَ بِرَأْسِهِ عَطَفَ اَلَا ان لوگون کی توبہ کا جنہوں نے مسلمانوں میں سے  
 توبہ کی دکنڈا فرمایا وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَاَنَّهُ یَتُوبُ اِلٰی اللّٰهِ مَتَابًا تو اس آیت میں توبہ کے بعد عمل صالح  
 کا بیان فرمایا بعض نے کہا جس شخص نے زبان سے توبہ کی اور ہر عمل نہیں کیا تو اسکی توبہ نافہ نہیں ہے بلکہ جو شخص  
 توبہ کرے اور اپنی توبہ کو اعمال صالحہ کے ساتھ ثابت کرے تو اس شخص نے توبہ کی جیسے توبہ کرنی چاہیے اور  
 اور اسکا نام نصح ہے اور آیت کر معنی یہ ہیں جو شخص توبہ کا ارادہ کرے تو وہ رجوع کرے اللہ کی طرف پس جنہ  
 سے میں امر کے ہے کذا قیل تو کہ شرط اور جزا متحد نہ ہو جاوے کیونکہ یوں نہیں کہا جاتا من تَابَ فَاَنَّهُ تَابَ  
 بعض نے کہا معنی یہ ہیں جو شخص شرک سے توبہ کرنے اور فرائض کو ادا کرے ان لوگون میں سے جنہوں نے قتل  
 نہیں کیا اور نہ زنا کیا تو وہ مرنے کے بعد اللہ کے پاس جزا حسن پاوے گا جسکی وجہ سے اپنے غیر پر افضل ہوگا قاتلوں  
 اور زانیوں سے تو آیت اولیٰ راجع ہے شرک کی طرف اور آیت ثانیہ اللہ کی طرف جزا اور کفایت کے واسطے  
 لیکن پہلا قول راجع ہے ہر اللہ نے ان توبہ کرنے والوں نیک کام کرنے والوں کی تعریف بیان کی اور فرمایا  
 وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُونَ الزَّوْجَ وَاِذَا قُرِیَ بِاللَّعْنَةِ قُرُوا اِکْرَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا کُرِیَ بِاٰیٰتِ رَحْمٰتِ  
 لَمْ یَخْرِجُوْا عَلَیْهَا حُمَاقًا وَخُمَاقًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّتِنَا قُرَّةَ  
 اَعْیُنٍ وَاَجْعَلْ لِّلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جو لوگ کام میں اور حب ہو نکلین کیل  
 کی باتوں پر نکلجاوین بزرگی رکھ کر ف یعنی گناہ میں شامل نہیں ہوتے اور کیل کی باتوں کی طرف  
 وہ بیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل ہوں نہ ان کو لڑیں اور وہ کہ جب انکو سمجھائے انکو رب کی باتوں  
 نہ ہو پڑیں پانچ بہرے اندھے رہنے وہ بیان سے سنیں اور وہ جو کہتے ہیں اور رب دیکھو ہماری عورتوں  
 کی طرف اور اولاد کی طرف سے انکھ کی تشنگ اور کہ ہم کو پرہیزگاروں کے آگے ف انکھ کی تشنگ یہ کہ  
 وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں اور وہ ہمارے پیچھے ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں  
 کہ یہ صفتیں ہی سجدہ صفات عباد رحمان کے ہیں وہ یہ کہ رحمان کے بندو شامل نہیں ہوتے زور میں  
 بعض نے کہا زور وہ شرک اور عبادت اصنام ہے بعض نے کہا زور سے کذب اور فسق اور کفر اور لغو اور



باطل مراد ہے اور محمد بن حنفیہ نے کہا زور سے لغو اور غما مراد ہے اور ابو العالیہ اور طاؤس اور ابن سیرین اور  
 حنظل اور یحییٰ بن انس وغیرہم کا زور کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ زور وہ مشرکوں کو سیلے میں اور عروین تیس نے  
 کہا زور وہ بھیدہ گوئی کی مجلس ہے اور امام مالک نے زہری سے روایت کیا کہ زور سے شراب کا پینا مراد ہے تو عبا  
 رحمان نہ شراب پیئیں میں اور نہ اسکی رغبت کرتے ہیں صبر حدیث میں آیا ہے مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسُ عَلَى مَائِدَةٍ يُكَادِرُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ يَعْنِي جَوْشَنُ لَانِي اِسْمُهُ كَوَادِرُ يَجْلِسُ دُنْ كَوَادِرُ يَجْلِسُ  
 خَوَانٍ بِرَجَبٍ شَرَابٍ كَمَا لِي جَاوَسَ بَعْضُ نَعْلٍ كَمَا زور سے جہولی گواہی مراد ہے یعنی دوسرے شخص پر جہولی گواہی  
 نہیں دیتے جیسے صحیحین میں ابو بکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اَنْتُمْ  
 يَا كِبَرُ اَنْتُمْ كَبَرُ ثَلَاثًا قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَحَقُّهُ اُولَ الدِّينِ وَكَانَ مُتَكَلِّمًا فَجَرَّ  
 فَقَالَ اَلَا وَحَقُّ اُولَ الدِّينِ اَلَا وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَكْذِرُ مَا حَاطَ قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ يَسْ كَمَا مِثْلُ قَمِ  
 كونه بتلاؤں کہ بہت بڑی گناہ کون میں تین بار فرمایا مجھے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمائیے فرمایا اللہ  
 ساتھ شکر کرنا اور مان باپ کی نافرمانی کرنا اور تکیہ لگائے تو پھر بیٹھ گئے اور فرمایا سن لو اور جو بات  
 سن لو اور جہولی گواہی پھر اس کلمہ کو بار بار فرماتے رہو یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ چپ کر جاویں رکھو کہ  
 آپ کو تکلیف ہو رہی ہے اور سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اس کے قول لَا يَتَهَدُّنَ اُولَ الدِّينِ سے یہ ہے  
 کہ وہ زور میں حاضر نہیں ہوتے ولہذا فرمایا وَاِذَا قُرِئَ بِاللّٰغْوِ مَرُّوا كَمَا مَآئِنِ وَهَ حَاطَرُ نَحْنِ ہوتے زور میں  
 اور جب انکو گدز نے کا زور پر اتفاق ہو جاتا ہے تو گدز جلتے ہیں اور نہیں آکودہ ہوتے اس سے کسی چیز  
 کے ساتھ ولہذا فرمایا مَرُّوا كَمَا مَآئِنِ محمد بن مسلم کہتے ہیں مجھ کو خبر دی ہے ابراہیم بن میسر نے کہ ابن مسعودؓ نے  
 ایک کیل پر پیر اسپر کڑے نہتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا لَقَدْ اَخْبَنَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَاسْمٰى  
 كَرِيْمًا يَعْنِي الْبَتَّةَ تَحْقُقُ صَبْرًا شَامٍ كِي هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَرِيْمٌ ہونے کی حالت میں پیر ابراہیم بن میسر نے  
 حضرت کو اس قول پر یہ دلیل بیان کی وَاِذَا قُرِئَ بِاللّٰغْوِ مَرُّوا كَمَا مَآئِنِ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِينَ اِذَا ذُكِرُوا بِآيَةِ  
 رَبِّهِمْ لَمْ يَخْزَوْا عَلَيْهِمْ اَصْمًا وَنَعْمًا تَاوَسَ مِنْ مِّنْهُمْ كِي صفت کو بیان کیا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّمَا  
 الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُهُ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَعَلَى  
 رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ یعنی ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آوی اور اللہ کا ذکر جاویں دل انکے اور جب پڑھیے ان  
 پر اسکی کلام زیادہ آوے انکو ایمان اور اپنے رب پر ہوسا رکھتے ہیں بخلاف کافر کے کہ جب وہ

اسکی کلام سننا ہی تو اس میں کچھ اثر نظر نہیں آتا اور نہ اسکی وہ حالت بدلتی ہے جس پر وہ ہوتا ہو بلکہ اپنے  
 کفر اور طغیان اور جہالت اور ضلالت پر ستر رہتا ہے کہ قال تعالیٰ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ  
 يَقُولُ أَيْنَمَا نَزَّلَتْهُ هِذِهِ آيَاتُنَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَرَادَقَهُمْ إِيْمَانًا وَهُمْ يَكْتُمُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ  
 فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَا فَعَلُوا وَهُمْ كَافِرُونَ يَنصُرُوا حِزْبَ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 سَوْرَتِ تُولَعِضُ انہیں کہتے ہیں کس کو تم میں زیادہ کیا اس سورت کو ایمان سوجو لوگ یقین کہتے ہیں ان  
 کو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوشوقتی کرتے ہیں اور جن کے دلیں آزار ہے سوا کو ٹوٹا ہے گندگی پر گندگی  
 اور وہ مرے کافر ہی اور یہ جو فرمایا نہ ہو پڑیں ان پر بہرے اور اندھے تو یہ انکا حال ہی کافر کے حال کے خلاف  
 ہے اسلیے کہ جب کافر پر اللہ کی آیات پڑ ہی جاتی ہیں تو اس میں اثر نہیں کرتا اور وہ اپنے حال پر ستر  
 رہتا ہے گویا انکو سننا ہی نہیں کہ قال تعالیٰ وَإِذَا تَشَاءُ عَلَيْنَا أَيْتُنَا وَلِيُّ مُسْلِمٍ إِنْ كَانُ لَكُمْ مَعَهُمَا  
 يُبَيِّنُ أَدْرَجِبُ پڑ ہی جاتی ہیں کافر پر ہماری آیتیں پیٹ دیے جاتا ہے غور سے گویا ان کو سننا ہی نہیں اور  
 مجاہد نے کہا اللہ کے قول لَمْ يَجِدُوا عَلَيْهَا حُفًّا وَهُمْ يَوْعًا اَلَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ دیکھتے اور نہیں  
 سمجھتے کچھ کما حقہ بصری نے نہایت ایسے لوگ ہیں کہ قرآن کو پڑھتے ہیں پر اوپر گر جاتے ہیں بہرے اور  
 اندھے ہو کر اور قتادہ نے اس تعالیٰ کے قول وَالَّذِينَ إِذَا تَوَدُّوا يَأْتِيَتْ بِهِمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اَلَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ  
 وَهُمْ يَوْعًا کی تفسیر میں روایت کیا کہ نہیں بہرے ہوتے حق کے سننے سے اور نہیں اندھے ہوتے اسکے دیکھنے  
 سے تو وہ بخدا ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں اللہ کی کتاب کو اور فائدہ اٹھاتے ہیں اللہ کی کتاب سنکر ان عیون  
 کہتے ہیں میں نے شبی سے سوال کیا کہ ایک مرد قوم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور نہیں سنی ہوتی اس نے  
 سجدہ کی آیت کیا سجدہ کرے انکو ساتھ تو شبی نے یہ آیت پڑھی اور بولا نہ سجدہ کرے انکو ساتھ اسلیے کہ اس نے  
 سجدہ کی آیت میں غور نہیں کی اور مومن کو لائق نہیں ہے کہ ہر جا کی بنی اور موفقت کرے مگر سمجھ بوجہ اسلام  
 کو اور یقین حاصل کر کر اور یہ جو فرمایا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيَّتَيْنَا فَتَرَ  
 الْكَافِرُ تَوَلَّىٰ وَهُمْ يَصْنَعُونَ اَلَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ اسکی صلاب میں سے ایسی اولاد نکالے جو اللہ  
 کی اطاعت کریں اور اسی وعدہ لائے شریک کی عبادت کریں ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایسی اولاد پیدا کرے  
 جو اللہ کی طاعت کو ساتھ عمل کرے پڑھتے ہیں انکی وجہ ہو انکے دین دنیا اور آخرت میں عکرمہ رضی اللہ  
 عنہ کہتے ہیں انکی عزم اس دعا سے کچھ اولاد کی خبر بروی اور جہالت کی نہیں ہو مگر انہوں نے ارادہ

کیا ہے کہ انکی اولاد اسکی مطیع ہو اور حسن بصریؒ کو چاہا گیا اس آیت کی تفسیر میں تو ادھونوں کو فرمایا اسکے معنی  
 ہیں کہ دکھا دو اللہ مسلمان بند کیواسکی بی بی اور اسکے بھائی اور ناتیوالے سواسکی فرمانبرداری  
 بخدا کوئی چیز مسلمان کی آنکھ کو اس سے بڑھ کر ٹھنڈا نہیں کرتی کہ وہ دیکھے اپنے بیٹے کو یا پوتے کو یا بھائی  
 کو یا کسی اور رشتہ دار کو فرمانبرداری کو نیوالا اللہ عزوجل کے لیے اللہ کا ابن جبرئیل نے آیت کی تفسیر میں کہ وہ  
 عبادت کریں تیری پہر اخلاص کریں تیری عبادت میں اور نہ کہ بیچ لادیں ہمہ گیر گناہ (یعنی ہماری نافرمانی کریں)  
 اور عبد الرحمان بن زید بن اسلم نے کہا سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنی بی بیوں اور اولاد کے لیے یہ کیا انکو  
 اسلام کی ہدایت کو کسی حیر بن نفیر کہتے ہیں ہم مقدار بن اسود کو پاس بیٹھے تھے ایک دن تو گذرا اسکے پاس  
 ایک مرد اور بولا خوشی جو ان دونوں آنکھوں کے لیے جنہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم  
 آرزو کرتے ہیں کہ ہم دیکھتے جو تو نے دیکھا اور حاضر ہوتے جہاں تو حاضر ہوا پہر غصہ ہوا مقدار تو میں تعجب  
 کر لگا کہ اس بچارے نے تو کوئی بری بات نہیں کہی پہر متوجہ ہوا مقدار اس مرد کی طرف اور بولا کیا چیز  
 برا لگتی تھی ہے مرد کو پہر کہ وہ آئندہ کرتا ہے وہاں حاضر ہونے کی جہاں سواسکو اللہ نے غائب رکھا پہر  
 جانتا کہ اگر اسوقت حاضر ہوتا تو ہوقت میں یہ کیا ہوتا تھا ضرور حاضر ہو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے پاس تو میں جبکہ سونہ کے بل گر دیا اللہ نے دوزخ میں اسلیے کہ نہ حکم مانا اور نہوں پر حضرت کا اور نہ  
 سچا جانا اور نہوں نے حضرت کو کیا تم تعریف نہیں کرتے اللہ کی کتم کو اس نے نکالا تمہاری مان کے پیٹ سے  
 نہیں بچا پنتے ہو تم مگر اپنے مالک کو اور بچا جانتے ہو حضرت کو اس چیز میں جسکو آپ لائے اور اٹھا چکے  
 آفتیں تمہارے لیے اور لوگ البتہ تحقیق بھیجا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت  
 بری حال پر کہ لیے برو حال پر کسج مغیرہ کو مبعوث نہیں کیا بھیجا آپ کو جہالت کے تورے میں نہیں سمجھتے  
 تھے کہ عبادت اوٹان سے بڑھ کر کوئی اچھا دین ہے پہرے آؤ حضرت فرقان کو جس نے فرق کر دیا حق اور باطل  
 کے درمیان اور اس نے جدی خالدی والد اور اسکے ولد میں اور وہ ایسا زمانہ تھا کہ دیکھتا تھا مرد اپنے  
 والد اور ولد اور بھائی کو کا قرا اور کہو لیا تھا اسکے دل کے قفل کو اللہ نے ایان کے لیے وہ جانتا تھا کہ اگر  
 میرا بیٹا یا بھائی مر جاوے گا تو دوزخ میں جاوے گا پہر نہ ٹھنڈی ہوتی تھی اسکی آنکھ اور وہ جانتا تھا  
 کہ میرا حبیب دوزخ میں جاوے گا اور اسی بارے میں اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ  
 لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا لِقَاءَ الْمُتَّقِينَ اِمَامًا مِّنْ دُونِ اُولٰٓئِكَ اَعْلَمَ مَا هُوَ حَافِظُ

ابن کثیر نے ہذا آیت کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ ہم کو پیشوا بنا کہ ہماری پیروی کیجاوے بے ہدائی میں اور انکو  
 غیر نے کہا اسکی تفسیر میں ہذا آیت مفسرین دعاۃ الی الخیر یعنی کہ ہمکو ہدایت کرنیوالے ہدایت پانیوالے  
 پانیوالے بے ہدائی کیطرف نواہنوں نے چاہا کہ ہماری عبادت متصل ہووے ہماری اولاد کی عبادت کے ساتھ  
 اور یہ کہ متعدی ہووے اہل ہدایت کا نفع انکے غیر کیطرف اور ایسی ہدایت میں بہت ثواب ہے اور عمدہ انجام  
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ  
 اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ وَلِکُلِّ مِثْلٍ یَدْعُوْا کَ اَوْ عَلَیْہِ یَتَّقُ یَا مِنْ بَعْدِہِ اَوْ صَدَقَہُ جَارِکَہُ یعنی حسابان  
 آدم مر جاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین صورتوں میں (ایک تو یہ کہ) اولاد نیک رکھتا ہو جو اس کے  
 لیے دعا کرے (دوسرا کسی کو) علم سکھا جاوے جس سے (لوگوں کو) اسکے پیچھے فائدہ پہنچے (تیسرے)  
 ایسی خیرات کر جاوے جو جاری ہونے والی ہو جیسے سرابنا نام مسجد بنا کسی راہ میں کنواں لگوانا پلین بنوانا  
 وغیرہ ذلک وہ اسم فی صحیحہ انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہ ہے کہ زور میں حاضر ہونے  
 سے شہادت زور مراد ہے یا زور سے کذب اور باطل مراد ہے اور دوسرے قول کی طرف لکھتے ہیں جمہور مفسرین  
 کہا زجاج نے لغت میں زور کہتے ہیں جھوٹ کو اور اصل کے ساتھ مشرک کرنے سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ نہیں  
 ہے کہا واحدی نے اکثر مفسر اس پر یہ کہ زور اس آیت میں بمعنی مشرک ہے اور حاصل ہے کہ کلمہ یشہد وہ اگر  
 شہادت پر مشتمل ہے تو کلام میں مصافحہ و نہ ہولے لایہد وہ شہادۃ الزور اور اگر یشہد وہ ماخوذ ہو  
 شہود اور حضور سے جیسو وہ جمہور کا مذہب ہے تو اسکے معنی میں اختلاف ہو قادم نے کہا اہل باطل کے ساتھ  
 انکے باطل میں ہوا افتخار نہیں کرتے اور محمد بن حنفیہ نے کہا حاضر نہیں ہوتے کبیل اور سرود میں ابن جریر  
 نے کہا زور سے کذب مراد ہے اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے بعض نے کہا باگت میں جو ٹوٹن کی مجلسوں میں  
 اور گناہگار کی مجلس میں جو تو نہیں پاس جاتے ایسی مجالس کے مشرک اور اہل شر سے بچنے کے لیے بعض نے کہا  
 زور سے اعیاد مشرکین مراد ہیں بعض نے کہا زور سے یمن کرنا مراد ہے اور بہتر یہ ہے کہ زور کو خاص کیا  
 جاوے ایک نوع کے ساتھ دوسرے نوع کے سوا انشاء زور سے ملکہ معنی میں وہ لوگ جو نہیں حاضر ہو کر  
 وہاں جس پر زور کا اسم صادق آتا ہے وہ کوئی چیز ہو اور ابن عباس کہتے ہیں زور ایک بت تہادنیہ میں لوگ  
 کہتے تھے اسکے ارد گرد ہر ہفتے میں پہر فرمایا واذہروا باللغو واکراما یعنی اور اگر کہی اتفاقاً بلا قصد لغو یا

ہاں لگا گندہ جو دے تو اس سے اعراض کر کے بلا التفات اپنی زندگی سلکمر گذر جاتے ہیں اور اسی قسم سے بے  
فراحت سے چشم پوشی کرنا اور گناہوں سے درگزرنا اور جہنم کی تصویر میں شرم آور سے اس کو نہ کرنا گناہ ابن عباس  
نے حضرت مسلمہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ حب صنم مذکور پر گزرتے تو بزرگی رکھ کر گذر جاتے اور اسکی طرف نہ دیکھتے  
وہذہ الایۃ لقولہ تعالیٰ وَاِذَا سَمِعُوا اللّٰغُوَ اَکْثَرُ مِمَّا عَنِتُّہٗ وَقَالُوا لَآ اَحْکَمُ لَنَا وَلَکُمْ اَعْمَا لَکُمْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ  
کَاکْتَبْتُمْ لِلْجَحِلِیْنَ یعنی اور جب بنین بھی باتیں اس کے کنارہ پکڑیں اور کمین ہو کر ہمارے کام اور تم کو تھما کر  
کام سلامت رہو ہو کہ بنین جاہلین بے سوجہ امام مہام جعفر باقر کہتے ہیں کہ جب وہ فروج کا ذکر کرتے ہیں تو انسو  
کنا کر کے ہیں بعض نے کہا لغو سے شتم ادا پدا اور مراد ہے اور لغو ہر گے ہو کر قول اور فعل کہ کہتے ہیں کہ تاز  
نے لغو ہمارے گناہ ہیں بعض نے کہا لغو سے ذی لغو مراد ہے ابن قتیبہ نے لَمْ یَخْزَوْا بِمَقَامِنَا وَنَحْنُ بَانَا  
کی تفسیر میں کہا نہیں غفلت کرتے ان سے جیسے بہرے کہ انکو سنا ہی نہ ہو اور جیسے اندھے کہ انکو دیکھا ہی نہیں  
ابن جریر نے کہا آیت میں گرنا مراد نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول دیا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے فَلَا تَدَّ  
قَعْدَ یَبْکِیْ یعنی فلان بیٹھا روتا ہے اگرچہ وہ قاعد نہ ہو کہا ابن عطیہ نے ذکر کا سننے والا اگر یا قائم ہے  
پھر جب اس نے اعراض کیا تو گویا گر پڑا اور خروہ کہتے ہیں بے دُوب گرنے کو بعض نے کہا سننے یہ ہیں جب ان  
بہ آیات الہی پڑ ہی جاتی ہیں لکن دل ڈر جاتے ہیں پھر گرتے ہیں سجدے میں روتے اور نہیں گرتے اپنی ہر  
گنگے فرارنے کہا نہیں بیٹھے رہتے اسی حالت پر گویا ان کو سننا ہی نہیں کشاف میں کہا ہے کہ اس میں  
انکے گرنیکی نفی نہیں ہے بلکہ اس میں تو گرنیکا ثبوت ہے اور نفی تو بہرے اندھے ہو نیکی ہے تو غرض صاحب  
کشاف کی یہ ہے کہ نفی فیک کی طرف متوجہ ہے نہ تنقید کی طرف کہا مفضل نے قوہ عین میں تین قول ہیں ایک تو  
یہ کہ آنسو ٹھنڈی ہوں کیونکہ آنسوؤں کا ٹھنڈا ہونا ہر در کی دلیل ہے جیسے آنسوؤں کا گرم ہونا خزن اور غم کی دلیل  
ہے دوسرے سوچا جائے کہ سوتا فراغ خاطر اور غم کے دور ہونے کو ساتھ حاصل ہوتا ہے تیسری رضا کا حاصل ہونا  
ابن عباس نے کہا انکی مراد یہ ہے کہ ہماری اولاد عامل بالطاعت ہو جسکی وجہ سے ہماری آنکھیں دنیا اور آخرت  
میں ٹھنڈی ہوں کیونکہ کوئی چیز مومن کی آنکھ کو اس سے بڑھ کر ٹھنڈا نہیں کرتی کہ وہ دیکھے اپنی بی بی یا اپنی  
اولاد کو فرمانبردار اللہ عزوجل کے پہرہ حر کرے کہ وہ بھی خوشی پاوین اسکے ساتھ جنت میں پھر پھرا ہو دو  
اسکا سر در اور ٹھنڈی ہو دے اسکی آنکھ اسکے ساتھ پھر فرمایا کہ وہ کہتے ہیں وَاَحْبَبْنَا الْمُتَّقِیْنَ اِمَامَا یعنی  
ہم کو ایسا بنا کہ بھلائی اور مہم دین کی قیامت میں ہماری پیروی کیجاوے اور فرمایا اَمَامَا اور نہیں فرمایا

اللہ کیونکہ امام سے جس امام مراد ہے میرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو جگہ عطا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ نے امانا فرمایا کہ  
 انہیں فرمایا جیسے فرمایا دو شخصوں کی بابت اِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور فرماؤ کی غرض صرف اس سے ہے  
 کہ یہ واحد اس قبیل سے ہے جس سے جمہ مراد لی جاتی ہے اور اخفش نے کہا امام جمع ہے ام کی ماخوذ اُمُّ یَوْمُ سے  
 فقال کو وزن پر چھ صاحب اور صاحب اور قائم اور قیام بعض نے کہا امام مصدر ہے جیسے صیام اور قیام  
 بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو امام بنا بعض نے کہا انہوں نے ارادہ کیا کہ ہر ایک امام  
 بناؤ کیونکہ ہمارا کلمہ ایک ہے اور ہمارا طریق متفق ہے بعض نے کہا کلام میں قلب ہے اور سننے میں بہن اِجْعَلِ  
 الْمُتَّقِينَ لَنَا اِمَامًا اور یہی قول ہے مجاہد کا بعض نے کہا یہ دعا صادر ہے ان سے انفرادہ کے طور پر اور ہر ایک  
 کی عبارت انہیں سے دعا کرتے ہیں وَاجْعَلْنِي لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا وکن قوم کی عبارات کو بصیغہ متکلم مع الغیر  
 حکایت کیا گیا ہے ایجاز اور اختصار کے قصد کے لیے کہو لَیَا اَیُّهَا الرَّسُولُ کُلُّوْا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا  
 صَالِحًا اور اس صورت میں لفظ امام کو اپنی حالت پر کہا جاویگا فقال نے کہا میرے نزدیک یہ بات ہو کہ امام  
 کو جب اسم کی جا بجا رکھ دیتے ہیں تو یہ واحد آتا ہے گویا یون کہ لَیَا اَیُّهَا الرَّسُولُ کُلُّوْا مِنْ الطَّيِّبَاتِ اور یہی مثل ہے  
 پتہ کا لفظ کہا کرتے ہیں هُوَ لَا یَبْلُغُ کُلَّ اَیِّ حِصَادٍ نے کہا امام کے لفظ میں جمع وغیر جمع میں برابر  
 تو مطابقت حاصل ہے کما نیا پوری نے اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ دینی ریاست ان چیزوں میں سے  
 ہے جس کا طلب کرنا واجب ہے اور اس میں رغبت کرنا لازم اور بہت قریب معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس مرتبہ  
 کا سوال کیا جبکہ آیت میں مذکور ہے کما ابن عباس نے آیت کی تفسیر میں کریم کو ہدایت کے امام کو لوگ ہم سے  
 ہدایت پاویں اور ذکر ہر صلاہت کو امام کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِیُّهَا الرَّسُولُ کُلُّوْا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا  
 صَالِحًا وَاجْعَلْنَا لَهُمْ اٰیٰتًا یَذْكُرُوْنَ اور انکو ہم نے کیا پیشوا رہتے ہمارے حکم سے اور فرمایا اِیُّهَا الرَّسُولُ کُلُّوْا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا  
 صَالِحًا وَاجْعَلْنَا لَهُمْ اٰیٰتًا یَذْكُرُوْنَ اور کیا ہم نے انکو سوار بلا تم میں دوزخ کی طرے اَوْ اٰیٰتِکَ یُجْزَوْنَ الْعُرْفَةَ  
 بِاصْبِرْ فَاَوْفُوا بِوَعْدِکُمْ فِیْهَا حَیٰتِیَّةً وَسَلٰتِہَا خُلْدِیْنِ فِیْہَا احْسَنْتَ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ قُلْ مَا یَعْبُوْا  
 بِکُمْ رِبِّیْ لَوْ کَانَ دَعَاؤُکُمْ فَقَدْ کَانَ نَبْءٌ قَدْ سَوِّفَ یَکُوْنُ لَیْسًا ۝ انکو بلائے گا کوٹھن کے جہر کے  
 اسپر کہ تمہارے رہی اور لینے آویں گے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے رہیں فرشتے لگے آگے لجا دیں گے (۱) ہا  
 کرین انہیں خوب جگہ ہے نہراؤ کی اور خوب جگہ سہنے کی دینے ایسی جگہ تھوڑی دیر نہیں لے تو یہی غنیمت  
 ہے انکا تو وہ گھر ہے (۲) تو کہ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر نعم اسکو پکارا کہ سو تم جہلا پکے اب اگر



ہوتا ہے بنیاد یعنی بندہ مخزون ہو ویر خاوند کو اسکی کیا پرداہ مگر اسکی التجار رحم کرتا ہے اب ہوتی ہے سمیت یعنی  
 لڑائی اور جہاد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی صفات جمیلہ اور اقوال اور افعال جمیلہ کو بیان فرمایا  
 تو اسکے بعد فرمایا جو لوگ ان صفات مذکورہ کو ساتھ متصف ہیں ان کو قیامت کے دن جنت ملو گی امام مہتمم ابو  
 باقر اور سمیع بن جبیر اور ضحاک اور صدی نے کہا جنت کو غرقہ کہا ہے سبب بلند ہونے اسکے کے اور یہ انکو جزا جو ملو گی  
 تو انکی استقامت کے بدلے جو وہ دین حق پر اور ان صفات پر ہمیشہ رہیں گے انکو دعا اور سلام کہتے  
 اور کیا دیگی انکی توقیر اور تعظیم قلہم السلام وعلیہم السلام کما قال تعالیٰ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَدْخُلُونَهَا  
 وَمَنْ حَبَّ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَآزَوَاتِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْهِمْ  
 بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ابو یمن نے کہنے کو داخل ہو گئے انہیں اور وہ جو نیک ہو انکو باب دادی میں اور  
 جو رُودن میں اور اولاد میں اور فرشتے آئیں ان پاس ہر دروازے سے سلامتی ہو دے تہ پر بدلے اسکے کہ تم  
 ثابت رہے سو خوب ملا پھلا مگر اور یہ جو فرمایا خالد بن نبیہا نے ہمیشہ رہا کریں اس میں فائدہ کما قال تعالیٰ خَلِيلَيْنِ  
 فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا یعنی رہا کریں نہ چاہیں وہاں ہو جگہ بدلنی وکما قال تعالیٰ وَآمَنَ الَّذِينَ سَعَدُوا  
 فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا يَأْكُلُهَا شَيْءٌ وَلَا يَمُوتُ عَطَاً يُغْنِي عَنْهُمْ وَفِيهَا  
 جَنَّةُ جَنَّتِ مِنْ مَوْجِبَتِ مِنْ هُنَّ رَہا کریں اس میں جب تک رہو آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش  
 ہے بے انتہا اور یہ جو فرمایا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا یعنی خوب جگہ ہے نظارہ میں اور خوب جگہ ہے آرام  
 لینے اور اترنے کی یہ فرمایا قُلْ مَا يَعْجُبُكُمْ رَبِّي لَوْ كَادَتْ دَعَاؤُكُمْ یعنی اگر تم اسکو نہ پکارو اور اسکی عبادت نہ  
 کرو تو وہ تمہاری کچھ پرداہ نہیں کرتا کیونکہ اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے تو کہ عبادت کریں اسکی اور ایک کہیں  
 اسکو اور پاک بیان کریں اسکی صبر اور شام کما مجاہد اور عمر بن شعیب نے مَا يَعْجُبُكُمْ رَبِّي لَوْ كَادَتْ دَعَاؤُكُمْ  
 بکم یعنی تم کو کیا کریگا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ لولاد دعاؤکم میں دعا سے ایسا  
 مراد ہے یعنی اگر تم ایمان نہ لاؤ تو تمہاری کچھ پرداہ نہیں کریگا اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو خبر دی کہ اسکو انکی  
 کچھ حاجت نہیں ہے اور اگر انکی ضرورت ہوتی تو محبت ڈالتا انکے دل میں ایمان کی جیسے محبت ڈالی مسلمانوں  
 کے دل میں ایمان کی سو تم جہنم چلے لے کافر وہاں ہوگا تمہارا جہنم تمہاری طاقت کا سبب دنیا اور آخرت  
 میں اب داخل ہوگا اس میں بدر کا دن ہی جیسے لڑام کی تفسیر بدر کے ساتھ عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب  
 اور محمد بن کعب قرظی اور مجاہد اور ضحاک اور قتادہ اور صدی وغیرہم نے کی ہے اور حسن بصری نے کہا

لزام قیامت کا دن ہر ادبے اور ان دونوں قولوں میں کوئی مشابہات نہیں تمام ہوئی تفسیر سورہ فرقان کی  
 وسم الحمد والمئة فتح کا بیان یہ ہے اولنگ میں اشارہ ہر جوصفات مفضلہ کے ساتھ موصوف میں ہر اداس میں دلیل  
 ہے کہ وہ تمیز میں ان مشقوں کے ساتھ اور لوگوں سے ہر طرح تمیز ہونا اور امر شاہد کے مسلک میں ہر مشق میں  
 اور یہ منہاد ہے اور ابعد اسکا اسکی خبر ہے اور جملہ ستانہ ہے بعض نے کہا اور کما غرہ سے بلند درجہ مراد ہے  
 اور وہ جنت کے اعلیٰ وفضل ترین میں جیسے دنیا میں غرہ اس مکن کو کہتے ہیں جو دنیا کے ماکن سے اعلیٰ  
 ہو اور اصل میں غرہ نام ہے ہر اونچی بنا کا اور غرہ کی جہم غرہ ہر صفاک نے کما غرہ سے جنت مراد ہے اور  
 سننے یہ میں بدلے گا ان کو جنت اور غرہ کو واحد کہا گیا اسلیے کہ یہ لفظ جنس پر دلالت کرتا ہے اسکی دلیل  
 اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وَهُمْ فِي الْمَقَامَاتِ آمَنُونَ یعنی اور وہ جہم کو کون میں مقرر ہونگے سہل بن سعد اب  
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الْغُرَّةُ مِنْ يَأْكُوْتُهُ حُمْرًا وَزَوْجَاتُهَا خَضَرًا وَ  
 دُرَّةٌ بَيْضَاءُ لَيْسَ فِيهَا فَخْمٌ وَلَا وَصْمٌ یعنی جہم کے سرخ یا قوت اور سبز زبرجد اور سفید موتی کے بنے  
 ہونگے جن میں شکست و شکاف نہ ہوگا اَخْرَجَهُ الْحَكِيمُ الْقَرْمِذِيُّ يَمَّا صَبَّرَ ابْنُ مَرْثَدٍ اور شیر نے کے  
 تحلیفات اور طاعات کی مشقوں پر اور سبب چوڑنے امراء اور شہوات اور تحمل مجاہدات کے اور تلقے  
 سے اعطاء مراد ہے صبر اللہ کے قول وَلَقَاهُمْ نَفْرَهُ وَسُرُودًا مِنْ يَمِينِهِ اور دیکھا انکو تازگی اور خوشی اور بعض  
 نے اسکو یَقْوَنَ پڑا ہے مخف بفتح یاء اور اسکی فرمائے پسند کیا اور اسکے منہم میں پاویں گے کما فرمائے  
 اور سبب دلیل ہے کہ عرب کے لوگ کما کرتے ہیں فَلَاَنْ يُلْفَى بِالسَّلَامِ وَالْحَيَّةِ وَلِئَلَّيْكَ اَمِيْعَةً کا استعمال  
 بہت کم کرتے ہیں اور منہم میں کہ بعض ہشتی بعض کو دعائیں دینے اور نیچے کا انکی طرف اللہ سبحانہ سلام  
 اور بعض نے کما تحیۃ کہتے ہیں بقاء دائم اور ملک عظیم کو بعض نے کما تحیۃ یعنی سلام ہے بعض نے کما ملاکہ انکو  
 دعائیں دین گے اور انہر سلام کرینگے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تحیۃ اور سلام انکو امر کی طرف ہی ہوگا اور اسی قبیل  
 سے ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوُكُمُ سَلَامٌ یعنی تحیۃ انکا حسین اللہ کو ملین گے سلام ہوگا بعض  
 نے کما تحیۃ سے طول حیات اور آباد رہنے کی دعا ہے اور سلام سے آفات سے سلامتی کی دعا مراد ہے بعض نے  
 کما تحیۃ سے انکا ہدایا اور تحفوں کے ساتھ اکرام کرنا مراد ہے اور سلام سے اللہ کا سلام کہنا مراد ہے اور کما تحیۃ تو  
 اسپر دلیل ہے سَلَامٌ تَقْوًا مِنْ رَبِّ تَحِيَّۃً یعنی سلام ہونا ہے رب مہربان ہو اور اللہ کا قول حسنت مستقرا  
 و مقاما اللہ کے قول سالت مستقرا و مقاما کے مقابل ہے جو دوزخ کے وصف میں عنقریب گذرا اور کریم

قل یا عبو بکم ربی میں اللہ سجدانہ و تعالیٰ فرمایا کہ وہ کل کی طاعت سرمنے اور بے نیاز ہے اور انکو تکلیف  
 دی ہو تو کہ تکلیف سے فائدہ اٹھاوین کما جاتا ہے عبادت بظان جب اسکا کسی کے نزدیک کچھ قدر نہ ہو اور وہ  
 اسکی پرواہ نہ کرے اور عیبیا ماخوذ ہے عباد سے جب مننے نقل ہے کما غلیل نے ما عباد بظان اسوقت بولتی ہیں  
 جب کسی کی تعمیر مطلق ہو یعنی میں اسکو کیا کر دین اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اسکا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں اور  
 یہی قول ہے ابو عبیدہ کا کما نزاج نے مایعبو بکم ربی کی تفسیر میں تمہارا کیا مقدار ہے اسکو نزدیک یا کیا  
 کر لگا ٹھو یا کیا کرے گا اسمر تم کو عذاب کرے اور لولاد عار کم کے یہ معنی میں لولاد عار یا کم تعقید وہ سینے اگر وہ  
 تم کو اپنی عبادت کی طرف نہ بلاوے صورتیں دعا جو مصدر ہے مضاف ہے اپنے مفعول کی طرف اور بھی  
 فرا کا مختار ہے اور اسکا فاعل مخدوف ہے اور لولا کا جواب بھی مخدوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے لولاد عار کم  
 لم عیبیا بکم اور استقل کا مؤید ہے اللہ کا یہ قول وما خلقت لیعن و الا انش ایا لیعبد قون اور خطاب لولاد عار  
 کم میں جمیع ناس کو ہے اور ابن عباس نے دعا کی ایمان کے ساتھ تفسیر کی ہے بعض نے کما مصدر مضاف ہے  
 ہے فاعل کی طرف اور سننے یہ ہیں اگر تم اسکی طرف شاید میں فریاد نہ کرو اور جو لوگ دعا کے فاعل کے مضاف  
 ہونے کے فاعل ہوئے ہیں ان میں سے ہے قتیبہ اور فارسی کما اندونون نے اور اصل عبارت اسطرح ہے  
 لولا دعاکم الی اللہ من دونہ اور لولا کا جواب مخدوف ہے اور وہ لم یعبد بکم ہے کما ابو اسعود نے اسنے  
 رسول کو ارشاد فرمایا ہے کہ بیان کر دے لوگوں کے لیے کہ نعماء جلیلہ کے ساتھ فائزہ میں جو ان نعمتون  
 میں رغب میں امدانعون فرما ان نعماء کو حاصل کیا ہے ان محاسن کیوجہ سے جو مذکور ہوئیں اور اگر انکے وہ سچا  
 نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکا ہرگز اعتبار نہ کرتا اور انکا جو اعتبار کیا ہے اور انکی پرواہ کی ہے اور انکے ذکر کو بلند  
 کیا ہے تو وہ ایسے کہ اوہنوں نے اسی کیلئے کی پوجا کی نہ اور کسی امر کے لیے اور اگر انکی عبادت نہ ہوتی تو  
 انکی ہرگز پرواہ نہ کرتا اور یا سکے نزدیک ذرہ بمقدار کے مول ہے نہ جکتے قالہ الرختشری بہر جمیع ناس نیز  
 سے اسنے کفار کو خاص کیا ہے فرمایا فقد کذبتم اور ابن زبیر نے اسکو مڑا ہے کذب الکافرون اور  
 یہی قریب ہے ابن عباس اور ابن مسعود کی جیسے اسکو ابن جبن نے حکایت کیا اور اس قریب میں بن دیل  
 نے اسپر کہ خطاب یعبو بکم ربی لولاد عار کم میں جمیع ناس کو ہے بجز ہر مایا فسوف یكون لزاما یعنی تکلیف  
 کی جزا تم کو عنقریب لازم ہوگی اور محمد بن غفرین اسپر کہ لزام سے اسجکتہ وہ عذاب مراد ہے جو بد کے دن  
 ستر کون کو لگا اور یہی قول ہے ابن مسعود کا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ لزام سے آخرت کا عذاب ہر اد

اشقہا اس جلد کی حسن قانون رحبری ہو چکی ہے جو ان باجارت شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد الحکیم لیسران شیخ محمد الدین مرحوم اس کو کوئی نہ جبار یا سید نفوسہ استاذ

ہے کہا ابو عبیدہ نے لازم سے فیصل ملا ہے۔ ہمارے اور سلمان کے درمیان میں فیصل ہوگا اور تعلیم  
نے کہا ہمدانی مکذیب تم کو چھٹ جاوے گی ہم نے تم کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور جو حقہ قرآن مجید کا کسر اللہ ہم سے  
ابن جریر نے کہا لازم سے عذاب دائم اور ہلاکت فنا کرنیوالی مراد ہے اور ابو السمال نے لازم بغیر اللہ لازم کہا  
ہے کہا ابو جعفر نے مصدر لازم ہے اور لازم کا کسور اللہ ہونا اولی ہے ابن عباس نے کہا لازم سے موت مراد ہے  
بعض نے کہا دال مراد ہے اور یحییٰ بن ابن عباس سے مروی ہے کہ پانچ علامتیں جو قیامت کے آئینہ ہیں  
ہیں گنہ گین دھان رحبکا ذکر سورہ حم دھان میں ہے گنہ گنہ کا ذکر شقاق قرآن رحبکا ذکر سورہ قمر میں ہے  
گنہ گنہ کا ذکر غلبہ روم رحبکا ذکر سورہ روم کے ابتدا میں ہے گنہ گنہ کا ذکر طہ رحبکا ذکر سورہ دھان کی  
آیت یوم نطفش البطشہ الکبرے میں ہے گنہ گنہ کا ذکر لازم گنہ گنہ کا ذکر سورہ فرقان میں ہے (سب سے  
اور حمد اللہ سبحانہ و کداسطے ہے جسکی مدد اور حسن توفیق سے سورہ فرقان کی تفسیر ختم ہوئی اب شروع کرتی  
ہے تفسیر سورہ شعراء کی دبا بعد التوفیق

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ہے کہ تفسیر ترجمان القرآن لطائف البیان جلد نہم ماہ شعبان ۱۳۱۲ ہجری  
مقدسہ میں شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد الحکیم لیسران شیخ محمد الدین مرحوم تاجران کتب کے اہتمام سے  
سطح صدیقی لاہور میں بہت ہی خوش نمائی کے ساتھ زیور طبع سے شائع کیا گیا۔ ان کے شائقین قرآن مجید  
کے لیے توشہ آخرت ہوئی پروردگار اس کے مؤلف اور طبع کرانیا والوں کو عظیم آفات دینی  
و دنیوی سے اپنے حظ و امان میں رکھے اور جلد دسویں کی ہے چھپنی شروع ہو گئے ہے انشاء  
اللہ تعالیٰ بہت جلد چھپکر بدیہ ناظرین ہوگی

